ھِدایۃُ النحو کے مضبوط فہم کے ساتھ فہم کافیہ شرح جامی کے
کرنے قریب والی مستند اردو شرح

شرح ھدایۃ النحو

مُصنّف

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان چشتی

مترجم و شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز
اردو بازار ٥ لاہور

طالب دعا زوہیب حسن عطاری

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و
نظریات۔۔۔
بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان
کے رد۔۔۔
اہلسنت پر کئے جانے والے
اعتراضات کے جوابات پر مشتمل
کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور
والپیپر حاصل کرنے کے لئے
تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

[illegible]

شرح ھدایۃ النحو

مصنف

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی

مترجم و شارح

علامہ محمد لیاقت علی رضوی

شبیر برادرز (رجسٹرڈ)

زبیدہ سنٹر ۴۰۔ اردو بازار لاہور

فون: 042-37246006

ترتیب

عنوان	صفحہ

عنوان | صفحہ

غیرُ منصرف

اَلْمَقْصَدُ الْاَوَّلُ فِی الْاَسْمَاءِ الْمَرْفُوْعَةِ

اَلْقِسْمُ الْاَوَّلُ اَلْفَاعِلُ

عنوان | صفحہ

اَلْقِسْمُ الثَّانِی اَلْمَفْعُوْلُ بِهٖ

اَلْمُنَادٰی

عنوان | صفحہ

اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ ، اَلْمَفْعُوْلُ فِیْهِ

اَلْقِسْمُ الرَّابِعُ ، اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ

اَلْقِسْمُ الْخَامِسُ ، اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهٗ

اَلْقِسْمُ السَّادِسُ ، اَلْحَالُ

عنوان	صفحہ

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

مقدمۂ نحویہ

نحمدك اللّٰهمّ يا من تفضّل علي من نحا نحوه بتواتر خلاصة نعمه الكافية، وقابل باحسانه داء المتقصر عن اداء شكره بترادفِ انواع منَنِهِ الشافية، حمداً تنجرُّ إليه كمالات المحامد غيرَ مخفوضةٍ، وتسكن لديه الآمال جازمة بأنّ عزّ المزيد بدوامة وثيقة غير منقوضة ونسالك اللّٰهمّ أن تشرح صدورنا بأنوار هدايتك فهي أعظم مطلوب، وتبعدنا عن مساوىء الأفعال النّاقصة، وتسعدنا بمحاسن أفعال القلوب، ونشهد أن لا إله إلّا أنت وحدك لا شريك لك في صفاتٍ ولا افعالٍ، بل أنت الفاعل المختار لكل مفعولٍ من الكائنات والأحوال، ونشهد أنّ سيّدنا ونبيّنا محمداً عبدك ورسولك، المبعوثُ من خلاصة معدّ ولباب عدنانَ، الذى أنزلت عليه القرآن بلسانٍ عربيّ مبين، لا يُخْلَقُ جديده، ولا يمل ترديده على مدى الأزمان، صلى الله عليه وسلم وعلى آله وأصحابه المشتغلين بسُنته بلا تنازع في العمل، وأنصاره المنصرفين لإعلاء كلمة الله من غير وقف ولا بدل، ما أيقن ذو تمييز بأن لشأنهم التّكبير ولشانئيهم التّصغير، وما علم ذو إدراك بأنهم جمع السّلامة ومخالفوهم جموع التكسير.

اما بعد فيقول العبد الفقير الى ربه الغنى محمد لياقت على الرضوى البريلوى عامله الله بلطفه الخفيّ وبرّه الحفيّ، السكن قريه سنتيكا من مضافات بهاولنگر الپاكستان،إنّ شرح الهدايه فى النحو رتبته لطالبين لفهم العلوم العربية والاسلامية ،

علم نحو کو مدون کرنے کے اسباب کا بیان

جب اسلام کی دعوت جزیرۃ العرب سے نکل کر باقی دنیا میں پھیلی اور کثیر آبادی اسلام کے سایہ امن و عاطفت میں آ گئی تو قرآن مجید کا سمجھنا، حدیث سے واقف ہونا، نت نئے مسائل کا استنباط کرنا اور بدلتے ہوئے حالات میں اسلام کی ترجمانی اور مسلمانوں کی رہنمائی کا فرض انجام دینا علمائے کرام کے لیے فرض لازم ٹھہرا۔ اس کے لیے نہ ترجمہ کافی تھا، نہ عربی زبان کی سرسری واقفیت کام دے سکتی تھی بلکہ اس سے ایسی گہری فنی واقفیت ضروری تھی جس کی بدولت غلطی کا امکان کم سے کم اور کتاب وسنت کے علم وفہم اور صحیح ترجمانی کی زیادہ سے زیادہ صلاحیت پیدا ہو، اس مقصد کے تحت عربی کے قواعد وضوابط پر کامل عبور شرط لازم کی

حیثیت رکھتا تھا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب صرف ونحو کی تدوین اور اس سلسلے میں کتابوں کی تصنیف کی ضرورت پیش آئی۔ اس سلسلہ میں جہاں عربی علماء نے بہت سی قیمتی تصنیف فرمائی دہیں عجمی علماء بھی ان سے کسی طور پیچھے نہیں رہے اور صرف ونحو کے قواعد پر مشتمل بیش بہا کتب تحریر فرمائیں۔ یاد رہے کہ فن صرف علم نحو ہی کی ایک شاخ ہے، شروع میں اس کے مسائل نحو ہی کے تحت بیان کیے جاتے تھے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلفاء اربعہ کے دور میں یکے بعد دیگرے اسلام دنیا میں پھیلتا گیا اور سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے دور میں تقریبا اسلام پوری دنیا میں پھیل چکا تھا لہذا عجمی لوگ بھی اسلام میں داخل ہونے لگے پھر عجمی لوگ عربی میں خلط ملط کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن مجید کے اندر بھی غلطیوں کا ارتکاب کرنے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحو کو ایجاد کرنے کی ضرورت محسوس کی۔

علم نحو کی ضرورت کے ایک واقعہ کا بیان

ایک اعرابی نیا نیا مسلمان ہوکر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہنچا تو مسجد کے اندر ایک عجمی تلاوت کررہا تھا وہ جب سورۃ توبہ کی آیت (إِنَّ اللّٰهَ بَرِيْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ) پر پہنچا (یعنی اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں) اس عجمی نے رسولہ کا عطف لفظ اللہ پر کرنیکی بجائے اَلْمُشْرِكِيْنَ پر کیا اور یوں پڑھا رَسُوْلِهٖ یعنی مجرور پڑھا جس کے کے معنی یہ بن رہے ہیں کہ اللہ مشرکین اور اپنے رسول سے بیزار ہے (نعوذ باللہ) اعرابی عربی دان تھا اسنے جب یہ آیت سنی تو کہا جب اللہ ہی اپنے رسول سے بیزار ہے تو مجھے ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے وہ مرتد ہوکر چلا گیا۔ ابوالاسود دوئلی کو جب اس واقعہ کی خبر پہنچی تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس واقع کو بیان کیا اور فرمایا (نَحَوْتُ اَنْ اَضَعَ مِيْزَانًا لِّلْعَرَبِ لِيَتَقَوَّمُوْا بِهٖ لِسَانَهٗ یعنی میں ایسے اصول بنانا چاہتا ہوں جس سے لوگ عربی زبان کو درست رکھ سکیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَقْصَدُ نَحْوَهٗ میں بھی یہی ارادہ رکھتا ہوں) اس سے علم نحو کی وجہ تسمیہ بھی معلوم ہوگئی کہ دونوں بزرگوں نے نحو کا لفظ استعمال کیا۔

علم نحو کی ضرورت کے دوسرے واقعہ کا بیان

ایک آدمی کی وفات ہوگئی تو لوگ اس پر رو رہے تھے ایک آدمی نے رونے والوں سے پوچھا (مَنِ الْمُتَوَفِّيْ) یعنی مارنے والا کون ہے روتے والوں نے کہا اللہ سائل نے کہا میں تو میت کے بارے میں پوچھ رہا ہوں کہ مرا ہوا کون ہے اللہ تو (حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ) ہے انہوں نے کہا آپ پھر صیغہ اسم مفعول یعنی (مَنِ الْمُتَوَفّٰى) کے ساتھ پوچھیں۔ یعنی مرا ہوا کون ہے۔

علم نحو کی ضرورت پر دوسرے واقعہ کا بیان

ایک آدمی کا باپ مرگیا تو وہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میراث کے بارے میں مسئلہ پوچھتے ہوئے کہا (مَاتَ اَبِيْ وَتَرَكَ لِيْ مَالٌ) یعنی مَالًا کی بجائے مَالٌ پڑھا انہی مختلف غلطیوں کی بنا پر علم نحو کو ایجاد کیا گیا۔

قرآن مجید میں نقطے، اعراب لگانے کا بیان

جب نئے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے، ان میں اکثریت غیر عربوں کی تھی تو ضرورت پیش آئی کہ قرآن مجید پڑھانے سے پہلے ان کو یہ بھی سکھایا جائے کہ وہ عربی زبان کا تلفظ کس طرح [illegible]۔ ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حکم سے ان کے شاگرد ابوالاسود دؤلی نے قرآن مجید پر پہلی بار نقطے لگائے۔ لیکن قرآن مجید میں نقطے لگانے کو [illegible] قرار دینے کی ہدایت اللہ تعالیٰ نے ایک ایسے آدمی کو دی جو اسلام کی تاریخ میں زیادہ نیک نام نہیں ہے۔ یعنی حجاج بن یوسف۔ اس نے بطور پالیسی کے یہ حکم دیا کہ آئندہ قرآن مجید کا کوئی نسخہ نقطوں کے بغیر نہ تو قبول کیا جائے گا اور نہ اس کی اجازت دی جائے گی۔ چنانچہ اس کے زمانے سے قرآن پر نقطے لگانے کا باقاعدہ رواج شروع ہوا۔

اعراب کا بھی ابھی تک رواج نہیں تھا۔ اس لیے کہ عربی جاننے والا زیر زبر کا محتاج نہیں ہوتا تھا۔ جو نیا شخص اسلام میں داخل ہوتا تھا وہ جلد ہی عربی سیکھ لیا کرتا تھا۔ آج بھی عام طور پر عربی کتابوں میں زیر زبر نہیں ہوتے، یہ کام دوسری صدی کے اواخر یا تیسری صدی ہجری کے اوائل میں ہوا۔ بنو عباس کے زمانے میں، اسلامی تاریخ کی ایک بہت اہم اور غیر معمولی شخصیت گزری ہے، جس کے بارے میں میں سمجھتا ہوں کہ انسانی تاریخ میں جتنے اعلیٰ ترین دماغ گزرے ہیں، ان میں وہ ایک تھا یعنی خلیل بن احمد الفراہیدی۔ وہ کئی علوم وفنون کا موجد ہے۔ اعراب بھی اس نے ایجاد کیے۔ اعراب کا تصور نہ صرف سب سے پہلے اسی نے دیا، بلکہ اس نے قرآن مجید پر بھی اعراب لگائے۔ (محاضراتِ قرآنی)

کہتے ہیں کہ علم نحو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایجاد ہے، بعض کے نزدیک ابوالاسود دوائلی اس کے موجد ہیں۔ بہر حال یہ دونوں بزرگ اور سیبویہ، خلیل نحوی اور جاحظ وغیرہ اس فن کے بڑے نام ہیں۔ مشہور ولندیزی مستشرق دوبوئر نے اپنی تصنیف تاریخ فلسفہ اسلام میں لکھا ہے کہ اہل عرب شل اور بہت سے علوم کے، علم لسان کا بانی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے ہیں بلکہ کلام کی تقسیم تین اجزاء میں جو ارسطو کی ایجاد ہے انھیں کی طرف منسوب کی جاتی ہے۔ اصل میں علم لسان کی بناء کوفے اور بصرے میں پڑی تھی۔ ابتدائی نشو ونما پردہ اخفاء میں ہے کیونکہ پہلی چیز جو ہمیں نظر آتی ہے وہ سیبویہ کی مکمل صرف ونحو ہے۔ یہ ایک جید کتاب ہے جسے آگے چل کر متاخرین نے ابن سینا کے قانون کی طرح متعدد فضلاء کی کوششوں کا نتیجہ قرار دیا۔ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت کو غلط طور پر پڑھا تو آپ نے حکم دیا تھا۔

علمِ نحو کی برتری کا بیان

سلف وخلف کے تمام آئمہ کرام کا اس بات پر اجماع رہا ہے کہ مرتبہ اجتہاد تک پہنچنے کے لیے "علمِ نحو" شرط لازم ہے۔ چاہے کوئی شخص جامع العلوم بن جائے مگر وہ مجتہد کے درجے تک اسی وقت رسائی حاصل کر پائے گا جب تک وہ نحو نہ جان لے اور اس کے وسیلے سے ان معانی ومفاہیم کا علم حاصل کرے۔

جس کی معرفت صرف اسی علم کی بدولت ممکن ہے۔ اسی لیے مرتبہ اجتہاد تک دسترس اسی علم پر موقوف ہے اور اس کی تکمیل اسی سے حاصل ہوتی ہے (لمع الادلہ لابی البرکات کمال الدین بن محمد الانباری 577م)

کسائی (نحوی) کا ابو یوسف قاضی (تلمیذ امام ابو حنیفہ) سے ہارون رشید کی موجودگی میں ایک مسئلہ پر مکالمہ ہوا تھا روایت ہے کہ ابو یوسف رشید کے پاس آئے۔ جب کہ کسائی ان سے خوش طبعی کر رہے تھے ابو یوسف رشید سے کہنے لگے "اس کوفی نے تو آپ کو گھیر لیا ہے اور آپ پر غالب آ گیا ہے۔

کسائی کہنے لگے، اے ابو یوسف رشید وہ چیزیں لاتے ہیں جو میرے دل کی آواز ہیں" پھر کسائی ابو یوسف کی طرف آگے بڑھے اور کہا" اے ابو یوسف، میں تم سے ایک مسئلہ پوچھوں، ابو یوسف کہنے لگے یہ مسئلہ نحو سے متعلق ہے یا فقہ سے؟ کسائی نے کہا: "یہ فقہ کا مسئلہ ہے" رشید اس بات پر ہنس پڑا پھر وہ اپنے پاؤں سے زمین کریدنے لگا پھر کسائی نے کہا ابو یوسف سے فقہ سیکھیے۔

کسائی نے کہا درست ہے پھر ابو یوسف سے کہنے لگے، اے ابو یوسف اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے کہا "أنتِ طالقٌ إنْ دخلتِ الدار" (اگر تو گھر میں بدل ہوئی تو تجھے طلاق ہے) اور اس شخص نے بات لفظ "إن" سے شروع کی؟ ابو یوسف کہنے لگے "جب وہ داخل ہوئی تو اسے طلاق ہو گئی" کسائی نے کہا" آپ نے غلط جواب دیا ہے اے ابو یوسف، اس پر رشید ہنس پڑا اور کسائی سے کہا درست جواب کیا ہے؟" کسائی نے کہا: جب اس شخص نے "أنْ" کہا تو فعل واجب ہو گیا اور طلاق واقع ہو گئی اور اگر اس نے "إن" کہا تو فعل بھی واجب نہ ہوا اور طلاق بھی واقع نہ ہو گی" (معجم الادباء)

کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے بعد ابو یوسف ہمیشہ کسائی کے پاس آتے رہے (الموافقات فی اصول الشریعہ، ابو اسحاق الشاطبی)

امام الخلیل نحوی

الخلیل بن احمد کی پیدائش ۱۰۰ھ میں ہوئی عمان کے باشندے اور مشہور نحوی و ادیب ہیں۔ علم عروض کے موجد ہیں اور سب سے پہلے عربی لغت بھی انھوں نے ہی لکھی۔ جس کا نام کتاب العین ہے۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر اہم تصانیف یہ ہیں۔ شرح صرف الخلیل، کتاب فیہ جملہ آلات الاعراب۔ ان کا انتقال ۱۷۴ھ میں ہوا۔

امام الائمہ فی النحو عمر بن عثمان سیبویہ

سیبویہ ابو بشر عمر بن عثمان بن قنبر عربی زبان کے نہایت مشہور نحوی اور ادیب تھے۔ یہ شیراز کے مضافات، موضع البیضاء ۱۴۸ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد تحصیل علم کے لیے بصرہ گئے۔ یہاں کے اکابرین علماء سے استفادہ کیا۔ خاص طور سے ماہر لسانیات الخلیل بن احمد سے حاصل کی۔ کم عمری میں ہی عربی زبان میں مہارت حاصل کی اور نحو کی کتاب مرتب کی جو آج تک مختلف

مدارس کے درسیات میں شامل ہے۔ان کی کتاب الم کی متعدد شرحیں لکھی گئیں اور یورپ کی مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے ہوئے۔ان کا انتقال ۱۸۰ھ میں ہوا۔

امام الکسائی نحوی

امام ابوالحسن علی بن حمزہ کسائی کی ولادت ۱۱۹ھ کوفہ میں ہوئی۔الکسائی علی بن حمزہ بن عبداللہ بن رحمن بن فیروز مشہور نحوی و ماہر زبان تھے۔ان کی وفات کوفہ میں ۱۸۹ھ میں ہوئی۔ابتدائی تعلیم کوفہ میں پائی۔پھر بصرہ میں خلیل بن احمد سے تحصیل علم کی۔خلیل نے انھیں نجد کے ایک قبیلہ کے پاس زبان سیکھنے کے لیے بھیج دیا۔جب یہ بصرہ واپس آئے تو خلیل کا انتقال ہو چکا تھا۔اس کی جگہ الکسائی کو مل گئی اور بغداد میں مستقل قیام کیا۔ہارون الرشید نے امین و مامون کی تعلیم کے لیے انھیں بھی مامور کیا تھا۔ان کی مشہور تصنیف رسالہ فی لحن العامہ ہے۔

امام ابن سکیت نحوی

ابن سکیت ابو یوسف ماہر لسانیات اور نحوی تھے۔ان کی ولادت بغداد میں ۱۸۵ھ کی ہے۔انھوں نے مختلف زبانیں سیکھیں اور خلیفہ المتوکل کے بیٹوں کے اتالیق مقرر ہوئے۔ان کی مشہور کتابیں اصلاح المنطق، کتاب القلب والابدال، شرح دیوان خنساء وغیرہ ہیں۔ان کا انتقال ۲۴۴ھ میں ہوا۔

علامہ ابن خالویہ

ابن خالویہ ابوعبیداللہ مشہور نحوی وتذکرہ نویس تھے۔حصول علم کے لیے ہمدان سے بغداد آئے اور یہاں کے مشہور اساتذہ سے نحو وادب کی تعلیم حاصل کی۔ان کی مشہور تصنیف کتاب اللیس شرح مقصورات ابن درید ہے۔ان کا انتقال ۳۷۰ھ،۹۸۰ء میں ہوا۔

علامہ ابن قتیبہ نحوی

ابن قتیبہ دنبوری عرب کے مشہور مورخ، نحوی، ادیب، اور دبستان بغداد کے جید عالم تھے۔ان کی ولادت کوفہ میں ۸۲۸ء میں ہوئی اور انتقال ۸۸۵ء میں ہوا۔ان کی مشہور تصانیف کتاب الادب الکاتب، کتاب معانی الشعراء اور عیون الاخبار ہیں۔

علامہ عثمان ابن جنی نحوی

علامہ ابن اثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: میرا نہیں خیال کہ کسی عام شخص کا بھی وہم وگمان وہاں تک پہنچ سکتا ہے جہاں تک اس آدمی (ابن جنی) کا خیال پہنچا ہے، باوجود یہ کہ امام ابن جنی علمائے عربیت میں امام تسلیم کیے جاتے ہیں، جن کی طرف طلباء رخت سفر باندھا کرتے تھے، اب دیگر کے متعلق کیا کہا جائے گا، جو اس طرح کے امام بھی نہ ہوں اور پھر کسی فن میں کلام کریں؟ اس لئے

کہ فصاحت و بلاغت کا فن، فن نحو واعراب سے بالکل علیحدہ فن ہے۔ (مثل سائر، ص ۱۱۳)

علمائے نحات کی ایک بڑی تعداد جن کے اسمائے گرامی محمد بن احمد اور اسی طرح احمد بن محمد اور اسی طرح ابراہیم ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے علمائے نحات کے احوال پر ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام بغیۃ الوعاۃ ہے۔ اس میں ۲۲۰۰ سو کی تعداد میں علمائے نحات کے حالات زندگی کو رقم کیا ہے۔

بیس مشہور علمائے نحات کے اسمائے گرامی

1- محمد بن آدم بن کمال، ابوالمظفر الہروی النحوی 2- محمد بن ابان بن سید بن ابان اللخمی، ابوعبداللہ القرطبی 3- محمد بن ابراہیم بن احمد بن عبدالرحمٰن التجیبی 4- محمد بن احمد البیہقی، ابوسعید 5- محمد بن ابراہیم الجذامی الغرناطی بن الحاج، ابوعبداللہ، یعرف بالفقل 6- محمد بن ابراہیم بن جابر الجذامی الوادی آشی، ابوعبداللہ 7- محمد بن ابراہیم بن حبیب بن سمرۃ بن جندب الصحابی، ابو عبداللہ الفزاری 8- محمد بن ابراہیم بن الحسین بن محمد بن داداالجرباذقانی؛ ابوجعفر 9- محمد بن ابراہیم بن عبداللہ الادیب النیسابوری، ابوبکر النحوی 10- محمد بن ابراہیم بن عبداللہ 11- محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن الریعنی الوشقی 12- محمد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن المنذر القرشی القرطبی 13- محمد بن ابراہیم بن عبدالسلام التیمی، ابوعبداللہ 14- محمد بن ابراہیم بن عمران بن موسی الجوری، ابوبکر 15- محمد بن ابراہیم بن ابی القاسم بن عنان المیدومی، ابوعبداللہ شرف الدین 16- محمد بن ابراہیم بن محمد بن المفرج الاوسی الاشبیلی، المعروف بابن الدباغ 17- محمد بن ابراہیم بن محمد بن ابی نصر الامام، 18- محمد بن ابراہیم بن محمد السبتی المالکی النحوی، ابوالطیب 19- محمد بن ابراہیم بن مشرب بن ذروۃ الاشجعی 20- محمد بن ابراہیم بن محمد بن علی بن رفاعۃ کمال الدین، ابوالفتوح القوصی۔ (بغیہ وعات، از امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ)

مصنف ہدایہ نحو کے حالات زندگی

اہل سنت و جماعت کے اسلاف نے علوم عربیہ کے جس شعبہ میں کام کیا ہے وہ نا قابل فراموش احسان ہے۔ خواہ علوم تفسیر ہوں یا اصول تفسیر یا حدیث یا اصول حدیث یا تاریخ اسلام، سیرت ہو یا فقہ ہو یا اصول فقہ ہو، تصوف ہو یا روحانیت کے علوم ہوں طب کے علوم ہوں یا سائنس کے علوم ہوں۔ الغرض امت مسلمہ کے علمی سرمائے کو جب علامہ محمد اقبال نے یورپ کی لائبریریوں کی زینت بنے دیکھا تو کہا کہ دل خون آنسو روتا ہے کہ یہ سرمایہ امت مسلمہ کا ہے۔ اور موجود غیر کے ہاں ہے۔ تاریخ اسلام میں سقوط بغداد کے المناک واقعات کو کون جانتا نہ ہوگا کہ امت مسلمہ کے سیاسی زوال کے ساتھ ساتھ علمی سرمایہ بھی غیروں نے لوٹ لیا ہے۔ اور جس کے بل بوتے پر آج پوری دنیا میں ماڈرن ٹیکنالوجی کے نام اپنی شہرت و تہذیب کے در پے ہوا ہے۔ مگر حقیقت میں چھپے راز آج بھی اہل علم جانتے ہیں۔ کہ شرق و غرب تک ہر قسم نئی ایجاد ہونے والی ٹیکنالوجی میں علم و ہنر اہل اسلام کا ہے۔ مگر افسوس یہ ہے کہ اس پر لیبل غیروں کا لگا ہوا ہے جس کی وجہ سے آنے والی نسل صرف یہی جانے گی کہ شاید دنیا میں دنیاوی کمالات

اہل یورپ کے پاس ہیں۔ حالانکہ یہ تاریخی روح ساز ظلم ہے۔ افسوس اہل یورپ امت مسلمہ کے علوم کو لوٹنے کے بعد ان کا وہی علوم سکھا کر اپنی دوکانداری چمکائے ہوئے ہے۔ لیکن یہ کیسا بھولا بھالا مسلمان ہے کہ اس کو خبر نہیں ہے۔ اس جدید سائنس کے اصل پاسبان تم ہو۔ اس کے اصل وارث تم ہو۔ البتہ ہمارا یہ موضوع نہیں ہے۔ ہم تو علوم نحو کے علماء کے بعد مصنف ہدایۃ النحو کے احوال کو انتصار کے ساتھ بتانا چاہتے ہیں۔ کہ مصنف اسلاف کے سچے پاسباں تھے۔ انہوں نے علم نحو میں نہایت گہرائی اور جامعیت کیساتھ مضامین کو ہدایۃ النحو میں جمع کیا ہے۔

اسم گرامی

حضرت علامہ شیخ سراج الدین عثمان چشتی نظامی سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے بزرگ تھے۔ آپ سلطان المشائخ نظام الدین دہلوی علیہ الرحمہ کے خلفاء میں سے تھے۔ اہل تصوف سے محبت آپ کو اس قدر تھی کہ گویا ودیعت شدہ تھی۔

شیخ سراج الدین کی تعلیم کا بیان

آپ کے پیرو مرشد سلطان المشائخ نے کہا کہ جاہل انسان شیطان کا کھلونا ہوتا ہے شیطان اس کے ساتھ جس طرح چاہے کھیلتا رہتا ہے۔ اتفاق سے اس محفل میں مولانا فخر الدین زرادی بھی بیٹھے تھے تو انہوں نے عرض کیا کہ میں سراج الدین کو چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں عالم بنا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے صرف کی گردانیں اور قوانین صرف سکھنے شروع کر دیئے۔ جن کو بہت ہی تھوڑے عرصے میں آپ نے نہ صرف سیکھ لیا بلکہ ان میں مہارت حاصل کر لی۔

شیخ سراج الدین کا نحو وفقہ کی تعلیم حاصل کرنے کا بیان

علم صرف کے مضبوط فہم وادراک کے بعد آپ نے نحو اور فقہ کی تعلیم کو حاصل کرنا شروع کیا اس مقصد کیلئے آپ نے شیخ رکن الدین اندرپتی سے علم حاصل کیا۔ جہاں آپ کافیہ، قدوری، مفصل اور مجمع البحرین پڑھتے رہے۔ پس چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں اتنی مہارت حاصل کر لی۔ ہم عصر علماء وفضلاء میں یہ جرأت نہ ہوتی تھی کہ وہ آپ سے کوئی مناظرہ یا مقابلہ کر سکیں۔

شیخ سراج الدین کے باطنی علوم کا بیان

شیخ سراج الدین کو حضرت شیخ الاسلام والمسلمین بابا فرید الدین گنج شکر علیہ الرحمہ نے خرقہ خلافت عطا فرمایا لیکن اس کو موقوف کیا ہے یہ اس وقت ملے گا جب وہ ظاہری علوم میں عالم بن جائیں گے تو شیخ نے اسی جذبہ کے پیش نظر چھ ماہ کی قلیل مدت میں علوم ظاہری میں مہارت تامہ حاصل کر لی۔ لیکن ان علوم سے فارغ ہونے پہلے ہی بابا فرید الدین علیہ الرحمہ کا وصال ہو چکا تھا مگر چونکہ انہوں نے خرقہ خلافت کا حکم دے رکھا تھا۔ لہٰذا آپ کو علم کے صلہ میں خرقہ خلافت بھی عطا ہو چکا۔ اور اس کے ساتھ باطنی علوم کیلئے معرفت حاصل ہونے لگی۔

نگاہ بصیرت سے دین متین کی خدمت کرنے کا بیان

بنگال کے اہل اسلام پر شیخ سراج الدین علیہ الرحمہ کی دینی خدمات کے کارنامے زندہ رہیں گے۔ امت مسلمہ میں ان کی دینی خدمات کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ظاہری وباطنی علوم کے پیکر بن کر لوگوں کے دلوں کو ایمان جلا بخشنے والے شیخ سے کو بھلائے بھلایا نہ جا سکے گا۔

دنیا میں ہیں لوگ وہی اچھے　　　جو آتے ہیں کام دوسروں کے

مصنف کی تصانیف

آپ نے میزان الصرف، ہدایہ نحو، پنج گنج لکھی ہیں۔ یہ تینوں کتابیں اپنی اہمیت میں کسی تعارف کی محتاج نہیں ہیں۔ شرق وغرب میں ان مقبولیت عام ہے۔ اور مدارس اسلامیہ کے نصاب میں داخل ہیں۔

وصال شیخ سراج الدین عثمان چشتی علیہ الرحمہ

۷۵۸ھ کے لحات میں علم وعمل کا یہ بحر بے کنار اپنی موجوں سے دنیا کو علم وعرفان سے سیراب کرتا ہوا اپنے رخ کو فانی دنیا سے باقی جہاں کی جانب کرتے ہوئے اہل دنیا سے جدا ہو گیا۔ اہل سنت وجماعت کے عظیم پیکر کے چھوڑے ہوئے نقوش اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسباق آج بھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ لگانے والوں کے دلوں میں موجود ہیں۔

میر سید شریف جرجانی کے حالات زندگی

علامہ قطب الدین شارح "مطالع" کے مایہ ناز شاگرد مبارک شاہ مصر میں اپنے مدرسہ کے صحن میں چہل قدمی کر رہے تھے، اتنے میں انہیں ایک کمرے سے گفتگو کی آواز سنائی دیتی ہے۔ قریب پہنچے تو معلوم ہوا کہ ایک طالب علم "شرح مطالع" کی تکرار کر رہا ہے اور کہہ رہا ہے کہ شارح "مطالع" نے یہ کہا، استاد نے یہ کہا، اور میں یہ کہتا ہوں، پھر جو اس نے تقریر کی تو اس کی تقریر کی لطافت، روانی اور جولانی کو دیکھ کر مبارک شاہ پر وجد طاری ہو گیا اور وہ فرط مسرت میں رقص کرنے لگے۔ اندر جا کر دیکھا تو یہ وہی ہونہار طالب علم تھا جو سولہ مرتبہ "شرح مطالع" پڑھنے کے بعد شوق کا دریا سینے میں چھپائے خود شارح کے پاس "ہرات" جا پہنچا تھا۔ اس وقت شارح، عمر کی ایک سو بیس منزلیں طے کر چکے تھے۔ اور ان کی پلکیں ڈھلک کر آنکھوں کے اوپر آ چکی تھیں۔ انہوں نے بمشکل پلکوں کو اوپر اٹھا کر دیکھا تو نوجوان کی آنکھوں میں بلا کی ذہانت چمک رہی تھی۔ انہوں نے اپنے بڑھاپے کے پیش نظر پڑھانے سے معذرت کی اور اس نوجوان کے والہانہ شوق کو دیکھتے ہوئے یہ مشورہ دیا کہ تم مبارک شاہ کے پاس مصر چلے جاؤ وہ ہو بہو میری کاپی ہے۔ مبارک شاہ کو یاد آیا کہ جب یہ شوق مجسم میرے پاس آیا تھا تو میں نے تعلیم کے لیے دو شرطیں لگائی تھیں ایک یہ کہ تمہیں مستقل طور پر سبق شروع نہیں کرایا جائے گا، کوئی امیر زادہ پڑھنے کے لیے آئے گا تو تم بھی شریک درس ہو سکو گے، دوسری

ہے کہ تمہیں کوئی سوال پوچھنے کی اجازت نہیں ہو گی۔ طلبہ نے یہ شرط بھی خندہ پیشانی سے قبول کر لیں اور درس میں شریک ہونے لگا۔ آج مبارک شاہ اندازہ لگا رہے تھے ان امتحانوں میں کامیاب ہو چکا ہے تو آپ نے مسکراتے ہوئے اسے بلایا اور اجازت دے دی کہ آج کے بعد تم جو پوچھنا چاہو پوچھ سکتے ہو۔ یہ ہونہار طالب علم "میر سید شریف جرجانی علیہ رحمۃ اللہ الغنی" تھے۔ آپ کا نام علی ابن محمد بن علی جرجانی ہے۔ آپ تاکو میں بمقام جرجان "(مملکت خوارزم کے ایک شہر) میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانہ کے اکابر علماء سے علم حاصل کیا۔ مبارک شاہ سے "شرح مطالع" پڑھی۔ "ہدایہ" کے محشی علامہ اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی سے علوم دینیہ حاصل کیے یہاں تک کہ اپنے ہم عصر علماء سے سبقت لے گئے۔ اور "السید"، "السند"، "الشریف" اور "میر سید" کے القاب سے مشہور ہوئے۔

میر سید نے حضرت خواجہ بہاؤالدین نقشبند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جلیل القدر خلیفہ خواجہ علاءالدین محمد ابن محمد عطار بخاری سے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ سید کہا کرتے تھے "جب تک میں حضرت عطار بخاری کی خدمت سے مشرف نہیں ہوا تھا۔ اللہ تعالیٰ کو جیسے جاہیے تھا نہیں پہچانتا تھا"۔ ۷۷۹ھ میں بادشاہ شجاع الدین مظفر "قصر زرد" میں مقیم تھا۔ میر سید نے اس تک رسائی کے لیے عجیب طریقہ نکالا۔ فوجیوں کا لباس پہن کر راستہ میں کھڑے ہو گئے۔ علامہ تفتازانی بادشاہ کے پاس جارہے تھے کہ راستے میں میر سید مل گئے اور کہنے لگے میں مسافر ہوں اور تیر اندازی میں مہارت رکھتا ہوں، آپ بادشاہ سے سفارش کریں کہ مجھے ملاقات کا موقع دیا جائے۔ علامہ کی سفارش پر بادشاہ نے انہیں طلب کیا اور کہا کہ تیر اندازی کا مظاہرہ کرو۔ میر سید نے جیب سے کاغذات کا ایک مجموعہ نکال کر پیش کیا جس میں مختلف مصنفین پر اعتراضات تھے اور کہا کہ یہ میرے تیر ہیں اور یہ میرا فن ہے۔ علامہ تفتازانی کے فضل وکمال کے سامنے اس جرأت کا مظاہرہ کرنا سید ہی کا کام تھا۔ بادشاہ نے سید کا بڑا احترام کیا اور اپنے ساتھ "شیراز" لے جا کر مدرسہ دارالشفا کا مدرّس بنا دیا۔ سید سند دس سال تک وہاں درس وتدریس میں مصروف رہے۔ جب تیمور لنگ نے "شیراز" پر حملہ کیا اور فتح کے بعد لوٹ مار کا بازار گرم ہوا، تو ایک وزیر کی سفارش پر سید کو پناہ ملی۔ تیمور انہیں اپنے ساتھ "وراء النہر" لے گیا۔ میر سید، "سمرقند" میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔ اس زمانے میں علامہ تفتازانی تیمور کی مجالس کے صدر الصدور تھے تیمور کہا کرتے تھے کہ اگرچہ علم وفضل میں دونوں برابر ہیں لیکن سید کو نسبی اعتبار سے تفتازانی پر فضیلت حاصل ہے۔ تیمور لنگ کی سلطنت کی وسعت کا یہ عالم تھا کہ دنیا کا اکثر حصہ اس کے زیرنگیں تھا میر سید کو اس کے دربار میں تقرب حاصل تھا۔

ایک دفعہ میر سید نے علامہ تفتازانی کے حواشی "کشاف" پر اعتراض کیا۔ زیر بحث "کشاف" کی وہ عبارت تھی جس میں

"اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ"

میں بیک وقت استعارہ تبعیہ اور تمثیلیہ قرار دیا گیا ہے۔ تیمور کے سامنے مناظرہ ہوا، نعمان معتزلی کو جج مقرر کیا گیا جس نے سید کے حق میں فیصلہ دیا۔ تیمور نے سید کے اعزاز میں اضافہ کر دیا اور علامہ تفتازانی کے مرتبہ میں کمی کر دی۔ علامہ تفتازانی علیہ رحمۃ

[illegible] شیخ محمد ابن القوطی [illegible] یہاں [illegible] علامہ [illegible]

[illegible] فرماتے ہیں

[illegible] الادهام [illegible] حيث نقصانا في علم العالم

[illegible] کہ اس کا علم ناقص ہے"۔

[illegible] کے اکثر شاگرد [illegible] شمار

[illegible] شاگرد تھے"۔ علامہ زرکلی فرماتے ہیں

"[illegible] علی ابن محمد علی المعروف شریف جرجانی [illegible] اکابر علماء میں سے تھے [illegible] قریب" تاکو

[illegible]

برصغیر میں نحوی علم کی ترویج کا بیان

برصغیر میں مسلمانوں کی آمد اموی خلافت کے دور میں پہلی صدی ہجری کے اندر ہو چکی تھی اور محمد بن قاسم کے ہاتھوں سندھ و ملتان فتح ہو چکے تھے۔ اس طرح پانچویں صدی ہجری میں سلطان محمود غزنوی نے سندھ و پنجاب کو زیر نگیں کر لیا تھا اور اپنی فتوحات کا دائرہ گجرات تک وسیع کر لیا تھا، لیکن ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کی ابتدا در اصل چھٹی صدی ہجری کے اخیر میں سلطان شہاب الدین غوری کے نائب قطب الدین ایبک کے دور سے ہوئی۔ یہ وہ زمانہ تھا جب وسط ایشیا کے مسلمان تفسیر و حدیث کے ساتھ صرف و نحو، بلاغت و ادب اور کلام و تصوف کو بھی اہمیت دینے لگے تھے۔ چوں کہ وسط ایشیا اور دیگر اسلامی ملکوں میں تاتاری حملوں کے بعد مضبوط اسلامی حکومت ہندوستان میں ہی قائم ہوئی تھی اور یہ علاقہ تاتاری یورشوں سے تقریباً آزاد تھا، اس لیے ان علاقوں کے علماء و مشائخ اور عام مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہندوستان آ گئی تھی؛ چناں چہ فطری طور پر ان کے ساتھ یہ ذوق ہندوستان منتقل ہوا اور یہیں سے ہندوستانی نظام تعلیم کی بنیاد پڑی۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا پہلا دور

اس کا آغاز ساتویں ہجری سے سمجھنا چاہیے اور انجام دسویں صدی پر اس وقت ہوا جب کہ دوسرا دور شروع ہو گیا تھا، کم و بیش دو سو برس تک ان فنون کی تحصیل معیار فضیلت سمجھی جاتی تھی: صرف، نحو، ادب، بلاغت، فقہ، اُصول فقہ، منطق، کلام، تصوف، تفسیر، حدیث۔ اس طبقے کے علماء کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں علم فقہ معیار فضیلت تھا، حدیث میں صرف مشارق الانوار کا پڑھ لینا کافی سمجھا جاتا تھا اور حدیث میں مزید درک و مہارت کے لئے مصابیح آخری کتاب تھی۔ اس زمانے کے نصاب تعلیم میں جو خصوصیات نظر آتی ہیں وہ فاتحین ہند کے موثر اور نکھرے ہوئے مذاق کا نتیجہ تھیں، ہندوستان میں اسلامی حکومت کی بساط جن لوگوں نے بچھائی وہ غزنی اور غور سے آئے تھے، یہ وہ مقامات تھے جہاں فقہ اور اصول فقہ کا ماہر ہونا علم و فن کا طرۂ امتیاز

سمجھا جاتا تھا اوران ممالک میں فقہی روایات کا پایہ بہت بلند تھا۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا دوسرا دور

نویں صدی ہجری کے آخر میں شیخ عبداللہ اور شیخ عزیز اللہ ملتان سے دہلی سلطان سکندر لودھی کے دربار میں آئے اورانھوں نے
سابقہ معیار فضیلت کو کسی قدر بلند کرنے کے لئے قاضی عضدالدین کی تصانیف مطالع و مواقف اور علامہ سکاکی کی مفتاح العلوم
نصاب میں داخل کیں۔ اس دور میں میر سید شریف کے تلامذہ نے شرح مطالع اور شرح مواقف اور علامہ تفتازانی کے شاگردوں
نے مطول ومختصر المعانی اور تلویح وشرح عقائد نسفی کورواج دیا۔ نیز اس زمانہ میں شرح وقایہ اور شرح جامی داخل نصاب کی گئیں، اس
دور کے آخر میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے علمائے حرمین شریفین سے علم حدیث کی تکمیل کرکے علم حدیث کو فروغ
دینے کی کوشش کی، ان کے بعد ان کے فرزند شیخ نورالحق نے بھی درس حدیث کی اشاعت کی کوشش کی۔ اس طبقے کے علمائے کرام
کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں مفتاح العلوم سکاکی اور قاضی عضدالدین کی مطالع اور مواقف منتہیانہ کتابیں
تھیں۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا تیسرا دور

دسویں صدی کے اخیر میں میر فتح اللہ شیراز (ایران) سے ہندوستان آئے، اکبر نے ان کو عضدالملک کا خطاب دے کر پذیرائی
کی، انہوں نے سابق نصاب درس میں کچھ معقولی کتابوں کے اضافے کئے اورانھیں کے زیراثر ہندوستانی نصاب میں ان کا رواج
ہوا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جو اس دور کے سب سے آخری مگر سب سے زیادہ نامور عالم تھے، حرمین شریفین تشریف لے
گئے اور وہاں چودہ ماہ قیام فرما کر علم حدیث کی تکمیل کی اور ہندوستان آکر اس سرگرمی سے اس کی اشاعت کی کہ جس کے اثرات
آج تک باقی ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ اوران کے اخلاف نے صحاح ستہ کے درس وتدریس کو اپنی سعی وکوشش سے جزونصاب بنا
دیا۔ شاہ صاحب نے ایک نیا نصاب درس بھی مرتب کیا تھا مگر چونکہ اس زمانے میں علم کا مرکز دہلی سے لکھنوء منتقل ہو چکا تھا، نیز
ہمایوں اور اکبر کے زمانے میں ایران سے جو نیا تعلق ہوا تھا، اس نے بتدریج ہندوستان کے علمی مذاق میں ایک جدید تغیر پیدا کردیا
تھا، مغل دربار کے ایرانی امراء اور علماء کے ذریعے منطق اور فلسفہ کو آہستہ آہستہ دوسرے علوم پر فوقیت حاصل ہوتی گئی؛ اس لیے شاہ
صاحب کے نصاب کو قبول عام حاصل نہ ہوسکا۔

برصغیر میں علوم درس نظامی کا چوتھا دور

چوتھا دور بارہویں صدی ہجری سے شروع ہوا، اس کے بانی ملا نظام الدین سہالوی لکھنوی تھے جن کا مرکز فرنگی محل لکھنوء تھا۔
درس نظامی کے نام سے جو نصاب آج تمام مدارس عربیہ میں رائج ہے وہ ان ہی کی یادگار ہے۔ ملا نظام الدین نے دور سوم کے
نصاب میں اضافہ کر کے ایک نیا نصاب مرتب کیا اوراس دور میں پڑھائی جانے والی کتابوں کو حتی الامکان جمع کرنے کی کوشش کی۔
درس نظامی میں تیرہ موضوعات کی تقریباً چالیس کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ فقہ اوراصول فقہ کے ساتھ، تفسیر میں جلالین و بیضاوی،

اور حدیث میں مشکاۃ المصابیح داخل تھی۔ انھوں نے ریاضی اور فلکیات کی کئی کتابیں اور ہندسہ (انجینئرنگ) پر بھی ایک کتاب شامل نصاب کی۔ اس میں طب، تصوف اور ادب کی کوئی کتاب شامل نہیں تھی اور منطق وفلسفہ کو خاصی جگہ دی گئی۔

تیرھویں صدی کے وسط میں ہندوستان میں علم کے تین مرکز قائم تھے: دہلی، لکھنؤ، اور خیرآباد۔ گو نصاب تعلیم تینوں کا قدرے مشترک تھا، تاہم تینوں کے نقطہ ہائے نظر مختلف تھے۔ دہلی میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کا خاندان کتاب وسنت کی نشر واشاعت اور تعلیم وتدریس میں ہمہ تن مشغول تھا، یہاں تفسیر وحدیث پر زیادہ توجہ دی جاتی تھی، علوم معقولہ کی حیثیت ثانوی درجے کی تھی۔

آج بھی علم نحو کے مایہ ناز اساتذہ کرام موجود ہیں۔ برصغیر پاک وہند میں بڑی تعداد میں مدارس اسلامیہ درس نظامی کے علوم میں کوشاں ہیں۔ جس طرح منظر اسلام بریلی شریف، جامعہ نعیمیہ لاہور، کراچی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، انوار العلوم ملتان اور اسی طرح اہل سنت وجماعت کے زیر انتظام کثیر مدارس موجود ہیں۔

(محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق عفی عنہ)

خطبۃ الکتاب

بِسمِ اللهِ الرَّحمنِ الرَّحِيم ،اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العالِمِينَ والعاقبة للمتقين ،والصلوة والسلام علی رسوله محمد وعلیٰ اله واصحابه اجمعين ،
اما بَعْدُ فهذا مُخْتَصَرٌ مَضْبُوطٌ فی عِلْمِ النَّحوِ جَمَعْتُ فِيهِ مُهِمَاتِ النَّحْوِ عَلی تَرْتِيبِ الكافِيةِ مبوبا ومفصلا بعبارة واضحة مع ايرادالامثلة فی جميع مسائلها من غير تعرض للادلة والعلل لئلا يشوش ذهن المبتدی عن فهم المسائل وسميته "بهداية النحو "رجا ان ان يهدی الله تعالی به الطالبين ورتبته علی مقدمة وثلاثة اقسام وخاتمة بتوفيق الملك العزيز العلام،اماالْمُقَدِّمَةُ فی المَبَادِء الَّتِی يَجِبُ تَقْدِيمُهَا لِتَوَقُّفِ المَسَائِلِ عَلَيْها ، وفِيهَا ثَلاثَةُ فُصُولٍ .

ترجمہ

اللہ کے نام سے شروع جومہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔تمام خوبیاں اللہ تعالی کیلئے ثابت ہیں جوتمام جہانوں کو پالنے والا ہے۔اوراچھاانجام پرہیز گاروں کیلئے ہے۔اوررحمت کاملہ وسلام اس کے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پرجن کانام گرامی،اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہےاورآپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام آل پاک رضی اللہ عنہم اورتمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پرسلام ہو۔

اس خطبہ کے بعد یہ کتاب جوعلم نحو میں مضبوط مختصر ہے۔میں نے اس میں اہم ابحاث کوکافیہ کی ترتیب پرجمع کیا ہے۔اس کی عبارت کووضاحت کے ساتھ ابواب وفصول پرمشتمل کرتے ہوئے نحو کے تمام مسائل کومثالوں کے ساتھ ذکرکیا ہے۔جبکہ دلائل وعلل کوچھوڑ دیا ہے تاکہ نحو کے ابتدائی طالب علم کاذہن نحو کے مسائل کوسمجھنے میں شک وشبہ میں نہ پڑ جائے۔میں نے اس کتاب کانام"ہدایہ نحو"اس امید کے ساتھ رکھا جائے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعے طلباءکوہدایت عطافرمائے۔اورمیں نے اس کوغالب،علم،ملکیت والے کی توفیق سے ایک مقدمہ،تین اقسام اور ایک خاتمہ پرمرتب کیا ہے۔البتہ مقدمہ ان ابتدائی باتوں پرمشتمل ہےجن پرمسائل نحوکوسمجھناموقوف ہےاوراس میں

تین فصول ہیں۔

بسم اللہ والحمد سے کتاب کوشروع کرنے کا بیان

حَدِيثُ أَبِي هُرَيْرَةَ : (كُلُّ كَلَامٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِالْحَمْدِ فَهُوَ أَجْذَمُ) . أَبُو دَاوُد وَالنَّسَائِيُّ وَابْنُ مَاجَهْ ، وَأَبُو عَوَانَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ مِنْ طَرِيقِ الزُّهْرِيِّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، وَاخْتُلِفَ فِي وَصْلِهِ وَإِرْسَالِهِ ، فَرَجَّحَ النَّسَائِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ الْإِرْسَالَ . قَوْلُهُ : وَيُرْوَى : (كُلُّ أَمْرٍ ذِي بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللَّهِ فَهُوَ أَبْتَرُ) . هُوَ عِنْدَ أَبِي دَاوُد وَالنَّسَائِيِّ كَالْأَوَّلِ ، وَعِنْدَ ابْنِ مَاجَهْ كَالثَّانِي ، لَكِنْ قَالَ : (أَقْطَعُ) بَدَلَ : (أَبْتَرُ) وَكَذَا عِنْدَ ابْنِ حِبَّانَ ، وَلَهُ أَلْفَاظٌ أُخَرُ أَوْرَدَهَا الْحَافِظُ عَبْدُ الْقَادِرِ الرَّهَاوِيُّ فِي أَوَّلِ الْأَرْبَعِينَ الْبُلْدَانِيَّةِ لَه .

قرآن کریم کی ہر سورت کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کی گئی ہے اور حدیث شریف میں ہر اچھے اور مفید کام کو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنے کی تلقین کی گئی ہے جس میں نہایت لطیف پیرائے میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ کائنات کی ہر چیز کا وجود اللہ کی رحمتوں کا مظہر ہے، لہٰذا احسان شناسی کا یہ تقاضا ہے کہ منعم ومحسن کے انعامات واحسانات سے فائدہ اٹھاتے وقت اس کے نام سے اپنی زبان کو تروتازہ رکھا جائے۔

کسی بھی عمل کے شروع کرنے سے قبل بسم اللہ کی عبارت میں محذوف ہے جس کی تقدیر یہ ہوگی۔ابتدء عملی بسم اللہ، یعنی میں اپنے کام کی ابتدا بسم اللہ سے شروع کرتا ہوں، مثلا: بسم اللہ اقراء میں اللہ کے نام سے پڑھتا ہوں، میں اللہ تعالی کینام سے لکھتا ہوں، میں اللہ تعالی کے نام سے سوار ہوتا ہوں، وغیرہ۔ یا تقدیر یہ ہوگی: ابتداء بسم اللہ، میری ابتدا اللہ تعالی کے نام سے ہے، مثلا: رکوبی بسم اللہ، میرا سوار ہونا اللہ کے نام سے ہے، قراتی بسم اللہ، میرا پڑھنا اللہ تعالی کے نام سے، اور اسی طرح سب کام۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ تقدیر یہ نکالی جائے بسم اللہ اکتب، اللہ کے نام سے لکھتا ہوں، بسم اللہ اقراء، اللہ تعالی کے نام سے پڑھتا ہوں، کہ فعل کو آخر میں مقدر لایا جائے تو یہ بہتر ہے تا کہ شروع میں اللہ تعالی کے نام سے تبرک حاصل ہو اور حصر کا فائدہ حاصل ہو یعنی ابدء بسم اللہ لا باسم غیرہ، یعنی میں صرف اللہ تعالی کے نام سے شروع کرتا ہوں کسی اور کے نام سے نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بادشاہوں کی جانب دعوت حق کیلئے خطوط بھجوائے ان کا آغاز بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کیا گیا تھا لہٰذا ان احادیث کے پیش نظر بھی لکھنے اور پڑھنے سے پہلے بسم اللہ کو پڑھنا سنت ہوا۔

تسمیہ کی نحوی ترکیب

حرف با، اس میں ''با'' حرف جار، بسبب عدم اسم وفعل، محتاج معنی غیر، از حروف عاملہ جارہ، مبنی الاصل مع جملہ حروف، مجرد علی الاصل، عامل لفظی، عامل قوی بسبب عامل ظاہر علی المعمول، برائے الصاق واستعانت یا قرائن مختلفہ معانی کثیرہ، معانی ثبوتیہ، بسبب وجود کلام انشاء جو ہر قسم کے عیب ونقص سے پاک ہے۔اصل فی الحروف الجارہ بسبب فروع دیگر،

لفظ "اسم":

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں "حرف باء" جار ہے، "اسم" مجرور اور مضاف "لفظ اللہ" مضاف الیہ اور موصوف ہے لفظ "الرحمٰن الرحیم" صیغہ صفت مشبہ ، ہو ضمیر اس کا فاعل ، صیغہ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت ، دونوں کے بعد دیگرے موصوف یعنی اللہ کی صفات ہیں۔ موصوف (اللہ) اپنی دونوں صفات (الرحمٰن الرحیم) کے ساتھ مل کر اسم کا مضاف الیہ بن گیا اور مضاف (اسم) اپنے مضاف الیہ (اللہ الرحمٰن الرحیم) سے مل کر جار یعنی "حرف باء" کا مجرور ہو گیا۔ اب اس حرف باء (جار) کا ایک متعلق ہے جو فعل محذوف ہے۔ وہ یہاں اشرع ابدا یا اقراء وغیرہ ہوسکتا ہے۔ چنانچہ جار و "مجرور" اور "فعل محذوف" جس میں فاعل بھی ہے۔ سب مل کر "جملہ فعلیہ خبریہ" پر منتج ہو گئے۔ اس کی دوسری صورت یہ بھی ہے کہ یہاں فعل محذوف صیغہ امر ابدا یا اقراء کو مانا جائے۔ اس طرح تسمیہ "جملہ فعلیہ انشائیہ" قرار پائے گا۔

لفظِ اللہ کی اصطلاحی تعریف

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں: هو اسم للذات الواجب الوجود المستحقِ لجميع المحامد وہ (اللہ) اُس ذات کے لئے اِسم ہے جو واجب الوجود ہے، تمام محامد و کمالات کا مستحق ہے۔ (مختصر معانی ،صفحہ 5 مطبع لاہور)

لفظِ اللہ کی لُغوی تعریف

لفظِ اللہ کی تحقیق کرتے ہوئے مفسرینِ عظام نے متعدد اقوال نقل کئے ہیں۔ ایک قول ہے کہ یہ لفظ سُریانی ہے اصل میں لاہا تھا، الف کو آخر سے حذف کر کے اول میں الف لام داخل کیا گیا اور معرب بنایا گیا۔

دوسرا قول ہے کہ یہ لفظ عربی کا ہے، ذات باری سے مختص ہے، کسی ماخذ سے مشتق نہیں اور کسی اصل پر متفرع نہیں۔ مشہور نحوی امام سیبویہ، خلیل اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہم اللہ تعالیٰ کا یہی مذہب ہے۔ کہ لفظِ اللہ غیر مشتق ، جامد اور ذات باری تعالیٰ کا نام ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ لفظ مشتق ہے اور اس کا ماخذ الـه یا لہ اُلوهة اِلهة اُلوهية بمعنی عبد ہے۔ اسی سے تالہ، استالہ ہے اسی صورت میں الہ بروزنِ فعال "بمعنی مفعول" یعنی ماٰلُوہ بمعنی معبود ہے۔ ہمزہ کو حذف کر کے عوض میں الف لام لائے۔

اہل نحات کے نزدیک لفظ اللہ کے اشتقاق کا بیان

امام سیبویہ امام خلیل سے نقل کرتے ہیں کہ اصل میں یہ الہ تھا جیسے فعال پھر ہمزہ کے بدلے الف و لام لایا گیا جیسے "الناس : کہ اس کی اصل "اناس" ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس لفظ کی اصل الاہ ہے الف لام حرف تعظیم کے طور پر لایا گیا ہے۔ سیبویہ کا بھی پسندیدہ قول یہی ہے۔ عرب شاعروں کے شعروں میں بھی یہ لفظ ملتا ہے۔

امام کسائی اور فرا کہتے ہیں کہ اس کی اصل الالہ تھی ہمزہ کو حذف کیا اور پہلے لام کو دوسرے میں ادغام کیا جیسے کہ آیت (لٰكِنَّا هُوَ اللّٰهُ رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا) 18 ۔ الکہف 38:) میں لکن انا کا لکنا ہوا ہے۔ چنانچہ حسن کی قرأت میں لکن انا ہی ہے اور اس کا اشتقاق ولہ سے ہے اور اس کے معنی تحیر ہیں ولہ عقل کے چلے جانے کو کہتے ہیں۔ جب وہ جنگل میں بھیج دیا جائے۔ چونکہ ذات باری تعالیٰ میں اور اس کی صفتوں کی تحقیق میں عقل حیران و پریشان ہو جاتی ہے اس لئے اس پاک ذات کو اللہ کہا جاتا ہے۔ اس بناء پر اصل میں یہ لفظ ولاہ تھا۔ واؤ کو ہمزہ سے بدل دیا گیا جیسے کہ وشاح اور وسادۃ میں اشاح اور اسادہ کہتے ہیں۔

رازی کہتے ہیں کہ یہ لفظ الهت الى فلان سے مشتق ہے جو کہ معنی میں "سکنت" کے ہے۔ یعنی میں نے فلاں سے سکون اور راحت حاصل کی۔ چونکہ عقل کا سکون صرف ذات باری تعالیٰ کے ذکر سے ہے اور روح کی حقیقی خوشی اس کی معرفت میں ہے اس لئے کہ علی الاطلاق کامل وہی ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں اسی وجہ سے اللہ کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے آیت (اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَىِٕنُّ الْقُلُوْبُ) 13 ۔ الرعد 28:) یعنی ایمانداروں کے دل صرف اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی اطمینان حاصل کرتے ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ لاہ یلوہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی چھپ جانے اور حجاب کرنے کے ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ الہ الفصیل سے ہے چونکہ بندے اسی کی طرف تضرع اور زاری سے جھکتے ہیں اسی کے دامن رحمت کا پلہ ہر حال میں تھامتے ہیں، اس لئے اسے اللہ کہا گیا ایک قول یہ بھی ہے کہ عرب الہ الرجل یالہ اس وقت کہتے ہیں جب کسی اچانک امر سے کوئی گھبرا اٹھے اور دوسرا اسے پناہ دے اور بچالے چونکہ تمام مخلوق کو ہر مصیبت سے نجات دینے والا اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہے، اس لئے اس کو اللہ کہتے ہیں۔ جیسے کہ قرآن کریم میں ہے آیت (وَهُوَ يُجِيْرُ وَلَا يُجَارُ عَلَيْهِ) 23 ۔ المومنون 88:) یعنی وہی بچاتا ہے اور اس کے مقابل میں کوئی نہیں بچایا جاتا (وھو منعم) حقیقی منعم وہی فرماتا ہے تمہارے پاس جتنی نعمتیں ہیں وہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں، وہی مطعم ہے فرمایا ہے وہ کھلاتا ہے اور اسے کوئی نہیں کھلاتا۔ وہی موجد ہے فرماتا ہے ہر چیز کا وجود اللہ کی طرف سے ہے۔

رازی کا مختار مذہب یہی ہے کہ لفظ اللہ مشتق نہیں ہے۔ خلیل، سیبویہ اکثر اصولیوں اور فقہا کا یہی قول ہے، اس کی بہت سی دلیلیں بھی ہیں اگر یہ مشتق ہوتا تو اس کے معنی میں بہت سے افراد کی شرکت ہوتی حالانکہ ایسا نہیں پھر اس لفظ کو موصوف بنایا جاتا ہے اور بہت سی اس کی صفتیں آتی ہیں جیسے رحمٰن، رحیم، مالک، قدوس وغیرہ تو معلوم ہوا کہ یہ مشتق نہیں۔

رحمٰن اور رحیم کے اشتقاق و معانی میں اقوال اسلاف کا بیان

آیت (الرحمٰن الرحیم) کا بیان آئے گا یہ دونوں نام رحمت سے مشتق ہیں۔ دونوں میں مبالغہ ہے الرحمٰن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے۔

علامہ ابن جریر کے قول سے معلوم ہوتا ہے وہ بھی ان معنوں سے متفق ہیں گویا اس پر اتفاق ہے۔ بعض سلف کی تفسیروں سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ان معنوں پر مبنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول بھی پہلے گزر چکا ہے کہ رحمٰن سے مراد دنیا اور آخرت میں رحم کرنے

والا اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن مشتق نہیں ہے اگر یہ اس طرح ہوتا تو مرحوم کے ساتھ ملتا۔ حالانکہ قرآن میں بالمومنین رحیما آیا ہے۔

مبرد کہتے ہیں رحمٰن عبرانی نام ہے عربی نہیں۔ ابو اسحاق زجاج معانی القرآن میں کہتے ہیں کہ احمد بن یحییٰ کا قول ہے کہ رحیم عربی لفظ ہے اور رحمٰن عبرانی ہے دونوں کو جمع کر دیا گیا ہے۔ لیکن ابو اسحٰق فرماتے ہیں۔ اس قول کو دل نہیں مانتا۔

" قرطبی فرماتے ہیں "اس لفظ کے مشتق ہونے کی یہ دلیل ہے کہ ترمذی کی صحیح حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں رحمٰن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام میں سے ہی اس کا نام مشتق کیا۔ اس کے ملانے والے کو میں ملاؤں گا اور اس کے توڑنے والے کو کاٹ دوں گا۔ اس صریح حدیث کے ہوتے ہوئے مخالفت اور انکار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ رہا کفار عرب کا اس نام سے انکار کرنا یہ محض ان کی جہالت کا ایک کرشمہ تھا۔ قرطبی کہتے ہیں کہ "رحمٰن اور رحیم کے ایک ہی معنی ہیں اور جیسے ندمان اور ندیم۔

"ابو عبید کا بھی یہی خیال ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ فعلان فعیل کی طرح نہیں۔ فعلان میں مبالغہ ضروری ہوتا ہے جیسے غضبان اسی شخص کو کہہ سکتے ہیں۔ جو بہت ہی غصہ والا ہو اور فعیل صرف فاعل اور صرف مفعول کے لئے بھی آتا ہے۔ جو مبالغہ سے خالی ہوتا ہے۔

ابو علی فارسی کہتے ہیں کہ "رحمٰن عام اسم ہے جو ہر قسم کی رحمتوں کو شامل ہے اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ رحیم باعتبار مومنوں کے ہے فرمایا ہے آیت (وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا) 33۔الاحزاب:43) مومنوں کے ساتھ رحیم ہے۔

"ابن عباس فرماتے ہیں "یہ دونوں رحمت و رحم والے ہیں، ایک میں دوسرے سے زیادہ رحمت و رحم ہے۔" حضرت ابن عباس کی اس روایت میں لفظ ارق ہے اس کے معنی خطابی وغیرہ ارفق کرتے ہیں جیسے کہ حدیث میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ رفیق یعنی شفیق اور مہربانی والا ہے وہ ہر کام میں نرمی اور آسانی کو پسند کرتا ہے وہ دوسروں پر نرمی اور آسانی کرنے والے پر وہ نعمتیں مرحمت فرماتا ہے جو سختی کرنے والے پر عطا نہیں فرماتا۔" ابن المبارک فرماتے ہیں "رحمٰن اسے کہتے ہیں کہ جب اس سے جو مانگا جائے عطا فرمائے اور رحیم وہ ہے کہ جب اس سے نہ مانگا جائے وہ غضبناک ہو۔" ترمذی کی حدیث میں ہے "جو شخص اللہ تعالیٰ سے نہ مانگے اللہ تعالیٰ اس پر غضبناک ہوتا ہے۔" بعض شاعروں کا قول ہے۔

الله يغضب ان تركت سواله وبنی ادم حين يسال يغضب

یعنی اللہ تعالیٰ سے نہ مانگو تو وہ ناراض ہوتا ہے اور بنی آدم سے مانگو تو وہ بگڑتے ہیں۔ عزرمی فرماتے ہیں کہ رحمٰن کے معنی تمام مخلوق پر رحم کرنے والا اور رحیم کے معنی مومنوں پر رحم کرنے والا ہے۔ دیکھئے قرآن کریم کی دو آیتوں آیت (ثم استوی علی العرش

اورالرحمٰن علی العرش استوی) میں استوئی کے ساتھ رحمٰن کا لفظ ذکر کیا تا کہ تمام مخلوق کو یہ لفظ اپنے عام رحم وکرم کے معنی سے شامل ہو سکے اور مومنوں کے ذکر کے ساتھ لفظ رحیم فرمایا آیت (وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا) 33۔الاحزاب 43:) پس معلوم ہوا کہ رحمٰن میں مبالغہ بہ نسبت رحیم کے بہت زیادہ ہے۔

تفسیر ابن جریر میں ہے حضرت عبداللہ بن عباس سے کہ رحمٰن فعلان کے وزن پر رحمت سے ماخوذ ہے اور کلام عرب سے ہے۔ وہ اللہ رفیق اور رتیق ہے جس پر رحم کرنا چاہے اور جس سے غصے ہو اس سے بہت دور اور اس پر بہت سخت گیر بھی ہے اسی طرح اس کے تمام نام ہیں۔ حسن فرماتے ہیں رحمٰن کا نام دوسروں کے لئے منع ہے۔ خود اللہ تعالیٰ کا نام ہے لوگ اس نام پر کوئی حق نہیں رکھتے۔

ام سلمہ والی حدیث جس میں کہ ہر آیت پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ٹھہرا کرتے تھے۔ پہلے گزر چکی ہے اور ایک جماعت اسی طرح بسم اللہ کو آیت قرار دے کر آیت الحمد کو الگ پڑھتی ہے اور بعض ملا کر پڑھتے ہیں۔ میم کو دو ساکن جمع ہو جانے کی وجہ سے زیر دیتے ہیں۔

جمہور کا بھی یہی قول ہے کوفی کہتے ہیں کہ بعض عرب میم کے زیر سے پڑھتے ہیں، ہمزہ کی حرکت زبر میم کو دیتے ہیں۔ جیسے آیت (الم اللہ لا الہ الا ھو) ابن عطیہ کہتے ہیں کہ زبر کی قرأت کسی سے بھی میرے خیال میں روایت نہیں۔ (تفسیر ابن جریر)

الحمد کے مرفوع ہونے کا بیان

الحمد ابتدا کی بنا پر مرفوع ہے اور اس کی خبر اللہ ہے، جو کہ ظرف ہے، حالاں کہ اصل یہ ہے کہ فعل کو مضمر رکھ کر لفظ حمد کو منصوب رکھا جاتا ہے، کیوں کہ حمد ان افعال میں سے ہے جنہیں عرب جملہ خبریہ کے معنوں میں افعال مضمرہ کے ساتھ منصوب رکھتے ہیں، جیسے شکراً، کفراً اور عجباً اور سبحان اللہ اور معاذ اللہ بھی انہی افعال میں سے ہیں۔ پس مذکورہ مقام پر نصب چھوڑ کر رفع اس لیے دیا گیا، تا کہ یہ جملہ ثبات اور استقلال کے معنی پر دلالت کرے۔

الحمد کے مبتداء ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف کا بیان

ائمہ قرأت سبعہ الحمد کو دال پر پیش سے پڑھتے ہیں اور الحمد للہ کو مبتدا خبر مانتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ اور روبہ بن عجاج کا قول ہے کہ دال پر زبر کے ساتھ ہے اور فعل یہاں مقدر ہے۔

امام ابن ابی عبلہ الحمد کی دال کو اور اللہ کے پہلے لام دونوں کو پیش کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس لام کو پہلے کے تابع کرتے ہیں اگرچہ اس کی شہادت عربی زبان میں ملتی ہے مگر اس کی شہادت زبان عرب سے ملتی ہے شاذ ہے۔ حسن اور زید بن علی ان دونوں حرفوں کو زیر سے پڑھتے ہیں اور لام کے تابع دال کو کرتے ہیں۔

امام ابن جریر فرماتے ہیں "الحمد للہ کے معنی یہ ہیں کہ صرف اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس کے سوا کوئی اس کے لائق نہیں، خواہ وہ مخلوق

میں سے کوئی بھی ہو اس وجہ سے کہ تمام نعمتیں جنہیں ہم گن بھی نہیں سکتے، اس مالک کے سوا اور کوئی ان کی تعداد کو نہیں جانتا اسی کی طرف سے ہیں۔ اسی نے اپنی اطاعت کرنے کے تمام اسباب ہمیں عطا فرمائے۔ اسی نے اپنے فرائض پورے کرنے کے لئے تمام جسمانی نعمتیں ہمیں بخشیں۔

اَلْحَمْدُ میں 'ال' تخصیص کے لئے ہے یعنی تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں یا اس کے لئے خاص ہیں کیونکہ تعریف کا اصل مستحق اور سزاوار صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ کسی کے اندر کوئی خوبی، حسن یا کمال ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیدا کردہ ہے اس لئے حمد (تعریف) کا مُستحق بھی وہی ہے۔ اللہ یہ اللہ کا ذاتی نام ہے اس کا استعمال کسی اور کے لئے جائز نہیں **لَا اِلٰهَ** افضل الذکر اور **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ** کو افضل دعا کہا گیا ہے۔ (ترمذی، نسائی وغیرہ)

حمد اور شکر میں لغوی فرق ہونے یا نہ ہونے کا بیان

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہر شکر کرنے والے کا کلمہ الحمد للہ ہے۔ قرطبی نے ابن جریر کے قول کو معتبر کرنے کے لئے یہ دلیل بھی بیان کی ہے کہ اگر کوئی الحمد للہ شکرا کہے تو جائز ہے۔ دراصل علامہ ابن جریر کے اس دعویٰ میں اختلاف ہے، پچھلے علماء میں مشہور ہے کہ حمد کہتے ہیں زبانی تعریف بیان کرنے کو خواہ جس کی حمد کی جاتی ہو اس کی لازم صفتوں پر ہو یا متعدی صفتوں پر اور شکر صرف متعدی صفتوں پر ہوتا ہے اور وہ دل زبان اور جملہ ارکان سے ہوتا ہے۔

عرب شاعروں کے اشعار بھی اس پر دلیل ہیں، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ حمد کا لفظ عام ہے یا شکر کا اور صحیح بات یہ ہے کہ اس میں عموم اس حیثیت سے خصوص ہے کہ حمد کا لفظ جس پر واقع ہو وہ عام طور پر شکر کے معنوں میں آتا ہے۔ اس لئے کہ وہ لازم اور متعدی دونوں اوصاف پر آتا ہے شہ سواری اور کرم دونوں پر حمدتہ کہہ سکتے ہیں لیکن اس حیثیت سے وہ صرف زبان سے ادا ہو سکتا ہے یہ لفظ خاص اور شکر کا لفظ عام ہے کیونکہ وہ قول، فعل اور نیت تینوں پر بولا جاتا ہے اور صرف متعدی صفتوں پر بولے جانے کے اعتبار سے شکر کا لفظ خاص ہے۔ شہ سواری کے حصول پر شکرتہ نہیں کہہ سکتے البتہ شکرتہ علی کرمہ واحسانہ الی کہہ سکتے ہیں۔

ابونصر اسماعیل بن حماد جوہری کہتے ہیں "حمد" مقابل ہے "ذم" کے۔ لہٰذا یوں کہتے ہیں کہ **حمدت الرجل احمده حمداو و محمدة فهو حميد و محمود تحميد** میں حمد سے زیادہ مبالغہ ہے۔ حمد شکر سے عام ہے۔ کسی محسن کی دی ہوئی نعمتوں پر اس کی ثنا کرنے کو شکر کہتے ہیں۔

عالمین کو جمع لا کر تمام عالم مراد ہونے کا بیان

عَالَم (جہان) جہان کی جمع ہے۔ ویسے تو تمام خلائق کے مجموعہ کو عالم کہا جاتا ہے، اس لئے اس کی جمع نہیں لائی جاتی۔ لیکن یہاں اس کی ربوبیت کاملہ کے اظہار کے لئے عالم کی بھی جمع لائی گئی ہے، جس سے مراد مخلوق کی الگ الگ جنسیں ہیں۔ مثلاً عالم جن، عالم انس، عالم ملائکہ اور عالم وحوش وطیور وغیرہ۔ ان تمام مخلوقات کی ضرورتیں ایک دوسرے سے قطعاً مختلف ہیں لیکن رَبّ

العالمین سب کی ضروریات، ان کے احوال وظروف اور طبائع واجسام کے مطابق مہیا فرماتا ہے۔

مگر آیت میں عالم سے مراد ہر ہر جنس (مثلاً عالم جن، عالم ملائکہ، عالم انس وغیرہ وغیرہ) ہیں۔اس لیے جمع لائے تاکہ جملہ افراد عالم کا مخلوق جناب باری ہونا خوب ظاہر ہو جائے۔

عالمین جمع ہے عالم کی اللہ تعالی کے سوا تمام مخلوق کو عالم کہتے ہیں۔لفظ عالم بھی جمع ہے اور اس کا واحد لفظ سے ہی نہیں۔آسمان کی مخلوق خشکی اور تری کی مخلوقات کو بھی عوالم یعنی کئی عالم کہتے ہیں۔اسی طرح ایک ایک زمانے، ایک ایک وقت کو بھی عالم کہا جاتا ہے۔

لغوی لحاظ سے عالم ہر وہ چیز ہے جس کا علم حواس خمسہ سے ہو سکتا ہو۔اس لحاظ سے تمام مخلوقات ایک عالم ہے مگر اس آیت میں عالم سے مراد جنس ہے (عالم غیب، عالم شہادۃ، عالم انس، عالم جن، عالم ملائکہ وغیرہ وغیرہ) بے شمار عالم ہیں۔پھر زمانہ کے لحاظ سے ہر دور کے لوگ ایک عالم ہیں۔دور بدلنے پر عالم بھی بدل جاتا ہے۔اس طرح عالم کی سینکڑوں اور ہزاروں اقسام بن جاتی ہیں۔

تقویٰ کے مختلف معانی کا بیان

علامہ علاؤالدین علی بن محمد بن ابراہیم بغدادی لکھتے ہیں کہ تقوی کے کئی معنی آتے ہیں، نفس کو خوف کی چیز سے بچانا اور عرف شرع میں ممنوعات چھوڑ کر نفس کو گناہ سے بچانا۔حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا متقی وہ ہے جو شرک و کبائر وفواحش سے بچے۔بعضوں نے کہا متقی وہ ہے جو اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر نہ سمجھے۔بعض کا قول ہے تقوی حرام چیزوں کا ترک اور فرائض کا ادا کرنا ہے۔بعض کے نزدیک معصیت پر اصرار اور طاعت پر غرور کا ترک تقوی ہے۔بعض نے کہا تقوی یہ ہے کہ تیرا مولٰی تجھے وہاں نہ پائے جہاں اس نے منع فرمایا۔ایک قول یہ ہے کہ تقوی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پیروی کا نام ہے۔(تفسیر، خازن، بقرہ۲)

نبی اور رسول کی تعریف

نبی وہ انسان ہے جس کو اللہ نے اس کی طرف کی گئی وحی کی تبلیغ کیلئے بھیجا ہو۔رسول کی بھی یہی تعریف ہے۔اور ان میں کوئی فرق نہیں، اور ایک قول یہ ہے کہ رسول وہ انسان ہے جس کے پاس شریعت ہو اور اس پر کتاب نازل کی گئی ہو یا اس کیلئے پہلی شریعت کا کچھ حصہ منسوخ کیا گیا ہو۔(مسایرہ مع المسامرہ ص ۲۰۷، دائرہ معارف الاسلامیہ مکران)

رسول اور نبی میں فرق

علامہ تفتازانی نبی اور رسول کی مذکورہ دونوں تعریفیں لکھنے کے بعد لکھتے ہیں۔رسول، نبی سے خاص ہے رسول وہ جس کی اپنی شریعت ہو اور اس کے پاس کتاب ہو، اس پر یہ اعتراض ہے کہ حدیث میں رسولوں کی تعداد کتابوں سے زیادہ بیان کی گئی ہے۔اس لئے رسول کی

تعریف میں یہ تاویل کی گئی ہے کہ اس کے پاس کتاب ہو یا سابقہ شریعت میں سے کچھ احکام اس کیلئے مخصوص کیے گئے ہوں جیسے حضرت یوشع علیہ السلام۔ (شرح المقاصد ج۵ ص۶، ایران)

انبیاء کرام، رسولان عظام، کتابوں اور صحائف کی تعداد

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انبیاء کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار، میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، رسول کتنے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین سو تیرہ جم غفیر ہیں میں نے کہا بہت اچھے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلا نبی کون ہے؟ آپ نے فرمایا: آدم۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ نبی مرسل ہیں؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے اور ان میں اپنی پسندیدہ روح پھونکی ہے پھر ان کو اپنے سامنے بنایا۔ پھر آپ نے فرمایا: اے ابوذر! چار نبی سریانی ہیں آدم، شیث اور خنوخ، اور یہ ادریس ہیں جنہوں نے سب سے پہلے قلم سے خط کھینچا۔ اور نوح اور چار نبی عرب ہیں ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی، اے ابوذر! میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے کتابیں کتنی نازل کی ہیں؟ آپ نے فرمایا: سو صحیفے، چار کتابیں، شیث پر پچاس صحیفے نازل کیے گئے، خنوخ پر دس صحیفے نازل کیے گئے، ابراہیم پر دس صحیفے نازل کیے گئے اور موسیٰ پر تورات سے پہلے دس صحیفے نازل کیے گئے ہیں اور تورات، انجیل، زبور اور فرقان کو نازل کیا گیا۔ (حلیۃ الاولیاء، ج۱ ص۱۶۷، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کے مفہوم میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آل سے کون سے مراد ہیں، اس سلسلے میں چار اقوال ہیں۔ پہلا قول آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے اور جب لوگوں کے لئے صدقہ کو حرام کیا گیا ہے ان کی تعیین میں تین اقوال ہیں

ایک تو یہ کہ وہ بنو ہاشم اور بنو مطلب ہیں۔ امام شافعی کا یہی قول ہے اور امام احمد سے منقول دو اقوال میں سے ایک قول یہی ہے

دوسرا یہ کہ جن کے لئے صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے وہ صرف بنو ہاشم ہیں۔ امام ابوحنیفہ کا یہی قول ہے اور امام احمد کا دوسرا قول یہی ہے۔ نیز امام مالک کے اصحاب میں ابن القاسم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

تیسرا یہ کہ اس میں بنو ہاشم اور ان کے اوپر بنو غالب تک کے تمام خاندان ہیں اسی اعتبار سے اس میں بنو مطلب، بنو امیہ، بنو نوفل، اور ان کے اوپر بنو غالب کی تمام شاخیں آ جائیں گی۔ اصحاب امام مالک میں اشہاب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ صاحب جواہر نے ان سے یہی قول نقل کیا ہے۔ لیکن اصحاب التبصرہ لخمی نے اصحاب امام مالک میں اشہاب کی بجائے اصبغ سے یہ قول نقل کیا ہے۔

چنانچہ آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلے میں پہلا قول، یعنی یہ کہ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے لئے صدقہ کو حرام کر دیا گیا ہے۔ امام شافعی، امام احمد اور دوسرے بہت سے فقہا سے منصوصا نقل کیا گیا ہے اور جمہور اصحاب امام احمد اور اصحاب امام شافعی کی اختیار کردہ یہی رائے ہے

دوسرا قول آل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص طور پر آپ کی ذریت اور ازواج مطہرات مراد ہیں۔ ابن عبدالبر نے اپنی کتاب التمہید میں اس رائے کو اختیار کیا ہے۔ انھوں نے عبداللہ بن ابی بکر سے متعلق باب میں ابوحمید ساعدی کی روایت کردہ حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں نے اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہا کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد آپ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہے، کیونکہ ابوحمید ساعدی کی روایت کردہ حدیث میں یہ الفاظ منقول ہیں کہ (اللھم صل علی محمد وازواجه و ذریته) لہٰذا یہ حدیث آپ کے قول: (اللهم علی محمد و علی آل محمد) کی تشریح بیان کرتی ہے، کہ آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی ازواج مطہرات اور ذریت ہی مراد ہیں۔ ان لوگوں کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسی وجہ سے کسی شخص کا سامنا جب آپ کی ازواج مطہرات یا ذریت میں سے کسی سے ہو تو ان کے لئے دعائیہ کلمات کے طور پر صلی اللہ علیک کہنا جائز ہے۔ ان کے غائبانہ میں ان ک لئے صلی علیہ علیہ بھی کہنا جائز ہے۔ لیکن آپ کی ذات اور آپ کی ازواج و ذریت کے علاوہ کسی اور شخص کے حق میں اس طرح کے دعائیہ کلمات کہنا جائز نہیں ہے۔

ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ آل اور اھل میں کوئی فرق نہیں۔ کیوں کہ کسی شخص کے اہل ہی کو آل کہا جاتا ہے۔ اور اس سے مراد اس کی ازواج اور ذریت ہوتی ہے۔ اس دعوے کی دلیل مذکورہ بالا حدیث (اللھم صلی علی محمد و ازواجه و ذریته) ہے۔

تیسرا قول آپ کے آل سے مراد قیامت تک آپ کے نقش قدم پر چلنے والے امتی مراد ہیں۔ ابن البر بعض اہل علم سے یہ قول نقل کیا ہے، اور جابر بن عبداللہ ان اولین لوگوں میں ہیں جن سے یہ قول منقول ہے۔ امام بیہقی اور سفیان ثوری نے صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جابر سے یہی قول نقل کیا ہے۔ اور امام شافعی کے بعض اصحاب نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ ابوالطیب الطبری نے اپنی تعلیق میں امام شافعی سے یہی قول نقل کیا ہے اور امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں اس کو راجح قرار دیا ہے اور ازھری کا بھی قول مختار یہی ہے۔

چوتھا قول آپ کی آل سے امت محمدیہ کے اتقیاء و صلحا کی جماعت مراد ہے۔ قاضی حسین راغب اور بہت سے دوسے اہل علم سے یہی قول منقول ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں صلوٰۃ وسلام آل واصحاب پر ہونے کا بیان

صلوٰۃ وسلام کے الفاظ کا استعمال غیر انبیاء کے لیے جائز ہے یا نہیں؟ علماء کے ہاں اس بات پر اختلاف ہے کہ انبیاء کے علاوہ

دوسرے لوگوں کے ناموں سے ساتھ صلوٰۃ وسلام کے الفاظ استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے اسماء کے ساتھ علیہ السلام کے الفاظ بولے اور لکھے جاتے ہیں تو اس طرح انبیائے کرام علیہم السلام کے علاوہ کسی دوسری آدمی کے نام کے ساتھ ان الفاظ کا استعمال جائز ہوگا یا نہیں؟ چنانچہ جمہور علماء فرماتے ہیں کہ ان الفاظ کا استعمال صرف انبیاء کے لیے مخصوص ہے۔ان کے علاوہ کسی دوسرے آدمی کے لیے ان الفاظ کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ دوسرے لوگوں کے اسماء کے ساتھ غفر اللہ، رحمۃ اللہ اور رضی اللہ وغیرہ کے الفاظ استعمال کیے جائیں۔

علامہ طیبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نقل کیا ہے کہ انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں پر درود بھیجنا خلاف اولیٰ ہے۔بعض حضرات نے حرام اور مکروہ بھی کہا ہے اس مسئلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ غیر انبیاء اور ملائکہ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ابتدا اور مستقلاً مکروہ تنزیہی ہے البتہ انبیائے کرام علیہم السلام کے ناموں کے ساتھ ان پر بھیجنا جائز ہے مثلاً اس طرح کہا جاسکتا ہے صلی اللہ علی محمد وعلی الہ واصحابہ وسلم یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل اولاد پر اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر اللہ کی رحمت و برکت ہو۔

البتہ یہ اصطلاحات قائم ہو چکی ہیں جس طرح انبیائے کرام کیلئے ''علیہ السلام'' صحابہ کرام واہل بیت کیلئے ''رضی اللہ عنہم'' اور تابعین واولیائے کرام کیلئے ''رحمہ اللہ تعالیٰ یا علیہ الرحمہ'' رائج ہو چکے۔پس ہمارا خیال یہ ہے ان اصطلاحات کا خیال کیا جائے کیونکہ اصطلاحات پہچان ہوتی ہیں۔

صحابی کی تعریف کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ صحابی وہ ہے جو نبی علیہ السلام سے حالت ایمان میں ملاقات کرے اور اسلام پر اس کو موت آئے، پس (اس تعریف میں) وہ داخل ہو جاتا ہے جس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بیان کی ہو یا نہ کی ہو، نیز آپکے ساتھ غزوہ میں شریک ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، اور اگر کسی نے آپ کو ایک بار دیکھا ہو لیکن آپ کی ہم نشینی کا شرف حاصل نہ کرسکا یا اصلاً آپ کی زیارت سے محروم رہا ہو کسی مانع کی بنا پر مثلاً وہ شخص نابینا ہو تو ایسا شخص بھی آپ کی صحابیت کے زمرے میں داخل ہوگا اس تعریف میں جو ایمان کی قید لگائی گئی ہے اس سے وہ شخص خارج ہو جاتا ہے جس نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت کفر میں ملاقات کی ہو اگر چہ بعد میں مسلمان ہو گیا ہو جب کہ دوسری مرتبہ آپ سے ملاقات نہ کرسکا ہو۔(کتاب الاصابۃ)

لفظ صلوٰۃ کے مفہوم کا بیان

صلوٰۃ" (نماز) کے لغوی معنی "دعا" کے ہیں۔فرمانِ باری تعالیٰ ہے" خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

اے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم، ان لوگوں کے اموال میں سے صدقہ وصول کرلو جس کے ذریعے تم انہیں پاک کردو گے اور ان

کیلئے باعث رحمت ہوگے۔ اور ان کیلئے دعا کرو۔ یقیناً تمہاری دعا ان کیلئے سراپا تسکین ہے۔ اور اللہ ہر بات سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ (القرآن، سورۃ ۹، پ۱۱، 103)

جبکہ فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اذا دعی احدکم فلیجب فان کان صائماً فلیصل و ان کان مفطراً فلیطعم جب تم میں سے کسی کو دعوت دی جائے تو وہ اسے قبول کرلے پھر اگر وہ روزے سے ہو تو دعا کرے اور اگر روزے سے نہ ہو (طعام) کھالے

اور اللہ کی جانب سے "صلوٰۃ" کے معنی بہترین ذکر کے ہیں جبکہ ملائکہ کی طرف سے "صلوٰۃ" کے معنی دعا ہی کے لیے جائیں گے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا، بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود بھیجو، اور خوب سلام بھیجا کرو۔

الف لام کی اقسام کا بیان

الف لام کی دو قسمیں ہیں۔۔اسمی۔

حرفی اسمی کی تعریف

وہ الف لام جو اَلَّذِیْ کے معنی میں ہو جیسے اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضَرَبَ اور اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِیْ ضُرِبَ۔ "الف لام اسمی" صرف اسم فاعل اور اسم مفعول پر آتا ہے جبکہ یہ دونوں حدوثی معنی پر دلالت کریں۔

حرفی کی تعریف

وہ الف لام جو اَلَّذِیْ کے معنی میں نہ ہو جیسے اَلْحَسَنُ۔

الف لام حرفی کی اقسام کا بیان

حرفی کی دو قسمیں ہیں۔زائدہ۔غیر زائدہ۔

الف لام زائدہ کی تعریف

وہ الف لام جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا نہ کرے جیسے اَلنُّعْمَانُ ۔

الف لام غیر زائدہ کی تعریف

وہ الف لام جو اپنے مدخول کے معنی میں زیادتی پیدا کرے۔ جیسے اَلرَّجُلُ (خاص مرد)۔زائدہ کی اقسام۔لازمی۔عارضی۔

الف لام لازمی کی تعریف

لازمی وہ الف لام ہے جو اپنے مدخول سے جدا نہ ہوتا ہو۔ جیسے اسم جلالت اللہ کا الف لام

عارضی کی تعریف

عارضی وہ الف لام ہے جو اپنے مدخول سے جدا ہو سکتا ہو۔ جیسے اَلْمَدِیْنَۃُ کا الف لام۔

الف لام غیر زائدہ کی اقسام خمسہ کا بیان

غیر زائدہ کی اقسام اس کی پانچ اقسام ہیں۔ جنسی۔ استغراقی۔ عہد خارجی۔ عہد ذہنی۔ عہد حضوری۔

الف لام جنسی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد فقط جنس ہو اور افراد کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ (تو فرعون نے رسول کی نافرمانی کی) اس مثال میں اَلرَّسُوْلُ پر عہد خارجی کا الف لام ہے۔

الف لام استغراقی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد جنس کے تمام افراد ہوں۔ جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ، (بے شک ہر انسان خسارے میں ہے) اس مثال میں اَلْاِنْسَان کا الف لام استغراقی ہے۔

الف لام عہد خارجی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام جس کا مدخول متکلم اور مخاطب دونوں کے نزدیک متعین ہو۔ جیسے اَلرَّجُلُ خَیْرٌ مِّنَ الْمَرْاَۃِ (جنس مرد جنس عورت سے بہتر ہے) اس مثال میں اَلرَّجُلُ اور اَلْمَرْاَۃ کا الف لام جنسی ہے۔

الف لام عہد ذہنی کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد کوئی غیر معین فرد ہو۔ جیسے اَخَافُ اَنْ یَّاْکُلَہُ الذِّئْبُ (میں خوف کرتا ہوں کہ اسے کوئی بھیڑیا کھالے)۔ اس مثال میں اَلذِّئْبُ پر عہد ذھنی کا الف لام ہے۔

الف لام عہد حضوری کی تعریف و مثال کا بیان

وہ الف لام ہے جس کے مدخول سے مراد وہ فرد ہو جو موجود و حاضر ہو۔ جیسے
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا) اس مثال میں اَلْیَوْمَ پر عہد حضوری کا الف لام ہے۔

لام تعریف کا اسم نکرہ پر داخل ہو جانے کا بیان

علامہ جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں کہ جہاں تک لام تعریف کا تعلق ہے تو یہ وہ ساکن لام ہے جو اسم نکرہ پر داخل ہوتا ہے اور اُسے

معرفہ بنا دیتا ہے، تعریف جنس کے طریقے پر، جیسے: 'اهلك الناس الدينار والدرهم' اور 'الرجل خير من المراة' یعنی تمام دھاتوں میں سے یہ دو مشہور دھاتیں اور حیوانات کی تمام اجناس میں سے یہ ایک جنس۔ یا تعریف عہد کے طور پر، جیسے تم اُس شخص اور اُس درہم کے بارے میں جس کا مصداق تمہارے اور تمہارے مخاطب کے ذہن میں پہلے سے معین ہوتا ہے، کہتے ہو: 'ما فعل الرجل' آدمی نے نہیں کیا اور 'انفقت الدرهم' میں نے درہم خرچ کر دیا۔

"مغنی اللبیب" اِس فن کے جلیل القدر امام ابن ہشام نے اِس کے دو صدی بعد تصنیف کی ہے۔ لام تعریف کی بحث کا آغاز اِس کتاب میں بھی اُس کی ان دو بڑی اصناف ہی کے ذکر سے ہوا ہے، لیکن ابن ہشام نے چونکہ حروف کے مباحث میں بسط و تفصیل کا طریقہ اختیار کیا ہے، اِس وجہ سے وہ صرف اِن دو اصناف کے ذکر پر اکتفا نہیں کرتے، اِن اصناف کی مختلف اقسام بھی دلائل و امثلہ کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ تعریف عہد کا الف لام اُن کے نزدیک حسب ذیل تین صورتوں میں آتا ہے: ایک یہ کہ کسی اسم نکرہ کا بعینہ اعادہ مقصود ہو، جیسے: 'كما ارسلنا الىٰ فرعون رسولاً فعصىٰ فرعون الرسول'،

دوسری یہ کہ اُس کے اسم کا مصداق متکلم کے سامنے موجود ہو، مثال کے طور پر: 'جاءنی ہذا الرجل' تیسری یہ کہ یہ مصداق متکلم یا متکلم اور مخاطب، دونوں کا معہود ذہنی ہو، مثلاً 'اذ هما فی الغار'، الف لام کی یہی تینوں اقسام ہیں جن کے لیے بعض دوسرے اہل نحو کے ہاں عہد خارجی کی اصطلاح مستعمل ہے۔ شارح "کافیہ" جامی، سید شریف جرجانی، عصام اسفرائینی، یہ سب اِن اقسام کو عہد خارجی سے تعبیر کرتے ہیں۔ 'الف لام' جس لفظ پر آتا ہے، اُس کے افراد متکلم کے کلام میں اُس کے سامنے یا اُس کے ذہن میں اگر خارج میں متعین ہوں تو اُسے اِن حضرات کی اصطلاح میں عہد خارجی کا الف لام قرار دیا جائے گا۔ چنانچہ عصام اسفرائینی لکھتے ہیں۔ واما ان يشار بها الىٰ قسم من مفهوم اللفظ معهود بينك وبين مخاطبك يسبق فهمه اليه عند سماع اللفظ فهى لام العهد الخارجى. (حاشیہ عصام، شرح جامی ۳)

'الف لام' کے ذریعے سے اگر لفظ کے مفہوم میں سے اُس قسم کی طرف اشارہ کیا جائے جو تمہارے اور تمہارے مخاطب کے ذہن میں پہلے سے اِس طرح معین ہو کہ اُس کا ذہن اُسے سنتے ہی اُس کے مفہوم کی طرف منتقل ہو جائے تو اہل نحو کی اصطلاح میں یہ عہد خارجی کا 'الف لام' ہے۔

الف لام عہد ذکری کا بیان

وَاِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ ۔(البقرہ، ۵۰) البحر" میں الف لام عہد ذکری ہے جو دریائے مذکور کی طرف اشارہ ہے، بہت سے مفسرین کے مطابق یہ دریائے نیل ہے بنی اسرائیل کی نجات اور دریا کے پھٹ جانے کے باعث فرعونیوں کے غرق ہونے کا ذکر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ فرعونی لشکر دریا کے کنارے بنی اسرائیل پر حملہ کرنے کے درپے تھا۔

الفصل الاول

﴿یہ فصل علم نحو کی تعریف کے بیان میں ہے﴾

فصل تعریف نحو کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے سب سے پہلی فصل میں علم نحو کی تعریف، موضوع اور غرض کو بیان کیا ہے کیونکہ کوئی بھی علم ہو یا کسی بھی چیز کی حقیقت کو جاننے کیلئے سب سے پہلے اس کی تعریف کا جاننا لازم ہے۔ کیونکہ اشیاء کے حقائق کو جاننے کیلئے ان کی تعریفات کو جاننا ضروری ہے۔

علم نحو کی تعریف کا بیان

هُوَ عِلْمٌ بِاُصُوْلٍ يُعْرَفُ بِهَا اَحْوَالُ اَوَاخِرِ الْكَلِمِ الثَّلَاثِ مِنْ حَيْثُ الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَكَيْفِيَّةُ تَرْكِيْبِ بَعْضِهَا مَعَ بَعْضٍ ۔

وہ ایسے اصول کا علم ہے جس کے ذریعے کلمات ثلاثہ کے آخری احوال کو اعراب و بناء کی حیثیت سے پہچانا جائے اور ان میں سے بعض کو بعض کے ساتھ جوڑنے کا علم حاصل ہو جائے۔

علم نحو کی لغوی و اصطلاحی تعریف

علامہ عبداللہ بن حسن عکبری لکھتے ہیں کہ نحو یہ نحا نحو سے مصدر ہے جس کا معنی قصد یعنی ارادہ ہے۔ اور کلام عرب میں اعراب و بناء کی کیفیت کا نام نحو رکھا گیا ہے۔ (اللباب علل البناء والاعراب، ص ۴۰، بیروت)

لغت میں نحو کے نو معانی آتے ہیں جن میں سے سات کو ایک فارسی شاعر نے اپنے اس شعر میں جمع کیا ہے۔

هفت معنی دربیان نحو اے جان من بحو قصد و مقدار و قبیله صرف و نوع شبه و سُو

لفظ نحو کو انہی معانی میں ایک عربی شاعر نے اپنے اس شعر میں استعمال کیا ہے۔

نَحَوْ نَا نَحْوَ نَحْوِكَ يَا حَبِيْبِيْ نَحَوْ نَا نَحْوَ اَلْفٍ مِنْ رَقِيْبٍ

وَجَدْنَا هُمْ مَرِيْضاً نَحْوَ قَلْبِيْ تَمَنَّوْ مِنْكَ نَحْواً مِنْ زِيْبٍ

آٹھواں معنی ہے اعراض کرنا، ہٹنا، جو فقہاء کے اس قول میں ہے **(ثُمَّ يَتَنَحّٰى عَنْ ذٰلِكَ الْمَكَانِ)**

نواں معنی ہے حفاظت کرنا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مقولہ میں ہے۔
اِذَا جَآءَ نَحْوِیُّوْنَ فِیْ یَوْمِ الْقِیَامَةِ قِیْلَ فِیْ حَقِّهِمْ مِنْ جَانِبِ اللّٰهِ تَعَالٰی یَا مَلٰئِکَتِیْ اُنْحُوْهُمْ عَنِ النَّارِ کَمَا نَحَوْا کَلَامِیْ عَنِ الْخَطَایَا ۔۔
قیامت کے دن جب نحوی آئیں گے تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے حق میں یہ ارشاد ہوگا اے فرشتو! حفاظت کرو ان کی آگ سے جیسے انہوں نے میرے کلام کو غلطیوں سے بچانے کی حفاظت کی ہے۔

علم نحو کی وجہ تسمیہ کا بیان

نحو کا ایک معنی "طریقہ" ہے۔ چونکہ متکلم اس علم کے ذریعے عرب کے طریقے پر چلتا ہے اس لیے اس علم کو "نحو" کہتے ہیں۔
نحو کا ایک معنی " کنارہ" بھی ہے۔ چونکہ اس علم میں کلمے کے کنارے پر موجود (آخری حرف) سے بحث کی جاتی ہے اس لیے اسے "نحو" سے تعبیر کیا گیا۔
اس کا ایک معنی "ارادہ کرنا" بھی ہے۔ جس نے سب سے پہلے اس علم کے قواعد کو جمع کرنے کا ارادہ کیا اس نے نَحَوْتُ کا لفظ استعمال کیا۔ جس کا معنی ہے "میں نے ارادہ کیا" اس لیے اسے "نحو" کہا گیا۔
اس کا ایک معنی "مثل" بھی ہے۔ چونکہ اس علم کا جاننے والا عربوں کی مثل کلام کرنے پر قادر ہو جاتا ہے اس لیے اسے "نحو" کا نام دیا گیا۔
علم نحو وہ علم ہے جس کے ذریعے پہچانا جاتا ہے اسم فعل حرف کے آخر کو معرب اور مبنی کے اعتبار سے اور بعض کلمات کو بعض سے ملانے کی کیفیت کا پتہ چلتا ہے۔

علم نحو کو علم الاعراب کہنے کا بیان

علم نحو کو علم الاعراب بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ عربی زبان کے الفاظ کا دارومدار اعراب پر ہوتا ہے۔ اعراب کی معمولی تبدیلی سے الفاظ کے معانی میں نہایت بنیادی تبدیلیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ اس علم کی مدد سے عربی زبان کے الفاظ کی حرکات، مرکب کلمات، ان کی ہیئت ترکیبی اور ان کے معانی پر بحث کی جاتی ہے۔

علم نحو کے واضع کا بیان

اس علم کے واضع حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کے حکم سے حضرت ابوالاسود علیہ الرحمۃ نے باقاعدہ اس علم کی تدوین کی۔ جب حضرت ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کافی کچھ لکھ چکے تو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مَا اَحْسَنَ هٰذَا النَّحْوَ قَدْ نَحَوْتَ"
نحو کے واضع حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ حضرت ابوالاسود ابن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی ۶۹ھ) فرماتے

ہیں: میں نے باب مدینۃ العلم حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ وہ کسی فکر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ وجہ پوچھی تو فرمایا میں نے ایک شخص کو غلط گفتگو کرتے ہوئے سنا ہے۔ میں چاہتا ہوں عربی کے قواعد پر کوئی کتاب لکھی جائے۔ تین دن کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے ایک صحیفہ عنایت فرمایا جس میں اسم فعل اور حرف کی تعریف تھی اور فرمایا تم تلاش اور جستجو سے اس میں اضافہ کردو۔ سیدنا ابوالاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں باب عطف، نعت، تعجب، اور حروف مشبہ بالفعل کا اضافہ کیا۔ جو کچھ لکھتے اسے اصلاح کے لیے حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس میں پیش کر دیتے۔

یعنی تو نے کتنے اچھے طریقے کا قصد کیا۔ اسی بناء پر اس علم کا نام "نحو" قرار پایا۔ لفظ "نحو" کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ (۱) قصد (۲) جہت (۳) مثل () نوع۔ اس علم کو پہلے معنی کے اعتبار سے "نحو" کہا جاتا ہے کیونکہ مصدر بعض اوقات اسم مفعول کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے جیسے خلق بمعنی مخلوق اسی طرح قصد بمعنی مقصود ہے۔

علم نحو کی غرض کا بیان

صِیَانَةُ الذِّهْنِ عَنِ الْخَطَاءِ اللَّفْظِیِّ فِی کَلَامِ الْعَرَبِ ۔

عربی زبان میں خطا لفظی سے ذہن کو بچانا ہے۔ (کیونکہ زبان ذہن کے تابع ہوتی ہے)

علم نحو کا موضوع

اَلْکَلِمَةُ وَالْکَلَامُ یعنی کلمہ اور کلام

نحو کا موضوع کلمہ اور کلام ہونے کا بیان

علمائے نحات بیان کرتے ہیں کہ کسی بھی علم کا موضوع وہ چیز ہوا کرتی ہے جس کے ذاتی احوال سے بحث کی جائے۔ اور نحو کے علم کا جب احاطہ کیا جائے تو اول سے آخر تک اس میں کلمہ وکلام کے ذاتی احوال سے بحث کی جاتی ہے۔ لہٰذا نحو کا موضوع بھی اسی کلمہ اور کلام کو اقرار دیا جائے گا۔



﴾یہ فصل کلمہ واقسام کلمہ کے بیان میں ہے﴿

فصل کلمہ واقسام کلمہ کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے علم نحو کے تعارف کروانے کے بعد دوسری فصل میں کلمہ کی تعریف اوراس کی اقسام کو بیان کیا ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ نحو کا سارا علم کلمہ کی پہچان کا محتاج ہے۔اور کوئی جملہ اور کوئی کلام عربی خواہ وہ کسی نوع یاقسم کو شامل ہو وہ کلمہ سے خالی نہ ہوگا۔لہذا کلام کی اصل جزء ہی کلمہ ہوئی۔پس کلام عرب میں اس کی حیثیت کے اصل ہونے کے سبب اس کو مقدم ذکر کیا گیا ہے۔

کلمہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

کلمہ اس لفظ کا مادہ،ک،ل،م ہے۔اس کا لغوی معنی زخم کرنا ہے۔جس طرح کوئی شخص تلوار سے زخم کرتا ہے اسی طرح کلمہ یعنی گفتگو بھی انسان کے دل کو زخم پہنچا سکتی ہے۔لہذا اس لفظ کا لغوی معنی ہی اس کے نام کی وجہ تسمیہ بننے والا ہے۔(صراح)

کلمہ کی تعریف کا بیان

الكَلِمَةُ : لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ ،

کلمہ وہ لفظ ہے جس کو مفرد معنی کیلئے بنایا گیا ہے۔

کلمہ اور کلم کے لغوی معنی کا بیان

کلم کا لغوی معنی زخمی کرنا ہے۔جس طرح ہاتھ کا زخم ہوتا ہے اسی طرح یہ زبان کے ذریعے زخم کرنا ہے۔یعنی ہاتھ کے ذریعے کسی دوسرے کو مارنے پیٹنے سے زخم ہوتا ہے اسی طرح کلام کے ذریعے بھی کسی دوسرے کو سخت جملوں کے ساتھ زخمی کیا جاتا ہے۔ جس طرح زخم مجروح کے اندر اثر انداز ہوتا ہے اسی طرح کلام بھی سامع کے اندر اثر انداز ہوتا ہے۔

کلمہ کا فعلہ کے وزن پر ہونے کا بیان

علامہ ابو یعیش نحوی لکھتے ہیں کہ اہل حجاز کی لغت کے مطابق کلمہ یہ فعلہ کے وزن پر عین کے کسرہ کے ساتھ ہے جبکہ بنی طے کی لغت کے مطابق یہ فعلہ کے وزن پر فاء کے کسرہ اور عین کے سکون کے ساتھ ہے۔(شرح المفصل،بحث کلمہ)

لفظ کے لغوی واصطلاحی معنی کا بیان

لفظ کے لغوی معنی ہیں اَلـرَّمْـیُ یعنی پھینکنا پھر وہ پھینکنا منہ سے ہو یا غیر منہ سے منہ سے ہو تو کلام ہو یا غیر کلام ہو گا کلام جیسے نغمہ یا نظم اور غیر کلام ہو جیسے (اَكَلْتُ التَّمْرَةَ وَلَفَظْتُ النَّوَاةَ) یعنی میں نے کھجور کھائی اور گٹھلی پھینکی۔ غیر منہ سے ہو جیسے (لَفَظَتِ الرَّحَى الدَّقِيْقَ) یعنی چکی نے آٹا پھینکا۔ اور لفظ کے اصطلاحی معنی ہیں (مَا يَتَلَفَّظُ بِهِ الْإِنْسَانُ حَقِيْقَةً كَانَ أَوْ حُكْمًا مُفْرَدًا كَانَ أَوْ مُرَكَّبًا مُهْمَلًا كَانَ أَوْ مَوْضُوعًا) یعنی وہ چیز جس پر انسان تلفظ کرے حقیقی ہو یا حکمی مفرد ہو یا مرکب مہمل ہو یا موضوع ہو۔

دلالت کے اعتبار سے لفظ کی اقسام کا بیان

لفظ دال یعنی وہ لفظ جس کو کسی معنی پر دلالت کرنے کیلئے وضع کیا جاتا ہے، اس لفظ کی دو قسمیں ہیں۔ مفرد۔ مرکب

مفرد: مَا لَا يُقْصَدُ بِجُزْئِهِ الدَّلَالَةُ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ، "وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد نہ کیا جائے جیسے: زید۔

مرکب": مَا يُقْصَدُ بِجُزْئِهِ الدَّلَالَةُ عَلٰى جُزْءِ مَعْنَاهُ، "وہ لفظ جس کے جز سے اس کے معنی مرادی کے جز پر دلالت کا قصد کیا جائے جیسے:۔ عبداللہ کی دلالت "اللہ کے بندے" پر، جبکہ یہ علم نہ ہو۔

وضع اور موضوع لہ کی تعریف

وضع کا لغوی معنی "رکھنا" ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے": تَخْصِيْصُ شَيْءٍ بِشَيْءٍ مَتٰى أُطْلِقَ الشَّيْءُ الْأَوَّلُ فُهِمَ مِنْهُ الشَّيْءُ الثَّانِيْ"

جیسے دھوئیں اور آگ کا آپس میں اس طرح کا تعلق ہے کہ جب بھی ہمیں کہیں سے دھواں اٹھتا ہوا نظر آئے تو ہمیں آگ کا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ لہٰذا دھواں دال ہے اور آگ مدلول ہے۔

دوسری چیز کے ساتھ اس طرح خاص کر دینا کہ پہلی چیز کے علم سے دوسری چیز کا علم حاصل ہو جائے وضع کہلاتا ہے۔ پہلی کو مَوْضُوْع اور دوسری کو موضوع لہ کہا جاتا ہے۔

مفرد کا معنی واحتمالات ثلثہ کا بیان

شیخ علامہ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مفرد اس کا لغوی معنی ہے اکیلا کیا ہوا اور اصطلاحی معنی ہیں لَفْظٌ وُضِعَ لِمَعْنًى مُفْرَدٍ یعنی لفظ جو ایک معنی پر دلالت کرے اس کو کلمہ بھی کہتے ہیں۔

یہاں مفرد کے اعراب میں تین احتمال ہیں۔ مفرد کو مجرور اس لئے پڑھ سکتے ہیں کہ یہ معنی کی صفت ہو۔ تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ

لفظ کی جز اس کے معنی کی جز پر دلالت نہ کرے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ مفرد کو لفظ کی صفت بناتے ہوئے مرفوع پڑھا جائے تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ اس کی جز اس کے معنی کی جز پر دلالت نہ کرے۔ اور تیسرا احتمال یہ ہے کہ یہ وضع سے حال ہو اور اس کو منصوب پڑھا جائے یا یہ معنی سے لام کے واسطے سے مفعول بہ ہو۔ (فوائد ضیائیہ ص ۲۲ مجتبائے دہلی)

کلمہ کی اقسام ثلثہ کی وجہ حصر کا بیان

وَهِيَ مُنْحَصِرَةٌ فِي ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ ، اسْمٍ وَفِعْلٍ وَحَرْفٍ ، لِأَنَّهَا إِمَّا أَنْ لَا تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا فَهِيَ الْحَرْفُ أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا ، وَاقْتَرَنَ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ ، فَهِيَ الْفِعْلُ ، أَوْ تَدُلَّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا وَلَمْ يَقْتَرِنْ مَعْنَاهَا بِأَحَدِ الْأَزْمِنَةِ ، فَهِيَ الِاسْمُ .

اور وہ تین اقسام میں منحصر ہے۔ ا اسم ۲ فعل ۳ حرف۔ کیونکہ جب وہ کلمہ خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت نہ کرے تو وہ حرف ہے۔ یا پھر وہ اپنے معنی پر خود بہ خود دلالت کرتا ہے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ بھی ملا ہوا ہے تو وہ فعل ہے یا پھر وہ اپنے معنی پر پر خود بہ خود دلالت کرتا ہے لیکن وہ تینوں زمانوں میں کسی ایک زمانے کے ساتھ بھی ملا ہوا نہیں ہے تو وہ اسم ہے۔

کلمہ کی اقسام کو تین میں حصر کرنے کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور کثیر کتب نحات میں کلمہ کی صرف تین اقسام بیان کی گئی ہیں اور ان تین اقسام کا بیان دلیل حصر کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ کلمہ کی تین اقسام کے سوا کوئی اقسام نہیں ہے۔ کیونکہ جب لفظ کلمہ جو ایک ذات یا ماہیت کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر کسی قسم کا اطلاق کیا جاتا ہے تو وہ صرف تین سے سمجھا جاتا ہے۔

اس کی دلیل مصنف خود لانھا سے بیان کرتے ہیں کہ دلالت کا اطلاق اسم، فعل، حرف میں سے کسی ایک پر ہوتا ہے۔ اور یہی دلالت کا اطلاق اس بات کی دلیل ہے کہ کلمہ تین اقسام میں منحصر ہے۔ کیونکہ دلالت کا ان تینوں کے سوا عدمی ہونا ان کے وجودی ہونے پر بھی ہے۔ کیونکہ اشیاء کے اپنے تقابل میں معدوم ہونا یہ ان کے وجود کا تقاضہ کرتا ہے۔ ورنہ موجود و معدوم میں فرق نہ رہے گا۔

اقسام کلمہ میں اسم و فعل و حرف میں وجوہ تقدم و تاخر کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور کثیر علمائے نحات نے کلمہ کی تقسیم کرتے ہوئے اسم کو فعل پر مقدم کیا ہے اور فعل کو حرف پر مقدم کیا ہے اس کا سبب یہ ہے۔ کہ اسم اصل ہے جبکہ فعل اور حرف یہ دونوں علی ترتیب فرع ہیں۔ کیونکہ فعل مصدر یعنی اسم سے مشتق ہے۔ اور مشتق منہ اصل ہوتا ہے۔ پس اسم فعل سے اصل ہوا پس اس کو مقدم کر دیا۔ اور فعل حرف کے اعتبار سے اس طرح اصل ہے کہ فعل دلالت اور اقتران زمانہ میں دو وجودی شرائط کا محتاج ضرور ہے لیکن ان شرائط کے بعد وہ معنی مستقل پر دلالت کرنے کے اہل بن جاتا ہے جبکہ حرف نہ تو اسی طرح کی شرائط کو قبول کرتا ہے اور نہ ہی کسی قسم کی شرائط کے پائے جانے کے بعد مستقل معنی پر دلالت کرنے کی

اہمیت رکھتا ہے۔ لہٰذا دو اس کو سب سے مؤخر ذکر کیا جائے گا۔

دلالت کے لغوی و اصطلاحی معنی کا بیان

دلالت کا لغوی معنی اَلْاِرْشَادُ یعنی رہنمائی کرنا، راہ دکھانا ہے اور اصطلاح میں اس کی تعریف یہ ہے کَوْنُ الشَّیءِ بِحَیْثُ یَلْزَمُ مِنَ الْعِلْمِ بِهِ الْعِلْمُ بِشَیءٍ آخَرَ۔

یعنی کسی چیز کا اس طرح ہونا کہ اس چیز کے جاننے سے دوسری چیز کا جاننا لازم آئے دلالت کہلاتا ہے۔ پہلی چیز کو دال اور دلالت کرنے والی جبکہ دوسری چیز کو مدلول جس پر دلالت کی گئی کہتے ہیں۔

یوں تو اہل منطق کا اصل مقصد معانی کی بحث ہے لیکن منطق کی کتابوں کی ابتداء میں الفاظ اور دلالت کی بحث ضرورت کے پیش نظر لائی جاتی ہے۔ الفاظ کی بحث اس لئے کہ معانی کا سمجھنا اور سمجھانا الفاظ پر موقوف ہے اور دلالت کی بحث اس لئے کہ الفاظ سے صحیح معانی اسی صورت میں سمجھ آسکتے ہیں جبکہ الفاظ کے اپنے معانی پر دلالت کی نوعیت معلوم ہو۔

دلالت تو وضع کے بغیر پائی جاسکتی ہے لیکن وضع دلالت کے بغیر نہیں پائی جا سکتی جیسے: لفظ زید کی دلالت زید کی ذات پر، یہاں وضع بھی ہے اور دلالت بھی، جبکہ دھواں کی دلالت آگ پر یہاں صرف دلالت پائی جارہی ہے وضع نہیں۔

جیسے لفظ قلم کے جاننے سے خود قلم کا علم حاصل ہوتا ہے اس مثال میں لفظِ قلم موضوع اور خود قلم موضوع لہ ہے نیز خاص کرنے والے کو واضع کہا جاتا ہے۔

وہ دلالت لفظیہ وضعیہ جس میں لفظ اپنے پورے معنی "موضوع لہٗ" پر دلالت کرے جیسے: چاقو کی دلالت پھل اور دستے پر۔

یاد رہے کہ فن منطق میں پچھلے سبق میں ذکر کی گئی چھ دلالتوں میں سے صرف دلالت لفظیہ وضعیہ ہی کا اعتبار ہے اور اسی سے بحث کی جاتی ہے کیونکہ استاذ کے سمجھانے اور طالب علم کے سمجھنے میں آسانی اسی سے ہے۔ جبکہ دلالت غیر لفظیہ کی اقسام مثلاً لفظ ہی نہیں، حالانکہ افادہ غیر کو فائدہ پہنچانا اور استفادہ غیر سے فائدہ حاصل کرنا لفظ سے ہوتا ہے اور دلالتِ لفظیہ کی دو قسمیں طبعیہ اور عقلیہ لفظ تو ہیں مگر ان سے بحث نہیں کی جاسکتی کیونکہ انسانی طبیعتیں اور عقلیں مختلف ہیں لہٰذا یہاں دلالت لفظیہ وضعیہ کی اقسام کو بیان کیا جاتا ہے۔ اس کی تین اقسام ہیں۔

دلالت لفظیہ تضمنی

جس طرح کوئی شخص کہتا ہے کہ میں نے بازار سے چاقو خریدا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت پورے چاقو پر ہوگی لہٰذا یہ دلالت مطابقیہ ہے اور اگر وہ یہ کہے کہ میں نے چاقو کو تیز کیا تو اس وقت لفظ چاقو کی دلالت صرف پھل پر ہوگی دستے پر نہیں۔ لہٰذا یہ دلالت تضمنیہ ہے اور اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرے گھر میں شام تک سورج رہتا ہے تو اس وقت اس کی مراد یہ ہے کہ دھوپ میرے گھر میں شام تک رہتی ہے اور دھوپ نہ تو سورج کا کل ہے نہ جزو بلکہ لازم ہے لہٰذا یہ دلالت التزامیہ ہے۔

"دلالت مطابقی والتزامی

دلالت تضمنیہ اور التزامیہ کے بغیر پائی جا سکتی ہے لیکن یہ دونوں دلالتیں "دلالت مطابقیہ" کے بغیر نہیں پائی جا سکتیں۔ جس طرح: لفظ اللہ کی دلالت ذات باری تعالی پر دلالت مطابقیہ تو ہے لیکن دلالت تضمنیہ نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ تعالی کی ذات کا کوئی جزء ہی نہیں، اسی طرح اگر کسی شی کا لازم نہ ہو تو پھر دلالت التزامیہ نہیں بلکہ دلالت مطابقیہ پائی جائے گی مثلاً اگر فرض کر لیا جائے کہ زید کا کوئی لازم نہیں ہے تو اس وقت لفظ جس طرح: لفظ نبی کا معنی موضوع لہ مُخبِر عن الغَیب، یعنی غیب کی باتیں بتانے والا ہے اور "غیب کی باتیں بتانے والے" کے لیے "غیب کی باتیں جاننے والا" ہونا لازم ہے، تو لفظِ نبی کی دلالت "غیب جاننے والے پر" دلالتِ التزامی ہے اور جاننے والا مدلولِ التزامی ہے۔

زید کی دلالت ذات زید پر مطابقیہ تو ہو گی لیکن دلالت التزامیہ نہیں ہو گی کیونکہ زید کا کوئی لازم ہی نہیں ہے۔ اور اگر کوئی لازم ہے تو پھر دلالت مطابقیہ کے ساتھ ساتھ دلالت التزامیہ بھی پائی جائے گی جس طرح: سورج کی دلالت دھوپ پر دلالت التزامیہ ہے لیکن اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جا رہی ہے کیونکہ دھوپ سورج کا لازم ہے اور قاعدہ ہے کہ لازم بغیر ملزوم کے نہیں پایا جاتا۔ اور یاد رہے کہ دلالت تضمنیہ بغیر دلالت مطابقیہ کے نہیں پائی جا سکتی جس طرح: چاقو کی دلالت صرف پھل پر دلالت تضمنیہ ہے اس میں دلالت مطابقیہ بھی پائی جا رہی ہے کیونکہ پھل چاقو کا جز ہے اور قاعدہ ہے کہ کل بغیر جز کے نہیں پایا جاتا۔

اسم کی تعریف کا بیان

حد الاسْم : كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِي نَفْسِهَا غَيْرِ مُقْتَرِنٍ بِاَحَدِ الاَزْمِنَةِ الثَّلَاثَةِ ، اَعْنِي اَلمَاضِيَ وَاَلحَالَ وَالاسْتِقبَالَ نَحْوُ رَجُلٌ وَعِلْمٌ

اسم وہ کلمہ ہے جو خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا نہ ہو۔ زمانوں سے مراد ماضی، حال اور استقبال ہے۔ جس طرح رجل، آدمی اور علم، علم ہے۔

لفظ اسم کے مدلول کے مفہوم کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ اسم کا معنی یہ ہے کہ وہ کسی معنی پر دلالت کرے خواہ اس کا مدلول شخص ہو یا غیر شخص ہو وہ اسم ہی ہو گا۔ شخص جس طرح رجل کہ اس کا مدلول آدمی ہے۔ اور فرس کہ اس کا مدلول گھوڑا ہے۔ اور غیر شخص جس طرح، ضرب، علم، یوم، وغیرہ ہیں۔ لیکن یہ دونوں اسم ہیں۔ کیونکہ اسم کی دلالت سے یہی مراد ہیں۔ الاصول فی النحو، ج ۱، ص ۳، بیروت

اسم کی تعریف میں جنس، فصل ہونے کا بیان

مصنف کی بیان کردہ اسم کی تعریف میں،، تَدُلُّ عَلَى مَعْنًى ،، یہ جنس کے مرتبے میں ہے۔ یعنی اس میں اس کی اقسام ثلثہ

شامل ہیں۔ اوراس کے بعد ''فِی نَفْسِھَا '' اس سے حرف سے فصل واقع ہو جائے گا۔اوراس کے بعد''غَیرِ مُقْتَرِنٍ '' کہنے سے فعل سے فصل واقع ہو جائے گا۔

لفظ اسم کے مادہ اشتقاق میں نحات بصرہ وکوفہ کے اختلاف کا بیان

علمائے نحات بصرہ کہتے ہیں کہ اسم کی اصل سمو سین کی کسرہ کے ساتھ ناقص واوی ہے۔اوراس کا معنی علو اور بلندی ہے۔اور اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے اور مصنف کتاب ہدایہ نے بھی کہا ہے کہ اسم اپنی دونوں اقسام پر علو وبلندی رکھتا ہے۔لہٰذا یہ سمو" سے مشتق ہے۔اس طرح واو کو حذف کر کے اس کے عوض میں شروع میں ہمزے لائے۔تو اسم بن جائے گا۔

علمائے نحات کوفہ لکھتے ہیں۔ یہ وسم، واو کے کسرہ کے ساتھ سے مشتق ہے اور وسم کا معنی علامت ہے۔اور یہ لفظ چونکہ اپنے مسمّی پر بطور علامت کا اظہار ہے لہٰذا اس یہی درست ہے۔اوراس کی واو کو حذف کر کے اس کے بدلے میں ہمزہ لائیں گے تو یہ اسم بن جائے گا۔مصنف کتاب ہدایہ نے علمائے بصرہ کے موقف کو ترجیح دیتے ہوئے اسم کو سمو سے مشتق جانا ہے۔کیونکہ یہاں مقام اقسام کے درمیان دلیل کا ہونا ہے جو سمو سے حاصل کی جاسکتی ہے۔

اسم کا لغوی معنی نشانی یا بلندی ہے،عرف میں بمعنی نام استعمال ہوتا ہے،بصریوں کے نزدیک یہ اصل میں "سِمْوٌ" تھا بمعنی بلندی سَمَا یَسْمُوْ سے ،واو پر ضمہ ثقیل ہونے کی وجہ سے گر گیا،واو بھی التقائے تنوین کے سبب گر گئی،اوراس واو کے عوض اول میں ہمزہ لائے اور سین کا کسرہ نقل کر کے ہمزہ کو دیا اور میم پر اعراب جاری ہوا،لہٰذا"اِسْمٌ"بروزن"اِفْعٌ" ہے۔اور کوفیوں کے نزدیک اس کی اصل "وَسْمٌ"ہے بمعنی "نشانی"اور "داغ کرنا"، واو کو حذف کر کے اس کے عوض ہمزہ لائے۔اس تقدیر پر "اِسْمٌ" بروزن "اِعْلٌ" ہوگا۔بصریین کے نزدیک اسم کو اسم اس لیے کہتے ہیں کہ اسم کا لغوی معنی بلندی ہے اور اسم اصطلاحی بھی اپنے دونوں قسیمین فعل اور حرف سے مرتبہ میں بلند ہے؛ کیونکہ اسم مسند الیہ اور مسند ہوسکتا ہے اور فعل مسند ہوتا ہے،مسند الیہ نہیں ہوتا اور حرف نہ مسند ہوتا ہے نہ مسند الیہ۔اور کوفیین کے نزدیک اسم کو اسم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسم کا لغوی معنی نشانی ہے اور اسم اصطلاحی بھی اپنے مسمّی پر علامت ہوتا ہے۔اصطلاح میں اسم وہ کلمہ ہے جو مستقل معنی پر دلالت کرے اور باعتبار وضع اول تینوں زمانوں میں سے کوئی زمانہ اس میں نہ ہو۔جیسے رَجُلٌ ، عِلْمٌ ۔

مفہوم قسیم کا بیان

قسیم کا مفہوم یہ ہے کہ جب کسی چیز کی تقسیم کی جاتی ہے تو اس تقسیم ہونے والی تمام انواع آپس میں قسیم ہوا کرتی ہیں۔مثال کے طور پر جس طرح کلمہ کی تین اقسام ہیں۔اسم۲فعل۳حرف۔تو اب،اسم،فعل اور حرف کی قسیم ہے اسی طرح فعل اسم کی قسیم ہے اور فعل حرف کی قسیم ہے اور ایسے ہی اسم،فعل اور حرف یہ تینوں آپس میں قسیم ہیں۔اوران میں تقدم وتاخر کا سبب قسیم کا مقسم کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔اوران کا مقسم کلمہ ہے۔جو سب کو شامل ہے لیکن بعض میں قریب سے بعض میں دور سے ہے۔انہی مراتب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] ترتیب حروف میں تناسب ہو۔ جس طرح [illegible]

[illegible]

[illegible] مشتق منہ اور مشتق کے درمیان حروف اصلیہ میں مناسبت ہو اور ترتیب حروف میں تناسب نہ ہو۔ جس طرح [illegible] سے [illegible]

[illegible] مشتق منہ اور مشتق کے درمیان مخارج حروف میں تناسب ہو۔ جس طرح نہق سے نعق۔

حدِ تعریف

اہل منطق کے نزدیک [illegible] وہ معرف جو جامع مانع ہو اس کو حد کہتے ہیں۔ جامع سے مراد وہ اپنے افراد جنس کو شامل ہو یا کل اپنے تمام افراد کو شامل ہو اور مانع سے مراد دخول غیر سے مانع ہو۔

اسم کی علامات کا بیان

وعلامتُهُ أن يَصِحَّ الإخبارُ عنهُ، وَبِهِ، نَحوُ زَيْدٌ قائِمٌ وَالإضافَةُ نَحوُ غُلامُ زَيْدٍ وَدُخُولُ لامِ التَّعريفِ عَلَيهِ، نَحوُ الرَّجُلُ وَأنْ يَصِحَّ فِيهِ الجَرّ، والتَّنوِينُ وَالتَّثنِيَةُ وَالجَمْعُ وَالنَّعْتُ وَالتَّصغِيرُ وَالنِّداءُ، فإنَّ كُلَّ هذِهِ مِنْ خَواصِّ الاسْمِ.

ومَعنَى الإخبارُ عَنْهُ أنْ يَكُونَ مَحكوماً عَلَيْهِ، فَاعِلاً، أو مَفعُولاً 1 أو مُبْتَدَأً. وَمَعْنَى الإخبارُ بِهِ أنْ يَكُونَ مَحكُوماً بِهِ كَالخَبَرِ.

ترجمہ

اور اسم کی علامات یہ ہیں کہ اس سے اخبار عنہ اور اخبار بہ درست ہے جس طرح زید قائم ہے اور اضافت جس طرح غلام زید اور لام تعریف کا اس پر داخل ہونا جس طرح الرجل اور اس میں حرف جر کا داخل ہونا اور اس میں تنوین، تثنیہ، جمع، نعت، تصغیر اور نداء کا ہونا ہے پس یہ تمام اسم کے خواص ہیں۔

اور اخبار عنہ کا معنی یہ ہے کہ اس کا محکوم علیہ فاعل ہو گا یا مفعول ہو گا یا مبتداء ہو گا۔ اور اخبار بہ کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم بہ ہو گا جس طرح خبر کے ساتھ ہوتا ہے۔

علامات کا لغوی مفہوم

علامات، علامۃ کی جمع ہے۔ ہر چیز کی کوئی نہ کوئی علامت ہوتی ہے جس سے وہ چیز پہچانی جاتی ہے۔ لہذا اسم فعل اور حرف کی علامات بیان کی جاتی ہیں۔

اخبار عنہ اور اخبار بہ کے اسم کی علامت ہونے کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے یہاں یہ بیان کیا ہے کہ اسم کا مخبر عنہ اور مخبر بہ ہونا یہ اس کی علامت ہے۔ اخبار عنہ سے مراد مسند الیہ اور اخبار بہ سے مراد مسند ہونا ہے۔

علامات اسم گیارہ ہیں جو مثالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔ ا شروع میں الف لام کا داخل ہونا، جس طرح، اَلْحَمْدُ ۲ شروع میں حرف جر کا داخل ہونا، جس طرح، بِزَیْدٍ ۳ آخر میں تنوین کا ہونا جس طرح زَیْدٌ ۴ مسند الیہ ہونا جس طرح، زَیْدٌ قَائِمٌ

۵ مضاف ہونا، جس طرح، غُلَامُ زَیْدٍ ۶ مصغر ہونا، جس طرح، قُرَیْشٌ

۷ منسوب ہونا، جس طرح، بَغْدَادِیٌّ ۸ مثنی ہونا، جس طرح، رَجُلَانِ

۹ مجموع ہونا، جس طرح، رِجَالٌ ۱۰ موصوف ہونا، جس طرح، رَجُلٌ عَالِمٌ

۱۱ آخر میں تائے متحرکہ کا ہونا جو سکون کے وقت ہ بن جائے، جس طرح طَلْحَۃٌ ضَارِبَۃٌ

بقیہ علامات اسم یہ ہیں۔ ان تمام چیزوں کے نام، مکبر ہونا، مستثنیٰ ہونا، مستثنیٰ منہ ہونا، منصرف ہونا، غیر منصرف ہونا، معرفہ ہونا، نکرہ ہونا، مذکر ہونا، مؤنث ہونا، فاعل ہونا، مفعول ہونا، منادیٰ ہونا اور ذوالحال ہونا ہیں۔

خاصہ کی تعریف

ائمہ کلام کے نزدیک خاصہ کی تعریف یہ ہے کہ "مایوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ" یعنی جو صفت جس کا خاصہ ہو اسی کے ساتھ خاص ہو اس کے غیر میں وہ چیز نہ پائی جائے۔

دخول لام کا اسم کی علامت ہونے کا بیان

علامہ ابن فلاح نحوی لکھتے ہیں کہ دخول لام یہ اسم کی علامت ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ ثقیل ہے اور اسم ثقل کو قبول کر لیتا ہے جبکہ فعل کسی قسم کے ثقل کو قبول نہیں کرتا لہٰذا یہ علامت اسم ہوئی۔ اس کو اسم کا خاصہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس لام کو لام تعریف بھی کہتے ہیں۔ (المغنی، ج ۲، ص ۶۲، مطبوعہ بیروت)

فعل کی تعریف کا بیان

حدالفِعلُ : کَلِمَۃٌ تَدُلُّ عَلٰی مَعْنًی فِی نَفْسِھَا مُقْتَرِنٍ بِاَحِدِ الازمِنَۃِ الثَّلاثَۃِ ، نَحْوُ نَصَرَ ، یَنْصُرُ ،

اُنْصُرْ

فعل وہ کلمہ ہے جو خود بہ خود اپنے معنی پر دلالت کرے اور تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے ساتھ ملا ہوا بھی ہو۔ جس طرح نصر اس ایک مرد نے مدد کی، ینصر وہ ایک شخص مدد کرتا یا کرے گا، انصر تو ایک شخص مدد کر۔

فعل کی علامات کا بیان

وَعَلامَتُهُ أَن يَصِحَّ الإِخْبارُ بِهِ لا عَنْهُ ، وَدُخُولُ قَدْ ، والسّين ، وَسَوْف ، وَالجَازِم عَلَيْهِ ، نَحْوُ قَدْ نَصَرَ ، وَسَيَنْصُرُ ، وَسَوْفَ يَنْصُرُ ، وَلَمْ يَنْصُرْ . الضَّمائِرِ البَارِزَةِ المَرْفُوعَةِ بِهِ نَحْوُ كَتَبْتُ وَتَاءِ التَّانِيثِ السَّاكِنَةِ نَحْوُ كَتَبَتْ وَنُونِ التَّاكِيدِ ، نَحْوُ اُكْتُبَنْ فَإِنَّ كُلَّ هٰذِهِ مِنْ خَواصِّ الفِعْل ، ومعنى الاخبار به ان يكون محكوما به ،

اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس سے اخبار بہ کا ہونا درست ہو جبکہ اخبار عنہ درست نہ ہو اور قد، سین، سوف اور جازم کا داخل ہونا ہے۔ جس طرح نصر وغیرہ اور اس پر ضمائر بارزہ مرفوعہ کا داخل ہوتا ہے۔ جس طرح کتبت اور تائے تانیث ساکنہ جس طرح کتبت اور نون تاکید کا داخل ہوتا ہے جس طرح اکتبن پس یہ سب فعل کے خواص ہیں۔ اور اخبار بہ کا معنی یہ ہے کہ وہ محکوم بہ ہو۔

شرح

علامات فعل آٹھ ہیں جو مثالوں کے ساتھ درج ذیل ہیں۔

۱ شروع میں قَدْ ہونا، جس طرح، قَدْ ضَرَبَ ۲ شروع میں سین زائدہ کا ہونا جس طرح، سَيَضْرِبُ

۳ شروع میں سَوْفَ کا ہونا جس طرح سَوْفَ يَضْرِبُ ۴ شروع میں حرف جزم کا ہونا جس طرح، لَمْ يَضْرِبْ

۵ ضمیر مرفوع متصل کا ہونا، جس طرح ضَرَبْتُ ۶ تائے ساکنہ کا آخر میں ہونا جس طرح، ضَرَبَتْ

۷ امر ہونا جس طرح، اِضْرِبْ ۸ نہی کا صیغہ ہونا، جس طرح، لَاتَضْرِبْ

بقیہ علامات فعل یہ ہیں۔ حروف ناصبہ کا شروع میں ہونا، حروف اتین کا شروع میں ہونا، ماضی ہونا، نون تاکید ثقیلہ اور خفیفہ کا آخر میں آنا ہیں۔

فعل کی وجہ تسمیہ کا بیان

ويسمى فعلا باسم اصله وهو المصدر لان المصدر هو فعل الفاعل حقيقة ،

اور اس کا نام فعل اس کی اصل کی وجہ سے رکھا جاتا ہے اور وہ مصدر ہے کیونکہ حقیقت میں مصدر ہی فاعل کا فعل ہے۔

حرف کی تعریف کا بیان

حد الحَرفُ : كَلِمَةٌ لا تَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِى نَفْسِهَا ، بَلْ فِى غَيْرِهَا ، نَحْوُ مِنْ و إلى فَإِنَّ مَعْنَاهُما

الابتداء ُ وَالانتهاء ُ ، وَلٰكِنْ لا تَدُلاّنِ عَلٰى مَعْنَاهُما اِلاّ بَعْدَ ذِكْرِ مَا يُفْهَمُ مِنْهُ الابتداء ُ والانتهاء ُ ، كَ البَصْرَةِ وَ الكُوفَةِ فِى قَوْلِكَ سِرْتُ مِنَ البَصْرَةِ اِلى الكُوفَةِ .

حرف کی تعریف یہ ہے کہ وہ کلمہ کو خود بہ خود کسی معنی پر دلالت نہ کرے بلکہ وہ کسی دوسرے میں ہو۔ جس طرح مِن ، اور ، الی پس من ابتدائے غایت جبکہ الی انتہائے غایت کیلئے آتا ہے۔ لیکن یہ دلالت صرف اس وقت کرتے ہیں جب ان کو ایسے کلمے کے بعد ذکر کیا جائے جس سے ابتداء و انتہاء کا مفہوم سمجھا جائے۔ جس طرح تیرے اس قول میں بصرہ اور کوفہ ہے سِرْتُ مِنَ البَصْرَةِ اِلى الكُوفَةِ

شرح

مصنف علیہ الرحمہ نے کلمہ کی تیسری قسم حرف کی تعریف کو یہاں بیان کیا ہے۔

سِرْتُ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْكُوْفَةِ

اس مثال میں "سِرْتُ" میں چلا فعل ہے، اس لیے کہ یہ دوسرے کلمے سے ملے

حرف کی علامات کا بیان

وَعَلامَةُ الحَرْفِ اَنْ لا يَصِحَّ الإخْبَارُ عَنْهُ ، وَلا بِهِ ، واَنْ لا يَقْبَلَ عَلامَاتِ الاسْمَاءِ ، وَلا عَلامَاتِ الافْعَالِ .

اور حرف کی علامت یہ ہے کہ اس سے اخبار عنہ اور اخبار بہ درست نہیں ہے اور وہ اسماء و افعال کی علامات کو قبول نہیں کرتا۔

حرف سے اخبار بہ اور اخبار عنہ کے درست نہ ہونے کا بیان

علامہ ابوبکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ حرف کے ساتھ خبر دینا اور نہ ہی حرف سے خبر دینا درست ہے۔ اس کے ساتھ خبر دینا درست نہیں ہے اس کی مثال یہ ہے کہ رجل منطلق کہنا درست ہے جبکہ الی منطلق کہنا درست نہیں ہے اور اخبار عنہ کی مثال یہ ہے کہ زید ذاهب کہنا درست ہے جبکہ عن ذاهب کہنا درست نہیں ہے۔ الاصول فی النحو ، ج ۱، ص ۴۱، بیروت

عربی کلام میں حرف کے کثیر فوائد کا بیان

وَلِلْحَرْفِ فِى كَلامِ العَرَبِ فَوَائِدُ كَثِيرَةٌ ، كَالرَّبْطِ بَيْنَ اسْمَيْنِ ، نَحْوُ زَيْدٌ فِى الدَّارِ اَو اسْمٍ وَفِعْلٍ نَحْوُ كَتَبْتُ بالقَلَمِ اَوْ جُمْلَتَيْنِ ، نَحْوُ اِنْ جاءَنِي زيد فاَكْرِمْهُ ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الفَوَائِدِ الَّتِي سَيَأْتِي تَعْرِيفُهَا فِى القِسْمِ الثَّالِثِ إنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

کلام عرب میں حرف کے فوائد کثیر ہیں۔ جس طرح دو اسموں کے درمیان رابطہ ہے۔ جس طرح زید فی الدار یا ایک اسم اور فعل کے درمیان رابطہ ہے۔ جس طرح کتب بالقلم یا پھر دو جملوں کے درمیان رابطہ ہے۔ جس طرح "" اور اسی طرح کئی دیگر فوائد ہیں جن

کی تعریفات کو ہم تیسری قسم میں بیان کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔

حرف کے آٹھ مواقع وروابط کا بیان

علامہ ابو بکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ حرف آٹھ ایسے مقامات پر داخل ہوتا ہے جہاں وہ بطور رابطے کے کام کرتا ہے۔ اور وہ مواقع حسب ذیل ہیں۔

۱ وہ صرف اسم پر داخل ہوتا ہے جس طرح الرجل ہے۔

۲ وہ صرف فعل پر داخل ہوتا ہے جس طرح سوف ہے۔

۳ وہ ایک اسم کا دوسرے اسم کے ساتھ رابطہ کروانے کیلئے داخل ہوتا ہے جس طرح جاءنی زید وعمرو ہے۔ جاء زید وعمرو فالواو ربطت عمراً بزید ۔

۴ وہ ایک فعل کا دوسرے فعل کے ساتھ رابطہ کروانے کیلئے آتا ہے۔ قام وقعد واكل وشرب ۔

۵ وہ ایک فعل کا ایک اسم کے ساتھ رابطہ کروانے کیلئے آتا ہے۔ مررت بزيد ومضيت إلى عمرو ۔

۶ وہ کلام تام پر داخل ہوتا ہے۔ اعمرو اخوك وما قام زيد ۔

وہ ایک جملے کا دوسرے جملے سے رابطہ کروانے کیلئے آتا ہے۔: إن يقم زيد يقعد عمرو و كان اصل الكلام يقوم زيد يقعد عمرو فيقوم زيد ليس متصلا بيقعد عمرو ۔

۸ اور یہ بھی ہے کہ حرف کا داخل ہونا کبھی کبھی زائد ہوتا ہے۔ فبما رحمة من الله (الاصول فی النحو، ج ۱ ص ۴۳، بیروت)

حرف کی وجہ تسمیہ کا بیان

ويسمى حرفا لوقوعه في الكلام حرفا اى طرفا اذليس مقصودا بالذات مثل المسند والمسند اليه،

اور حرف کا نام حرف اس لئے رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ کلام کی طرف میں واقع ہوتا ہے اور حرف کا معنی بھی طرف ہے۔ کیونکہ یہ کلام ذاتی طورر پر مقصود نہیں ہوتا۔ جس طرح کلام میں مسند اور مسند الیہ مقصود ہوتا ہے۔

الفصل الثالث

﴾یہ فصل کلام کی تعریف کے بیان میں ہے﴿

کلام کی تعریف کا بیان

اَلکَلامُ : لَفظٌ تَضَمَّنَ الکلمتینِ بِالإسنَادِ ، وَالإسنَادُ نِسبَۃُ اِحدَی الکَلِمَتَینِ إلی الأُخریٰ : بِحَیثُ تفِیدُ المُخاطَبَ فَائِدَۃً یَصِحُّ السُّکُوتُ عَلَیھَا ، نَحوُ : قَامَ زَیدٌ .

کلام ایسا لفظ ہے جو دو کلموں کو اسناد کے ساتھ متضمن ہو۔ اور اسناد یہ ہے کہ ایک کلمہ کی نسبت دوسرے کلمہ کی جانب اس طرح ہو کر وہ مخاطب کو ایسا فائدہ دے جس پر سکوت صحیح ہو۔ جس طرح قام زید۔

کلام کے لغوی معنی کا بیان

علامہ عبداللہ بن حسن عکبری نحوی لکھتے ہیں کہ کلام جرح یعنی اس کا معنی زخم ہے۔ جس طرح کوئی زخم مجروح یعنی زخم شدہ عضو میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اسی طرح کلام بھی سامع کے نفس میں اثر انداز ہوتا ہے۔ اور یہ کلام تکلم و تکلیم کا نائب ہے۔ یعنی اس کی ترجمانی کرنے والا ہے۔ (اللباب علل البناء والاعراب، ج۱، ص۴۲، بیروت)

کلام کی تعریف میں قیود کے فوائد کا بیان

علامہ عبدالرحمن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ کلام کی تعریف میں ''ما'' یہ مہملات، مفردات، مرکب کلامیہ وغیر کلامیہ سب کو شامل ہے۔ تضمن کلمتین کی قید سے مہملات ومفردات خارج ہو گئے۔ اور اس کے بعد اسناد کی قید سے مرکبات غیر کلامیہ خارج ہو گئے۔ تو باقی مرکبات کلامیہ رہ جائیں گے خواہ وہ خبریہ ہوں یا وہ انشائیہ ہوں۔ (فوائد ضیائیہ، ص۲۵، مجتبائی دہلی)

دو اسماء سے کلام حاصل ہونے کا بیان

فَعُلِمَ اَنَّ الکَلامَ لا یَحصِلُ إلاّ مِن اسمَینِ ، نَحوُ زَیدٌ واقِفٌ ، وَیُسمّٰی جُملَۃً اسمِیَّۃً . اَو فِعلٍ واسمٍ ، نَحوُ جَلَسَ زید ، ویُسمّٰی جُملَۃً فِعلِیَّۃً . إذ لا یُوجَدُ المُسنَدُ والمُسنَدُ إلَیہِ مَعاً فی غَیرِھِمَا ، فَلابُدَّ لِلکلامِ مِنھُمَا .

فَاِن قِیلَ : ھذا یَنتَقِضُ بِالنِّداءِ ، نَحوُ یَا خَالِدُ قُلنَا : حَرفُ النِّداءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدعُو ، وَاطلُبُ وَھُوَ

الفِعْلُ ، فَلا يَنْتَقِضُ بِالنِّداءِ .

لہٰذا یہ جان لیا گیا ہے کہ کلام صرف دو اسموں سے حاصل ہوتا ہے جس طرح زید واقف اور اس کا نام جملہ اسمیہ رکھا جاتا ہے یا پھر کلام ایک اسم اور ایک فعل سے حاصل ہوتا ہے جس طرح جلس سعید اور اس کا نام جملہ فعلیہ رکھا جاتا ہے۔ پس مسند الیہ اور مسند یہ دونوں ان کے سوا میں نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ کلام کے لئے لازم ہے کہ اس میں یہ دونوں پائے جائیں۔

اور جب یہ اعتراض کیا جائے تمہارا یہ قانون ندا کے ساتھ ٹوٹ جائے گا جس طرح یا خالد ہے تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ حرف نداء یہ ادعو یا اطلب کے قائم مقام ہے اور وہ فعل ہے لہٰذا ہماری تحقیق نہ ٹوٹے گی۔

شرح

دو اسموں پر مشتمل ترکیب، جیسا کہ مبتدا اور خبر سے مل کر بننے والی ترکیب، اس کی مثال اللہ احد، اللہ الصمد ہے۔

2۔ ایک فعل اور ایک اسم پر مشتمل ترکیب، جیسا کہ فعل اور فاعل سے مل کر بننے والی ترکیب، اس کی مثال جــاء الحق وزھق الباطل ہے۔

3۔ ایک اسم اور ایک حرف پر مشتمل ترکیب، جس طرح یــا اللہ ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ تیسری ترکیب اصل میں دوسری ترکیب ہی ہے کیونکہ اس میں موجود حرف فعل کا قائمقام ہے۔ اسی طرح وہ اکیلا لفظ جو اپنے ضمن میں مفید کلام کا معنی لیے ہوئے ہوتا ہے، اس سے بھی فائدہ حاصل ہوتا ہے جس طرح حروف ایجاب ہیں، مثلاً نعم، بلی، اسی طرح حرف نفی لا اور جیسا کہ فعل امر ہے، مثلاً استقم۔

کلام کے حصول سے جملہ بننے میں عقلی احتمالات حسب ذیل ہیں۔

اسم اسم ،فعل فعل، حرف حرف ،اسم فعل ،اسم حرف ،فعل حرف ،فعل اسم ،حرف اسم ،حرف فعل،

جملہ کے لئے مسند اور مسند الیہ دونوں کا ہونا ضروری ہے اور اسم مسند اور مسند الیہ دونوں بن سکتا ہے فعل مسند تو بن سکتا ہے لیکن مسند الیہ نہیں بن سکتا اور حرف نہ تو مسند بن سکتا ہے اور نہ مسند الیہ اس لئے مذکورہ بالا اقسام میں تین تو متحقق ہو سکتی ہیں یعنی اسم اسم ،اسم فعل، فعل اسم، باقی چھ متحقق نہیں ہو سکتی۔

کلام کی وجہ تسمیہ کا بیان

کلام کے مادہ بھی وہی ہے، جس کلمہ کا مادہ ہے اور اس کا معنی زخم کرنا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ بھی وہی ہے۔ جس کو ہم کلمہ کی بحث میں بیان کر آئے ہیں۔ یعنی زخم کرنے کی مناسبت کی وجہ سے اس لفظ کو کلمہ یا کلام سے تعبیر کرتے ہیں۔ شاعر اخطل کلام کی حقیقت کو بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

ان الکلام لفی الفواد وانما   جعل اللسان علی الفواد دلیلا

یعنی کلام حقیقی تو نفس انسانی میں ہوتا ہے زبان تو صرف اس کلام نفسی کی نشاندہی کرتی ہے۔

جملہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

وہ جملہ جس کے بولنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جاسکے۔جیسے زَیْدٌ قَائِمٌ

جب ہم کسی بھی جملہ خبریہ میں غور وفکر اور تحقیق کرتے ہیں تو ہمیں اس میں صرف نو چیزیں نظر آتی ہیں اور یہ نو چیزیں ایسی ہیں کہ جب بھی کسی چیز کو دوسری چیز کیلئے ثابت کرنا چاہیں یا ایک چیز کی دوسری سے نفی کرنا چاہیں تو ان نو چیزوں کا ہونا لازمی ہے۔

۱۔ جملے کے مفردات جن میں اس کے موار داور ہیئت لفظیہ بھی شامل ہیں۔

۲۔ مفردات کے معانی اور ان کے مدلول۔

۳۔ جملے کی ہیئت ترکیبیہ۔

۴۔ وہ چیز جس پر ہیئت ترکیبیہ دلالت کرے۔

۵۔ خبر دینے والے شخص کا مادہ جملہ اور ہیئت جملہ کا تصور کرنا۔

۶۔ مادہ جملہ اور ہیئت جملہ کے مدلول کا تصور۔

۷۔ نسبت کا خارج کے مطابق ہونا یا نہ ہونا۔

۸۔ مخبر کا اس مطابقت وعدم کا علم رکھنا یا شک کرنا۔

۹۔ متکلم کا مقدمات ارادہ کے بعد جملے کو خارج میں ایجاد کرنے کا ارادہ کرنا۔

جملہ اسمیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

اس جملہ کو کہتے ہیں جس کی دو مقصودی جزوں (یعنی مسند ومسند الیہ) میں سے پہلی جز و اسم ہو جیسے (زَیْدٌ قَائِمٌ) دوسری جز و عام ہے خواہ اسم ہو یا فعل ہو۔اسم ہے جیسے (زَیْدٌ عَالِمٌ) فعل ہو جیسے (زَیْدٌ ضَرَبَ) جملہ اسمیہ کی پہلی جزو کو مسند الیہ کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا مبتدا ہے اور دوسری جزو کو مسند کہتے ہیں ترکیبی نام اس کا خبر ہے ان ناموں کے علاوہ مسند الیہ کو محکوم علیہ مخبر عنہ اور موضوع بھی کہتے ہیں اسطرح مسند کو مسند بہ مخبر مخبر بہ محکوم محکوم بہ اور محمول بھی کہتے ہیں۔

جملہ فعلیہ خبریہ کے مفہوم کا بیان

اس جملہ کو کہتے ہیں جس کی دو مقصودی جزوں میں سے پہلی جز و فعل ہو اور دوسری جز و ہمیشہ اسم ہی ہوگی جیسے (ضَرَبَ زَیْدٌ) جملہ فعلیہ کی پہلی جزو کو مسند کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا فعل ہے اور دوسری جزو کو مسند کہتے ہیں اور ترکیبی نام اس کا فاعل ہے یا نائب فاعل ہے

مسند ومسند الیہ کے مفہوم کا بیان

مسند حکم کو کہتے ہیں اور مسند الیہ اس کو کہتے ہیں جس پر حکم لگایا جائے یعنی جس کے بارے میں کچھ کہا جائے وہ مسند الیہ ہوتا ہے اور جو کچھ کہا جائے وہ مسند ہوتا ہے

جملہ انشائیہ کے مفہوم کا بیان

انشاء کے لغوی معنی از سر نو پیدا کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں جملہ انشائیہ اس جملے کو کہتے ہیں جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے جملہ انشائیہ کی پھر دس قسمیں ہیں جنکی تفصیل جملہ انشائیہ کی اقسام میں ملاحظہ فرمائیں۔

انشاء کی تعریف

وہ کلام جس میں ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا احتمال نہ ہو، جیسے، أَقِمِ الصَّلَاةَ (لقمان:17) نماز قائم کر اور لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ (لقمان:13) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔

اس کی دو قسمیں ہیں، طلبی، غیر طلبی

طلبی، یہ انشاء کی وہ قسم ہے جس میں مطلوب کو طلب کیا جاتا ہے اور بوقت طلب مطلوب حاصل نہیں ہوا ہوتا۔ اس کی چند اقسام ہیں۔

امر انشائی کے مفہوم کا بیان

امر کے لغوی معنی ہیں کسی کو کسی کام کا حکم کرنا اور اصطلاح میں امر اس صیغہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ فاعل مخاطب سے کوئی فعل طلب کیا جائے جیسے (اِضْرِبْ) تو مار پھر امر عام ہے اگر اعلیٰ ادنیٰ کو امر کرے تو حکم مراد ہوتا ہے جیسے (جِئْ بِالْمَاءِ) اور اگر ادنیٰ اعلیٰ کو امر کرے تو درخواست اور دعا مراد ہوتی ہے جیسے (اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ) اور اگر اپنے مساوی کو امر کرے تو التماس مراد ہوتی ہے جیسے اِئْتِ بِدَرْ اجْتِكَ،

نہی انشائی کے مفہوم کا بیان

نہی کے لغوی معنی ہیں باز داشتن یعنی کسی کو کسی کام سے روکنا اور اصطلاح میں نہی اس صیغہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ فاعل سے کسی فعل کا ترک کرنا طلب کیا جائے جیسے (لَا تَضْرِبْ) تو مت مار،

استفہام انشائی کے مفہوم کا بیان

اسکے لغوی معنی طلب فہم کے ہیں اور اصطلاح میں استفہام اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ ناواقف متکلم واقف کار مخاطب سے کسی انجان چیز بات کے سمجھنے کی خواہش ظاہر کرے حرف استفہام کے ساتھ جیسے (هَلْ ضَرَبَ زَيْدٌ) کیا زید نے مارا ہے اس

جملہ میں متکلم مخاطب سے ایک نامعلوم بات کے سمجھنے کی طلب کر رہا ہے۔

تمنی انشائی کے مفہوم کا بیان

تمنی کا لغوی معنی ہے آرزو کرنا اور اصطلاح میں تمنی اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی آرزو ظاہر کی جائے جیسے (لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ) کاش کہ زید حاضر ہوتا۔

ترجی انشائی کے مفہوم کا بیان

ترجی کا لغوی معنی ہے امید کرنا اور اصطلاح میں اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے کسی چیز کی امید ظاہر کی جائے جیسے (لَعَلَّ عَمْرًا غَائِبٌ) امید ہے عمرو غائب ہوگا۔

تمنی اور ترجی میں فرق کا بیان

تمنی ممکن کی بھی کی جاسکتی ہے اور ناممکن کی بھی ممکن بھی پھر عام ہے اس کے حصول کی امید ہو یا نہ ہو امید ہو جیسے (لَيْتَ زَيْدًا حَاضِرٌ) اور امید نہ ہو جیسے یہی جملہ اگر وہ شخص کہے جس کو زید کے حاضر ہونے کی امید نہ ہو اور ناممکن کی مثال جیسے کوئی بوڑھا شخص کہے (لَيْتَ الشَّابَ يَعُوْدُ) کاش کہ جوانی لوٹ آئے جبکہ ترجی صرف ممکن کی کی جاسکتی ہے وہ بھی اس وقت جب اس کے حصول کی امید ہو (لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِيْ) امید ہے کہ بادشاہ میرا اکرام کرے گا۔ ممکن غیر مرجوالحصول (یعنی جس کے حصول کی امید نہ ہو) اور ناممکن کی ترجی نہیں کی جاسکتی۔ اول کی مثال جیسے کوئی مجرم شخص جس کو بادشاہ کی طرف سے اکرام کی امید نہ ہو وہ یہ نہیں کہہ سکتا (لَعَلَّ السُّلْطَانَ يُكْرِمُنِيْ) ثانی کی مثال جیسے کسی بوڑھے شخص کا یہ کہنا درست نہیں کہ (لَعَلَّ الشَّابَ يَعُوْدُ) امید ہے کہ جوانی لوٹ آئے۔

تمنی صرف امر محبوب کی کی جاتی ہے جبکہ ترجی امر محبوب اور غیر محبوب دونوں کی کی جاسکتی ہے۔

عقود انشائی کے مفہوم کا بیان

یہ عقد کی جمع ہے جس کے لغوی معنی ہیں گرہ بستن یعنی گرہ لگانا اور اصطلاح میں عقود اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے کوئی معاملہ طے کیا جائے جیسے خرید و فروخت کے وقت کہا جاتا ہے (بِعْتُ وَ اِشْتَرَيْتُ) میں نے بیچا اور میں نے خریدا وغیرہ۔

یہ جملے خرید و فروخت کے وقت یعنی معاملہ کرتے وقت کہے جائیں پھر تو انشائیہ ہیں لیکن اگر معاملہ طے ہو جانے کے بعد کہے جائیں پھر یہ خبریہ ہونگے۔

ندا انشائی کے مفہوم کا بیان

ندا کے لغوی معنی ہیں پکارنا بلانا اور اصطلاح میں ندا اس جملہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے متکلم مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرے۔

جیسے (یَا زَیْدُ) اے زید

فائدہ جہاں ندا ہو وہاں چار چیزیں ہوتی ہیں۔ (۱) منادی (۲) منادٰی (۳) حرف ندا (۴) مقصود بالندا
منادی پکارنے والے کو کہتے ہیں منادٰی جس کو پکارا جائے جیسے (یَا اَللّٰهُ اِغْفِرْلِیْ) اس جملے میں متکلم منادی لفظ اللہ منادٰی یا
حرف ندا اور اِغْفِرْلِیْ مقصود بالندا ہے حروف ندا پانچ ہیں یَا اَیَا ھَیَا اَیْ اور ہمزہ مفتوحہ۔

عرض انشائی کے مفہوم کا بیان

عرض کے لغوی معنی ہیں پیش کرنا اور اصطلاح میں عرض اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ساتھ متکلم مخاطب کو نرمی کیساتھ کوئی شے حاصل کرنے کی رغبت دلائے جیسے (اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبُ خَیْرًا) آپ ہمارے ساتھ کیوں نہیں آتے تاکہ آپ کو اچھائی حاصل ہو۔

قسم انشائی کے مفہوم کا بیان

قسم لغت میں پختہ کرنے کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں قسم اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے متکلم اپنی بات کو حروف قسمیہ کے ساتھ پختہ کرے۔

فائدہ جہاں قسم ہو وہاں چار چیزیں ہوتی ہیں۔

(۱) مقسم (۲) مقسم بہ (۳) حرف قسم (۴) جواب قسم

مقسم قسم کھانے والے کو کہتے ہیں مقسم بہ اس کو کہتے ہیں جس کی قسم کھائی جائے حرف قسم اس حرف کو کہتے ہیں جس کے ساتھ قسم کھائی جائے جواب قسم اس بات کو کہتے ہیں جس پر قسم کھائی جائے جیسے (وَاللّٰهِ لَاَضْرِبَنَّ زَیْدًا) اس جملہ میں متکلم مقسم ہے لفظ اللہ مقسم بہ واؤ حرف قسم اور لَاَضْرِبَنَّ جواب قسم ہے حروف قسم پانچ ہیں واؤ باء تاء لام فاء

تعجب انشائی کے مفہوم کا بیان

تعجب لغت میں حیرانگی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں تعجب اس کلام کو کہا جاتا ہے جس کے ذریعے متکلم کسی نادر الوقوع چیز پر تعجب کرے جیسے کشتی کے میدان میں کوئی چھوٹا بچہ بڑے پہلوان کو گرا دے یا ایک نااہل طالب علم اچھے نمبر لے کر کامیاب ہو جائے اس کے لئے عربی میں دو صیغے استعمال ہوتے ہیں ایک مَا اَفْعَلَہٗ کے وزن پر دوسرا اَفْعِلْ بِہٖ کے وزن پر جیسے (مَا اَحْسَنَہٗ وَاَحْسِنْ بِہٖ) کس چیز نے اس کو حسین کر دیا اور کتنا ہی حسین ہے وہ۔

تحضیض انشائی کے مفہوم کا بیان

تحضیض جس میں مطلوب کو ابھار کر اور ترغیب دے کر طلب کیا جائے، جیسے: اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا

بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (التوبة:13)
تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے عہدوں کو توڑ دیا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا، حالانکہ شرانگیزی کی ابتداء کرنے والے بھی وہی ہیں۔

مدح انشائی کے مفہوم کا بیان

اور مدح (تعریف بیان کرنے) کے صیغے، مثلاً: نعم الطالب المجد امجد کتنا ہی اچھا طالب علم ہے۔

ذم انشائی کے مفہوم کا بیان

اور اسی طرح ذم (مذمت بیان کرنے) کے صیغے، مثلاً: بئست الصفة الحسد حسد کتنی ہی بری عادت ہے۔

کلام کے مدلول کے مختلف ہونے کا بیان

تمام اشاعرہ کا اتفاق ہے کہ عام اور مشہور کلام لفظی کے علاوہ بھی ایک کلام موجود ہے جس کا نام انہوں نے کلام نفسی رکھا ہے البتہ کلام نفسی کی حقیقت کے بارے میں ان سے اختلاف ہے بعض اشاعرہ کا کہنا ہے کہ کلام نفسی، کلام لفظی کے مدلول اور اس کے معنی کا نام ہے اور بعض اشاعرہ کا عقیدہ یہ ہے کہ کلام نفسی مدلول لفظ سے مختلف ہے اور لفظ اس کلام نفسی پر دلالت وضعیہ نہیں کرتا بلکہ لفظ کی دلالت اس کلام پر ایسی ہے جیسے انسان کے اختیاری افعال ہیں جو فاعل کے ارادہ علم اور اس کی حیات پر دلالت کرتے ہیں۔

علماء میں مشہور یہی ہے کہ جملہ انشائیہ کو اس لئے وضع کیا گیا ہے تا کہ اس کے ذریعے عالم انشاء کے مناسب کوئی معنی ایجاد کیا جائے اور علماء کے کلام میں مکرر بیان کیا جاتا ہے کہ انشاء لفظ کے ذریعے معنی ایجاد کرنے کا نام ہے۔ اگر چہ لفظ اور معنی میں ایک عارضی اتحاد پایا جاتا ہے جس کا منشاء لفظ اور معنی کے درمیان وہ رابطہ ہے جو وضع کی وجہ سے قائم ہوا ہے۔ لفظ کا وجود اس کیلئے حقیقی و ذاتی ہے اور معنی کیلئے عارضی اور مجازی ہوتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ معنی کا حسن وقبح لفظ تک سرایت کر جاتا ہے اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ لفظ کی وجہ سے معنی کو ایک وجود لفظی مل گیا ہے اگر چہ لفظ و معنی میں یہ اتحاد پایا جاتا ہے لیکن یہ جملہ انشائیہ سے مختص نہیں جملہ خبریہ اور مفردات میں یہ اتحاد پایا جاتا ہے۔



﴿یہ باب اسم معرب کے بیان میں ہے﴾

اَلاِسْمُ الْمُعْرَبُ ، وَفِیهِ مُقَدِّمَةٌ ، وَثَلَاثَةُ مَقَاصِدَ ، وخَاتِمَةٌ . اَلْمُقَدِّمَةُ ، وَفِیهَا ثَلَاثَةُ فُصُولٍ .

مصنف علیہ الرحمہ یہاں سے پہلا باب معرب کے بیان میں ذکر رہے ہیں اور اس میں ایک مقدمہ، تین مقاصد اور ایک خاتمہ ہوگا۔ اور اس تین فصلیں ہیں۔

اسم معرب کو مقدم کرنے نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحات نے اسم معرب کے بیان کو اسم مبنی کے بیان پر مقدم کرنے کی چند وجوہات بیان کی ہیں۔ معرب کے مقدم ہونے کا پہلا سبب یہ ہے کہ معرب لفظی اعراب اور تقدیری اعراب دونوں کا محل بنتا ہے۔ جبکہ مبنی صرف محلی اعراب کا محل بنتا ہے۔ اور اعراب محلی سے اعراب لفظی اور تقدیری یہ اصل ہے۔ کیونکہ جو محل میں اصل ہوتا ہے وہی اصل ہوتا ہے۔ اور اصل طبع کے اعتبار سے غیر اصل پر مقدم ہوا کرتی ہے۔ تقدم معرب کا دوسرا سبب یہ ہے کہ معرب کے افراد مبنی کے افراد سے زیادہ ہیں۔ پس افراد کی کثرت کے سبب معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

تیسرا سبب یہ ہے کہ معرب میں اسم منصرف بھی ہوتا ہے جو اسماء میں اصل ہے کیونکہ اسماء میں اصل ان کا انصراف ہے۔ لہذا اس اصل کے سبب بھی معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

چوتھا سبب یہ ہے کہ الفاظ کی وضع سے یہ مقصد ہوتا ہے کہ مافی ضمیر کو ظاہر کیا جائے اور یہ مقصد اعراب کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا پس اس وجہ سے بھی معرب کو مبنی پر مقدم ذکر کیا ہے۔ اور پانچواں سبب یہ ہے کہ متعلم کو ظاہری اعراب سے فاعل، مفعول وغیرہ کی سمجھ جلد آجاتی ہے۔ پس غرض متعلم کے پیش نظر معرب کو مقدم ذکر کیا ہے۔

اسم معرب کی وجہ تسمیہ کا بیان

اسم معرب کو معرب کہنے کا سبب لفظ سے ظاہر ہے کیونکہ اس میں اعراب زیادہ طور پر ظاہری ہوتا ہے۔ اور اسم مبنی کی بہ نسبت اظہار اعراب میں زیادہ واضح ہونے کی وجہ سے اس کو معرب کہتے ہیں۔ اور اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ اس اسم پر معانی معتورہ مختلف اعراب کے ذریعے پھرتے رہتے ہیں۔ جن کا سبب اعراب ہوتا ہے۔ اور معرب ایک ہی مادے سے مختلف معانی دیگر اعراب کے اظہار کا بھی سبب بنتا ہے۔ اور معانی کے اختلاف کا بھی سبب بنتا ہے۔ لہذا اس سبب سے بھی کو معرب کہتے ہیں۔

اَلفَصلُ الاَوّلُ الاِسمُ المُعرَبُ

﴿یہ فصل اسم معرب کی تعریف واحکام کے بیان میں ہے﴾

اسم معرب کی تعریف کا بیان

اَلاِسمُ المُعرَبُ : هُوَ كُلُّ اسمٍ رُكِّبَ مَعَ غَيرِهِ ولا يُشبِهُ مَبنِيَّ الاَصلِ ، اَعنِي الحَرفَ ، وَالفِعلَ المَاضِي والاَمرَ الحَاضِر ، نَحوُ زيد في جاءَ زيد لا زيد وَحدَهُ ، لِعَدَمِ التَّركِيبِ ولا هذا في قامَ هذا لِوُجُودِ الشَّبَهِ بالحَرفِ ويُسَمّى مُتَمَكِّناً لِقَبُولِهِ التَّنوِينَ ،

وَحُكمُهُ اَن يَختَلِفَ آخِرُهُ بِاختِلافِ العَوامِلِ لَفظاً ، نَحوُ جاءَنِي زَيدٌ ، ورَاَيتُ زَيداً ، ومَرَرتُ بِزَيدٍ . اَو تَقدِيراً ، نَحوُ جاءَنِي فَتًى ، رَاَيتُ فَتًى ، ومَرَرتُ بِفَتًى .

ترجمہ

اسم معرب ہر وہ اسم ہے جس کو غیر کے ساتھ مرکب کیا گیا ہو اور وہ مبنی اصل کے ساتھ مشابہت نہ رکھتا ہو یعنی حرف، فعل ماضی اور امر حاضر سے مشابہت نہ رکھے۔ جس طرح۔ سعید جب یہ اس مثال میں ہو جس طرح جاء سعید جبکہ اکیلا سعید نہیں کیونکہ اس وقت کو غیر کے ساتھ جوڑا نہیں گیا ہے۔

اور اسی طرح قام ہذا میں جو ہذا ہے نہ ہوگا کیونکہ یہ حرف کے مشابہ ہے اور اس کا نام متمکن رکھا جاتا ہے کیونکہ یہ تنوین کو قبول کرنے والا ہے۔

اور اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر اعراب کے مختلف ہو جانے کی وجہ سے مختلف ہو جاتا ہے اختلاف لفظی کی مثال جس طرح "جاءَنِي زَيدٌ ، ورَاَيتُ زَيداً ، ومَرَرتُ بِزَيدٍ" اور اختلاف تقدیری کی مثال جس طرح جاءَنِي فَتًى ، رَاَيتُ فَتًى ، ومَرَرتُ بِفَتًى ۔

معرب ومبنی کے اعتبار سے اسم کی تقسیم کا بیان

اسم، فعل اور حرف کے علاوہ کلمہ کی دوسری تقسیم معرب اور مبنی ہونے کے لحاظ سے ہے لہٰذا عرب کے تمام کلمات دو قسم پر ہیں

۱ معرب ۲ مبنی

معرب کا بیان

معرب اس کلمے کو کہتے ہیں جس کا آخر عوامل کے آنے سے تبدیل ہوتا رہے جس طرح جَاءَنِي زَيدٌ رَاَيتُ زَيدًا مَرَرتُ

بزیدٌ میں لفظ زید جسکی وجہ سے تبدیلی ہوا س کو عامل کہتے ہیں اور جس کلمے کی حرکت تبدیل ہوا س کو معمول اور معرب کہتے ہیں جس حرف کی حرکت تبدیل ہوتی اس کو محل اعراب کہتے ہیں اور حرکت کو اعراب کہتے ہیں لہٰذا مذکورہ بالا مثالوں میں جَآءَ رَأَیْتُ اور با عامل ہیں لفظ زید معمول اور معرب ہے اور زید کی دال محل اعراب ہے اور ضمہ فتحہ اور کسرہ کی حرکات اعراب ہیں۔

مبنی کا بیان

مبنی اس کلمہ کو کہتے ہیں جس کا آخر عوامل کے تبدیل ہونے سے نہ بدلے جس طرح جَآءَنِیْ ھٰؤُلَآءِ رَأَیْتُ ھٰؤُلَآءِ مَرَرْتُ بِھٰؤُلَآءِ مذکورہ مثالوں میں عوامل کے مختلف ہونے سے ھٰؤُلَآءِ مبنی پر کوئی اثر نہیں پڑا وہ اپنی حالت پر برقرار رہا۔

مشابہ مبنی الاصل کے مشابہ کا بیان

وہ اسم جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ جس طرح: مَتٰی، اَیْنَ وغیرہ کہ یہ حرف استفہام اکے مشابہ ہیں؛ کیونکہ یہ معنی استفہام پر مشتمل ہیں۔ اسے "اسم غیر متمکن" بھی کہتے ہیں۔

اسم کے تین اعراب ہونے کا بیان

وَالإِعْرَابُ : مَا بِهِ يَخْتَلِفُ آخِرُ المُعْرَبِ ، كَالضَّمَّةِ ، والفَتْحَةِ ، وَالكَسْرَةِ ، وَالوَاوِ ، واليَاءِ ، والالِفِ . وَإِعْرَابُ الاسْمِ ثَلاثَةُ أنوَاعٍ :

-1رَفْعٌ ، -2 نَصْبٌ ، -3 جَرٌّ . والعَامِلُ : مَا يَحْصُلُ بِهِ الرَّفْعُ ، والنَّصْبُ ، وَالجَرُّ . وَمَحَلُّ الإِعْرَابِ مِنَ الاسْمِ هُوَ الحَرْفُ الآخِرِ ، نَحْوُ : قَرَأَ خَالِدٌ فَإِنَّ قَرَأَ عَامِلٌ ، و خَالِدٌ مُعْرَبٌ ، والضَّمَّةُ إِعْرَابٌ وَحَرْفُ الدَّالِ مِنْ خَالِدٌ مَحَلُّ الإِعْرَابِ .

وَاعْلَمْ أَنَّهُ لا مُعْرَبَ فِي كَلامِ العَرَبِ إلاّ الاسْمُ المُتَمَكِّنُ والفِعْلُ المُضَارِعُ . وَسَيَجِيءُ حُكْمُهُ فِي القِسْمِ الثَّانِي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالَى .

ترجمہ

اور اعراب اس کو کہتے ہیں جس سے معرب کا اخر مختلف ہو جائے جس طرح ضمہ، فتحہ، کسرہ، واو، یاء اور الف ہے اور اسم کے اعراب کی تین اقسام ہیں۔ ۱رفع ۲نصب ۳جر۔

اور عامل کی تعریف یہ ہے کہ جس سے رفع، نصب اور جر حاصل ہو اور محل اعراب اسم کا آخری حرف ہے۔ جس طرح قرا خالد پس قرا عامل ہے اور خالد معرب ہے اور ضمہ اعراب ہے اور دال محل اعراب ہے۔

جاننا چاہیے کہ کلام عرب میں اسم متمکن اور فعل مضارع کے کوئی معرب نہیں ہے۔ اور ان شاء اللہ عنقریب اس کا حکم دوسری قسم

میں آئے گا۔

شرح

کلام عرب میں صرف دو ہی چیزیں معرب ہیں۔ ۱ اسم متمکن لیکن اس کے لئے شرط ہے کہ ترکیب میں واقع ہو۔
۲ فعل مضارع معلوم لیکن اس شرط کے ساتھ کہ نون جمع مؤنث اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ سے خالی ہو۔

مبنی چھ چیزیں ہیں

۱ فعل ماضی مطلقاً یعنی عام ہے معروف ہو یا مجہول ۲ امر حاضر معروف ۳ تمام حروف خواہ عاملہ ہوں یا غیر عاملہ ۴ فعل مضارع کے وہ صیغے جن کے ساتھ نون جمع مؤنث اور نون تاکید ثقیلہ وخفیفہ ملے ہوں ۵ اسم متمکن جو ترکیب میں واقع نہ ہو یعنی عامل سے ملا ہوا نہ ہو ۶ اسم غیر متمکن

مبنی کی ان چھ اقسام میں سے پہلی تین مبنی الاصل ہیں اور آخری تین کو مبنی غیر اصل کہتے ہیں۔

رفع کی چار علامات ہونے کا بیان

علامہ ابن عبدالرحمٰن رعینی نحوی لکھتے ہیں کہ رفع کی علامات چار ہیں۔(۱) ضمہ (۲) واو (۳) الف (۴) نون اور ان چاروں میں سے ضمہ اصل ہے اور بقیہ تینوں علامات ضمہ کی فرع ہیں۔(متممة الاجرومیه، بحث، اعراب، بیروت)

اعراب کے مفہوم کا بیان

اعراب عربی زبان کا لفظ ہے جو بطور جمع ہی مستعمل ہے، اس کی واحد اعرب ہوتی ہے اور یہ لفظ، عرب، سے ماخوذ ہے جس کے معنوں میں عام عرب قوم کے معنوں کے ساتھ ساتھ اس کے لفظی معنوں سے اعرب اور اعراب کے الفاظ ماخوذ کیے جاتے ہیں اور وہ لفظی معنی ہیں فصاحت اور زبان کی وضاحت کے ہوتے ہیں، جبکہ خود لفظ عرب کے بنیادی معنی صحرا کی سکونت رکھنے والے کے ہوتے ہیں اور آج کل یہ لفظ عام طور پر محض عرب قوم تک ہی مخصوص ہو چکا ہے۔ لہٰذا یوں کہا جا سکتا ہے کہ اعراب کا مطلب حروف پر لگائی جانے والی وہ علامات و آواز کی حرکات ہوتی ہیں جو کہ زبان کو عربی یعنی فصیح (بالعکس عجمی) بنانے کے لیے اختیار کی جاتی ہیں۔ اور ان کی مدد سے زبان میں موجود صوتی تراکیب و تغیرات الکلام واضح کیے جاتے ہیں۔ اعراب کو حرکات بھی کہا جاتا ہے جس کی واحد حرکۃ آتی ہے۔

لفظی عامل کی تعریف

وہ عامل جو لفظوں میں آ سکے۔ جیسے مذکورہ مثال میں وَصَل عامل لفظوں میں موجود ہے لہٰذا یہ "عامل لفظی" کہلائے گا۔

معنوی عامل کی تعریف

وہ عامل جو لفظوں میں نہ آ سکے۔ جیسے زید عالم، یعنی مبتداء وخبر کا عامل ہے۔ اس میں دونوں کا عامل ابتداء یعنی لفظی عوامل سے

خالی ہونا لفظوں میں نہیں آ سکتا لہٰذا یہ "عامل معنوی" کہلائے گا۔

معمول کی تعریف

وہ جس پر عامل داخل ہوکر اپنا عمل کرے۔ جیسے: اِفْتَرَحَ تِلْمِیْذٌ میں تِلْمِیْذٌ معمول ہے؛ کیونکہ اِفْتَرَحَ عامل نے اس پر داخل ہوکر اپنا عمل کیا کہ اسے رفع دیدیا۔

اعراب کی تعریف

اعراب کا لغوی معنی "ظاہر کرنا" ہے جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد وہ حرف یا حرکت جس کے ذریعے معرب کے آخر میں تبدیلی آتی ہے۔ جیسے: میں زَیْدٌ کی دال؛ کیونکہ زَیْدٌ کا اعراب اسی پر ظاہر ہو رہا ہے۔

اعراب کی اقسام اعراب کی دو قسمیں ہیں: ۔ اعراب بالحرکت۔ اعراب بالحرف۔۔

اعراب بہ حرکۃ کی تعریف

وہ اعراب جو زبر، زیر اور پیش یا دو زبر، دو زیر اور دو پیش کی صورت میں ہو۔ جیسے: اَفْشٰی زَیْدٌ سِرِّیْ، اِسْتَنْظَرْتُ زَیْدًا، نَظَرْتُ اِلٰی زَیْدٍ میں -)۔ ـَـ ـِـ ۔ اور فَرِحَ اَبُوْكَ، عَرَفْتُ اَبَاكَ، سَلَّمْتُ عَلٰی اَبِیْكَ میں و، ا، ی ۔ نَجَحَ زَیْدٌ فِی الْاِمْتِحَانِ، جَاءَ الرَّجُلُ، رَاَیْتُ الرَّجُلَ، نَظَرْتُ اِلَی الرَّجُلِ، جَاءَ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، نَظَرْتُ اِلٰی زَیْدٍ ۔

اعراب بہ حرف کی تعریف

وہ اعراب جو واؤ، الف اور یاء کی صورت میں ہو۔ جیسے: جَاءَ اَبُوْكَ، رَاَیْتُ اباك ومررت بابيك،

محلِ اعراب کی تعریف

اسم معرب کا وہ آخری حرف جس پر اعراب آتا ہے۔ جیسے، جَاءَ زَیْدٌ، رَاَیْتُ زَیْدًا، نَظَرْتُ اِلٰی زَیْدٍ ۔ زید کی دال ہے۔

معرب کلمات کے اعراب کے نام

ایک پیش، دو پیش اور واؤ اعرابی کو "رفع" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں رفع ہو اسے "مرفوع" کہتے ہیں۔۔ ایک زبر، دو زبر اور الف کو "نصب" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں نصب ہو اسے "منصوب" کہتے ہیں۔۔ ایک زیر، دو زیر اور یاء کو "جر" کہتے ہیں اور جس معرب کے آخر میں جر ہو اسے "مجرور" کہتے ہیں۔۔ حرکت نہ ہونے کو "جزم" کہتے ہیں اور جس معرب پر جزم ہو اسے "مجزوم" کہتے ہیں۔

مبنی کلمات کی حرکات کے نام

پیش کو "ضم" اور جس مبنی پر ضم ہو اسے "مبنی بر ضم" یا "مبنی علی الضم" کہتے ہیں۔ جیسے: اَمَّا بَعْدُ میں دال کا پیش ضم اور بَعْدُ مبنی علی

الضم ہے۔۔زبر کو "فتح" اور جس مبنی پر فتح ہو اسے "مبنی بر فتح" یا "مبنی علی الفتح" کہتے ہیں۔ جیسے: اِنَّ میں نون کا زبر فتح اور اِنَّ مبنی علی الفتح ہے۔۔زیر کو "کسر" اور جس مبنی پر کسر ہو اسے "مبنی بر کسر" یا "مبنی علی الکسر" کہتے ہیں۔ جیسے: اَمْسِ میں سین کا زیر کسر اور اَمْسِ مبنی علی الکسر ہے۔

یعنی وہ الف اعرابی جو مثنیٰ اور اس کے ملحقات کے علاوہ میں ہو؛ کیونکہ ان میں جو الف ہوتا ہے وہ "رفع" کہلاتا ہے۔

حرکت نہ ہونے کو "سکون" اور جس مبنی پر سکون ہو اسے "مبنی بر سکون" یا مبنی علی السکون" کہتے ہیں۔ جیسے: اِذْ مبنی بر سکون ہے۔

انتباہ

ضمہ، فتحہ اور کسرہ کا اطلاق عموماً مبنی کلمات کی حرکات پر ہوتا ہے لیکن قلیل طور پر ان کا اطلاق معرب کلمات کے اعراب پر بھی کیا جاتا ہے۔ یعنی رفع، نصب اور جر حرکات اور حروف اعرابیہ کے ساتھ خاص ہیں اور ضم، فتح اور کسر حرکات بنائیہ کے ساتھ خاص ہیں۔۔معرب یا مبنی کلمہ کے ابتدائی یا درمیانی حرف کے زبر، زیر اور پیش کو "ضم" "فتح" اور "کسر" کہا جاتا ہے اور خود اس حرف کو "مضموم"، "مفتوح" اور "مکسور" کہتے ہیں۔ لفظاً ظاہر ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اعراب کی اقسام اس اعتبار سے اعراب کی دو قسمیں ہیں:۔لفظی۔تقدیری ہے۔

اعراب لفظی کی تعریف

وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر ہو۔ جیسے: ذَبَحَ زَيْدٌ فِيْ تِجَارَتِه میں زَيْدٌ پر آنے والا اعراب لفظی ہے۔

اعراب تقدیری کی تعریف

وہ اعراب جو لفظوں میں ظاہر نہ ہو۔ جیسے: كَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى میں مُوْسٰى کا اعراب تقدیری ہے؛ کیونکہ اس کا اعراب لفظوں میں ظاہر نہیں ہو رہا۔

الفصل الثانی

﴿یہ فصل اقسام معرب کے بیان میں ہے﴾

اقسام تسعہ کے معرب ہونے کے سبب کا بیان

۔ اس فصل میں اعراب کے اعتبار سے معرب کی نو اقسام کو بیان کیا جائے گا جبکہ صاحب نحو میر نے ان اقسام کو اسم متمکن کی اقسام کا نام دیکر سولہ اقسام میں بیان کیا ہے۔ان اقسام کے معرب ہونے کی دلیل واضح ہے۔کیونکہ یہ تمام اقسام اعراب کو ظاہری وبعض تقدیری طور پر قبول کرتی ہیں۔اور یہی اعراب ہی ان کے معرب ہونے کی دلیل ہے۔

احوال ثلثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان

الاوّلُ -: انْ یَکُونَ الرَّفعُ بالضَّمَّةِ ، والنَّصْبُ بِالفَتْحَةِ ، والجَرُّ بالکَسْرَةِ ، وَیَخْتَصُّ بِمَا یلی
۱-بِالاسْمِ المُفْرَدِ المُنْصَرِفِ الصَّحِیحِ ، وَهُوَ عِنْدَ النُّحَاةِ : مَا لا یَکونُ آخِرُه حَرْفَ عِلَّةٍ نَحْوُ : اسَدٌ
ب-بالجَارِی مَجْرَی الصَّحِیحِ ، وَهُوَ : مَا یَکُونُ آخِرُه واواً ، او یَاءً مَا قَبْلَهَا سَاکِنٌ، نَحْوُ : دَلْو ، ظَبْی . ج-بالجَمْعِ المُکَسَّرِ المُنْصَرِفِ ، نَحْوُ رِجَالٌ .

تَقُولُ هَاجَمَنِی اسَدٌ ، وَجَرْوٌ ، وظَبْیٌ ، ورِجَالٌ ، ورایْتُ اَسَداً ، وَجَرْواً وظَبْیاً وَرِجَالاً ، وَمَرَرْتُ بِاسَدٍ ، وَجَرْوٍ ، وظَبْیٍ ، ورِجَالٍ .

ترجمہ

پہلی قسم یہ ہے کہ اس کی رفعی حالت ضمہ کے ساتھ،نصبی فتحہ کے ساتھ اور جری کسرہ کے ساتھ آئے گی۔اور وہ ۱مفرد منصرف صحیح ہے۔علمائے نحات کے نزدیک صحیح وہ ہے جس کے آخر میں حرف علت نہ ہو جس طرح لفظ اسد ہے۔
۲ جاری مجری صحیح ہے۔اور وہ اسم جس کے آخر میں واؤ یا یا ما قبل ساکن ہو جیسے دلو اور ظبی ہے۔۳ جمع مکبر منصرف ہے جیسے رجال ہے۔ هَاجَمَنِی اسَدٌ ، وَجَرْوٌ ، وظَبْیٌ ، ورِجَالٌ ، ورایْتُ اَسَداً ، وَجَرْواً وظَبْیاً وَرِجَالاً ، وَمَرَرْتُ بِاسَدٍ ، وَجَرْوٍ ، وظَبْیٍ ، ورِجَالٍ .

مفرد منصرف صحیح

وہ اسم جو تثنیہ و مجموع نہ ہو، نہ غیر منصرف ہو اور نہ اس کے آخر میں حرف علت ہو۔جس طرح: حَاسُوبَۃٌ۔

مفرد منصرف جاری مجری صحیح

وہ اسم مفرد منصرف جس کے آخر میں واؤ یا یاء ہو اور اس کا ماقبل ساکن ہو۔ جس طرح: دَلْوٌ ، ظَبْیٌ۔

جمع مکسر منصرف

وہ اسم جو جمع ہو مگر جمع سالم نہ ہو اور غیر منصرف بھی نہ ہو۔ جس طرح: رِجَالٌ۔ ان تینوں قسم کے اسم معرب کی حالت رفعی ضمہ سے، حالت نصبی فتحہ سے اور حالت جری کسرہ سے آتی ہے۔ جس طرح: حالت رفعی حالت نصبی حالت جری

جَاءَ زَیْدٌ وَظَبْیٌ وَرِجَالٌ . رَاَیْتُ زَیْدًا وَظَبْیًا وَرِجَالًا . مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وَظَبْیٍ وَرِجَالٍ .

حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصبی و جری میں کسرہ ہونے کا بیان

اَلثَّانِی :- اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ ، وَالنَّصْبُ وَالْجَرُّ بِالْکَسْرَةِ وَیَخْتَصُّ بِالْجَمْعِ الْمُؤَنَّثِ السَّالِمِ ، نَحْوُ مُسْلِمَاتٍ ، تَقُولُ : جَاءَتْنِی مُسْلِمَاتٌ ، وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ .

ترجمہ

منصرف کے اعراب کی دوسری قسم یہ ہے کہ اس میں حالت رفعی ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی و جری کسرہ کے ساتھ آتی ہے۔ اور یہ اعراب جمع مؤنث سالم کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے، جَاءَتْنِی مُسْلِمَاتٌ ، وَرَاَیْتُ مُسْلِمَاتٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمَاتٍ .

حالت رفعی میں ضمہ جبکہ نصبی و جری میں فتحہ ہونے کا بیان

اَلثَّالِثُ :- اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ ، وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَةِ وَالْجَرُّ وَیَخْتَصُّ بِغَیْرِ الْمُنْصَرِفِ نَحْوُ اَحْمَدَ ، تَقُولُ : جَاءَنِی اَحْمَدُ ، وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ ، وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ .

ترجمہ

اعراب کے اعتبار سے تیسری قسم یہ ہے کہ رفعی حالت ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی و جری حالت فتحہ کے ساتھ آئے گی۔ اور یہ اعراب غیر منصرف کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے، جَاءَنِی اَحْمَدُ ، وَرَاَیْتُ اَحْمَدَ ، وَمَرَرْتُ بِاَحْمَدَ ،

غیر منصرف

وہ اسم جس کے آخر میں کسرہ اور تنوین نہیں آتے۔ جس طرح: عُمَرُ۔ اس کی حالت رفعی ضمہ سے اور حالت نصبی و جری فتحہ سے آتی ہے۔

احوال ثلاثہ میں اعراب بہ حرکت لفظی ہونے کا بیان

اَلرَّابِعُ :- اَنْ يَكُونَ الرَّفْعُ بِالْوَاوِ ، وَالنَّصْبُ بِالْاَلِفِ ، وَالْجَرُّ بِالْيَاءِ ، وَيَخْتَصُّ بِالْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ مُكَبَّرَةً غَيْرَ مُصَغَّرَةٍ مفردةً غَيْرَ مُثَنَّاةٍ وَلَا جَمْعٍ مُضَافَةً إِلٰى غَيْرِ يَاءِ الْمُتَكَلِّمِ ، وَهِيَ : اَخُوكَ ، وَاَبُوكَ ، وَحَمُوكَ ، وَفُوكَ ، وَهَنُوكَ ، وَذُو مَالٍ ، تَقُولُ : جَاءَنِي اَخُوكَ ، وَرَاَيْتُ اَخَاكَ ، وَمَرَرْتُ بِاَخِيكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي .

ترجمہ

اعراب کے اعتبار معرب کی چوتھی قسم یہ ہے کہ رفعی حالت واؤ کے ساتھ، نصبی حالت الف کے ساتھ جبکہ جری حالت یا کے ساتھ آئے گی اور یہ اعراب اسمائے ستہ مکبرہ کے ساتھ خاص ہے۔ جو مصغرہ اور تثنیہ جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کی جانب مضاف ہو اور وہ یہ ہیں۔ اَخُوكَ ، واَبُوكَ ، وَحَمُوكَ ، وَفُوكَ ، وَهَنُوكَ ، وَذُو مَالٍ ، تَقُولُ : جَاءَنِي اَخُوكَ ، وَرَاَيْتُ اَخَاكَ ، وَمَرَرْتُ بِاَخِيكَ وَكَذَا الْبَوَاقِي .

اسماء ستہ مکبرہ کے اعراب کی مختلف جہات کا بیان

اس سے مراد یہ چھ اسماء ہیں: اَبٌ، اَخٌ، فَمٌ، حَمٌ، هَنٌ، اور ذُوْ ۔

اول الذکر پانچ اسماء اصل میں بالترتیب اَبَوٌ، اَخَوٌ، فُوْهٌ، حَمَوٌ، اور هَنَوٌ، جَاءَ اَبُوْ زَيْدٍ ۔ رَاَيْتُ اَبَا زَيْدٍ ۔ مَرَرْتُ بِاَبِيْ زَيْدٍ ۔

تنبیہ: ان اسماء کا یہ اعراب اس وقت ہوتا ہے جبکہ یہ مکبر ہوں ان کی تصغیر نہ کی گئی ہو، موحد ہوں تثنیہ یا جمع نہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف جَاءَ عُمَرُ ۔ رَاَيْتُ عُمَرَ ۔ مَرَرْتُ بِعُمَرَ ۔

اسمائے ستہ مکبرہ جب غیر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں جیسے

أبوك ، أخوك ، حموك ، فوك ، هنوك ، ذو علم .نحو : وصل أبوك من السفر . وصافحت حماك . والتقيت بذي فضل .ومنه قوله تعالى : (وأبونا شيخ كبير)وقوله تعالى : (واذكر أخا عاد إذ أنذر قومه) وقوله تعالى : (فطوعت له نفسه قتل أخيه)

جب یہ غیر یائے متکلم کی جانب مضاف ہوں اور ان کی اضافت اگر ختم کردی جائے تو ان کو اس طرح پڑھا جائے گا۔ یعنی حرکات ثلاثہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔

نحو : هذا أبٌ حليم . ورأيت أخًا كريما ، وجلست مع حمٍ رحيم .

ومنه قوله تعالى : (وله أخ أو أخت)وقوله تعالى : (إن لـه أبا شيخا كبيرا)وقوله تعالى : (وبنات

باخ وبنات الاخت) وقوله تعالى : (قال ائتونى باخ لكم)

اور جب ان کی اضافت یائے متکلم کی جانب کی جائے تو ان کا اعراب یا ماقبل حرکات مقدرہ کے ساتھ آئے گا اور اس طرح پڑھا جائے گا۔

نحو : ابى رجل فاضل . واقدر اخى الأكبر . وسلمت على حمى ۔ ومنه قوله تعالى : (حتى يأذن لى ابى)وقوله تعالى : (قالت إن ابى يدعوك)وقوله تعالى : (قال ربى اغفر لى ولاخى)وقوله تعالى : (واغفر لأبى إنه كان من الضالين)

اور اسمائے ستہ مکبرہ جب مفرد ہوں یعنی یہ تثنیہ جمع نہ ہوں تو مفرد والا اعراب دیا جائے گا اور اگر تثنیہ ہوں تو ان کو تثنیہ والا اعراب دیتے ہوئے اس طرح پڑھا جائے گا۔

نحو : أبواك يعطفان عليك . واخواك محبوبان ، ومنه قوله تعالى : (وأما الغلام فكان أبواه مؤمنين) وقوله تعالى : (فأصلحوا بين أخويكم)

<u>اسمائے ستہ کے موحدہ، تثنیہ، جمع ومصغر ہونے کی حالت میں اعراب کا بیان</u>

یہ اسماء موحدہ، مکبرہ ہوں اور یائے متکلم کے علاوہ کسی کی طرف مضاف ہوں۔ یعنی نہ تثنیہ ہوں نہ جمع، نہ ان میں یائے تصغیر ہو اور نہ یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں بلکہ اس کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی واو سے، حالت نصبی الف سے اور حالت جری یاء سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ اَبُوْكَ ۔ رَأَيْتُ اَبَاكَ ۔ مَرَرْتُ بِأَبِيْكَ ۔

یہ اسماء تثنیہ ہوں۔ اس صورت میں ان کا اعراب وہی ہوگا جو تثنیہ کا ہوتا ہے۔ یعنی حالت رفعی الف سے، حالت نصبی وجری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَانِ ۔ رَأَيْتُ اَبَوَيْنِ ۔ مَرَرْتُ بِاَبَوَيْنِ ۔

(تنبیہ) اگر اس صورت میں یہ یائے متکلم کے علاوہ کسی اور اسم کی طرف مضاف ہوں تو نون تثنیہ گر جائے گا۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَاكَ ۔ رَأَيْتُ اَبَوَيْكَ ۔ مَرَرْتُ بِاَبَوَيْكَ۔ اور اگر یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو حالت نصبی وجری میں ادغام بھی ہوگا۔ جیسے: جَاءَ اَبَوَایَ ۔ رَأَيْتُ اَبَوَيَّ ۔ مَرَرْتُ بِاَبَوَيَّ۔

یہ اسماء جمع ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی، نصبی اور جری حرکات ثلاثہ سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ آبَاءُكَ ۔ رَأَيْتُ آبَاءَكَ ۔ مَرَرْتُ بِآبَائِكَ ۔

یہ اسماء مصغر ہوں۔ مثلاً: اَخٌ کی تصغیر اُخَيٌّ ہے۔ اس صورت میں بھی ان کی حالت رفعی، نصبی وجری حرکات ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ اُخَيُّكَ ۔ رَأَيْتُ اُخَيَّكَ ۔ مَرَرْتُ بِاُخَيِّكَ ۔

انتباہ۔ لفظ "ذُوْ" کی تصغیر نہیں آتی باقی پانچ اسموں کی تصغیر آتی ہے۔ (ا) یہ اسماء یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں۔ اس

صورت میں ان کا اعراب تینوں حالتوں میں تقدیری ہوگا۔ جیسے: ھٰذَا حَمِیْ ۔ رَأَیْتُ حَمِیْ ۔ مَرَرْتُ بِحَمِیْ ۔ (۲) مضاف ہی نہ ہوں۔ اس صورت میں ان کی حالت رفعی نصبی وجری حرکات ثلاث سے آئے گی۔ جیسے: جَاءَ اَبٌ ۔ رَأَیْتُ اَبًا، مَرَرْتُ،

تثنیہ کے اعراب کا بیان

الخامِسُ : انْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِالالِفِ ، والنَّصْبُ وَالجَرُّ بِالیَاءِ المَفْتُوحِ مَا قَبْلَھَا ۔ وَیَخْتَصُّ بِالمُثَنّٰی، وَ کِلاَ وَ کِلْتَا إذا کَانَا مُضَافَیْنِ إلی ضَمِیرٍ ، وَ اثْنَانِ وَ اثْنَتَانِ تَقُولُ : جَاءَنِی الرَّجُلاَنِ کِلاھُمَا، وَاثْنَانِ ، وَرَاَیْتُ الرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا ، وَاثْنَیْنِ ، وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ .

ترجمہ

پانچویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی الف کے ساتھ جبکہ نصبی وجری حالت یاء ماقبل مفتوح کے ساتھ آئے گی۔ اور یہ اعراب تثنیہ کے ساتھ خاص ہے اور اسی طرح جب کلا اور کلتا یہ دونوں ضمیر کی طرف مضاف ہوں۔ اور ایسے اثنان اور اثنتان ہیں۔ جیسے تو کہے ،جَاءَنِی الرَّجُلاَنِ کِلاھُمَا ، وَاثْنَانِ ، وَرَاَیْتُ الرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا ، وَاثْنَیْنِ ، وَمَرَرْتُ بِالرَّجُلَیْنِ کِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ ،

تثنیہ اور اس کے ملحقات کا بیان

تثنیہ سے مراد وہ اسم ہے جو واحد میں الف اور نون یا یاء اور نون کے اضافے کی وجہ سے دو افراد پر دلالت کرے۔ جس طرح: رَجُلاَنِ۔ اور اس کے ملحقات سے مراد وہ اسماء ہیں جو تثنیہ تو نہ ہو مگر لفظاً یا معنیً تثنیہ کے مشابہ ہوں۔

ان کی حالتِ رفعی الف ماقبل مفتوح اور حالتِ نصبی وجری یاء ساکن ماقبل مفتوح سے آتی ہے۔ جس طرح: حالت رفعی حالت نصبی حالت جری، کِلَا، کِلْتَا، اِثْنَانِ، اِثْنَتَانِ ۔

جَاءَ رَجُلاَنِ وَکِلاَھُمَا وَاثْنَانِ ۔ رَأَیْتُ رَجُلَیْنِ وَکِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ ۔ مَرَرْتُ بِرَجُلَیْنِ وَکِلَیْھِمَا وَاثْنَیْنِ ۔

تنبیہ: خیال رہے کہ کلا اور کلتا کا یہ اعراب اس وقت ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں اسم ہوں۔

جمع مذکر سالم کے اعراب کا بیان

السَّادِسُ : اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِالوَاوِ المَضْمُومِ مَا قَبْلَھَا ، وَالنَّصْبُ والجَرُّ بِالیَاءِ المَکْسُورِ مَا قَبْلَھَا . وَیَخْتَصُّ بِالجَمْعِ المُذَکَّرِ السَّالِمِ ، والمُلْحَقُ بِهِ کـ : اُوْلی ، وَعِشْرِینَ وَاَخَوَاتِھَا ، تَقُولُ : جَاءَنِی مُسْلِمُونَ ، وَعِشْرُونَ رَجُلاً ، و اُولُو مالٍ ، وَرَاَیْتُ مُسْلِمِینَ ، وَعِشْرِینَ رَجُلاً ، وَاُولی مَالٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِینَ ، وَعِشْرِینَ رَجُلاً ، وَاُولی مَالٍ .

ترجمہ
چھٹی قسم یہ ہے کہ رفعی حالت واؤ ماقبل مضموم کے ساتھ جبکہ نصبی وجری حالت یاء ماقبل مکسور کے ساتھ آنے گی اور یہ اعراب جمع مذکر سالم کے ساتھ اور اس کے ساتھ ملحق ہونے والی عشرین واخوات کے ساتھ خاص ہے۔ جیسے تو کہے،
جاءنی مُسْلِمُونَ ، وَعِشْرُونَ رَجُلاً ، و اُولُو مالٍ ، وَرَاَیْتُ مُسْلِمِینَ ، وَعِشْرِینَ رَجُلاً ، وَاُولی مَالٍ ، وَمَرَرْتُ بِمُسْلِمِینَ ، وَعِشْرِینَ رَجُلاً ، وَاُولی مَالٍ .

جمع مذکر سالم اور اس کے ملحقات
جمع مذکر سالم کی تعریف پہلے بیان ہو چکی ہے، اس کے ملحقات سے مراد وہ اسماء ہیں جو جمع تو نہ ہوں مگر لفظاً یا معنی جمع مذکر سالم کے مشابہ ہوں۔ جس طرح: اُولُو اور عِشْرُوْنَ سے تِسْعُوْنَ تک کی دہائیاں۔ ان کی حالتِ رفعی واؤ ماقبل مضموم اور حالتِ نصبی وجری یاء ساکن ماقبل مکسور سے آتی ہے۔

نون جمع وتثنیہ میں فرق ہونے کا بیان
وَاعْلَمْ اَنَّ نُوْنَ التَّثْنِیَةِ مَكْسُوْرَةٌ اَبَداً ، وَنُوْنَ الجَمْعِ مَفْتُوحَةٌ اَبَداً . وَهُما یَسْقُطَانِ عِنْدَ الاِضَافَةِ ، نَحْوُ جَاءَنِی غُلامَا زَیْدٍ ، وَمُسْلِمُو مِصْرَ .

نوٹ
یاد رہے نون تثنیہ ہمیشہ مکسور ہوتا ہے جبکہ نون جمع ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔ اور یہ دونوں نون اضافت کے ساتھ ساقط ہو جاتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِی غُلامَا زَیْدٍ ، وَمُسْلِمُو مِصْرَ ،

احوال ثلاثہ میں اعراب تقدیری ہونے کا بیان
السَّابِعُ : اَنْ یَكُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیرِ الضَّمَةِ ، وَالنَّصْبُ بِتَقْدِیرِ الفَتْحَةِ ، وَالجَرُّ بِتَقْدِیرِ الكَسْرَةِ . وَیَخْتَصُّ بِالمَقْصُورِ ، وَهُوَ : مَا آخِرُهُ اَلِفٌ مَقْصُورَةٌ نَحْوُ مُوْسی ، وَبِالمُضَافِ إلی یَاءِ المُتَكَلِّمِ غَیْرَ التَّثْنِیَةِ وَالجَمْعِ المُذَكَّرِ السَّالِمِ نَحْوُ غُلامِی تَقُولُ : جَاءَنِی مُوْسَی وَغُلامِی، وَرَاَیْتُ مُوْسی وَغُلامِی ، وَمَرَرْتُ بِمُوْسَی وَغُلامِی .

ترجمہ
ساتویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی حالت تقدیری فتحہ اور جری حالت تقدیری کسرہ کے ساتھ آئے گی۔ اور یہ اعراب اسم مقصور کے ساتھ خاص ہے اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو جیسے موسیٰ، اور جب وہ اسم غیر

یائے متکلم کی جانب مضاف ہو جبکہ تثنیہ وجمع مذکر سالم کی جانب مضاف نہ ہو جیسے غلامی، اور تو کہے، جَاءَ نِی مُوْسٰی وَغُلامِی
وَرَأَیْتُ مُوْسٰی وَغُلامِی ، وَمَرَرْتُ بِمُوْسٰی وَغُلامِی ،

اسم مقصور کی تعریف کا بیان

وہ اسم جس کے آخر میں الف مقصورہ ہو۔ جس طرح: موسیٰ، حبلیٰ وغیرہ۔ جمع مذکر سالم کے علاوہ جو اسم یائے متکلم کی طرف مضاف ہو۔ جس طرح: کُتُبِی وغیرہ۔ ان دونوں قسموں کی حالت رفعی تقدیرِ ضمہ سے، حالت نصبی تقدیرِ فتحہ سے اور حالت جری تقدیرِ کسرہ سے آتی ہے۔

اسم منقوص کے اعراب ک بیان

اَلثَّامِنُ : اَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیرِ الضَّمَّۃِ ، وَالنَّصْبُ بِالْفَتْحَۃِ ، والجَرُّ بِتَقْدِیرِ الکَسْرَۃِ ، وَیَخْتَصُّ بِالْمَنْقُوْصِ ، وَھُوَ : مَا آخِرُہُ یَاءٌ مَکْسُوْرٌ مَا قَبْلَھَا نَحْوُ القَاضِی تَقُوْلُ : جَاءَنِی القَاضِی ، وَرَأَیْتُ القَاضِیَ ، وَمَرَرْتُ بِالقَاضِی .

ترجمہ

آٹھویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری ضمہ کے ساتھ جبکہ نصبی فتحہ کے ساتھ اور جری تقدیری کسرہ کے ساتھ آئے گی اور یہ اعراب اسم منقوص کے ساتھ خاص ہے۔ اور وہ ایسا اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو جیسے، قاضی اور تو کہے، جَاءَنِی القَاضِی ، ورَأَیْتُ القَاضِیَ ، وَمَرَرْتُ بِالقَاضِی ،

اسم منقوص کی تعریف واستعمال کا بیان

اس سے مراد وہ اسم ہے جس کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو۔ جس طرح: اَلْقَاضِیُ وغیرہ۔ اس کی حالت رفعی تقدیرِ ضمہ سے، حالت جری تقدیرِ کسرہ سے اور حالت نصبی فتحہ لفظی سے آتی ہے۔

اسم منقوص منصرف ہے وہ اسم جس کا آخر یاء اور ماقبل مکسور ہو، یاء کبھی لفظاً ہوگی۔ جیسے: اَلْقَاضِی اور کبھی تقدیراً۔ جیسے: قَاضٍ کہ اصل میں قَاضِیٌ تھا ضمہ یاء پر ثقیل تھا گرگیا، دوساکن جمع ہو گئے یاء اور نون تنوین یاء مدہ کو حذف کر دیا۔ چونکہ الف لام کی موجودگی میں تنوین نہیں ہوگی اور دوساکن بھی اکٹھے نہیں ہوں گے اس لیے یاء باقی رہے گی۔ (مثال: (جَاءَ القَاضِی رَأَیْتُ القَاضِیَ . مَرَرْتُ بِالقَاضِی۔ اس کا رفع ضمہ تقدیری، نصب فتحہ لفظی اور جر کسرہ تقدیری کیساتھ ہے۔

جمع مذکر سالم اضافتی کے اعراب کا بیان

اَلتَّاسِعُ : اَنْ یَکُوْنَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیرِ الوَاوِ ، وَالنَّصْبُ وَالجَرُّ بِالیَاءِ لَفْظاً وَیَخْتَصُّ بِالجَمْعِ المُذَکَّرِ

السَّالِمِ مُضَافاً إلى يَاءِ المُتَكَلِّمِ ، تَقُولُ : جَاءَنِي مُعَلِّمِيَّ اَصْلُهُ " مُعَلِّمُوْيَ " ، اِجْتَمَعَتِ الوَاوُ وَالياءُ فِي كَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ ، والاولى مِنْهُمَا سَاكِنَةٌ ، فَقُلِبَتِ الوَاوُ يَاءً ، واُدْغِمَتْ في اليَاءِ وَاُبدِلَتِ الضَّمَّةُ بِالكَسْرَةِ ، مُنَاسَبَةً لِلْيَاءِ ، فَصَارَ " مُعَلِّمِيَّ " تَقُولُ : جَاءَنِي مُعَلِّمِيَّ ، وَرَاَيْتُ مُعَلِّمِيَّ ، وَمَرَرْتُ بِمُعَلِّمِيَّ .

ترجمہ

نویں قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری واؤ کے ساتھ جبکہ نصبی وجری لفظی یاء کے ساتھ آئے گی اور یہ اعراب جمع مذکر سالم جب مضاف یائے متکلم کی جانب ہو اس کے ساتھ خاص ہے۔ مسلمی ، یا معلمی ، جو اصل میں معلموی تھا واؤ اور یاء ایک کلمہ میں جمع ہوگئی ہیں۔ان میں سے پہلی ساکن ہے پس اس کو واؤ کو یاء سے بدل دیا اور پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو ضمہ کو کسرہ کے ساتھ تبدیل کردیا تا کہ یاء سے مناسبت رہ جائے تو یہ معلمی بن گیا جیسے تو کہے، جَاءَنِي مُعَلِّمِيَّ ، وَرَاَيْتُ مُعَلِّمِيَّ ، وَمَرَرْتُ بِمُعَلِّمِيَّ ۔

جمع مذکر سالم جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہو

وہ جمع مذکر سالم جو یاء متکلم کی طرف مضاف ہو۔جس طرح: مُسْلِمِيَّ ۔اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصبی وجری یاء لفظی سے آتی ہے۔جس طرح: حالت رفعی حالت نصبی حالت جری

فائدہ

مُسْلِمِيَّ حالت رفعی میں مُسْلِمُوْنَ یَ تھا۔نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، مُسْلِمُوْیَ ہوگیا پھر واؤ کو یاء سے بدل کر یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو مُسْلِمِيَّ ہو گیا۔اور حالت نصبی وجری میں مُسْلِمِيْنَ یَ تھا ۔نون اضافت کی وجہ سے گر گیا، مُسْلِمِیْیَ ہوا، پھر یاء کا یاء میں ادغام کردیا تو مُسْلِمِيَّ ہوگیا۔

اس کی حالت رفعی واؤ تقدیری سے اور حالت نصبی وحالت جری یائے لفظی سے آتی ہے۔جیسے: جَاءَنِيْ مُسْلِمِيَّ رَأَيْتُ مُسْلِمِيَّ مَرَرْتُ بِمُسْلِمِيَّ

الفصل الثالث

﴿یہ فصل معرب کی اقسام کے بیان میں ہے﴾

معرب کی دو اقسام کا بیان

اَلاِسْمُ الْمُعْرَبُ الاسمُ المعربُ ، نوعان : اَلْمُنْصَرِفُ ، وَهُوَ مَا لَيْسَ فِيهِ سَبَبَانِ مِنَ الاسْبَابِ التِّسْعَةِ الآتِيَةِ ، نَحْوُ زيد وَيُسَمَّى مُتَمَكِّناً .

اسم معرب دو قسم پر ہے اول قسم منصرف ہے اور منصرف وہ اسم ہے جس میں دو سبب یا ایک سبب نہ پایا جائے نو اسباب میں سے جو قائم مقام ہو دو اسباب کے جیسے زید اور اس کا نام اسم متمکن رکھا جاتا ہے۔

اسم منصرف کی تعریف کا غیر منصرف پر مقدم ہونے کا بیان

نحو کا علم حاصل کرنے والوں کیلئے لازم ہے کہ وہ اس قانون کو اپنے ذہن میں نشین کر لیں کہ اسماء میں اصل انصراف ہوتا ہے۔ لہٰذا اسم منصرف اسی سبب کے پیش نظر غیر منصرف پر مقدم ہوا ہے۔

اسم معرب کے حکم کا بیان

وَحُكْمُهُ اَنْ تَدْخُلَهُ الحَرَكَاتُ الثَّلاثُ مَعَ التَّنوِينِ ، مِثْلُ اَنْ تَقُولَ : جَاءَنِى زيد ، ورَأيتُ سَعِيداً ، ومَرَرْتُ بِسَعِيدٍ .

اسم معرب کا حکم یہ ہے کہ اس پر تینوں حرکات مع تنوین داخل ہوتی ہیں۔ جس طرح تو اس مثال میں کہے گا۔ جَاءَنِى زيد ، ورَأيتُ سَعِيداً ، ومَرَرْتُ بِسَعِيدٍ ۔





اسم غیر منصرف کی تعریف وحکم کا بیان

وَهُوَ مَا فِيهِ سَبَبَانِ مِنَ الاَسْبَابِ التِّسْعَةِ ، اَوْ وَاحِدٌ مِنهَا يَقُومُ مَقَامَهُمَا . وَحُكْمُهُ اَنْ لا تَدْخُلَهُ الكَسْرَةُ والتَّنوِينُ ، وَيَكُونَ فِى مَوْضِعِ الجَرِّ مَفْتُوحاً ، كَمَا مَرَّ .

اسم غیر منصرف کی تعریف

وہ اسم معرب جس میں منع صرف کے اسباب میں سے کوئی دو سبب یا ایک ایسا سبب پایا جائے جو دو کے قائم مقام ہو جس طرح: عُمَرُ، عَائِشَةُ، وغیرہ۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی۔ اور یہ مقام جر میں مفتوح ہوتا ہے۔ جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔

اسم غیر منصرف کا حکم

غیر منصرف کا حکم یہ ہے کہ اس پر نہ تنوین آتی ہے نہ کسرہ۔ جس طرح جاءنی زید ، ورَأيتُ سَعِيداً ، ومَرَرْتُ بِسَعِيدٍ

غیر منصرف کسرہ اور تنوین داخل ہونے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ غیر منصرف فعل مضارع سے مشابہت رکھتا ہے۔ اور یہ اس کی دو طرح کی مشابہت ہے۔ (۱) جس طرح فعل مضارع پر ضمہ اور فتحہ داخل ہوتی ہے اسی طرح غیر منصرف پر ضمہ اور فتحہ داخل ہوتی ہے۔ (۲) جس طرح فعل مضارع پر کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی اسی طرح غیر منصرف پر بھی کسرہ اور تنوین داخل نہیں ہوتی۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ۲، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)

اضافت اور دخول لام کا غیر منصرف سے ثقل کو دور کرنے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ غیر منصرف کی جب اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ سے مانع ہونے والا ثقل دور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اب اس پر کسرہ کو داخل کرنا جائز ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عارض ختم ہو چکا ہے جس کے زائل ہوتے ہی اصل حکم لوٹ آئے گا۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ۲، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)

والاَسْبَابُ التِّسْعَةُ هِيَ : اَلْعَدْلُ ، وَالوَصْفُ ، والتَّانِيثُ ، والمَعْرِفَةُ ، والعُجْمَةُ ، والجَمْعُ ، وَالتَّرکِيبُ ، وَوَزْنُ الفِعْلِ ، وَالالِفُ والنُّونُ الزَّائِدَتَانِ .

اسبابِ منعِ صرف کی تعداد کا بیان

اسبابِ منعِ صرف نو ہیں: ۱عدل ۲وصف ۳تانیث ۴تعریف ۵عجمہ ۶ترکیب ۷وزن فعل ۸الف نون زائدتان ۹جمع۔ فائدہ: ان اسباب میں سے دو سبب جمع اور تانیث بالالف، دو، دو اسباب کے قائم مقام ہیں۔

عدل کے سبب اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

اَلعَدْلُ : وَهُوَ تَغْيِيرُ اللَّفظِ مِنْ صِيغَتِهِ الاَصْلِيَّةِ إِلى صِيغَةٍ أُخرَى بِلا تَغْيِيرٍ فِي المَعْنَى ، وَهُوَ عَلَى قِسمَيْنِ : ا-تَحْقِيقِيٌّ نَحْوُ مَثْنَى ، ثُلاثَ وَهُمَا مَعْدُولانِ حَقِيقَةً عَنِ اِثْنَيْنِ اِثْنَيْنِ ، وَثَلاثَةٍ ثَلاثَةٍ ب-تَقْدِيرِيٌّ نَحْوُ عُمَرُ ، زُفَرُ حَيْثُ قُدِّرَ فِيهِمَا العُدُولُ عَنْ عَامِرٍ وَزَافِرٍ لِيُوَجَّهَ بِهِ مَنْعُ الصَّرْفِ .

وَعُلِمَ مِنْ ذٰلِكَ اَنَّ العَدْلَ يَجْتَمِعُ مَعَ الوَصْفِ فِي الاَوَّلِ ، وَمَعَ العَلَمِيَّةِ فِي الثَّانِي ، وَلا يَجْتَمِعُ مَعَ وَزْنِ الفِعْلِ اَصْلاً .

ترجمہ

پس عدل وہ لفظ ہے جس میں لفظ اپنے اصلی صیغہ کے دوسرے صیغہ کی جانب تبدیل ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ تبدیلی حقیقی ہو یا تقدیری ہو۔ اور عدل وزن فعل کے ساتھ جمع نہیں ہوتا جبکہ علمیت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح عمر اور زفر ہے۔ اور یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں۔ اور اسی طرح یہ وصف کے ساتھ بھی جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح ثلاث اور مثلث ہے۔ اور اخر اور جمع ہے۔ جو وصف ہے وہ علمیت کے ساتھ قطعاً جمع نہیں ہوتی۔

عدل کی تعریف

کسی اسم کا بغیر کسی قاعدہ صرفی کے اپنے صیغے سے دوسرے صیغے کی طرف پھیرا ہوا ہونا۔ جس طرح: ثُلٰثُ تین تین ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَة سے اور عُمَرُ، نام، عَامِرٌ سے بغیر کسی قاعدہ صرفی کے پھیرا گیا ہے۔ فائدہ: جو اسم دوسرے صیغے سے پھیرا گیا ہوا سے "معدول" اور جس صیغے سے پھیرا گیا ہو یا بنایا گیا ہوا سے "معدول عنہ" کہتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ مثالوں میں ثُلٰثُ اور عُمَرُ معدول اور ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ اور عَامِرٌ معدول عنہ ہیں۔

عدل کی دو قسمیں ہیں: ۔عدل تحقیقی۔عدل تقدیری۔

عدل تحقیقی کی تعریف

وہ اسم معدول جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود ہو۔ جس طرح: ثُلٰثُ۔ توضیح: ثُلٰثُ کا معنی ہے": تین تین" اس سے معلوم ہوا کہ اس کی اصل ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ ہے؛ کیونکہ ثُلٰثُ میں معنی کی تکرار ہے اور معنی کی

تکرار الفاظ کی تکرار پر دلالت کرتی ہے اس دلیل سے معلوم ہوا کہ

سے معدول ہے۔ فائدہ: ایک سے لیکر دس تک کے اعداد جب فُعال یا مَفعل کے وزن پر ہوں تو ان میں عدل تحقیقی ہوگا۔ جس طرح: اُحادُ، مَوْحَدُ، رُبَاعُ، مَرْبَعُ، عُشارُ، مَعْشَرُ وغیرہ۔ ۔

عدل تقدیری کی تعریف

وہ اسم معدول جس میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ اصلی صیغے سے معدول ہونے کی دلیل موجود نہ ہو۔ جس طرح: عُمَرُ، زُفَرُ۔

یہ دونوں عَامِرٌ اور زَافِرٌ سے معدول ہیں مگر ان میں غیر منصرف ہونے کے علاوہ کوئی ایسی دلیل نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ یہ عامر اور زافر سے معدول ہیں۔ مگر چونکہ اہل عرب ان کو غیر منصرف استعمال کرتے ہیں اور ان میں سوائے علمیت کے اور کوئی دوسرا سبب بھی نہیں پایا جارہا ہے اور ایک سبب سے کوئی اسم غیر منصرف نہیں ہوتا لہٰذا اس میں دوسرا سبب عدل فرض کرلیا گیا ہے اور عُمَرُ کو عَامِرٌ سے اور زُفَرُ کو زَافِرٌ سے معدول مان لیا گیا۔

تنبیہ: عدل کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط نہیں۔

وصف کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

اَلوَصْفُ : وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُونَ وَصْفاً فِى اَصْلِ الوَضْعِ ، فَاِنَّ اَسْوَد ، وَاَرْقَم غَيْرُ مُنْصَرِفِينِ ، وَاِنْ صَارا اسْمَينِ لِلحَيَّةِ . لِاِصالَتِهِما فِى الوَصفِيَةِ . وَ اَرْبَع فِى قَوْلِك : مَرَرْتُ بِنِسْوَةٍ اَرْبَعٍ مُنْصَرِفٌ ، مَعَ اَنَّ فِيهِ وَصفِيَةً وَوَزْنَ الفِعْلِ ، لِعَدَمِ الاصلِيَّةِ فِى الوَصْفِ ، وَلا يَجْتَمِعُ الوَصْفُ مَعَ العَلَمِيَّةِ اَصْلاً .

ترجمہ

اور وصف ہے۔ اور اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع کے اعتبار وصف ہو لہٰذا اسود اور ارقم یہ غیر منصرف ہیں۔ خواہ یہ دونوں سانپ کے نام بن چکے ہیں کیونکہ ان دونوں میں اصل وصف ہونا ہے۔ اور اربع کا لفظ مررت بنسوہ اربع میں منصرف ہے حالانکہ یہ وصفت واقع ہوا ہے۔ اور وزن فعل بھی ہے کیونکہ یہ اصل میں وصف نہیں ہے۔ اور وصف علمیت کے ساتھ جمع نہیں ہوتی۔

وصف کی تعریف

اسم کا ایسی ذات پر دلالت کرنے والا ہونا جس کے ساتھ اس کی کوئی صفت بھی ماخوذ ہو۔ جس طرح: اَحْمَرُ سرخ۔

توضیح:

لفظ اَحْمَرُ ایک ایسی ذات پر دلالت کررہا ہے جس کے ساتھ اس کی ایک صفت یعنی "سرخ ہونا" بھی ماخوذ ہے۔ اسی طرح

مصنوٗ اسوڈ وغیرہ ہیں۔

وصف کی شرط

وصف کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ اصل وضع میں وصف ہو۔ یعنی اس کی وضع ہی وصفی معنی کے لیے ہوئی ہو۔ جس طرح اَبیَضُ اور اَسوَدُ وغیرہ۔

فائدہ۔ جو اسماء اصل وضع میں وصف ہوتے ہیں وہ یہ ہیں: ۱صفت مشبہ۔ جس طرح: اَحمَرُ، حَسَنٌ ۔۲اسم تفضیل۔ جس طرح اَجدَرُ، اَلیَقُ ۔ ۳اسم فاعل۔ جس طرح: ذَاهِبٌ، قَائِمٌ ۔۴اسم مفعول۔ جس طرح: مَضرُوبٌ، مَقتُولٌ ۔۵ایک سے لیکر دس تک وہ اسماء اعداد جو فُعَالُ یا مَفعَلُ کے وزن پر معدول ہوں۔ جس طرح: اُحَادُ، مَوحَدُ، ثُنَاءُ، مَثنٰی، ثُلٰثُ، مَثلَثُ

مذکورہ تمام اسماء میں ایک سبب وصف پایا جارہا ہے اور جن اسماء میں دوسرا سبب بھی پایا جارہا ہے وہ غیر منصرف ہوں گے۔ جس طرح نمبر 2، نمبر 5 کی تمام مثالوں اور نمبر 1 کی پہلی مثال میں۔ اور جن میں دوسرا سبب نہیں پایا جارہا وہ منصرف ہوں گے۔ جس طرح باقی مثالوں میں؛ کیونکہ ایک سبب سے اسم "غیر منصرف" نہیں ہوتا۔

تانیث بہ تاء کے ساتھ اسم کے غیر منصرف ہونے کا بیان

اَلتَّانِيثُ بِالتَّاءِ : وَشَرطُهُ اَن يَكُونَ عَلَماً ، نَحوُ طَلحَة وفَاطِمَة وَكَذا المَعنوِىُّ وهُوَ مَا جُعِلَ عَلَماً دُونَ عَلامةِ تَانِيثٍ ، مِثلُ : زَينَب .

ثُمَّ المُؤنَّثُ المَعنوِىُّ إن كانَ ثُلاثِياً سَاكِنَ الوَسَطِ ، غَيرَ اَعجَمِىٍّ يَجُوزُ صَرفُهُ مَعَ وُجُودِ السَّبَبَينِ ، نَحوُ هِند لاَجلِ الخِفَّةِ ، وَإلاَّ وَجَبَ مَنعُهُ ، نَحوُ زَينَب ، وَسَقَر ، وَمَاه وَجَور ،

وَالتَّانِيثُ بِالالِفِ المَقصُورَةِ نَحوُ حُبلٰى وَ المَمدُودَةِ نَحوُ حَمراء مُمتَنِعٌ صَرفُهُ البَتَّةَ ، لاَنَّ الالِفَ قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَينِ : التَّانِيثِ وَلُزُومِهِ ، فَكَاَنَّـهُ اَنَّثَ مَرَّتَينِ . اَلعُجمَةُ : وَشَرطُها اَن تكُونَ عَلَماً فِى العَجَمِيَّةِ غَيرَ العَرَبِيَّةِ ، وَزَائِداً عَلٰى ثُلاثَةِ احرُفٍ نَحوُ إبرَاهِيم وَ إسمَاعِيل ، او ثُلاثِياً مُتحَرِّكَ الوَسطِ نَحوُ لَمَك (؛ فَـ لِـجَام مُنـصَـرِفٌ مَعَ كَونِهِ اَعجَمِياً ؛ لاَنَّهُ لَيسَ بِعَلَمٍ ، وَ نُوح ، وَلوط مُنصَرِفَانِ ، لِسُكُونِ الاوسَطِ فِيهِمَا ،

ترجمہ

اور تانیث بہ تاء کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جس طرح طلحہ ہے اور اسی طرح تانیث معنوی بھی ہے اور جب معنوی ثلاثی ساکن الاوسط ہو تو عجمہ نہ ہو تو اس کو منصرف اور غیر منصرف دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ منصرف خفت کی وجہ سے جبکہ غیر منصرف دو اسباب پائے جانے کی وجہ سے پڑھیں گے۔ ورنہ اس کو غیر منصرف پڑھنا واجب ہوگا۔ جس طرح زینب اور سقر ہے اور ماہ اور

جاری ہے۔ اور جب تانیث الف مقصورہ کے ساتھ جس طرح حبلیٰ اور جب الف ممدودہ کے ساتھ ہو جیسے حمراء ان دونوں کا منصرف ہونا ممتنع ہے۔ کیونکہ الف دو اسباب کے قائم مقام ہے جو تانیث اور لزوم تانیث کیلئے ہے۔

اور عجمہ کیلئے عجمیت میں علم ہونا شرط ہے اور یہ وصف کے سوا تمام اسباب کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔ اور عجمہ کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ عجمی زبان میں علم اور تین حروف سے زائد ہو۔ جس طرح ابراہیم ہے یا ثلاثی ساکن الاوسط ہو جیسے شتر، پس لجام منصرف ہے کیونکہ علمیت نہیں ہے۔ اور نوح منصرف ہے کیونکہ ساکن الاوسط ہے۔

تانیث کی تعریف

کسی اسم کا مؤنث ہونا۔ جس طرح: طَلْحَةُ، هِنْدٌ۔ وضاحت: علامت تانیث کبھی لفظاً ہوتی ہے اور کبھی معنیً، لفظاً علامت تانیث تین طرح کی ہوتی ہیں جیسا کہ تانیث کے سبق میں گزرا۔

اور معنیٰ علامت تانیث صرف ایک ہوتی ہے اور وہ "ۃ" ہے۔ جس طرح: قَدَمٌ، دَارٌ وغیرہ۔ فائدہ: وہ تانیث جس میں علامت تانیث الف مقصورہ یا الف ممدودہ ہو اسے "تانیث بالالف" کہتے ہیں۔ اور جس میں علامت تانیث "ۃ" لفظاً ہو اسے "تانیث لفظی" کہتے ہیں۔ اور جس میں تقدیراً ہو اسے "تانیث معنوی" کہتے ہیں۔

تانیث کیلئے سبب ہونے میں شرائط کا بیان

۱ تانیث بالالف چاہے الف ممدودہ کے ساتھ ہو یا الف مقصورہ کے ساتھ دو سببوں کے قائم مقام ہوتی ہے اور اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے کوئی شرط بھی نہیں ہے۔ ۲ تانیث لفظی کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے اسم مؤنث کا علم ہونا شرط ہے۔ جس طرح: طَلْحَةُ، فَاطِمَةُ۔ ۳ تانیث معنوی میں جوازِ منع صرف کے لیے مؤنث کا علم ہونا شرط ہے۔

اور اگر اس کے ساتھ درج ذیل تین چیزوں میں سے کوئی چیز پائی جائے تو اسے غیر منصرف پڑھنا واجب ہو جائے گا۔ وہ اسم تین حروف سے زائد حروف پر مشتمل ہو۔ جس طرح: زَيْنَبُ۔ اگر وہ اسم تین حرفی ہو تو متحرک الاوسط ہو۔ جس طرح سَقَرُ۔ وہ اسم عجمہ ہو۔ جس طرح: مَاهُ، جُوْرُ شہروں کے نام۔

معرفہ کا علمیت کے ساتھ معتبر ہونے کا بیان

اَلْمَعْرِفَةُ : وَلَا يُعْتَبَرُ فِي مَنْعِ الصَّرْفِ بِهَا إِلَّا الْعَلَمِيَّةُ وَتَجْتَمِعُ مَعَ غَيْرِ الْوَصْفِ ، مِثْلُ : إِبْرَاهِيمَ وَأَحْمَدَ .

اور غیر منصرف میں معرفہ اس وقت معتبر ہوگا جب وہ علم ہو اور یہ وصف کے سوا میں جمع ہو جاتا ہے۔ جس طرح ابراہیم ہے اور احمد ہے۔

تعریف کی تعریف: کسی اسم کا معرفہ ہونا۔ جس طرح: اَحْمَدُ، زَيْنَبُ وغیرہ۔ تعریف کی شرط: تعریف کے منع صرف کا

سبب بننے کے لیے اسم کا علم ہونا شرط ہے۔

علم کی تعریف

علامہ عبدالرحمن جرجانی نحوی لکھتے ہیں کہ علم ہر وہ اسم ہے جس کو پہلی وضع میں کسی معین چیز کیلئے رکھ دیا جائے اور اس کے بعد وہ اس کے مشابہ پر واقع نہ ہو۔ جیسے زید جب اس کو کسی شخص کیلئے بطور علم رکھ دیا جائے۔ تو اس کے بعد ہر وہ شخص جو زید کی طرح ہے اس کیلئے علم نہ ہوگا۔ کیونکہ علم پہلے شخص کے احوال اول کے ساتھ خاص ہو چکا ہے۔ (جمل فی النحو، ص ۱۴۲، بیروت)

عجمہ کی تعریف

کسی اسم کا غیر عربی ہونا۔ جس طرح: اِبْرَاهِيْمُ، اِسْمٰعِيْلُ وغیرہ۔

عجمہ کی شرط

لفظ کا عربی کے علاوہ کسی زبان میں معنی کے لیے موضوع ہونا۔ جیسے: اِبْرَاهِيْمُ ۔ اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ عربی زبان میں یہ بطور علم مستعمل ہو۔

عجمہ کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے دو شرطیں ہیں: ۔ اسم لغتِ عجم میں علم ہو۔ جس طرح: اِبْرَاهِيْم ۔۔ وہ اسم یا تو زائد علی الثلثۃ ہو۔ جس طرح مثال مذکور میں، یا ثلاثی ہو تو متحرک الاوسط ہو۔ جس طرح: شَتَر قلعہ کا نام۔ ترکیب کی تعریف: دو یا اس سے زائد اسماء کا ملکر ایک ہو جانا۔ جس طرح: بَعْلَبَكُّ، مَعْدِيْكَرِبُ ۔

وضاحت

اس میں بَعْل اور بَکّ اسی طرح مَعْدِی اور کَرِبْ کو ملا کر ایک کلمہ بنا دیا گیا ہے۔ اول ایک شہر کا نام ہے اور ثانی ایک شخص کا نام ہے۔ شرائط: ترکیب کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے چند شرائط ہیں: ۔ اسم مرکب کسی کا علم ہو۔۔ ترکیب بغیر اضافت اور بغیر اسناد کے ہو۔۔ دوسرا اجزء حرف نہ ہو۔۔ دوسرا جزء حرف عطف کو متضمن شامل نہ ہو۔ مذکورہ بالا مثالوں میں یہ تمام شرائط موجود ہیں۔

جمع کا غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان

اَلجَمعُ : وَشَرطُهُ اَنْ يَكُونَ عَلٰى صِيغَةِ مُنْتَهَى الجُمُوعِ وَهُوَ اَنْ يَكُونَ بَعْدَ اَلِفِ الجَمعِ حَرْفَانِ مُتَحَرِّكَانِ نَحْوُ مَسَاجِد ، وَدَوَابّ ، اَوْ ثَلَاثَةُ اَحْرُفٍ اَوسَطُهَا سَاكِنٌ غَيْرُ قَابِلٍ لِلتَّاءِ نَحْوُ مَصَابِيح ، وَاِنَّ صَيَاقِلَة وَفَرَازِنَة مُنْصَرِفَانِ لِقَبُولِهِما التَّاءَ .

وهو اَيضاً قَائِمٌ مَقَامَ السَّبَبَيْنِ : الجَمْعِ وَامْتِنَاعِهِ مِنْ اَنْ يُجْمَعَ مَرَّةً . اُخرى جَمْعَ التَكسِير ، فَكَاَنَّهُ جُمِعَ مَرَّتَيْنِ .

ترجمہ

اور جمع کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ صیغہ منتہی الجموع ہو۔اور وہ یہ ہے کہ جمع کے الف کے بعد دو حرف ہوں۔جس طرح مساجد یا ایک حرف مشدد ہو جیسے دواب ہے یا تین حرف ہوں جن کے درمیان میں حرف ساکن ہو اور ھا کو قبول کرنے والا نہ ہو جیسے مصابیح، پس میاقلہ اور فرزانہ یہ منصرف ہیں۔کیونکہ یہ دونوں ھا کو قبول کرنے والے ہیں۔یہ بھی دونوں اسباب کے قائم مقام ہونا ہے یعنی جمع ہونا اور جمع کو لازم کرنا ہے اور اس کی دوبارہ جمع تکسیر بنانا منع ہے۔یعنی یہ دوبار جمع بنائی جاچکی ہے۔

جمع کی تعریف

وہ اسم جو مفرد میں کچھ زیادتی کے ساتھ دو سے زائد افراد پر دلالت کرے۔جس طرح: مَسَاجِدُ، مَصَابِيْحُ وغیرہ۔

شرائط: جمع کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ جمع منتہی الجموع کے صیغے پر ہو۔جس طرح مذکورہ مثالیں۔

ترکیب کیلئے سبب ہونے کی شرط کا بیان

اَلتَّرْكِيبُ : وَشَرْطُهُ اَنْ يَكُونَ عَلَماً بِلا إِضَافَةٍ ولا إِسْنَادٍ ، نَحْوُ بَعْلَبَكَّ ، وإِنَّ عَبْدَاللهِ مُنْصَرِفٌ ، لِلإِضَافَةِ ، وإِنَّ شَابَ قَرْنَاهَا مَبْنِيٌّ لِلإِسْنَادِ .

الاَلِفُ وَالنُّونُ الزَّائِدَتان : وَشَرْطُهُمَا - إِنْ كَانَتَا فِى اسْمٍ - اَنْ يَكُونَ الاسمُ عَلَماً نَحْوُ عِمْرَان ، وَعُثْمَان . وَ سَعْدَان مُنْصَرِفٌ ، لاَنَّهُ اسْمُ نَبْتٍ ، وَلَيْسَ عَلَماً . وَإِنْ كَانَتَا فِى الصِّفَةِ فَشَرْطُهَا اَنْ يَكُونَ مُؤَنَّثُها فَعْلانَةً ، نَحْوُ نَشْوان وَنَشْوَى ، وَ نَدْمَانٌ مُنْصَرِفٌ لِوُجُودِ نَدْمَانَة ،

ترجمہ

اور ترکیب کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ اضافت اور اسناد کے بغیر علم ہو جیسے بعل بک پس عبداللہ منصرف ہے اور معدی کرب غیر منصرف ہے اور شاب قرنا ھا مبنی ہے۔

اور الف نون زائدتان جب یہ دونوں اسم میں واقع ہوں۔تو اس کی شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو جیسے عمران اور عثمان ہے۔جبکہ سعدان جنگلی گھاس کا نام ہے منصرف ہے کیونکہ علمیت اس میں نہیں ہے۔اور جب الف نون زائدتان صفت کے آخر میں ہوں تو اس کیلئے شرط یہ ہے اس کی مؤنث فعلانۃ کے وزن پر نہ آتی ہو۔جس طرح سکران ہے۔جبکہ ندمان منصرف ہے کیونکہ ندمانۃ اس کی مونث آتی ہے۔

الف نون زائدتان کی تعریف

وہ الف نون جو کسی اسم کے آخر میں زائد ہوں۔جس طرح: عثمان، ندمانہم نشین شرائط: الف نون زائدتان اگر اسم محض

جو صفت نہ ہو کے آخر میں ہوں تو اس کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ علم ہو۔ جس طرح: عُثمان، عِمران، سلمان وغیرہ۔ اور اگر اسم صفت کے آخر میں ہوں تو شرط یہ ہے کہ اس پر تا تانیث نہ آتی ہو۔ جس طرح: سکران کہ اس کے آخر میں تا تانیث نہیں آتی، کیونکہ اس کی تانیث سکریٰ ہے۔

وزن فعل کیلئے غیر منصرف کا سبب ہونے کا بیان

وَزْنُ الفِعلِ : وَشَرطُهُ اَنْ يَختَصَّ بِالفِعلِ نَحوُ ضُرِبَ ، وَشَمَّرَ ، وَاِنْ لَمْ يَختَصَّ بِهِ فَيَجِبُ اَنْ يَكُونَ فِى اَوَّلِهِ اِحْدَى حُرُوفِ المُضَارَعَةِ ، وَ لا يَدْخُلُهُ الهَاءُ نَحوُ اَحْمَدُ وَيَشْكُرُ ، وَتَغْلِبُ ، وَنَرْجِسُ . وَ يَعْمَلُ مُنصَرِفٌ ، لِقَبُولِهِ التَّاءَ كَقَوْلِهِمْ نَاقَةٌ يَعْمَلَةٌ ،

ترجمہ

اور وزن فعل کیلئے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل کے ساتھ ہو جیسے ضرب شمر اور جب وہ فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو اس کے شروع میں علامات مضارع میں کوئی حرف پایا جاتا ہو۔ اور اس پر ھاء داخل نہ ہوتی ہو۔ جیسے احمد یشکر، اور تغلب، نرجس جبکہ یعمل منصرف ہے کیونکہ وہ ھاء کو قبول کرنے والا ہے۔ اور اہل عرب کا قول ہے۔ ناقة يعملة ،

وزن فعل کی تعریف

وزن فعل سے مراد اسم کا کسی ایسے وزن پر ہونا جسے فعل کا وزن شمار کیا جاتا ہو۔ جس طرح شَمَّرَ وضاحت: شَمَّرَ اس نے دامن سمیٹا اصل میں فعل تھا، بعد میں اسے اسم کی طرف منتقل کیا گیا اور یہ ایک شخص کا نام ہوگیا۔
اسم کا اوزان فعل میں سے کسی وزن پر ہونا۔ جس طرح: شَمَّرَ گھوڑے کا نام شَمَّرَ فَعَّلَ کے وزن پر ہے اور فَعَّلَ فعل کے اوزان میں سے ایک وزن ہے۔

شرائط

وزن فعل کے منع صرف کا سبب بننے کے لیے شرط یہ ہے کہ وہ وزن فعل ہی کے ساتھ خاص ہو۔ اور اگر وہ وزن فعل کے ساتھ خاص نہ ہو تو یہ شرط ہے کہ اسم کے شروع میں حروف اَتَینا، ت، ی، نمیں سے کوئی حرف ہو۔ جس طرح: اَحْمَدُ، يَشْكُرُ وغیرہ۔ فائدہ: چھ اوزان ایسے ہیں جنھیں فعل کے ساتھ خاص مانا جاتا ہے: فَعَّلَ فُعِّلَ فُعِلَ فُعْلِلَ تَفَعْلَلَ تُفُعْلِلَ ۔ (اَلْمُقَدَّمَةُ الْبَاسُوْلِيَّه)

شرط علمیت والے اسباب منع صرف کا بیان

وَاعْلَمْ اَنَّ كُلَّ مَا يُشْتَرَطُ فِيهِ العَلَمِيَّةُ - وَهُوَ : التَّانِيثُ بِالتَّاءِ ، وَالمعنَوِىُّ وَالعُجمَةُ ، وَالتَّرْكِيبُ ،

والاسمُ الذی فیہِ الالِفُ وَالنّونُ الزائدتان - وَمَا لَمْ یُشْتَرَطْ فیہِ ذلك وَلٰكِنِ اجْتَمَعَ مَعَ سَبَبٍ آخرَ ، فقط - وَهُوَ : العَدْلُ ، وَوَزْنُ الفِعْل - إذا نكَّرْتَهٗ ، انْصَرَفَ .

اَمَّا فی القِسْمِ الاَوَّل ، فَلِبَقاءِ الإسْمِ بِلا سَبَبٍ ، وَاَمَّا فی القِسْمِ الثّانِی فَلِبَقائِهِ عَلَی سَبَبٍ وَّاحِدٍ ، تَقُولُ : جاءَ طَلْحَةُ وَطَلْحَةٌ آخَرَ ، وقَامَ عُمَرُ وعُمَرٌ آخرُ ، وَقَامَ احْمَدُ وَاحْمَدٌ آخرُ ،

وَكُلُّ مَا لا يَنْصَرِفُ إذا اُضِيفَ ، اَو دَخَلَهُ اللامُ دَخَلَتْهُ الْكَسْرَةُ فی حَالَةِ الجرِّ ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِاَحْمَدِكُمْ وَبِالاَحْمَدِ .

ترجمہ

یاد رہے کہ وہ اسباب جن میں علمیت شرط ہے وہ تائے تانیث بہ تاء ہے اور تانیث معنوی ہے عجمہ ہے اور ترکیب ہے اور وہ اسم ہے جس میں الف نون زائدتان ہیں۔ اور وہ اسباب جن میں علمیت شرط قرار نہیں دی گئی ہے بلکہ علمیت ایک سبب کے طور پر ان کے ساتھ جمع ہوتی ہے۔ وہ عدل اور وزن فعل ہیں۔ اور جب ان کو نکرہ کر دیا جائے تو وہ منصرف ہو جائیں گے۔ کیونکہ دوسری صورت میں اب باقی صرف ایک سبب رہ جائے گا جس طرح تو کہہ دے جاءنی طلحہ وطلحہ آخر وقام عمرو عمر اخر اور جرب احمد، واحمد اخر، اور ہر وہ اسم جب غیر منصرف ہے جب اس کی اضافت کی جائے یا اس پر الف لام داخل ہو جائے تو اس پر کسرہ داخل کرنا جائز ہو جاتا ہے جیسے مررت باحمدکم اور مررت بالاحمد،

شرح

غیر منصرف وہ اسم ہے جس میں منع صرف کے دو سبب یا دو کے قائم مقام ایک سبب پایا جائے۔ (حکم) غیر منصرف پر کسرہ اور تنوین نہیں آئے گی۔ ہاں اگر غیر منصرف مضاف یا معرف باللام ہو اور اس سے پہلے جر دینے والا کوئی عامل ہو تو اس پر کسرہ آجائے گا۔ جیسے: مَرَرْتُ بِالْأَحْمَدِ وَأَحْمَدِكُمْ،



﴿پہلا مقصد مرفوعات کے بیان میں ہے﴾

مرفوعات کو مقدم کرنے کی نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحات لکھتے ہیں کہ مرفوعات کو منصوبات اور مجرورات پر مقدم کرنے کا سبب یہ ہے کہ مرفوع کلام میں مسندالیہ کے مرتبے میں ہے۔ اور مسندالیہ مبتداء ہوتا ہے جو کلام میں عمدہ ہے۔ اور اسی عمدیت کے سبب مرفوعات کو بقیہ دونوں مقاصد سے مقدم ذکر کیا ہے۔

اور تقدیم مرفوعات کی دوسری علت یہ ہے کہ فاعل مرفوع ہوتا ہے۔ جو کلام میں اصل ہے۔ اور بقیہ کلام کے تمام حصے واجزاء اس اصل کی فرع بنتے ہیں۔ اور اصول یہ ہے کہ اصل ہر طرح سے اپنی فرع پر تقدم کا درجہ رکھتی ہے۔ لہٰذا مرفوعات بہ اتباع مرفوع اصل ہونے کے اس کو تمام مقاصد پر مقدم ذکر کیا ہے۔ کیونکہ یہی ان کا مقام ومرتبہ ہے۔

اسم مرفوع کی تعریف کا بیان

علامہ ابوبکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ اکثر علمائے نحات نے کہا ہے کہ مرفوع وہ اسم ہے جو علامت فاعلیت پر مشتمل ہو۔ اور جب مصنف نے علم فاعلیت کہا ہے تو اس سے خیال ہوا کہ شاید اسم مرفوع صرف ہے۔ لیکن مصنف نے مرفوعات کو جمع ذکر کر کے یہ بیان کیا ہے کہ مرفوعات متعدد ہیں۔ الاصول فی نحو، ص ۲، بیروت

آٹھ اسماء کے مرفوعات ہونے کا بیان

وَهِيَ ثَمَانِيَةُ اَقْسَامٍ : -1اَلْـفَاعِلُ . -2الْـمَفْعُولُ الَّذِى لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ 17.3و-4المبتَدَأُ وَ الخَبَرُ . -5خَبَرُ اِنَّ وَاَخَوَاتِهَا . -6اِسْمُ كَانَ وَاَخَوَاتِهَا . -7اِسْمُ مَا و لا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِـ لَيْسَ . -8خَبَرُ لا الَّتِى لِنفى الجَنْسِ .

کلام کے دارومدار کے سبب رفع، نصب اور جر کا بیان

علامہ عبدالرحمٰن جرجانی نحوی لکھتے ہیں کہ کلام کا دارومدار تین معانی پر ہے۔ ۱فاعلیت اس کو رفع دے گیا ہے۔ ۲مفعول اس کو نصب دے دیا گیا ہے۔ ۳اضافت، اس کو جر دے دی گئی ہے۔ اسی طرح اعراب کے اعتبار سے یہ تینوں یعنی فاعل، مفعول اور مضاف الیہ یہ مرفوعات، منصوبات اور مجرورات میں اصل ہیں اور بقیہ تمام ان کی تینوں کی فرع ہیں۔ پس وہ موخر بھی اسی سبب کی وجہ سے ہیں۔ جمل فی النحو، بتصرف رضوی، ص ۴۳، بیروت



القسم الاول الفاعل

﴿ یہ سبق مرفوع کی قسم اول فاعل کے بیان میں ہے ﴾

فاعل کو تمام مرفوعات پر مقدم کرنے کا بیان

فاعل کو مرفوعات کی بحث میں تمام مرفوعات سے مقدم ذکر کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ فاعل کلام میں اصل ہے اور فاعل پر جو اعراب ہے وہ اعراب میں اعلیٰ ہے۔ لہٰذا فاعل کی اصلیت اور اس کے اعراب کی عمدیت کے سبب اس کو تمام مرفوعات سے مقدم ذکر کیا ہے۔ اگرچہ رفع میں بقیہ تمام مرفوعات بھی مشترک ہیں لیکن اصلیت میں وہ سب فاعل کے تابع ہیں۔ کیونکہ فاعل اسناد کی اصل ہے اور اسناد ہی سب میں معتبر ہے۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق کا بیان

اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔ جبکہ فاعل عامل نہیں ہوتا۔ فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے مگر اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔ فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔ فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں جبکہ اسم فاعل کا مشتق ہونا ضروری ہے۔ اسم فاعل جو ہے یہ فاعل کے وزن پر آتا ہے جبکہ فاعل کیلئے لازم نہیں ہے کہ وہ فاعل کے وزن پر آئے کیونکہ جس طرح ضرب زید میں زید ہے یہ فاعل ہے یہ اسم فاعل نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ فاعل کے وزن پر نہیں ہے۔ اور یہ ثلاثی مجرد میں ہے بقیہ کے احکام مختلف ہیں۔

وَهُوَ : كُلُّ اسْمٍ قَبْلَهُ فِعْلٌ ، اَو شِبْهُهُ يَقُومُ بِهِ الفِعْلُ، وَيُسْنَدُ إلَيهِ ، نَحْوُ قَامَ خالِدٌ ، خَالِدٌ قَائِمٌ اَبُوهُ ، مَا زارَ سَعِيدٌ خَالِداً .

وَكُلُّ فِعْلٍ لا بُدَّ لَهُ مِنْ فَاعِلٍ مَرْفُوعٍ ، مُظْهراً كَانَ نَحْوُ ذَهَبَ سَعِيدٌ اَوْ مُضْمَراً نَحْوُ زيد ذَهَبَ ، وَإنْ كَانَ مُتَعَدِّياً كَانَ لَهُ اَيْضاً مَفْعُولٌ بِهِ مَنْصُوبٌ نَحْوُ خَالِدٌ زَارَ سَعِيداً .

فَإنْ كَانَ الفَاعِلُ اسْماً ظَاهِراً ، وُحِّدَ الفِعْلُ اَبداً ، نَحو : دَرَسَ زَيْدٌ ، وَدَرَسَ الزَّيْدانِ وَدَرَسَ الزَّيْدُونَ ، وَإنْ كَانَ الفَاعِلُ مُضْمَراً ، وُحِّدَ الفِعْلُ لِلفَاعِلِ الوَاحِدِ ، نَحْوُ زَيْدٌ دَرَسَ ، وَيُثَنّى لِلْمُثَنّى ، نَحْوُ : الزَّيْدَانِ دَرَسَا ، وَيُجْمَعُ لِلجَمْعِ ، نَحْوُ : الزَّيْدُونَ دَرَسُوا .

وَإنْ كَانَ الفَاعِلُ مُؤَنَّثاً حَقِيقِياً ، وَهُوَ مَا يُوجَدُ بإزائِهِ مُذَكَّرٌ مِنَ الحَيَوانَاتِ - اُنِّثَ الفِعْلُ اَبداً إنْ لَمْ يَقَعِ الفَصْلُ بَيْنَ الفِعْلِ وَالفَاعِلِ ، نَحْوُ قَامَتْ هِنْدٌ ، وَإنْ لَمْ يَتَّصِلْ ، جَازَ التَّذْكِيرُ وَالتَّانِيثُ نَحْوُ

دَرَسَ الْيَوْمَ هِنْدٌ ، وإنْ شِئْتَ تَقُولُ : دَرَسَتِ الْيَوْمَ هِنْدٌ ، وَكَذٰلِكَ يَجُوزُ التَّذْكِيرُ وَالتَّأنِيثُ في
الْمُؤَنَّثِ غَيْرِ الحَقِيقِيِّ ، نَحْوُ طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَإنْ شِئْتَ قُلْتَ طَلَعَ الشَّمْسُ ، هذا إذا كَانَ الفِعْلُ
مُقَدَّماً عَلَى الفاعِلِ ، وَأمَّا إذا كَانَ مُتَأَخِّراً أنِّثَ الفِعْلُ ، نَحْوُ الشَّمْسُ طَلَعَتْ .

وَجَمْعُ التَّكْسِيرِ كَالْمُؤَنَّثِ غَيْرِ الحَقِيقِيِّ ، تَقُولُ : قَامَ الرِّجَالُ ، وَقَامَتِ الرِّجَالُ .

وَيَجِبُ تَقْدِيمُ الفَاعِلِ عَلَى المَفْعُولِ إذا كَانَا مَقْصُورَيْنِ ، وَخِيفَ اللَّبْسُ ، نَحْوُ نَصَرَ مُوسَىٰ
عِيسَىٰ ، وَيَجُوزُ تَقْدِيمُ المَفْعُولِ عَلَى الفَاعِلِ إذا كَانَتْ قَرِينَةٌ تُوجِبُ عَدَمَ اللَّبْسِ ، سَوَاءٌ كَانَا
مَقْصُورَيْنِ ، اوْ لا ، نَحْوُ أكَلَ الكُمَّثْرىٰ يَحْيىٰ ، وَنَصَرَ خَالداً زيد .

وَيَجُوزُ حَذْفُ الفِعْلِ حَيْثُ كَانَتْ قَرِينَةٌ ، نَحْوُ زيد في جَوابِ مَنْ قَالَ : مَنْ جَاءَ ؟ وَكَذَا
حَذْفُ الفَاعِلِ والفِعْلِ مَعاً ، نَحْوُ نَعَمْ في جَوابِ مَنْ قَالَ : أقَامَ زَيْدٌ ؟ .

ترجمہ

فاعل ہر وہ اسم جس سے پہلے فعل ہو یا ایسی صفت ہو جو اس اسم کی طرف مسند ہو اس معنی کے اعتبار سے کہ یہ صفت اس اسم کے ساتھ قائم ہو اس پر واقع نہ ہو جیسے قام زید اور زید ضارب ابوہ عمرًا اور ماضرب زید عمرًا اور ہر فعل کیلئے فاعل ہونا ضروری ہے جو مرفوع ہو اور اسم ظاہر ہو جیسے ذہب زید یا ضمیر بارز ہو جیسے ضربت زیدًا یا ضمیر مستتر ہو جیسے زید ذہب اور اگر فعل متعدی ہو تو اس کا مفعول بہ بھی ہوگا جیسے ضرب زید عمرًا اور اگر فاعل اسم ظاہر تو فعل ہمیشہ واحد لایا جائے گا جیسے ضرب یدٌ، ضرب الزیدان، ضرب الزیدون، اور اگر فاعل ضمیر ہو تو فاعل واحد کیلئے فعل واحد لایا جائے گا جیسے زید ضرب اور فاعل تثنیہ کیلئے فعل تثنیہ لایا جائے گا جیسے الزیدان ضربا اور فاعل جمع کیلئے فعل جمع لایا جائے گا جیسے الزیدون ضربوا اگر فاعل مونث ہو اور مونث حقیقی وہ ہے جس کیلئے مقابلہ میں کوئی جاندار مذکر ہو تو فعل کو ہمیشہ مونث ہی لایا جائے گا اگر فعل اور فاعل کے درمیان کوئی فاصلہ نہ ہو جیسے قامت ھند اگر تو فاصلہ لائے تو تجھے فعل کے مذکر اور مونث لانے میں اختیار ہے جیسے ضرب الیوم ھند اگر تو چاہے تو ضربت الیوم ھند کہے اسی طرح فاعل مونث غیر حقیقی کا حکم ہے جیسے طلعت الشمس اگر تو چاہے تو کہے طلع الشمس یہ اس وقت ہے جبکہ فعل اسم ظاہر کی طرف مسند ہو اگر فعل کی اسناد ضمیر کی طرف کی گئی ہو تو فعل کو ہمیشہ مونث لایا جائے گا جیسے الشمس طلعت اور جمع مکسر مونث غیر حقیقی کی طرح ہے فعل کو مذکر اور مونث لانے میں تو کہے قام الرجال اگر تو چاہے تو کہے قامت الرجال اور الرجال قامت اور جائز ہے الرجال قاموا کہنا بھی اور فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا واجب ہے جبکہ دونوں اسم مقصورہ ہوں اور تو التباس کا خوف کرے جیسے ضرب موسیٰ عیسیٰ اور جائز ہے مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا اگر التباس کا خوف نہ ہو جیسے اکل الکمثری یحیی اور ضرب عمرًا زید اور فعل کا حذف کرنا جائز ہے جبکہ قرینہ موجود ہو جیسے زید اس شخص کے جواب میں جس نے کہا من ضرب اور اس طرح جائز فعل اور فاعل دونوں کو اکٹھا حذف کر دینا جیسے

نحو اس شخص کے جواب میں جس نے کہا اقام زید۔
اور بعض دفعہ فاعل کو حذف کر دیا جائے اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنا دیا جاتا ہے اور اس کا نام نائب فاعل رکھا جاتا ہے
جیسے ضرب زید اور یہ مرفوعات کی دوسری قسم ہے۔

فاعل کی تعریف

وہ اسم جس سے پہلے کوئی فعل یا شبہ فعل اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ، اسم تفضیل یا مصدر آ جائے اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم کے ساتھ قائم ہو۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ، زَيْدٌ ضَارِبٌ اَبُوْهُ، شَرِبَ الْوَلَدُ اللَّبَنَ۔
إِذْ قَالَ اللّٰهُ 55) سورة آل عمران؛ قَالَ رَجُلاَنِ 23 سورة المائدة؛ وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ 90 سورة التوبة؛
يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ 6) سورة المطففين،

فاعل کی اقسام

بعض اوقات فاعل لفظاً مجرور ہوتا ہے مگر محلاً وہ مرفوع ہی کہلائے گا۔ جس طرح: كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْداً ۔ اس میں لفظ "اللّٰہ" فاعل ہے جو لفظی طور پر مجرور ہے لیکن محل کے اعتبار سے مرفوع ہے۔

جملہ فعلیہ کی تعریف

وہ جملہ جو فعل اور فاعل سے مرکب ہو۔ جس طرح: جَاءَ زَيْدٌ۔ فائدہ: فعل کو "مسند" اور فاعل کو "مسند الیہ" کہتے ہیں۔ ہر فعل چاہے لازم ہو یا متعدی اپنے فاعل کو رفع دیتا ہے اور متعدی ہو تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب بھی دیتا ہے۔
جس طرح: ضرب زید عمرا

فاعل کبھی اسم ظاہر ہوتا ہے۔ جس طرح: لَمَعَ الْبَرْقُ میں اَلْبَرْقُ اسے "مظہر" بھی کہتے ہیں. کبھی اسم ضمیر ہوتا ہے خواہ بارز ہو یا مستتر۔ جس طرح: ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر بارز فاعل ہے اور زَيْدٌ ضَرَبَ میں ھُوَ ضمیر مستتر فاعل ہے، اسے "مضمر" بھی کہتے ہیں۔ اور کبھی فاعل مصدر کی تاویل میں ہوتا ہے۔ جس طرح: اَعْجَبَنِيْ اَنْ تَجْتَهِدَ ۔جَاءَ الْيَوْمَ فَاطِمَةُ ،

اس میں اَنْ تَجْتَهِدَ مصدر کی تاویل میں ہو کر فاعل واقع ہو رہا ہے۔ اسی طرح بَلَغَنِيْ اَنَّكَ عَالِمٌ۔ اس میں اَنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر کے ساتھ مل کر فاعل بن رہا ہے۔ فعل کی فاعل کے ساتھ مطابقت کا بیان درج ذیل صورتوں میں فعل کو مذکر لانا واجب ہے:۔ جب فاعل مذکر ہو۔ جس طرح: جَلَسَ وَلَدٌ ۔۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو لیکن فعل اور فاعل کے درمیان اِلَّا کا فاصلہ آ جائے جس طرح: مَا نَصَرَ اِلَّا فَاطِمَةُ ۔ درج ذیل صورتوں میں فعل کو مؤنث لانا واجب ہے:۔ جب فاعل مؤنث حقیقی ہو اور فعل اور فاعل کے درمیان فاصلہ نہ ہو۔ جس طرح: قَالَتْ اِمْرَاَةٌ ۔۔ جب فاعل ضمیر ہو اور مؤنث حقیقی یا غیر حقیقی کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جس طرح: هِنْدٌ قَامَتْ، اور اَلشَّمْسُ طَلَعَتْ۔

درج ذیل صورتوں میں فعل کو مذکر ومؤنث دونوں طرح لانا جائز ہے:۔

جب فاعل مؤنث حقیقی ہواور فعل وفاعل کے درمیان الا کے علاوہ کسی اور کلمے سے فاصلہ آ جائے۔جس طرح، جَاءَ تِ الْيَوْمَ فَاطِمَةُ ۔

جب فاعل مؤنث معنوی ہو۔جس طرح: طَلَعَ الشَّمْسُ اور طَلَعَتِ الشَّمْسُ ۔

جب فاعل جمع مکسر ہو۔جس طرح: جَاءَ الرِّجَالُ اور جَاءَ تِ الرِّجَالُ ۔

جب فاعل ضمیر ہواور اس کا مرجع مذکر عاقل کی جمع مکسر ہو۔جس طرح: اَلرِّجَالُ ذَهَبْنَ اور اَلرِّجَالُ ذَهَبُوا ۔ تنبیہ: اس صورت میں فعل واحد مؤنث بھی آ سکتا ہے۔جس طرح: اَلرِّجَالُ ذَهَبَتْ ۔ ۔جب فاعل اسم جمع ہو۔جس طرح: جَاءَ الْقَوْمُ اور جَاءَ تِ الْقَوْمُ۔

انتباہ:

اجزاءِ کلام کی ترتیب میں اصل یہ ہے کہ پہلے فعل آئے پھر فاعل اور اس کے بعد مفعول آئے۔جس طرح: اَكَلَتِ الْبِنْتُ الْخُبْزَ ۔

مگر کبھی مفعول کو جوازاًیا وجوباً فاعل پر مقدم کر دیا جاتا ہے۔جس طرح: اَكْرَمَ عَمْرواً زَيْدٌ ۔وَلَقَدْ جَاءَ آلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ 41 سورة القمر ؛ ووجوبا نحو شَغَلَتْنَا اَمْوَالُنَا 11 سورة الفتح ؛ وَاِذِ ابْتَلَى اِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ 124)سورة البقرة ،

اور کبھی فعل پر بھی مقدم کر دیا جاتا ہے۔جس طرح: زَيْداً ضَرَبْتُ ۔البتہ فعل پر فاعل کی تقدیم جائز نہیں۔فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ 70) سورة المائدة ،

<u>درج ذیل صورتوں میں فاعل کو مفعول پر مقدم کرنا ضروری ہے</u>

جب فاعل ضمیر مرفوع متصل ہو۔جس طرح: اَكَلْتُ خُبْزاً ۔ ۔جب فاعل اور مفعول میں اعراب اور قرینہ دونوں مخفی ہوں جو ان میں سے کسی ایک کے فاعل اور ایک کے مفعول ہونے پر دلالت کرے۔جس طرح: سَلَّمَ مُوسٰى عِيسٰى ۔

قرینہ وہ چیز کہلاتی ہے جو بغیر وضع کے کسی شیء پر دلالت کرے۔جس طرح: اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى ۔میں الْكُمَّثْرٰى کا ازقبیل ماکول اور یحیٰی کا ازقبیل اٰکل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ یحیٰی فاعل ہے اور اَلْكُمَّثْرٰى مفعول ہے۔اسی طرح ضَرَبَتِ الْفَتَى الْحُبْلٰى ۔میں فعل کا مؤنث ہونا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ فاعل الْحُبْلٰى ہے اور مفعول الْفَتٰى ہے۔پہلی مثال میں قرینہ معنویہ ہے اور

یہاں مُوسٰی کو فاعل بنانا واجب ہے۔جب مفعول الا کے بعد واقع ہو رہا ہو۔جس طرح: مَا اَكَلَ زَيْدٌ اِلَّا زَيْداً ۔

درج ذیل صورتوں میں مفعول کو فاعل پر مقدم کرنا ضروری ہے

ا۔ مفعول ضمیر منصوب متصل ہو اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جس طرح: جَـاءَكُـمْ رَسُـوْلٌ ۔ جب فاعل الا کے بعد واقع ہو۔ جس طرح: مَا قَطَفَ الْاَزْهَارَ اِلَّا الْاَوْلَادُ ۔

۲۔ جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول کی طرف راجع ہو۔ جس طرح: ضَـرَبَ لِصًّا رَفِيْقُه ۔ فائدہ: جب فاعل یا مفعول میں سے کسی کو وجوبا مقدم کرنے کی صورتوں میں سے کوئی بھی صورت نہ پائی جائے تو ان دونوں میں تقدیم وتاخیر جائز ہے۔ جس طرح: رَاٰى زَيْـدُنِ الْـجَـامُوْسَ یا رَاٰى الْجَامُوْسَ زَيْدٌ، اَكَلَ يَحْيٰى الْكُمَّثْرٰى یا اَكَلَ الْكُمَّثْرٰى يَحْيٰى، ضَرَبَتِ الْحُبْلٰى الْفَتٰى یا ضَرَبَتِ الْفَتٰى الْحُبْلٰى۔

فعل، فاعل اور مفعول کا حذف

جب حذف فعل پر کوئی قرینہ ایسا امر جو فعل محذوف پر دلالت کرے پایا جائے تو فعل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کوئی سوال کرے: مَنْ جَاءَ ؟ اور اس کے جواب میں صرف: زَيْدٌ کہا جائے تو اس سے پہلے جاءَ فعل محذوف ہوگا اور زَيْدٌ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اور فعل محذوف پر قرینہ سوال ہوگا؛ کیونکہ جو چیز سوال میں مذکور ہوتی ہے وہ جواب میں بھی ملحوظ ہوتی ہے۔
اگر فاعل ایسے کلمہ کے بعد آجائے جو صرف فعلوں پر داخل ہوتے ہیں تو فعل کا حذف کرنا واجب ہے۔ جس طرح آیت کریمہ: وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِسْتَجَارَكَ
یہاں اَحَدٌ سے پہلے اِسْتَـجَـارَكَ فعل محذوف ہے جس کی تفسیر بعد والا اِسْتَـجَـارَكَ کر رہا ہے۔ جب سوال کے جواب میں صرف نَـعَـمْ یـا بَلٰى کہا جائے تو سوال میں جو فعل، فاعل اور مفعول مذکور ہوں گے سب محذوف مانے جائیں گے۔ جس طرح: اَ اَيْقَظَ زَيْدٌ بَكْرًا لِصَلٰوةِ الْفَجْرِ؟ کے جواب میں نَعَم یا بَلٰی کہا تو فعل، فاعل اور مفعول تینوں محذوف ہوں گے۔

چند ترکیبی قواعد نحویہ کا بیان

بذریعہ عطف ایک فعل کے کئی فاعل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح: جَـاءَ زَيْـدٌ وَبَكْرٌ وَخَالِدٌ ۔ میں جاءَ فعل، زَيْدٌ معطوف علیہ، واو عاطفہ، بَكْرٌ معطوف اول، واو عاطفہ، خَالِدٌ معطوف ثانی، معطوف علیہ اپنے معطوفات سے ملکر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔
فعل کا فاعل کبھی مفرد ہوتا ہے اور کبھی مرکب توصیفی واضافی وغیرہ۔ جس طرح: جَـاءَ زَيْدٌ میں جاءَ فعل زَيْدٌ فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

جَاءَ طَعَامُ زَيْدٍ میں جَاءَ فعل طَعَامُ مضاف، زَيْدٍ مضاف الیہ دونوں ملکر مرکب اضافی ہو کر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ
جاءَ اس سے مراد حروف تحضیض اور کلمات شرط وجزاء ہیں۔ جس طرح: هَلَّا، اَلَّا، لَوْمَا اور اِنْ، لَوْ وغیرہا۔
رَجُلٌ عَالِمٌ میں جَاءَ فعل، رَجُلٌ موصوف، عَالِمٌ صفت، دونوں ملکر مرکب توصیفی ہو کر فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔



دوافعال کے تنازع کی چار صورتوں کا بیان

اذا تنازع الفعلان فی اسم ظاهر بعد هما ای اراد کل واحد من الفعلین ان یعمل فی ذالك الاسم فهذا انما یكون علی اربعة اقسام ،

الاول ،ان یتنازعا فی الفاعلیة،فقط ،نحو ضربنی واكرمنی زید ،والثانی ،ان یتنازعا فی المفعولیةفقط ،نحو ضربت واكرمت زیدا،الثالث ان یتنازعا فی الفاعلیة والمفعولیة ،ویقتضی الاول الفاعل والثانی لمفعول نحو ضربنی واكرمت زیدا ،الرابع عكسه نحو ضربت واكرمنی زید

ترجمہ

جب دوافعال میں باہم اسم ظاہر کے بارے میں جھگڑا ہو جائے اوران میں سے ہرایک فعل بعد میں آنے والے اسم ظاہر میں عمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہو۔تو اس کی چار صورتیں بنتی ہیں۔

(۱) پہلی صورت یہ ہے کہ دونوں افعال فاعلیت میں تنازع رکھتا ہے۔جیسے ضربنی واکرمنی زید۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں افعال صرف مفعولیت میں تنازع کرنے والا ہیں۔جیسے ضربت واکرمت زیدا۔

(۳) تیسری صورت یہ ہے کہ پہلا فاعل کا تقاضہ کرتا ہے جبکہ دوسرا مفعول کا تقاضہ کرنے والا ہے جیسے ضربنی واکرمت زیدا۔

(۴) چوتھی صورت یہ ہے کہ پہلا مفعول کا تقاضہ کرنے والا ہے جبکہ دوسرا فاعل کا تقاضہ کرنے والا ہے۔جیسے ضربت واکرمنی زید۔

واعلم ،ان فی جمیع هذه الاقسام یجوز اعمال الفعل الاول واعمال الفعل الثانی خلافا للفراء فی الصورة الاولیٰ والثالثة،ان یعمل الثانی اور دلیله لزومه احد الامرین اما حذف الفاعل والاضمار قبل الذكر وكلاهما محظوران و هذه الجواز واما الاختیار ففیه خلاف البصریین فانهم یختارون اعمال الفعل الثانی للقرب والجوار والكوفیون یختارون اعمال الفَعل الاول مراعاة للتقدم والاستحقاق فان اعملت الثانی ،فانظر ان كان الفعل الاول یقتضی الفاعل اضمرته فی الاول كما تقول فی المتوافقین ،ضربنی واكرمنی زید ،ضربانی واكرمنی زیدان وضربونی واكرمنی زیدون، وفی المتخالفین ،ضربنی واكرمت زیدا ،ضربانی و اكرمت الزیدین ،وضربونی

واکرمت الزیدین ،وان کان الفعل الاول یقتضی المفعول ولم یکن الفعل من افعال القلوب حذفت المفعول من الفعل کما تقول فی المتوافقین ضربت واکرمت زیدا ،ضربت واکرمت الزیدین ،ضربت واکرمت الزیدین ،وفی المتخالفین ضربت واکرمنی زید ،ضربت واکرمنی الزیدان ،وضربت واکرمت الزیدون،

ترجمہ

یاد رہے ان تمام صورتوں پہلے فعل کو عمل دینا اور دوسرے فعل عمل دینا یہ جائز ہے۔جبکہ امام فراء نے اختلاف کیا ہے ان کے نزدیک جب پہلی اور تیسری صورت میں عمل دیا جائے دوسرے فعل کو تو اس دلیل کے مطابق دو کاموں میں سے ایک کام کا ہونا لازم ہے۔فاعل کا حذف لازم آئے گا یا پھر اضمار قبل الذکر لازم آئے گا اور یہ دونوں منع ہیں۔اور ان کا یہ اختلاف جوازی ہے۔

علمائے نحات بصرہ کا اختلاف اس میں مختار ہے کیونکہ وہ دوسرے فعل کو عمل دینا اختیار کرتے ہیں۔کیونکہ وہ پڑوسی ہونے اور قریب ہونے کو اختیار کرتے ہیں۔

علمائے نحات کوفہ پہلے فعل کو عمل دیتے ہیں۔پس وہ مقدم ہونے اور حقدار ہونے کی رعایت کرتے ہیں۔

پس جب تو دوسرے فعل کو عمل دے تو دیکھ اگر فعل اول فاعل کا تقاضہ کرتا ہے تو فعل اول میں فاعل کی ضمیر لیکر آ جا۔جس طرح تو متوافقین میں کہے گا۔''ضربنی واکرمنی زید ،ضربانی واکرمنی زیدان وضربونی واکرمنی زیدون ''اور متخالفین میں کہے گا۔''،ضربنی واکرمت زیدا ،ضربانی و اکرمت الزیدین ،وضربونی واکرمت الزیدین ''

اور جب فعل اول مفعول کا تقاضہ کرتا ہے اور وہ دونوں افعال ،افعال قلوب میں ہیں تو مفعول کو حذف سمجھ لے۔پہلے فعل سے جس طرح تو متوافقین میں کہے''ضربت واکرمت زیدا ،ضربت واکرمت الزیدین ،ضربت واکرمت الزیدین ''اور متخالفین میں تو کہے''ضربت واکرمنی زید ،ضربت واکرمنی الزیدان ،وضربت واکرمت الزیدون،''

<u>متنازع افعال کے افعال قلوب سے ہونے کا بیان</u>

وان کان الفعلان من افعال القلوب یجب اظهار المفعول للفعل الاول کما تقول حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا،اذلا یجوز حذ ف المفعول من افعال القلوب واضمار المفعول قبل الذکر هذا هو مذهب البصریین ،

واما ان اعملت الفعل الاول علی مذهب الکوفیین فانظر ان کا ن الفعل الثانی یقتضی الفاعل اضمرت الفاعل فی الفعل الثانی کما تقول فی المتوافقین ضربنی واکرمنی زید ،ضربنی واکرمانی الزیدان ،ضربنی واکرمونی الزیدون،وفی المتخالفین ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی

الزیدان، ضربت واکرمونی الزیدون ،وان کان الفعل الثانی یقتضی المفعول ولم یکن الفعلان من افعال القلوب جاز فیه الوجهان حذف المفعول والاضمار والثانی هو المختار لیکون الملفوظ مطابقا للمراد ،

اما الحذف فکما تقول فی المتوافقین ضربت واکرمت زیدا ،ضربت واکرمت الزیدین ،ضربت واکرمت الزیدین،وفی المتخالفین ضربنی واکرمت زیدا ،ضربنی واکرمت الزیدان ،ضربنی واکرمت الزیدون ،

واما الاضمار کما تقول فی المتوافقین ضربت واکرمته زیدا ،ضربت واکرمتهما الزیدین ،ضربت واکرمتهم الزیدین ،وفی المتخالفین ضربنی واکرمته زید وضربنی واکرمتهما الزیدان وضربنی واکرمتهم الزیدون ،

ترجمہ

جب دونوں افعال، افعال قلوب میں سے ہیں۔تو پہلے کیلئے مفعول کو ظاہر کرنا لازم ہے۔جس طرح تو کہے ''حسبنی منطلقا وحسبت زیدا منطلقا '' کیونکہ افعال قلوب کے مفعول کو حذف کرنا جائز نہیں ہے اور اضمار قبل الذکر بھی جائز نہیں ہے۔اور علمائے بصرہ کا مذہب ہے۔

علمائے نحات کوفہ کے مذہب کے مطابق جب تو پہلے فعل کو عمل دیتا ہے تو دیکھ کہ اگر دوسرا فعل فاعل کا تقاضہ کرتا ہے تو فعل ثانی کے اندر ضمیر لیکر آ جا جس طرح متوافقین میں کہنے والا ہوگا۔''ضربنی واکرمنی زید ،ضربنی واکرمانی الزیدان ،ضربنی واکرمونی الزیدون '' اور متخالفین میں کہنے والا ہوگا ''ضربت واکرمنی زیدا وضربت واکرمانی الزیدان، ضربت واکرمونی الزیدون ،''

اور جب فعل ثانی مفعول کا تقاضہ کرتا ہے اور وہ دونوں افعال بھی افعال قلوب میں سے نہیں ہیں۔تو اس میں دو وجوہات جائز ہیں۔(۱) مفعول کو حذف کرنا ہے (۲) ضمیر کو لیکر آ جانا ہے۔مختار دوسری صورت ہے۔تا کہ تلفظ کردہ معنی کے مطابق ہو جائے۔

تو حذف کی صورت میں تو متوافقین میں کہے گا۔''ضربت واکرمت زیدا ،ضربت واکرمت الزیدین ،ضربت واکرمت الزیدین '' اور متخالفین میں تو کہے گا۔''ضربنی واکرمت زیدا ،ضربنی واکرمت الزیدان ،ضربنی واکرمت الزیدون ،''

اور جب تو ضمیر لیکر آ جائے تو متوافقین میں تو کہے گا ''ضربت واکرمته زیدا ،ضربت واکرمتهما الزیدین ،ضربت واکرمتهم الزیدین ، '' اور تو متخالفین میں تو کہے گا ''ضربنی واکرمته زید وضربنی واکرمتهما الزیدان وضربنی

واکرمہم الزیدون ،''

افعال قلوب میں ایک مفعول پر اقتصار کے عدم جواز کا بیان

واما اذا کان الفعلان من افعال القلوب فلا بد من اظهار المفعول كما تقول حسبنى وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا ،وذلك لان حسبنى وحسبتهما تنازعا فى منطلقا ،واعملت الاول وهو حسبنى واظهرت المفعول فى الثانى ،فان حذفت منطلقين وقلت حسبنى وحسبتهما الزيدان منطلقا ،يلزم الاقتصار على احد المفعولين فى افعال القلوب وهو غير جائز ،وان اضمرت فلا يخلو من ان تضمر مفردا وتقول حسبنى وحسبتهما اياه الزيدان منطلقا وحينئذ لايكون المفعول الثانى مطابقا للمفعول الاول ،وهو هما فى قولك حسبتهما ولايجوز ذلك او ان اضمرمثنى وتقول حسبنى وحسبتهما اياهما الزيدان منطلقا وحينئذ يلزم عود الضمير المثنیٰ الى اللفظ المفرد وهو منطلقا الذى وقع فيه التنازع وهذا ايضا لايجوز واذا لم يجز الحذف الاضمار كما عرفت وجب الاظهار ۔

ترجمہ

اور جب دونوں افعال بھی افعال قلوب سے ہیں۔تو مفعول کا ظاہر کرنا لازم ہے۔الفاظ میں تو کہے گا''حسبنى وحسبتهما منطلقين الزيدان منطلقا '' کیونکہ حسبنی اور حسبتھما ان دونوں نے منطلقا میں تنازع پیدا کیا ہے۔اور تو نے فعل اول کو عمل دیا ہے۔اور وہ حسبنی ہے۔اور دوسرے فعل میں تو نے مفعول کو ظاہر کر دیا ہے۔لہٰذا جب تو منطلقین کو حذف کر دے اور اس طرح کہے''حسبنى وحسبتهما الزيدان منطلقا ''تو اب افعال قلوب کے دو مفعولوں میں سے کسی ایک مفعول پر اقتصار کرنا لازم آئے گا جو کہ ناجائز ہے۔اور جب تو ضمیر لائے تو یہ معاملہ اس سے مجرد نہ ہوگا کہ وہ ضمیر مفرد سے لائے اور کہے''حسبنى وحسبتهما اياه الزيدان منطلقا ''تو اس صورت میں دوسرا مفعول پہلے کے مطابق نہ ہوگا اور وہ ھما ہے۔تمہارے اس قول حسبتهما میں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔اور جب تو تثنیہ کی ضمیر لائے اور اس طرح کہے''حسبنى وحسبتهما اياهما الزيدان منطلقا،

تو اب تثنیہ کی ضمیر کا مرجع مفرد لازم آئے گا اور وہ منطلقا ہے جس میں تنازع واقع ہوا ہے۔اور ایسا بھی جائز نہیں ہے اور جب حذف کرنا اور ضمیر لانا یہ دونوں ناجائز ہو گئے ہیں تو پس تمہیں یہ سمجھ آ گئی ہے کہ اظہار کرنا واجب ہے۔

تنازع فعلان کے ارکان کا بیان

تنازع فعلان کے دو ارکان ہیں۔ا دونوں فعل یا ان کے مشابہ جو اپنے عاملین میں تنازع کرتے ہوں۔۲ دوسرا رکن وہ معمول

جو متنازع فیہ ہے یعنی جس میں تنازع فعلان یا مشابہ واقع ہوا ہے۔ان دونوں ارکانوں میں سے ہرایک کیلئے عام شرائط ہیں سوا
ان شرائط کی تعداد جمہور علمائے نحات کے نزدیک چار ہے۔

تنازع فعلان میں پہلی شرط کا بیان

پہلی شرط یہ ہے کہ دونوں عاملوں کے درمیان ربط ہونا چاہیے بغیر ربط جائز نہ ہوگا جس طرح تو کہے" قَامَ قَعَدَ اَخُوْکَ"
کیونکہ یہاں دونوں افعال کے درمیان ربط کوئی نہیں ہے۔اور یہ ربط دونوں عاملوں کے درمیان تین اشیاء میں سے کسی ایک سے
بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

(۱) پہلا رابطہ یہ ہے کہ دوسرے عامل کا پہلے عامل پر حروف عاطفہ میں سے کسی حرف کے ذریعے عطف ڈالنا ہے۔" قَامَ وَ
قَعَدَ اَخُوْکَ،

(۲) دوسرا رابطہ یہ ہے کہ ان دونوں عاملوں میں سے پہلا دوسرے کیلئے عامل ہو جیسے وَ اَنَّهُمْ ظَنُّوْا كَمَا ظَنَنْتُمْ اَنْ لَّنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ اَحَدًا الجن 7:پ س اس میں یہ دونوں یعنی ظنوا و ظننتم،اور ان کا معمول ان لن یبعث اللہ احدا و
کما ظننتم

پس یہاں جار مجرور مصدر کیلئے صفت واقع ہوا ہے جو مفعول مطلق ناصبہ ہے۔اور تقدیری عبارت ظنوا ظناً مماثلا لظنكم
ان لا يبعث اللہ احدا.

(۳) تیسرا رابطہ یہ ہے کہ دوسرا عامل پہلے عامل کیلئے بہ طور جواب ہو اگر چہ یہ معنوی طور پر جیسے ،يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلٰلَةِ النساء 176: ،راگر چہ منائی طور پر ہو۔جیسے، قَالَ اٰتُوْنِيْ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا الكهف 28

تنازع فعلان میں دوسری شرط کا بیان

جمہور نحات کے نزدیک جب معمول دونوں عاملوں پر مقدم ہو تو ان میں کوئی تنازع نہیں ہے۔جیسے زیدٌ قَامَ وَ قَعَدَ ،جبکہ اس کہنا درست نہ ہوگا۔ زيدًا لَقِيْتُ وَ اَكْرَمْتُ،

بعض مغاربہ نے قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ"بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ التوبة : 128 "" سے استدلال کرتے ہوئے عامل پر معمول کے تقدم کو جائز قرار دیا ہے۔

علامہ ازہری نے اس کو رد کردیا ہے وہ اس کو حجت نہیں مانتے کیونکہ دوسرا عامل نہیں آیا بلکہ وہ پہلے کو مکمل کرنے کیلئے ہے اور معمول ثانی کا حذف معمول اول پر دلالت کرتا ہے۔

تنازع فعلان میں تیسری شرط کا بیان

تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں عاملوں میں سے ہر ایک معمول کو لفظی و معنوی فساد کے بغیر متوجہ کرنے والا ہو تو اس وقت بھی ان

میں کوئی تنازع نہ ہوگا۔ جیسے یہ آیت مبارکہ ہے۔ وَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ سَفِيْهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا الجن، ۴ کیونکہ احتمال ہے کہ کان کا عمل ضمیر شان میں ہے۔ لہٰذا وہ سفیھنا کی جانب متوجہ نہ ہوگا۔ جبکہ مثال میں جواز تنازع فعلان ہے اور یہ ظاہر ہے۔

تنازع فعلان میں چوتھی شرط کا بیان

چوتھی شرط یہ ہے کہ دونوں عامل ذکر کیے گئے ہوں پس دونوں محذوف عاملوں کے درمیان کوئی تنازع نہ ہوگا جس زید ہے معمول ہے جبکہ یہ اس شخص کے جواب میں بولا جائے جو کہے "من ضربتَ و اکرمتَ"

علامہ رودانی نے کہا ہے کہ زید اس مثال میں تنازع نہیں ہے کیونکہ جواب سوال کے طریقے پر ہے اور "ضربت و اکرمت" ان دونوں تنازع نہ ہوگا کیونکہ ان سے مقدم "من" لہٰذا پہلے کو عمل دیں گے۔ اور دوسرے کے عمل میں جو ضمیر محذوف ہو گی اور یہ اس طرح ہو جائے گا۔ "ضربتُ زیدًا، و اکرمتُ زیدًا"

تنازع فعلان کے عاملوں کی مختلف جہات کا بیان

۱ دونوں عامل فعل ہوں۔ جیسے "كُلُوْا وَاشْرَبُوْا مِنْ رِزْقِ اللّٰهِ البقرة 60، قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ الانعام 151: آتُوْنِيْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا الكهف.96:"

۲ دونوں عامل اسم تفضیل ہوں جیسے زیدٌ اضبطُ الناسِ و اجمعُھُمْ للعلم"

۳ دونوں عامل صفت مشبہ ہوں جیسے وَ اِنْ اَدْرِيْٓ اَقَرِيْبٌ اَمْ بَعِيْدٌ مَّا تُوْعَدُوْنَ الانبياء ۱۰۹

۴ دونوں عامل مصدر ہوں جیسے وَ لَكُمْ فِي الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ البقرة 36: وَ عَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَ كِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ،

یا تین مصادر ہوں، جیسے وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ النحل 89:

۵ جب دونوں عامل مختلف ہوں تو اس کی چند صورتیں ہیں۔ جب ایک فعل ہو اور دوسرا اسم فعل ہو، جیسے هَآؤُمُ اقْرَءُوْا كِتٰبِيَهْ الحاقة: 19، "یا ان میں سے ایک فعل ہو اور دوسرا اسم فاعل ہو جیسے "فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ هُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ آل عمران 39: "یا ان میں سے ایک فعل ہو اور دوسرا مصدر ہو جیسے "سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ النحل 1: "یا تنازع فعل اور دو مصادر ہوں جیسے فَاَغْرَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ المائدة ۱۴

تنازع فعلان کے عاملین میں اشتباہ کا بیان

تنازع فعلان کے عاملین کیلئے شرط ہے کہ وہ فعل ہوں یا مشابہ فعل ہوں۔ کیونکہ دو حروف کے درمیان کوئی تنازع واقع نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح دو ایسے عاملوں کے درمیان بھی تنازع واقع نہیں ہوتا جو جامد ہوں۔

عاملین کو عمل دینے میں علمائے نحات کے اتفاق کا بیان

تمام علمائے بصرہ وکوفہ اور جمہور نحات کے نزدیک دونوں عاملوں میں سے جس کو چاہیں عمل دینا جائز ہے۔جبکہ مختار طور پر عمل دینے میں اختلاف ہے۔تو اس میں علمائے کوفہ کے نزدیک پہلے عامل کو عمل دینا جبکہ علمائے بصرہ کے نزدیک دوسرے عامل کو عمل دینا اولی ہے۔

علمائے نحات کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ قیاس کا تقاضہ یہ ہے پہلے عامل کو عمل دینا چاہے کیونکہ ان کے نزدیک کلام عرب میں کثیر مقامات پر فعل اول کو عمل دیا گیا ہے۔جیسے امرء القیس کا یہ شعر ہے"فَلَوْ اَنَّ مَا اَسْعَى لِاَدْنَى مَعِيْشَةٍ كَفَانِيْ وَ لَمْ اَطْلُبْ، قَلِيْلٌ مِنَ الْمَالِ''

یہاں پہلے فعل کو عمل دیا گیا ہے کیونکہ اگر دوسرے فعل کو عامل بنایا جاتا تو لفظ قلیل یہ منصوب ہو جاتا تھا۔

علمائے نحات بصرہ کے نزدیک مختار دوسرے فعل کو عامل بنایا جائے گا۔اور نقلی دلیل یہ ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے:
آتُوْنِيْ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا الكهف : 96؛ فاعمل الفعل الثانی و هو افرغ، و لو اعمل الفعل الاول لقال افرغه عليه، و قال ايضًا هَاؤُمُ اقْرَءُوْا كِتَابِيَهْ الحاقة 19:؛ فاعمل الثانی و هو اقرءوا، و لو اعمل الاول لقال: اقرءوه، و قال الفرزدق65):

بَنُوْ عَبْدِ شَمْسٍ مِنْ مَنَافٍ وَهَاشِمِ   وَ لٰكِنَّ نِصْفًا لَوْ سَبَبْتُ وَ سَبَّنِيْ

فاعمل الثانی، و لو اعمل الاول لقال: سببت و سبونی بنی عبد شمس بنصب بنی و إظهار الضمير فی سبنی، و قال طُفَيْل الغَنَوِى66): "

اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ دوسرا فعل اسم معمول کے زیادہ قریب ہے لہذا اس کو عامل بنایا جائے گا۔



القسم الثاني مفعول ما لم يسم فاعله

﴿یہ سبق نائب فاعل کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ كُلُّ مَفْعُولٍ حُذِفَ فَاعِلُهُ، وَاُقِيمَ المَفْعُولُ مَقَامَهُ وَيُسَمّٰى نَائِبَ الفَاعِلِ، اَيضاً نَحْوُ: نُصِرَ زيد. وحُكْمُهُ فِي تَوْحِيدِ فِعْلِهِ، وَتَثْنِيَتِهِ، وَجَمْعِهِ، وَتَذْكِيرِهِ، وَتَانِيثِهِ عَلَى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ فِي الفَاعِلِ.

ترجمہ

مفعول مالم یسم فاعلہ ہر وہ مفعول ہے جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور اس مفعول کو اس کی فاعل کی جگہ قائم مقام کر دیا گیا ہو جیسے ضرب زید اور اس کا حکم اس کے فعل کو واحد اور تثنیہ اور جمع اور مذکر اور مونث لانے میں اسی قیاس پر ہے جیسا تم نے فاعل کی بحث میں پہچان لیا۔

شرح

فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے ضُرِبَ تِلْمِیْذٌ (شاگرد کو مارا گیا)۔

ضروری وضاحت: فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجہول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو تو فعل کو مجہول ذکر کر کے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف جر باء داخل ہو۔ جیسے کُرِمَ بِزَیْدٍ۔

فائدہ: جَاءَ اور دَخَلَ اگرچہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: جَاءَنِیْ زَیْدٌ، دَخَلَ زَیْدُنِ الْمَسْجِدَ.

فعل مجہول کا عمل کا بیان

فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور اس مفعول بہ کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔ جیسے اُکِلَ رُمَّانٌ (انار کھایا گیا)، اور بقیہ اسماء کو نصب دیتا ہے جیسے وُزِّعَ الْكُتُبَاتُ وَالْعِمَامَاتِ تَوْزِيعاً يَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْمَسْئُوْلِ تَالِيفاً لِلْقُلُوْبِ. اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا، وَقُضِيَ الْاَمْرُ 210) سورة البقرة؛ قُتِلَ الْخَرّٰصُوْنَ 10) سورة الذاريات؛ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ 41) سورة الرحمن؛



﴿یہ سبق مبتداء وخبر کے بیان میں ہے﴾

وهما اسْمَانِ مُجَرَّدانِ عَنِ العَوامِلِ اللَفظِيَّةِ ، اَحَدُهُمَا مُسْنَدٌ إِلَيهِ وَيُسَمَّى المبتدأ ، والثَّانِي مَسْنَدٌ بِهِ ، وَيُسَمَّى الخَبَرَ ، نَحْوُ زيد وَاقِفٌ ، وَعَامِلُ الرَّفعِ فِيهِمَا مَعْنَوِيٌّ ، وَهُوَ الابْتِداءُ .

واَصْلُ المُبْتَدَاِ اَنْ يَكُونَ مَعْرِفَةً ، وَاَصْلُ الخَبرِ اَنْ يَكُونَ نَكِرَةً ، وَالنَّكِرَةُ إذا وُصِفَتْ جَازَ اَنْ تَقَعَ مُبْتَدَأً ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ ، وكَذا إذا تَخَصَّصَتْ بِوَجْهٍ آخَرَ ، نَحْوُ : اَرَجُلٌ فِي الدَّارِ اَمِ امْرَأَةٌ ؟ وَمَا اَحَدٌ خَيراً مِنك ، وَفَرَحٌ عَمَّ العَائِلَةَ ، وَفِي الدَّارِ رَجُلٌ ، وَسَلامٌ عَلَيْكَ . وإنْ كَانَ اَحَدُ الاسْمَيْنِ مَعْرِفَةً ، وَالآخَرُ نَكِرَةً فَاجْعَلِ المَعْرِفَةَ مُبْتَدأً ، وَالنَّكِرَةَ خَبَراً ، كَمَا مَرَّ ، وإنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ فَاجْعَلِ اَيَّهُما شِئْتَ مُبْتَدأً والآخَرَ خَبَراً ، مِثْلُ اللهُ إلهنا ، وآدمُ اَبُونَا ، وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ نَبِيُّنَا .

وَقَدْ يَكُونُ الخَبَرُ جُمْلَةً اسْمِيَّةً ، نَحْوُ زيد اَبُوهُ صَائِمٌ ، اَوْ فِعْلِيَّةً ، نَحْوُ زَيْدٌ قَامَ اَبُوهُ ، اَوْ شَرطِيَّةً ، نَحْوُ زيد إنْ جَاءَنِي فَاَكْرِمْهُ ، اَو ظَرفِيةً ، نَحْوُ خَالِدٌ خَلْفَكَ ، وَزيد فِي الدَّارِ . وَالظَّرْفُ يَتَعَلَّقُ بِجُمْلَةٍ عِنْدَ الاكْثَرِ ، وَهِيَ : اِسْتَقَرَّ ، لاَنَّ المُقَدَّرَ عَامِلٌ فِي الظَّرْفِ وَالاصْلُ فِي العَمَلِ الفِعْلُ ، فَقَوْلُكَ زيد فِي الدَّارِ تَقْدِيرُهُ زيد اسْتَقَرَّ فِي الدَّارِ .

وَلا بُدَّ مِنْ ضَمِيرٍ فِي الجُمْلَةِ لِيَعُودَ إلى المُبْتَدَاِ ، كَـ الهَاءِ فِي مَا مَرَّ ، وَيَجُوزُ حَذْفُهُ عِنْدَ وُجُودِ قَرِينَةٍ ، نَحْوُ اَللَبَنُ الاوْقِيَةُ بِدِرْهَمٍ ، وَالحِنطَةُ الكِيْلُو بِثَلاثَةِ دَرَاهِمَ ، اي مِنْهُ .

وَقَدْ يَتَقَدَّمُ الخَبَرُ عَلَى المُبتَدَاِ إنْ كَانَ ظَرْفاً ، نَحْوُ فِي الدَّارِ حَمِيدٌ .

وَيَجُوزُ اَنْ يُؤْتَى لِلمُبْتَدَاِ الوَاحِدِ بِاَخْبَارٍ كَثِيرَةٍ نَحْوُ زيد فَاضِلٌ ، عَالِمٌ عَاقِلٌ .

واعْلَمْ اَنَّ لِلنُّحَاةِ قِسماً آخَرَ مِنَ المُبْتَدَاِ ، لَيْسَ بِمُسْنَدٍ إِلَيهِ وَهُوَ صِفَةٌ وَقَعَتْ بَعْدَ حَرْفِ النفي ، نَحْوُ مَا رَاجِعٌ زيد ، اوْ بَعْدَ حَرْفِ الاسْتِفْهَامِ نَحْوُ اَقَادِمٌ خَالِدٌ ؟ وَهَلْ قَائِمٌ زَيْدٌ ؟ ، وَشَرْطُهُ اَنْ تَرْفَعَ تِلْكَ الصِّفَةُ اسْماً ظَاهِراً بَعْدَهُ ، نَحْوُ مَا صَائِمٌ الرَّجُلانِ ، وَاَصَائِمٌ الرَّجُلانِ ؟ بِخِلافِ اَصَائِمَانِ الرَّجُلانِ ؟ ، فَإنَّ الوَصْفَ لَمْ يَرْفَعِ الاسْمَ الظَّاهِرَ بَعْدَهُ ، وَإِلا لَمَا جَازَ تَثْنِيَتُهُ فـ صَائِمَانِ خَبَرٌ مُقَدَّمٌ وَ

الوَجْلانِ مُبْتَدَأٌ وَخَبَرٌ،

شرح

مبتداء اور خبر وہ دو اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوتے ہیں ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے اس کا نام مبتداء رکھا جاتا ہے اور دوسرا مسند ہوتا ہے اس کا نام خبر رکھا جاتا ہے جیسے زید قائم اور عامل ان دونوں میں معنوی ہوتا ہے اور وہ ابتداء ہے اور مبتداء کی اصل یہ ہے کہ وہ معرفہ ہو اور خبر کی اصل یہ ہے کہ وہ نکرہ ہو اور نکرہ کی جب صفت لائی جائے تو جائز ہے کہ وہ نکرہ مبتداء واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول '' وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ '' اور اسی طرح جب تخصیص کی جائے کسی دوسرے طریقہ سے جیسے ارجل فی الدار ام امراءۃ اور ما احد خیر منك اور شر اھر ذاناب اور فی الدار رجل اور سلام علیک اور اگر دو اسموں میں سے ایک معرفہ ہو اور دوسرا نکرہ ہو تو معرفہ کو مبتداء بناؤ اور نکرہ کو خبر یقینی طور جیسا کہ گزر چکا ہے اور اگر دونوں اسم معرفہ ہوں تو دونوں میں سے جس کو تم چاہو مبتداء بنالو اور دوسرے کو خبر جیسے اللہ تعالیٰ الھنا محمد نبینا آدم ابونا اور کبھی خبر جملہ اسمیہ ہوتی ہے جیسے زید ابوہ قائم یا جملہ فعلیہ ہوتی ہے جیسے زید قام ابوہ یا جملہ شرطیہ ہوتی ہے جیسے زید ان جاءنی فاکرمتہ یا ظرفیہ ہوتی ہے جیسے زید خلفك وعمرو فی الدار اور ظرف متعلق ہوتا ہے جملہ اکثر نحویوں کے نزدیک اور وہ استقر ا ہے جیسے تو کہے زید فی الدار اس کی اصل زید استقر انی الدار ہے اور جملہ میں ایک ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو مبتداء کی طرف راجع ہو کبھی اس ضمیر کو حذف کر دیتے ہیں قرینہ کے پائے جانے کے وقت اور کبھی خبر مبتداء پر مقدم ہوتی ہے اور ایک مبتداء کیلئے اخبار کثیرہ کا ہونا جائز ہے۔

مبتداء و خبر کی تعریف کا بیان

علامہ ابوبکر محمد بن سراج نحوی لکھتے ہیں کہ مبتداء وہ اسم ہے جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اور اس سے کلام تام نہ ہو بلکہ خبر سے کلام مکمل ہوتا ہے جس مبتداء میں بیان کردہ حکم کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (الاصول فی النحو، ج ۱، ص ۵۹، بیروت)

مبتداء اور خبر وہ اسم ہوتے ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہوں، ان میں سے ایک مسند الیہ ہوتا ہے جسے مبتداء کا نام دیا جاتا ہے اور دوسرا مسند ہوتا ہے جسے خبر کہا جاتا ہے۔ مثلاً زَيْدٌ قَائِمٌ،

مذکورہ مثال میں زَيْدٌ اور قَائِمٌ دو ایسے اسم ہیں جو عوامل لفظیہ سے خالی ہیں۔ ان میں سے زَيْدٌ مسند الیہ ہے اسی وجہ سے مبتداء ہے اور قَائِمٌ مسند ہے اسی لئے خبر ہے۔ جس کے فاعل کو حذف کر کے اس مفعول کو اس فاعل کا نائب بنا دیا گیا ہو۔ جس طرح ضُرِبَ زَيْدٌ مبتداء کی قسم ثانی سے مراد ہر وہ صیغہ صفت ہے جو کسی حرف نفی یا استفہام کے بعد واقع ہو اس شرط کے ساتھ کہ وہ صیغہ صفت اسم ظاہر کو رفع دے۔ جس طرح ما قائم الزیدان وماقائم الزیدون،

جملہ اسمیہ کی تعریف

وہ جملہ جو مبتداء اور خبر سے مرکب ہو۔ جس طرح: زَيْدٌ عَاقِلٌ، زَيْدٌ فَحَصَ الْمَرِيْضَ

مبتدا وخبر کے بعض احکام کا بیان

وہ اسم جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو اگر مسند الیہ ہو تو اسے "مبتدا" اور اگر مسند ہو تو اسے "خبر" کہتے ہیں۔ جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں لفظ زَیْدٌ مبتدا جبکہ عَاقِلٌ اور فَحَصَ الْمَرِیْضَ خبر ہیں۔۔ مبتدا اکثر معرفہ اور خبر اکثر نکرہ ہوتی ہے۔ جس طرح: زَیْدٌ عَالِمٌ ۔ کبھی نکرہ مخصوصہ بھی مبتدا بن جاتا ہے۔ جس طرح: طِفْلٌ صَغِیْرٌ جَمِیْلٌ ۔ ایک مبتداء کی کئی خبریں بھی ہوسکتی ہیں۔ جس طرح: زَیْدٌ عَالِمٌ فَاضِلٌ صَالِحٌ ۔

فعل مضارع اَنْ کے ساتھ ہو اور اس کے بعد کوئی اسم نکرہ آ جائے تو فعل مضارع کو مصدر کی تاویل میں کر کے مبتدا بنائیں گے اور اسم نکرہ کو خبر۔ جس طرح: اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ ۔

مبتداء کی خبر کبھی مفرد ہوتی ہے اور کبھی جملہ۔ جس طرح: زَیْدٌ عَالِمٌ، اَلْفِدَائِیَّۃُ اِخْتَجَزَ الطَّائِرَۃَ فِیْ مَطَارٍ جانباز نے ایئرپورٹ پر ہوائی جہاز کو روک لیا۔

خبر اگر جملہ ہو تو اس میں عائد کا ہونا ضروری ہے جو مبتدا کی طرف لوٹے، یہ عائد عموماً ضمیر ہوتی ہے اور اس کے لیے ضروری ہے کہ تذکیر وتانیث اور افراد وتثنیہ وجمع میں مبتدا کے مطابق ہو۔ جس طرح: زَیْدٌ ضَرَبَ، اَلزَّیْدَانِ ضَرَبَا، اَلزَّیْدُوْنَ ضَرَبُوْا، ھِنْدٌ ضَرَبَتْ ۔

خبر کبھی ظرف یا جار مجرور بھی ہوتی ہے۔ جس طرح: زَیْدٌ فِی الدَّارِ، اَلْکِتَابُ فَوْقَ الدُّوْلَابِ ۔

اگر ظرف یا جار مجرور کا متعلق عبارت میں لفظاً موجود ہو انہیں "ظرف لغو" اور اگر لفظاً موجود نہ ہو تو انہیں "ظرف مستقر" کہتے ہیں۔۔ اگر جملے کے شروع میں ظرف یا جار مجرور آ جائیں اور بعد میں اسم آ رہا ہو تو ظرف یا جار مجرور "خبر مقدم" اور اسم "مبتدا مؤخر" کہلائے گا۔ جس طرح: فِی الدَّارِ رَجُلٌ ۔

مبتدا وخبر میں مطابقت کی شرائط کا بیان

درج ذیل شرائط کے ساتھ مبتدا وخبر میں تذکیر وتانیث، وحدت وتثنیہ وجمع کے اعتبار سے مطابقت ضروری ہے:۔ جب خبر اسم مشتق یا اسم منسوب ہو۔ جس طرح: زَیْدٌ عَالِمٌ ، زَیْدٌ مَدَنِیٌّ ۔

خبر میں ایسی ضمیر ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو۔ جس طرح مذکورہ مثالوں میں۔ خبر اسم تفضیل مستعمل بمن نہ ہو۔ خبر ایسا صیغہ نہ ہو جو مؤنث کے ساتھ خاص ہو۔ خبر ایسا صیغہ نہ ہو جو مذکر ومؤنث میں مشترک ہو۔ لہٰذا درج ذیل صورتوں میں مطابقت ضروری نہیں:۔ خبر اسم مشتق یا اسم منسوب نہ ہو۔ جس طرح: اَلرَّجُلُ اَسَدٌ، اَلْاِمْرَاَۃُ اَسَدٌ ۔

خبر میں ایسی ضمیر نہ ہو جو مبتدا کی طرف راجع ہو۔ جس طرح: اَلْکَلِمَۃُ اِسْمٌ ۔ خبر اسم تفضیل مستعمل بِمِنْ ہو۔ جس طرح: اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ میں لفظ خَیْرٌ ۔ خبر ایسا صیغہ ہو جو صرف مؤنث کے ساتھ خاص ہو۔ جس طرح: اَلْمَرْاَۃُ طَالِقٌ ۔

طرایسا صیغہ ہو جو مذکر و مؤنث میں مشترک و یکساں مستعمل ہو۔ جس طرح: اَلرَّجُلُ جَرِیْحٌ، اَلْاِمْرَأَۃُ جَرِیْحٌ .

تقدیم مبتدا کی وجوبی صورتیں

درج ذیل صورتوں میں مبتدا کو خبر پر مقدم کرنا واجب ہے:۔ جب مبتدا اور خبر دونوں معرفہ ہوں۔ جس طرح: زَیْدٌ نِ الْمُنْطَلِقُ۔ جب مبتدا خبر دونوں نکرہ مخصوصہ ہوں۔ جس طرح: غُلَامُ رَجُلٍ صَالِحٍ خَیْرٌ مِنْكَ .
جب خبر جملہ فعلیہ ہو۔ جس طرح: زَیْدٌ قَامَ اَبُوْہُ۔ جب مبتدا ایسے کلمے پر مشتمل ہو جسے ابتداءِ کلام میں لانا واجب ہے جس طرح: مَنْ اَبُوْكَ؟

وہ کلمات جن کو مقدم لانا واجب ہے

اسمائے استفہام، جس طرح: مَنْ اَبُوْكَ ؟۔ اسمائے شرط۔ جس طرح: مَنْ جَاءَ فَهُوَ مُكْرَمٌ ۔ جب اسم کسی ایسے لفظ کی طرف مضاف ہو جس کے لیے صدر کلام ضروری ہے۔ جس طرح: غُلَامُ مَنْ قَامَ ؟ کس کا غلام کھڑا ہوا؟۔ وہ مبتداء جسے ایسی چیز کے درجے میں اتار دیا گیا ہو جس کے لیے صدر کلام ضروری ہو۔ جس طرح: اَلَّذِیْ یَاْتِیْنِیْ فَلَهٗ دِرْهَمٌ ۔ اس میں اسم موصول کو شرط کے درجے میں اتارا گیا ہے اور شرط کے لیے صدر کلام ضروری ہوتا ہے۔

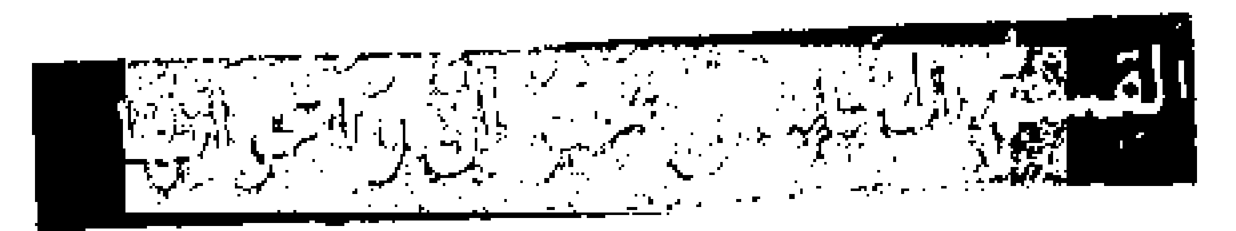
ضمیر شان اور ضمیر قصہ

جس طرح: هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ هِیَ هِنْدٌ عَالِمَةٌ۔ ما تعجبیہ۔ جس طرح: مَاۤ اَحْسَنَ زَیْدًا ۔ وہ مبتداء جس پر لام ابتدائیہ داخل ہو۔ جس طرح: لَزَیْدٌ مُنْطَلِقٌ۔

مبتداء وخبر کے حذف کرنے کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ کبھی کبھی مبتداء کو حذف کر دیتے ہیں۔ اور اسی طرح کبھی کبھی خبر کو بھی حذف کر دیتے ہیں۔ خبر کو حذف کرنے کی مثال یہ ہے کہ جس کسی کہنے والے نے کہا۔ من عندك؟ قلت زيدٌ، ای، زيدٌ عندی، فحذفت عندی وهو الخبر،

اور مبتداء کو حذف کرنے کی مثال یہ ہے کہ جب کسی شخص نے کہا ہے "کیف انت؟ قلت، صالحٌ ، ای، انا صالح فحذفت انا وهو المبتدا، قال الله سبحانه طاعة وقول معروف سورت محمد ، ٢١ ای، طاعة وقول معروف امثل من غيرهما ، وإن شئت كان التقدير امرنا طاعة وقول معروف ۔ ان مثالوں میں واضح ہے کہ بعض اوقات مبتداء اور بعض اوقات خبر کو بھی حذف کر دینا درست ہے۔ (کتاب لمع فی لغت، ص ٢، مکتبہ الاسلامیہ، بیروت)



﴿یہ سبق اسم ان واخوات کے بیان میں ہے﴾

وَهِيَ : اَنَّ ، وَكَاَنَّ ، ولَيتَ ، ولٰكِنَّ ، ولَعَلَّ ، وَتُسَمّٰى الحُرُوفَ المُشَبَّهَةَ بِالفِعلِ .
وَهٰذِهِ الحُرُوفُ تَدخُلُ عَلَى المُبتَدَا وَالخَبَرِ ، تَنصِبُ المُبتَدَاَ ، فَيَكُونُ اسماً لَهَا تَرفَعُ الخَبَرَ ، وَيَكُونُ خَبَراً لَهَا ، نَحوُ . وَحُكمُ خَبَرَ اِنَّ فِي كَونِهِ مُفرَداً اَو جُملَةً ، مَعرِفَةً اَو نَكِرَةً كَحُكمِ خَبَرِ المُبتَدَاِ ، وَلَا يَجُوزُ تَقدِيمُهُ عَلَى اسمِهَا اِلاَّ اِذَا كَانَ ظَرفاً نَحوُ اِنَّ فِي الدَّارِ سَعِيداً .

ترجمہ

انّ اوراس کی ہم شکلوں کی خبر کے بیان میں اورانّ کے ہم مثل یہ ہیں انّ ، کانّ ، لکنّ ، لیت اور لعل پس یہ حروف مبتداء اورخبر پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو نصب دیتے ہیں اوراس کا نام رکھا جاتا ہے انّ کا اسم اورخبر کو رفع دیتے ہیں اوراس کو انّ کی خبر کہا جاتا ہے پس ان کی خبر مسند ہوتی ہے انّ کے داخل ہونے کے بعد جس طرح اِنَّ حَمِيداً قَائِم اوراس کا حکم اس کے مفرد یا جملہ یا معرفہ یا نکرہ ہونے میں مبتداء کی خبر کے حکم کی طرح ہے اور جائز نہیں ان کی خبر کو مقدم کرنا ان کے اسماء پر مگر جبکہ وہ ظرف ہوں اِنَّ فِي الدَّارِ سَعِيداً جیسے اس لئے کہ ظرف میں توسع کی گنجائش ہوتی ہے۔

شرح

حروف مشبہ بالفعل: وہ حروف جو فعل کے مشابہ ہیں۔ یہ چھ حروف ہیں۔
اِنَّ، اَنَّ، كَاَنَّ، لٰكِنَّ، لَيتَ، لَعَلَّ .

حروف مشبہ بہ فعل کے استعمال کا بیان

یہ تمام حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں، مبتدا کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں. مبتدا کو "حرف مشبہ بالفعل کا اسم" اور خبر کو "حرف مشبہ بالفعل کی خبر" کہتے ہیں۔ جس طرح اِنَّ زَيداً عَالِمٌ ،اِنَّ فِي الدَّارِ زَيداً .
میں اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہے، زَیداً اس کا اسم ہے اوراسی بناء پر منصوب ہے، اور عَالِمٌ اِنَّ کی خبر ہے اوراسی بناء پر مرفوع ہے۔
اچونکہ حروف مشبہ بالفعل، تعدادِ حروف میں، مبنی بر فتح ہونے میں، فعل کا معنی دینے میں، نیز دو اسموں پر داخل ہونے میں فعل کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "حروف مشبہ بالفعل" کہتے ہیں۔ اوراسی مشابہت کی بناء پر یہ عمل کرتے ہیں۔

۲حروف مشبہ بالفعل کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدا وخبر کے ہیں۔ سوائے اعراب کے: کہ مبتدا وخبر دونوں مرفوع ہوتے ہیں جبکہ حروف مشبہ بالفعل کا اسم منصوب اور ان کی خبر مرفوع ہوتی ہے۔ نیز حروف مشبہ بالفعل کی خبر کو نہ تو خود ان حروف پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ ان کے اسماء پر۔ مگر جب خبر ظرف یا جار کا مجرور ہو تو اسماء پر مقدم ہو سکتی ہے۔ جس طرح:

۳بعض اوقات ان حروف کے بعد لفظ "ما" بھی آجاتا ہے جو ان کو عمل سے روک دیتا ہے، نیز اس صورت میں یہ فعلوں پر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم میں ارشاد ہے: قُلْ اِنَّمَا یُوْحٰی اِلَیَّ اَنَّمَا اِلٰھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ

اسے "ما الکافۃ" کہا جاتا ہے۔

ان حروف کا استعمال کا بیان

اِنَّ: بے شک یہ مضمونِ جملہ کی تاکید اور اسے پختہ کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ، بے شک زید کھڑا ہے اسے "حرفِ تاکید" بھی کہتے ہیں۔

اَنَّ: کہ، بے شک یہ جملے کو مفرد کی تاویل میں کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ عَلِمْتُ اَنَّ زَیْدًا قَائِمٌ میں نے جان لیا کہ زید کھڑا ہے اسے "موصولِ حرفی" بھی کہتے ہیں۔

فائدہ:

اَنَّ اپنے اسم وخبر سے مل کر چونکہ مفرد کی تاویل میں ہوتا ہے اس لیے یہ ترکیب میں اپنے اسم وخبر سے مل کر کبھی فاعل، کبھی نائب الفاعل اور کبھی مفعول وغیرہ بنتا ہے۔ جس طرح: بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا شَاعِرٌ مجھے خبر پہنچی ہے کہ زید شاعر ہے، اُعْلِنَ اَنَّ زَیْدًا، کسی جملے کے مسند کے مصدر کو مسند الیہ کی طرف مضاف کر دینے سے جو معنی حاصل ہوتا ہے اسے "مضمون جملہ" کہتے ہیں۔ جس طرح: زَیْدٌ قَائِمٌ کا مضمون جملہ ہے قِیَامُ زَیْدٍ۔

اگر مسند اسم جامد ہو تو اس کا مصدر جعلی بنا کر اسے مسند الیہ کی طرف مضاف کریں گے۔ جس طرح: زَیْدٌ سِرَاجٌ کا مضمون جملہ ہے: سِرَاجِیَّۃُ زَیْدٍ زید کا چراغ ہونا نَاجِحٌ اعلان کر دیا گیا کہ زید کامیاب ہے، ظَنَنْتُ اَنَّ زَیْدًا جَاھِلٌ میرا گمان تھا کہ زید جاہل ہے۔

کَاَنَّ، گویا کہ یہ ایک شیء کو دوسری شیء کے ساتھ تشبیہ دینے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: کَاَنَّ زَیْدًا قَمَرٌ گویا کہ زید چاند ہے اسے "حرفِ تشبیہ" بھی کہتے ہیں۔

لٰکِنَّ:

لیکن یہ استدراک کے لیے لایا جاتا ہے۔ یعنی سابق کلام سے پیدا ہونے والے وہم کو دور کرنے کے لیے آتا ہے۔ جس طرح: غَابَ زَیْدٌ لٰکِنَّ صَدِیْقَہٗ حَاضِرٌ زید غائب ہے لیکن اس کا دوست حاضر ہے یا اسے "حرفِ استدراک" بھی کہتے ہیں۔

لیتَ:

کاش یہ کسی چیز کی تمنا آرزو ظاہر کرنے کے لیے آتا ہے۔ جس طرح: لَیتَ زَیدًا مَوجُودٌ کاش! زید موجود ہوتا اسے "حرف تمنی" بھی کہتے ہیں۔

لَعَلَّ:

شاید یہ کسی چیز کی امید ظاہر کرنے کے لیے لایا جاتا ہے۔ جس طرح: لَعَلَّ الْمَطَرَ یَنْزِلُ شاید بارش ہو اسے "حرف ترجی" بھی کہتے ہیں۔

اِن اور اَن کے فرق کا بیان

چونکہ اِنَّ اور اَنَّ کے استعمال کی جگہیں مختلف ہیں اس لیے ان دونوں کے استعمال کے بعض مقامات ذکر کیے جاتے ہیں تا کہ عربی عبارت پڑھنے میں سہولت رہے۔

اِنَّ پڑھنے کے مواقع کا بیان

درج ذیل صورتوں میں اِنَّ بکسر ہمزہ پڑھا جائے گا: جملے کی ابتداء میں۔ جس طرح: اِنَّ اللّٰہَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

قول اور اس کے مشتقات کے بعد۔ جس طرح: یَقُوْلُ اِنَّھَا بَقَرَۃٌ۔

اسم موصول کے بعد۔ جس طرح: مَارَاَیْتُ الَّذِیْ اِنَّہٗ فِی الْمَسْجِدِ۔

جب اس کی خبر پر لام مفتوح آجائے۔ جس طرح: اِنَّ زَیْدًا لَقَائِمٌ۔

عَلِمَ، شَہِدَ اور ان کے مشتقات کے بعد جبکہ ان کی خبر پر لام مفتوح آجائے۔ جس طرح: وَاللّٰہُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُہٗ وَاللّٰہُ یَشْہَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ

حروف انتباہ کے بعد۔ جس طرح: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔

جب یہ اپنے اسم و خبر سے ملکر حیث کا مضاف الیہ واقع ہو۔ جس طرح: ذَھَبَ التِّلْمِیْذُ حَیْثُ اِنَّ الْاُسْتَاذَ مَوْجُوْدٌ۔

جواب قسم کے شروع میں۔ جس طرح: وَاللّٰہِ اِنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔

اَنَّ پڑھنے کے مواقع کا بیان

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر فاعل یا نائب الفاعل بنے۔ جس طرح: بَلَغَنِیْ اَنَّ زَیْدًا عَالِمٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مفعول بنے۔ جس طرح: کَرِھْتُ اَنَّکَ جَاھِلٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مبتدا بنے۔ جس طرح: عِنْدِیْ اَنَّکَ قَائِمٌ۔

جب یہ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مضاف الیہ بنے۔ جس طرح: عَجِبْتُ مِنْ طُوْلِ اَنَّکَ قَائِمٌ۔

جب یہ عَلِمَ ، شَہِدَ یا ان کے مشتقات کے بعد آئے اور اس کی خبر پر لام مفتوح نہ ہو۔ جس طرح: اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰہِ۔
جب یہ حرف کے بعد آئے۔ جس طرح: اَعْلَمْتُهُ، لِاَنَّهُ، جَاهِلٌ ۔
فائدہ: اِنَّ اپنے اسم وخبر سے ملکر مکمل جملہ بن جاتا ہے۔ اور جملہ میں تاکید کے علاوہ کوئی اور تبدیلی نہیں کرتا، جبکہ اَنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر مکمل جملہ نہیں بنتا بلکہ جملے کا جزء بنتا ہے۔

انما کی حصر پر دلالت ہونے کا بیان

علمائے لغت اور ادبیات نے اس بات کی تاکید کیہے کہ لفظ انما حصر پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی عربی لغت میں یہ لفظ حصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔
ابن منظور نے کہا ہے: اگر انّ پر ما کا اضافہ ہو جائے تو تعیین وتشخیص پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کا قول ہے: انما الصدقات للفقراء والمساکین ۔ چونکہ اس کی دلالت اس پر ہے کہ حکم مذکور کو ثابت کرتا ہے اور اس کے غیر کی نفی کرتا ہے۔
جوہری نے بھی اسی طرح کی بات کہی ہے۔
فیروز آبادی نے کہا ہے: انّما، انّما کے مانند مفید حصر ہے۔
اور یہ دونوں لفظ آیہ وشریفہء: قل انّما یوحی الیّ انّما الٰهکم الله واحد میں جمع ہوئے ہیں۔
ابن ہشام نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔ اس لئے اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ لغت کے اعتبار سے لفظ انما کو حصر کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ اگر کوئی قرینہ موجود ہو تو اس قرینہ کی وجہ سے غیر حصر کے لئے استفادہ کیا جاسکتا ہے، لیکن اس صورت میں انما کا استعمال مجازی ہوگا۔ (صحاح لغت، ۵، ۲۰۳)

القسم السادس: اسم كان واخواتها

چھٹی قسم اسم کان واخوات کے بیان میں ہے

وَهِيَ : صَارَ ، وَاَصْبَحَ ، وَاَمْسَى وَاَضْحَى ، وظَلَّ ، وبَاتَ ، وآضَ ، وعَادَ ، وغَدا ، ورَاحَ ، ومَا زالَ ، ومَا فتىءَ ومَا انفكَّ ، ومَا دَامَ ، ولَيسَ ، ومَا بَرِحَ ، وتُسَمَّى الافْعَالَ النَّاقِصَةَ .

وهٰذِهِ الافْعالُ النَّاقِصَةُ تَدْخُلُ عَلى المُبْتَدَا و الخَبَرِ ، فَتَرْفَعُ المُبتدأَ فيكُون اسماً لَهَا وَتَنْصِبُ الخَبَرَ ، وَيَكُونُ خبراً لَهَا ، نَحْوُ كَانَ خَالِدٌ قائماً .

وَيَجُوزُ فِى الكُلِّ تَقْدِيمُ اخبارِهَا عَلَى اَسمائِهَا ، نَحْوُ كَانَ قَائِماً خَالِدٌ ، كَمَا يَجُوزُ تَقَدُّمُ اَخْبارِهَا عَلٰى نَفْسِ الافْعَالِ مِنْ كَانَ اِلى رَاحَ ، نَحْوُ قَائِماً كَانَ زيد ، ولا يَجُوزُ ذٰلِك فيمَا اوَّلُهُ مَا 29(فَلا يُقَالُ قَائِماً مَا زالَ سَعِيدٌ . وفى لَيسَ خِلافٌ . وَبَاقِى الكَلامِ فى هٰذِهِ الافْعَالِ يَاتى فى القِسْمِ الثَّانِى اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالى .

ترجمہ

کان اوراس کے ہم شکلوں کا اسم ہے اوروہ کان کے ہم مثل یہ ہیں صار، اصبح، امسی، اضحی، ظل، بات، راح، آض، عاد، غدا، مازال، مابرح، مافتی،ماانفك، مادام اور لیس پس یہ افعال بھی مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں مبتداء کو رفع دیتے ہیں اوراس کا نام رکھا جاتا ہے کان کا اسم اور خبر کو نصب دیتے ہیں اوراس کا نام رکھا جاتا ہے کان کی خبر پس کان کا اسم وہ مسند الیہ ہوتا ہے کان کے داخل ہونے کے بعد جس طرح کان زید قائم اور جائز ہے۔

ان تمام میں ان کی خبروں کی تقدیم ان کے اسموں پر جس طرح کان قائم زید اور تقدیم خبر پہلے نو میں تو نفس افعال پر بھی جائز ہے جس طرح قائما کان زید اور جائز نہیں ہے تقدیم خبر ان افعال پر جن افعال کے شروع میں حرف ما آتا ہے پس نہیں کہا جائے گا قائما ما زال زید اور لیس میں اختلاف ہے اور باقی کلام ان کے افعال کے بارے میں قسم ثانی میں ان شاء اللہ آئے گی۔

افعال ناقصہ کی تعریف

وہ افعال فقط فاعل کے ساتھ ملکر مکمل جملہ نہ بنتے ہوں بلکہ فاعل کے بارے میں خبر کی بھی ضرورت ہو۔ جس طرح: کَانَ زَیْدٌ

أَمسُوا أَمُوبِهِ لَمدی لها، صَارَ بَكرٌ غَنِيًّا بکر مالدار ہو گیا۔

توضیح:

ان مثالوں میں اگر صرف "کان زید" زید تھا یا "صار بکر" بکر ہو گیا کہا جاتا تو یہ جملے مکمل نہ ہوتے لیکن چونکہ فاعل کے بارے میں خبر بھی دیدی گئی ہیں اس لیے یہ مکمل ہو گئے۔ افعال ناقصہ کا عمل: یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ مبتدا کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں۔ مبتدا کو "فعل ناقص کا اسم" اور خبر کو "فعل ناقص کی خبر" کہتے ہیں۔ جس طرح پہلی مثال میں کان فعل ناقص ہے اور زَیْدٌ فعل ناقص کا اسم ہے اور اسی بناء پر وہ مرفوع ہے۔ اور اَمِیرًا فعل ناقص کی خبر ہے اور اسی بناء پر وہ منصوب ہے۔ اسی طرح دوسری مثال میں۔ فائدہ: چونکہ یہ افعال لازم ہونے کے باوجود فقط اپنے فاعل کے ساتھ ملکر مکمل جملہ نہیں بنتے

بلکہ فاعل کے بارے میں خبر کے محتاج ہوتے ہیں اور یہ محتاجی نقص ہے اس لیے ان افعال کو "افعال ناقصہ" نامکمل افعال کہا جاتا ہے۔ اور جو افعال اپنے فاعل سے مل کر مکمل جملہ بن جاتے ہیں انہیں "افعال تامہ" کہتے ہیں۔ جس طرح: قَامَ زَیْدٌ، فَازَ خَالِدٌ

افعال ناقصہ سترہ ہیں

۔کَانَ ۔صَارَ ۔ظَلَّ ۔بَاتَ ۔اَصْبَحَ ۔اَضْحٰی ۔اَمْسٰی ۔عَادَ ۔اٰضَ ۔غَدَا ۔رَاحَ ۔مَا زَالَ ۔مَا انْفَكَّ ۔مَا بَرِحَ ۔مَافَتِیءَ ۔مَا دَامَ ۔لَیْسَ ۔

کان کے چار طریقوں سے استعمال ہونے کا بیان

کان: یہ چار طریقوں سے استعمال ہوتا ہے: ۱فعل ناقص کے طور پر جبکہ یہ اپنے فاعل سے ملکر مکمل جملہ نہ بن رہا ہو۔ جس طرح: کَانَ الشَّارِعُ مُزْدَحِماً ۔

۲فعل تام کے طور پر جبکہ یہ صرف اپنے فاعل سے مل کر مکمل جملہ بن جائے، اس صورت میں یہ حَصَلَ اور ثَبَتَ کے معنی میں ہوتا ہے۔ جس طرح: کَانَ مَطَرٌ بارش ہوئی

۳بطور زائد کہ اگر اسے عبارت سے نکال بھی دیا جائے تو اصل معنی میں کوئی فرق نہ آئے۔ جس طرح کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّا ۔ وہ بولے ہم کیسے بات کریں اس سے جو پالنے میں بچہ ہے۔

۴کَانَ بمعنی صَارَ۔ جس طرح: کَانَ الشَّجَرُ مُثْمِراً درخت پھل دار ہو گیا۔

صَار: یہ اپنے اسم کی حالت یا صفت کو تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح: صَارَ الْمَاءُ بَارِداً پانی ٹھنڈا ہو گیا ۔ اَصْبَحَ، اَضْحٰی، اَمْسٰی، ظَلَّ، بَاتَ:

یہ پانچوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں ان کا اسم ان کی خبر کے ساتھ ان کے اوقات میں متصف ہیں۔ جس طرح: اَصْبَحَ

التِّلْمِیْذُ مُصَلِّیاً۔ طالب علم نے صبح کے وقت نماز پڑھی۔

اَضْحَی الْاُسْتَاذُ مُسْتَرِیْحاً ۔ استاد نے چاشت کے وقت آرام کیا۔ اَمْسَی الطِّفْلُ نَائِماً، عالم نے دن کے وقت سو کیا۔

بَاتَ الْقَاصِدُ مُنْتَظِراً ۔ قاصد رات بھر انتظار کرتا رہا۔

مَا زَالَ ، مَا بَرِحَ، مَا فَتِیءَ، مَا انْفَکَّ یہ چاروں افعال خبر کے استمرار پر دلالت کرتے ہیں۔ جس طرح: مَا زَالَ الْمَرِیْضُ بَاکِیاً، مریض مسلسل روتا رہا مَا بَرِحَ زَیْدٌ یَضْرِبُ، زید برابر مارتا رہا مَا فَتِیءَ الْیَهُوْدُ اَعْدَاءَ لِلْاِسْلَامِ، یہود اسلام سے دشمنی کرتے رہے۔ مَا انْفَکَّ اَعْدَاءُ الْاِسْلَامِ یَکِیْدُوْنَ لَهٗ دشمنان اسلام اس کے خلاف سازش کرتے رہے۔

مادام: یہ ماقبل فعل کی مدت بیان کرنے کے لیے آتا ہے۔ ذٓسے پہلے مَا مصدریہ ظرفیہ ہے۔ جس طرح: اِجْلِسْ مَادَامَ زَیْدٌ جَالِساً ۔ تو زید کے بیٹھنے تک بیٹھ۔

عَادَ، اٰضَ، غَدَا، رَاحَ، یہ چاروں جب ناقصہ ہوں تو صَارَ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح: عَادَ زَیْدٌ غَنِیّاً زید غنی ہوگیا۔ اسی طرح اٰضَ، غَدَا، رَاحَ زَیْدٌ غَنِیّاً زید غنی ہوگیا۔

اور اگر تامہ ہوں تو پھر اپنے اپنے معنی میں ہونگے یعنی عَادَ بمعنی "لوٹنا"۔ جس طرح: عَادَ زَیْدٌ مِنْ سَفَرِهٖ زید اپنے سفر سے واپس آیا اٰضَ بمعنی "پھرنا"۔ جس طرح: اٰضَ زَیْدٌ مِنْ سَفَرِهٖ

زید اپنے سفر سے واپس آیا غَدَا بمعنی "صبح کے وقت جانا"۔ جس طرح: غَدَا زَیْدٌ زید صبح کے وقت گیا رَاحَ بمعنی "شام کے وقت جانا"۔ جس طرح: رَاحَ زَیْدٌ زید شام کے وقت گیا۔

لیس: یہ اپنے اسم سے زمانہ حال میں خبر کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح: لَیْسَ الْمُتَکَبِّرُ نَاجِحاً متکبر آدمی کامیاب نہیں

افعال ناقصہ کے چند ضروری قواعد نحویہ کا بیان

ان کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدا اور خبر کے ہیں۔ اتنا فرق ہے کہ مبتدا کی خبر مرفوع اور ان کی خبر منصوب ہوتی ہے۔ جس طرح مبتدا کی خبر کو مبتدا پر مقدم کرنا جائز ہے اسی طرح افعال ناقصہ کی خبر کو بھی ان کے اسماء پر مقدم کرنا جائز ہے جس طرح: کَانَ قَائِماً زَیْدٌ ۔ افعال ناقصہ میں سے جن افعال کے شروع میں لفظ "ما" نہیں آتا ان میں خود ان افعال پر بھی خبر کو مقدم کرنا جائز ہے۔ جس طرح: قَائِماً کَانَ زَیْدٌ ۔ ظَلَّ، بَاتَ، اَمْسٰی، اَصْبَحَ، اَضْحٰی یہ پانچوں بھی صَارَ کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں، اس صورت میں ان سے وقت مراد نہیں ہوتا صرف تبدیلی حالت مقصود ہوتی ہے۔

لیس کے بارے میں اختلاف ہے کہ اس کی خبر کو اس پر مقدم کر سکتے ہیں یا نہیں، جمہور کے نزدیک تقدیم جائز ہے، جبکہ بعض منع فرماتے ہیں۔

القسم السابع اسم ما ولا المشبهتين بليس

﴿یہ سبق اسم ما و لا مشبهتین به لیس کے بیان میں ہے﴾

وَهُمَا تَدْخُلانِ عَلَى الْمُبْتَدَإِ وَالْخَبَرِ ، وَتَعْمَلانِ عَمَلَ لَيْسَ نَحْوُ مَا زَيْدٌ قَائِماً ، لا رَجُلٌ اَفْضَلَ مِنْكَ . وَتَدْخُلُ مَا عَلَى الْمَعْرِفَةِ وَالنَّكِرَةِ ، وَتَخْتَصُّ لا بِالنَّكِرَاتِ خَاصَّةً .

ترجمہ

ما ولا کا اسم جو لیس کے مشابہ ہو اور وہ مسند الیہ ہوتا ہے ان کے داخل ہونے کے بعد جس طرح **ما زید قائما** اور **لا رجل افضل منك** اور لا خاص ہوتا ہے نکرہ کے ساتھ اور ما عام ہوتا ہے نکرہ اور معرفہ دونوں کیلئے۔

شرح

وہ ما اور لا جو نفی کا معنی دینے اور مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لَیس کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جس طرح۔ **مَا زَيْدٌ قَائِماً، لَا شَجَرٌ مُثْمِراً فِي حَدِيْقَتِنَا** ۔ چونکہ یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا معنی دینے میں لَیس کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "**مَا وَلَا مُشَبَّهَتَانِ بِلَيْسَ**" کہا جاتا ہے۔ اور اسی لیے یہ دونوں لَیس کا سا عمل بھی کرتے ہیں یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں جسے "مایالا کا اسم" کہا جاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے "مایالا" کی خبر کہا جاتا ہے۔ درج ذیل صورتوں میں ان کا عمل باطل ہوجاتا ہے: ۔ ما اور لا کی خبر ان کے اسم سے پہلے آجائے۔ جس طرح: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ ۔

ان کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جس طرح: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔ ما اور اس کے اسم کے درمیان اِن زائدہ سے فاصلہ آجائے۔ جس طرح: مَا اِنْ اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ ۔

ما اور لا میں فرق

لا نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے معرفہ میں نہیں کرتا۔ جس طرح: **لَا شَجَرٌ مُثْمِراً فِي الْحَدِيْقَةِ**، لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ ۔

اور ما دونوں میں عمل کرتا ہے۔ جس طرح: مَا هٰذَا بَشَراً، مَا رَجُلٌ قَائِماً ۔ ما صرف زمانہ حال میں کسی چیز کی نفی کرتا ہے جبکہ لا مطلقا نفی کے لیے ہے۔ کبھی لَیس کی طرح ما کی خبر پر بھی باء زائدہ آجاتا ہے۔ جس طرح **وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ** ۔ البتہ لا کی خبر پر باء کا دخول جائز نہیں۔

فائدہ: ۔ کبھی لا کے آخر میں ت بڑھا دی جاتی ہے اس صورت میں اس کا اسم محذوف ہوتا ہے۔ جس طرح: **فَنَادَوا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ** (اصل میں لَاتَ الْحِيْنُ حِيْنَ مَنَاصِنَا) حرف اِن بھی نفی کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور یہ بالکل ما کی طرح ہے۔



﴿یہ سبق لائے نفی جنس کی خبر کے بیان میں ہے﴾

وَهِيَ تَدُلُّ عَلَى نفى الخَبَرِ عَنْ الجَنْسِ الوَاقِعِ بَعْدَهَا عَلَى سَبِيلِ الاسْتِغراقِ ، نَحْوُ لا رَجُلَ قَائِمٌ . وهو المسند بعد دخولها ،

ترجمہ

اور وہ لا جو خبر کی نفی پر دلالت کرتا ہے۔ اس لا کی خبر جو جنس کی نفی کیلئے آتا ہے اور وہ اس کے داخل ہونے کے بعد مسند ہوتی ہے جس طرح لا رجل قائم

شرح

مگر اس کے اسم کی تین صورتیں ہیں:۔ مضاف ہو۔۔ مشابہ مضاف ہو۔۔ مفرد نکرہ ہو۔ مضاف ہونے سے مراد یہ ہے کہ کسی دوسرے کلمہ کی طرف اس کی اضافت کی گئی ہو۔ جس طرح: لَا غُلَامَ رَجُلٍ ظَرِيْفٌ معنی دینے میں مضاف کی طرح مابعد کا محتاج ہو۔

لائے نفی جنس کی تعریف

وہ حرف جو اپنے بعد واقع ہونے والی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ جس طرح لَا رَيْبَ فِيْهِ اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں اس آیت کریمہ میں لفظ "لا" نے قرآن کریم سے جنس ریب کی نفی کر دی اور ظاہر کر دیا کہ یہ کتاب عظیم اصلا محل شک نہیں۔

اس کے اسم اور خبر کے احکام:۔ لائے نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدا کو "لَا کا اسم" اور خبر کو "لَا کی خبر" کہتے ہیں۔ جس طرح: آیت کریمہ میں "رَيْبَ" لائے نفی جنس کا اسم اور "فِيْهِ" اس کی خبر ہے۔۔ اس کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدا و خبر کے ہیں۔

اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ جس طرح مرد کا کوئی غلام ذہین نہیں اس صورت میں یہ بغیر تنوین کے منصوب ہوگا؛ کیونکہ مضاف پر تنوین نہیں آتی۔

مشابہ مضاف ہونے سے مراد یہ ہے کہ مضاف تو نہ ہو لیکن وہ ایسا کلمہ ہو جو اپنا، لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ وَلَا بَكْرٌ، لَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ اسے لَا رَفَثٌ وَلَا فُسُوْقٌ

بھی پڑھ سکتے ہیں۔یہی وجہ ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
میں پانچ صورتیں جائز ہیں ۔اگر پہلے اسم نکرہ کو فتحہ دیں تو دوسرے پر فتحہ ،نصب اور رفع تینوں جائز ہیں۔جس طرح:
لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ، قُوَّةً، قُوَّةٌ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ،
اور اگر پہلے اسم کو رفع دیں تو دوسرے کو رفع اور فتحہ دینا جائز ہیں۔جس طرح: لَاطَالِعاً جَبَلاً مَوْجُوْدٌ ۔لَا رَجُلَ مَوْجُوْدٌ
کوئی بھی مرد موجود نہیں ہیا س صورت میں یہ مبنی بر فتح ہوگا۔

اگر اس کا اسم معرفہ ہو تو دوسرے معرفہ کے ساتھ لَا کا تکرار ضروری ہے۔جس طرح: کوئی بھی پہاڑ پر چڑھنے والا موجود نہیں اس صورت میں یہ تنوین کے ساتھ منصوب ہوگا۔

نکرہ ہونے سے مراد یہ ہے معرفہ نہ ہو اور مفرد ہونے سے مراد یہ ہے کہ مضاف یا مشابہ مضاف نہ ہو۔جس طرح: نہ زید شاعر ہے اور نہ بکر اس صورت میں لَا کوئی عمل نہیں کریگا اور اس کے بعد آنے والے دونوں اسم مبتدا و خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوں گے۔

اگر لائے نفی جنس کے بعد اسم نکرہ ہو اور دوسرے نکرہ کے ساتھ لَا کا تکرار ہو تو مابعد اسم کو مرفوع اور منصوب دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔جس طرح: لَاحَوْلٌ وَلَا قُوَّةٌ، قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔

جب بھی لَا کے بعد لفظ "بُدّ" آ جائے تو وہ "لا" لائے نفی جنس اور بُدّ اس کا اسم ہوگا۔جس طرح: لَا بُدَّ لِلْعَالِمِ مِنَ الْعِلْمِ ۔

قرینہ موجود ہو تو لَا کے اسم کو حذف کر دینا جائز ہے۔جس طرح: لَا عَلَيْكَ یہ اصل میں لَا بَاْسَ عَلَيْكَ ہے،حذف اسم پر قرینہ یہ ہے کہ لائے نفی جنس اسم پر داخل ہوتا ہے جبکہ یہاں حرف "علٰی" پر داخل ہے اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اسم محذوف ہے۔

اس کی خبر کو اکثر حذف کر دیا جاتا ہے،جبکہ وہ معلوم ہو۔جس طرح: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
یہاں مَوْجُوْدٌ خبر محذوف ہے۔یعنی لَا اِلٰهَ مَوْجُوْدٌ اِلَّا اللهُ ۔

درج ذیل صورتوں میں لام نفی عن العمل ہوگا یعنی اس کا عمل باطل ہو جائے گا: جب اس کا اسم معرفہ آ جائے۔جس طرح: لَا زَيْدٌ عِنْدِيْ وَلَا بَكْرٌ، لَا الرَّجُلُ فِي الدَّارِ وَلَا ابْنُهُ، ۔جب لَا اور اس کے اسم کے درمیان فاصلہ آ جائے۔جس طرح: لَا فِي الدَّارِ رَجُلٌ وَلَا اِمْرَاَةٌ ۔جب اس سے پہلے حرف جر آ جائے۔جس طرح: ضَرَبَنِيْ زَيْدٌ بِلَا وَجْهٍ ۔

قاعدہ نحویہ

عربی زبان میں یہ قاعدہ بالکل مسلمہ ہے کہ معرف باللام کا اعادہ اگر معرف باللام کی صورت میں کیا جائے تو پہلا بعینہ دہرایا جائے گا۔

المقصد الثاني في الأسماء المنصوبة

﴿مقصد ثانی میں اسمائے منصوبہ کا بیان﴾

اسمائے منصوبات کی نحوی مطابقت کا بیان

علمائے نحات مرفوعات کے بعد منصوبات کو لاتے ہیں اور مجرورات سے پہلے منصوبات لاتے ہیں۔ اس کی چند وجوہ سے مطابقت و مناسبت ہے۔ ایک سبب یہ ہے۔ مرفوع اور منصوب عامل واحد ہونے کی وجہ ہم شریک ہیں لہٰذا ان کو اکٹھا بہ ترتیب لاتے ہیں۔ دوسرا سبب یہ ہے۔ جو اسم تلفظ میں منصوب ہے وہ بعض اوقات مرفوع میں بھی آتا ہے۔ اس لئے بھی مناسبت ہوئی اور اسی طرح فعل، فاعل اور مفعول یہ کلام کی ترتیب اصلی ہے اس لحاظ سے بھی مرفوع کے قریب منصوبات آتے ہیں پس ان کو مرفوعات کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

اسم منصوب کی تعریف کا بیان

وہ اسم ہے جو اسم کے مفعول ہونے کی علامت پر مشتمل ہو اس کا یہ مشتمل ہونا خواہ حقیقی ہو جس طرح مفاعیل خمسہ ہیں اور خواہ حکمی طور پر جس طرح دوسرے منصوبات ہیں۔

وَهِيَ اثْنَا عَشَرَ قِسْماً : -1الْمَفْعُولُ الْمُطْلَقُ . -2الْمَفْعُولُ بِهِ . -3الْمَفْعُولُ فِيهِ . -4الْمَفْعُولُ لَهُ . -5الْمَفْعُولُ مَعَهُ . -6اَلْحَالُ . -7التَّمْيِيزُ . -8الْمُسْتَثْنَى . -9خَبَرُ كَانَ وَ اَخَوَاتِهَا . -10اِسْمُ اِنَّ وَ اَخَوَاتِهَا . -11الْمَنْصُوبُ بِـ لا الَّتِي لِنَفْيِ الْجِنْسِ . -12خَبَرُ ما وَ لا الْمُشَبَّهَتَيْنِ بِـ لَيْسَ .

مقصد ثانی منصوبات کے بیان میں ہے وہ اسماء جن کو نصب دیا جاتا ہے ان کی بارہ قسمیں ہیں ۱مفعول مطلق، ۲مفعول بہ، ۳مفعول فیہ، ۴مفعول لہ، ۵مفعول معہ، ۶حال ۷تمیز، ۸مستثنیٰ، ۹انّ اور اس کے ہم شکلوں کا اسم، ۱۰کان اور اس کے ہم شکلوں کی خبر، ۱۱اور وہ جو لائے نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے ۱۲اور ما و لا کی خبر جو لیس کے مشابہ ہو۔



القسم الاول المفعول المطلق

﴿قسم اول مفعول مطلق کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ مَصْدَرٌ بِمَعْنَى فِعْلٍ مَذْكُورٍ قَبْلَهُ ، وَيُذْكَرُ لِلتَّاكِيدِ ، نَحْوُ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا 33 ، وَلِبَيَانِ النَّوْعِ ، نَحْوُ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا 34 ، وَلِبَيَانِ الْعَدَدِ ، نَحْوُ جَلَسْتُ جَلْسَةً اوْ جَلْسَتَيْنِ اوْ جَلَسَاتٍ .

وَقَدْ يَكُونُ مِنْ غَيْرِ لَفْظِ الفِعْلِ ، نَحْوُ قَعَدْتُ جُلُوساً ، وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهُ لِقِيَامِ قَرِيْنَةٍ جَوازاً ، كَقَوْلِكَ لِلْقَادِمِ : خَيْرَ مَقْدَمٍ ، اَى قَدِمْتَ قُدُوماً فـ خَيْرَ اسْمُ تَفْضِيلٍ ، وَمَصْدَرِيَّتُهُ بِاعْتِبَارِ الْمَوْصُوفِ اوْ الْمُضَافِ إِلَيْهِ ، وهُوَ " مَقْدَم " اوْ " قُدُوماً " . وَوُجُوباً ، وهُوَ سَمَاعِيٌّ نَحْوُ شُكْراً ، وَسَقْياً .

ترجمہ

مفعول مطلق وہ مصدر ہے جو اس فعل کے ہم معنی ہو جو اس سے پہلے مذکور ہو اور مفعول مطلق تاکید کیلئے ذکر کیا جاتا ہے جیسے ضربت ضربا، وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا یا نوع بیان کرنے کے لیے آتا ہے جلست جلست القاری یا عدد بیان کرنے کے لیے آتا ہے جیسے جلست جلسته یا جلستین یا جلسات اور کبھی مفعول مطلق فعل مذکورہ کے لفظ کے علاوہ بھی آتا ہے جیسے قعدت جلوسا اور انبت نباتا اور کبھی مفعول مطلق کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے جوازی طور پر جیسا تیرا قول آنے والے کے لیے خیر مقدم یعنی قدمت قدوما خیر مقدم ، خیر اسم تفضیل اور اس کا مصدر موصوف یا مضاف الیہ کے اعتبار سے ہے۔،،،،، اور وجوبا سماعا جیسے سقیا، شکرا، حمدا، اور رعیا، یعنی سقاك الله سقیا ، شکرتك شکرا، حمدتك حمدا، اور رعاك الله رعیا ،

مفعول مطلق کی تعریف

وہ مصدر منصوب جو ماقبل فعل کا ہم معنی ہو۔ جس طرح، وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَى تَكْلِيمًا، النساء، ۱۶۴ فَلَا تَمِيلُوا كُلَّ الْمَيْلِ ۔النساء، ۱۲۹ ضَرَبْتُ ضَرْباً، قَعَدْتُ جُلُوساً ۔

مفعول مطلق کی اقسام

اس کی تین اقسام ہیں۔ ا مفعول مطلق تاکیدی۔ ۲ مفعول مطلق نوعی۔ ۳ مفعول مطلق عددی۔
مفعول مطلق تاکیدی کی تعریف: وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی تاکید کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلاً اور قرآن کو خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو۔

مفعول مطلق نوعی کی تعریف

وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی حالت ونوعیت بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: جَلَسْتُ جِلْسَةَ الْقَارِیْ میں قاری کے بیٹھنے کی طرح بیٹھا ثلاثی مجرد سے یہ عموماً فِعْلَةٌ کے وزن پر آتا ہے۔

مفعول مطلق عددی کی تعریف

وہ مفعول مطلق جو ماقبل فعل کی تعداد بیان کرنے کے لیے لایا جائے۔ جس طرح: اَکَلْتُ اَکْلَةً میں نے ایک مرتبہ کھایا

مفعول مطلق تاکیدی ونوعی کیلئے انتباہ کا بیان

اگر مفعول مطلق فعل کے معنی میں کوئی زیادتی نہ کرے بلکہ وہی مصدر ہو جس پر فعل دلالت کر رہا ہے تو وہ تاکید کے لیے ہوگا جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْباً۔
اگر مفعول مطلق مضاف ہو یا اس کی صفت ذکر کی گئی ہو تو وہ نوعیت کے لیے ہوگا۔ جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْبَ الْقَارِیْ یا ضَرَبْتُ ضَرْباً شَدِیْداً ۔ اور اگر فَعْلَةٌ کے وزن پر ہو یا اس کا تثنیہ ہو یا اسم عدد مضاف بمصدر ہو تو وہ عدد کے لیے ہوگا۔ جس طرح: ضَرَبْتُ ضَرْبَةً یا ضَرَبْتُ ضَرْبَتَیْنِ یا ضَرَبْتُ ثَلاثَ ضَرْبَاتٍ۔

مفعول مطلق کے فعل عامل کا حذف

مفعول مطلق کے فعل عامل کو کبھی جوازاً اور کبھی وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جوازاً حذف کی صورت: جب فعل محذوف پر کوئی قرینہ موجود ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کسی آنے والے سے خَیْرَ مَقْدَمٍ کہا جائے تو اس سے پہلے قَدِمْتَ فعل محذوف ہوگا، اصل عبارت یوں ہوگی۔ قَدِمْتَ قُدُوْماً خَیْرَ مَقْدَمٍ۔

وجوباً حذف کی صورت

خیال رہے کہ مفعول مطلق کے فعل عامل کا وجوباً حذف دو طرح ہے: سماعاً قیاساً۔

سماعاً وجوب حذف کا مفہوم

جس مفعول مطلق کے فعل عامل کو ذکر کرنا اہل عرب سے اصلاً مسموع نہ ہو وہاں اس کا حذف کرنا سماعاً واجب ہوتا ہے۔ یہ

چند الفاظ میں ہوتا ہے جو درج ذیل ہیں۔

سقیا یعنی سَقَاکَ اللہُ سَقْیًا اللہ تعالیٰ تجھے سیراب کرے۔

رعیا یعنی رَعَاکَ اللہُ رَعْیًا اللہ تعالیٰ تیری رعایت فرمائے۔

خیبۃ یعنی خَابَ الرَّجُلُ خَیْبَۃً مرد ناامید ہوگیا۔

جدعا یعنی جُدِعَ جَدْعًا اس کے ناک کان کاٹ دیے گئے۔

حمدا یعنی حَمِدْتُ اللہَ حَمْدًا میں نے اللہ تعالیٰ کی حمد کی۔

شکرا یعنی شَکَرْتُ شُکْرًا میں نے تیرا شکریہ ادا کیا۔

عجبا یعنی عَجِبْتُ عَجَبًا میں نے تعجب کیا۔

قیاساً واجب حذف کا مفہوم

اگر فعل محذوف پر قرینہ اور قائم مقام دونوں پائے جائیں تو وہاں پر مفعول مطلق کے فعل عامل کا حذف کرنا قیاساً واجب ہوتا ہے۔ اس کے بھی چند مخصوص مواقع ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔

جب مفعول مطلق مکرر واقع ہو۔ جس طرح: زَیْدٌ سَیْرًا سَیْرًا یعنی یَسِیْرُ سَیْرًا زید چلنے والا ہے

جب مفعول مطلق بصیغہ تثنیہ واقع ہو۔ جس طرح: لَبَّیْکَ یعنی اُلِبُّ لَکَ اِلْبَابَیْنِ میں تیری خدمت کے لیے ہر وقت حاضر ہوں

کبھی مفعول مطلق محذوف ہوتا ہے، اور اس کی صفت وغیرہ اس کے نائب کے طور پر ذکر کی جاتی ہے۔ جس طرح: اُذْکُرُوا اللہَ کَثِیْرًا یعنی ذِکْرًا کَثِیْرًا، جَرَی التِّلْمِیْذُ سَرِیْعًا یعنی جَرْیًا سَرِیْعًا،

القسم الثاني المفعول به

﴿قسم ثانی مفعول بہ کے بیان میں ہے﴾

وَهُوَ اسْمٌ يَقَعُ عَلَيْهِ فِعْلُ الفَاعِلِ ، نَحْوُ اَكْرَمْتُ زَيْداً وَقَدْ يَتَقَدَّمُ عَلَى الفَاعِلِ ، نَحْوُ نَصَرَ عَمْراً زَيْدٌ ، وَقَدْ يُحْذَفُ فِعْلُهُ لِقِيَامِ قَرِينَةٍ عَلَيْهِ :

ا-جَوازاً ، كَقَوْلِهِ تَعَالى : خَيْراً فى الآيَةِ الكَرِيْمَةِ مَاذَا اَنْزَلَ رَبُّكُمْ ؟ قَالُوا : خَيْرًا 35 اَىْ : اَنْزَلَ خَيْراً . ب-وجُوباً ، فى اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ : اَوَّلُهَا سَمَاعِىٌّ ، وَالبَوَاقِى قِيَاسِيَّةٌ .

اَلاَوَّلُ : نَحْوُ امْرَأً وَنَفْسَهُ ، اَىْ دَعْهُ وَنَفْسَهُ ، وَ انتَهُوا خَيْرًا لَكُمْ 36 اَىْ انْتَهُوا عَنِ التَّثْلِيثِ ، وَ وَحِّدُوا الإلٰهَ وَاقْصِدُوا خَيْراً لَكُمْ . و اَهْلاً وسَهْلاً اَىْ اَتَيْتَ قَوْمًا اَهْلاً ، وَاَتَيْتَ مَكَاناً سَهْلاً ، وَنَحْوُهَا مِمَّا اشْتُهِرَ بِحَذْفِ الفِعْلِ .

اَلثَّانِى : التَّحْذِيرُ ، مِثْلُ : إيَّاكَ وَ الاَسَدَ اَصْلُهُ : قِ نَفْسَكَ مِنَ الاَسَدِ ، اَوْ تَكْرارُ المُحَذَّرِ مِنْهُ ، نَحْوُ اَلطَّرِيقَ اَلطَّرِيقَ ؛ فَالعَامِلُ فى بَابِ التَّحْذِيرِ هُوَ الفِعْلُ المُقَدَّرُ ، مِثْلُ تَوَقَّ ، وَاحْذَرْ ، وَتَجَنَّبْ الخ .

اَلثَّالِثُ : اسْمٌ اُضْمِرَ عَامِلُهُ بِشَرْطِ تَفْسِيرِهِ بِفِعْلٍ يُذْكَرُ بَعْدَهُ ، يَشْتَغِلُ ذٰلِكَ الفِعْلُ عَنْ ذٰلِكَ الإِسْمِ بِضَمِيرِهِ ، بِحَيْثُ لَوْ سُلِّطَ عَلَيْهِ هو مُنَاسِبُهُ لَنَصَبَهُ ، نَحْوُ زَيْداً اَكْرَمْتُهُ فَإنَّ زَيْداً مَنْصُوبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوفٍ ، وهُوَ اَكْرَمْتُ وَيُفَسِّرُهُ الفِعْلُ المَذْكُورُ بَعْدَهُ ، وَهُوَ اَكْرَمْتُهُ . وَلِهٰذا البَابِ فُرُوعٌ كَثِيرَةٌ

ترجمہ

مفعول بہ ہے اور وہ اسم ہے جس پر فاعل کا فعل واقع ہو جیسے ضرب زید عمرًوا اور کبھی مفعول بہ فاعل پر مقدم ہوتا ہے جیسے ضرب عمرًا زید اور کبھی اس کا فعل حذف کر دیا جاتا ہے کسی قرینہ کی وجہ سے جوازًا جیسے زیدًا اس شخص کے جواب میں جو کہے من اضرب اس کا فعل اضرب محذوف ہے۔

اور وجوبا چار جگہوں میں سے پہلی جگہ سماعی ہے جیسے امرٌو نفسہ ، وانتھو خیر الکم، اھلا وسھلا اور باقی قیاسی ہیں۔

دوسری جگہ تحذیر ہے اور وہ معمول ہے اتق کی تقدیر کے ساتھ مابعد سے ڈرانے کے لیے آتا ہے ایاک والاسد اس کی اصل اتقک والاسد تھی یا جب محذر منہ کو تکرار کے ساتھ ذکر کیا جائے جیسے الطریق الطریق ۔

تیسری مااضمر عاملہ الخ علی شریطۃ التفسیر ہے اور مااضمر وہ اسم ہے جس کے بعد فعل یا شبہ فعل ہو اور وہ فعل یا شبہ فعل اس اسم میں

عمل کرنے سے احتراز کرتا ہو بوجہ عمل کرنے اس کے اسم کی ضمیر یا اس کے متعلق میں اس حیثیت سے کہ اگر مسلط کر دیا جائے اس
فعل یا اس کے مناسب کو اس اسم پر وہ اسم کو نصب دے جیسے زیداً ضربتہ پس بے شک زیداً منصوب ہے فعل محذوف مقدر کی وجہ
سے وہ ضربت ہے اس فعل کی تفسیر کرتا ہے وہ فعل جو اس کے بعد مذکور ہے اور وہ ضربتہ ہے اور اس باب کی بہت سی فروع ہیں۔

مفعول بہ کی تعریف

وہ اسم جس پر فاعل کا فعل واقع ہو۔ جس طرح: ضَرَبْتُ زَيْداً، اَكَلْتُ عُمْرًا، رَاَيْتُه۔

غیر صریح کی تعریف

وہ اسم جو بتاویل یا بواسطہ حرف جر مفعول بہ واقع ہو۔ اس کی چند صورتیں ہیں:۔ جملہ مفرد کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ
بنے۔ جس طرح: عَلِمْتُ اَنَّكَ عَالِمٌ ۔

۔جملہ مصدر کی تاویل میں ہو کر مفعول بہ بنے۔ جس طرح: زَعَمْتُ اَنْ تَفُوْزَ ۔

۔کوئی اسم حرف جر کے واسطے سے مفعول بن رہا ہو۔ جس طرح: میں نے زید کو مارا۔ مفعول بہ کی اقسام اس کی دو قسمیں
ہیں:۔صریح۔غیر صریح۔

صریح کی تعریف:

وہ اسم جو بغیر تاویل کے اور بلا واسطہ حرف جر مفعول بہ واقع ہو۔ جس طرح: اَنْعَمْتَ عَلَيْهِم ۔

فائدہ:۔ مفعول صریح و غیر صریح بعض اوقات ایک ہی جملے میں اکٹھے آ جاتے ہیں۔ جس طرح: اَدُّوْا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا
اس میں اَمَانَاتِ مفعول بہ صریح اور اَهْلِهَا مفعول بہ غیر صریح ہے۔ ایک فعل کے ایک سے زائد مفعول بہ بھی ہو سکتے ہیں۔
جس طرح: اَعْطَيْتُ زَيْداً دِرْهَماً، اَعْلَمْتُ زَيْداً بَكْراً فَاضِلاً ۔

جس فعل کے دو یا تین مفعول ہوں اسے مجہول بنانے کی صورت میں پہلے مفعول کو نائب الفاعل اور باقی کو مفعول بہ بنایا
جاتا ہے۔ جس طرح: اُعْطِيَ زَيْدٌ دِرْهَماً، اُعْلِمَ زَيْدٌ بَكْراً فَاضِلاً ۔

مفعول بہ کی تقدیم

اصل یہ ہے کہ مفعول بہ فعل اور فاعل کے بعد آئے۔ مگر کبھی یہ فاعل سے اور کبھی فعل سے بھی پہلے آ جاتا ہے۔ جس
طرح: ضَرَبَ عَمْرًا زَيْدٌ اور زَيْداً ضَرَبْتُ ۔

جن صورتوں میں اسے فاعل پر مقدم کرنا واجب ہے

جب فاعل کے ساتھ ایسی ضمیر متصل ہو جو مفعول بہ کی طرف لوٹ رہی ہو۔ جس طرح: اِبْتَلٰى اِبْرَاهِيمَ رَبُّه ابراہیم کو ان کے

رب نے آزمایا۔ جب مفعول بہ ضمیر متصل اور فاعل اسم ظاہر ہو۔ جس طرح: ضَرَبَنِیْ زَیْدٌ۔

جب مفعول بہ ایسا کلمہ ہو جسے کلام کی ابتداء میں لانا ضروری ہو۔ مثلاً استفہام اور شرط۔ جس طرح: مَنْ رَاَیْتَ؟ مَنْ تُکْرِمْ یُکْرِمْكَ جس کی تو عزت کریگا وہ تیری عزت کریگا

مفعول بہ کے فعل کا حذف

مفعول بہ کے فعل عامل کو کبھی جوازاً اور کبھی وجوباً حذف کر دیا جاتا ہے۔ جوازاً حذف کی صورت: جب فعل محذوف پر قرینہ موجود ہو مگر اس کا قائم مقام نہ پایا جائے تو اس کا حذف جوازی ہوتا ہے۔ جس طرح: کوئی کہے: مَنْ ضَرَبْتَ؟ تو جواب میں کہا جائے: زَیْدًا۔ یہاں زَیْدًا سے پہلے ضَرَبْتُ فعل محذوف ہے اور اس پر قرینہ سائل کا سوال ہے؛ کیونکہ جو چیز سوال میں مذکور ہوتی ہے وہ جواب میں بھی ملحوظ ہوتی ہے۔ وجوباً حذف کی صورت: اس کی تین صورتیں ہیں۔

.مُنَادٰی .اِغْرَاء وَتَحْذِیْر .مَا اُضْمِرَ عَامِلُهٗ عَلٰی شَرِیْطَةِ التَّفْسِیْر .

اغراء کی تعریف

اغراء کے لغوی معنی ابھارنا، اکسانا، آمادہ کرنا کے ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مخاطب کو کسی اچھے و پسندیدہ کام پر آمادہ کرنا یا اکسانا ہے۔ جس کام کے لئے اکسایا جائے اس کو منصوب ذکر کیا جاتا ہے۔ جس طرح اَلْاِسْتِقَامَةَ استقامت اختیار کرو، اَلصِّدْقَ سچ لازم کرو۔ یہ اصل میں اِلْزَمِ الصِّدْقَ اور اِلْزَمِ الْاِسْتِقَامَةَ تھے۔ ان سے پہلے اِلْزَمْ فعل کو محذوف کر دیا گیا۔

تحذیر کی تعریف

تحذیر کے لغوی معنی ڈرانا، متنبہ کرنا ہیں، جبکہ اصطلاح میں اس سے مراد مخاطب کو کسی ناپسندیدہ و بری چیز سے ڈرانا اور اس سے بچنے کے لیے متنبہ کرنا ہے۔ جس طرح اَلْاَسَدَ، اَلْاَسَدَ وغیرہ۔ یہ اصل میں اِحْذَرِ الْاَسَدَ، اِحْذَرِ الْاَسَدَ شیر سے بچ۔ تھا پھر اِحْذَرْ فعل کو حذف کر دیا گیا۔ تحذیر کے مفعول کو مُحَذَّرٌ مِنْہ اور اغراء کے مفعول کو مغری بہ کہتے ہیں۔ مذکورہ بالا مثالوں میں اَلْاِسْتِقَامَةَ اور اَلصِّدْقَ مغری بہ ہیں اور الاسد محذر منہ ہے۔ محذر منہ سے پہلے اِتَّقِ ،بَاعِدْ ،اِحْذَرْ وغیرہ افعال محذوف نکالے جاتے ہیں۔ ان دونوں کے استعمال کی مندرجہ ذیل تین صورتیں ہیں۔ ۔ایک ہی اسم کو مکرر ذکر کرنا جس طرح اَلصَّارُوْخَ ،اَلصَّارُوْخَ

تحذیر کی مثال

اَلْمُدَاوَمَةَ عَلَی الدُّرُوْسِ ،اَلْمُدَاوَمَةَ عَلَی الدُّرُوْسِ

اغراء کی مثال

اغراء اور تحذیر کے لیے لائے جانے والے اسموں کو حرف عطف واؤ کے ذریعے ذکر کرنا جائز ہے۔ جس طرح اَلْعَمَلَ وَ

الاِحْسَانَ کام اور احسان کو لازم کر، اغرا کی مثال۔ اَلْبَرْدَ وَالْمَطَرَ اِیَّاکَ وَالظُّلْمَ یہ اصل میں اِیَّاکَ بَاعِدْ وَ اِحْذَرِ الظُّلْمَ،
بارش اور سردی سے بچ۔

تحذیر کی مثال

جو اسم اغرا و تحذیر کے لیئے لائے جائیں انہیں اکیلے ہی ذکر کرنا۔ جس طرح اَلْاِحْسَانَ اَلْاِحْسَانَ احسان کو لازم کر (اغراء کی مثال، اَلْاَسَدَ
شیر سے بچ تحذیر کی مثال۔ اغراء کی مثالوں میں پہلی دونوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے اور آخری صورت میں جائز
اور تحذیر کی مثالوں میں تینوں صورتوں میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ تحذیر کے استعمال کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ محذر منہ
سے پہلے ضمیر منصوب منفصل ذکر کردی جاتی ہے۔ جس طرح محذر منہ سے پہلے ضمیر ہو تو اسکے استعمال کے تین طریقے ہیں اور تینوں
میں فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔ محذر منہ کو واو عاطفہ کے ساتھ ذکر کیا جائے۔ جس طرح اِیَّاکَ وَالاَسَدَ اصل میں اِیَّاکَ بَاعِدْ وَ
اِحْذَرِ الاَسَدَ تھا۔ محذر منہ مصدر مؤول ذکر کیا جائے جس طرح اِیَّاکَ اَنْ تَکْسُلَ اصل میں اِیَّاکَ بَاعِدْمِنْ اَنْ تَکْسُلَ ۔
محذر منہ کو حرف جر کے بعد ذکر کیا جائے۔ جس طرح اِیَّاکَ مِنَ الشَّرِ اصل میں اِیَّاکَ بَاعِدْ مِنَ الشَّرِّ تھا۔

اشتغال کی تعریف

اشتغال کا لغوی معنی فارغ ہونا، مصروف ہونا، مشغول ہونا ہے، جبکہ اصطلاح میں جب کسی اسم کے بعد کوئی فعل یا شبہ فعل
ہو اور یہ فعل یا شبہ فعل اپنے مابعد ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اسطرح عمل کر رہا ہو کہ اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کردیا جائے تو یہ
فعل یا شبہ فعل ماقبل اسم کو نصب دے اس عمل کو نحویوں کی اصطلاح میں اشتغال کہتے ہیں، اور فعل یا شبہ فعل سے ماقبل آنیوالے
اسم کو مشغول عنہ کہتے ہیں۔ جس طرح زَیْدًا ضَرَبْتُہٗ،، میں نے زید کو مارا، زَیْدًا ضَرَبْتُ اَخَاہُ، میں نے زید کے بھائی کو مارا۔
ان مثالوں میں زَیْدًا مشغول عنہ ہے۔ اور اس کے مابعد فعل بھی ہے جو ضمیر یا اس سے متصل اسم میں اس طرح عمل کر رہا ہے کہ
اگر اسکے مابعد معمول کو حذف کردیا جائے تو یہ ماقبل اسم کو نصب دیگا۔ اصل عبارت اس طرح تھی ضَرَبْتُ زَیْدًا
ضَرَبْتُہٗ، اور ضَرَبْتُ زَیْدًا ضَرَبْتُ اَخَاہُ،
پھر زَیْدًا سے پہلے ضربت کو حذف کردیا گیا، کیونکہ مابعد فعل اس کی تفسیر بیان کر رہا ہے۔ اسے اضمار علی شریطۃ
التفسیر بھی کہتے ہیں، یہاں پہلے فعل کو حذف کرنا واجب ہے۔
مشغول عنہ کے اعراب کی مختلف صورتیں ہیں کبھی رفع واجب کبھی نصب واجب اور کبھی دونوں جائز۔ رفع واجب: جب اسم
مشغول عنہ سے پہلے ایسے حروف آجائیں جو حروف اسماء ہی پر داخل ہوتے ہیں، اِنْ، لَوْ، حَیْثُمَا، مَتٰی، وغیرہ جس طرح اِنَّ
الْبُسْتَانَ دَخَلْتَہٗ، فَلَا تَقْطَفِ الازھارَ ۔



﴿یہ سبق منادی کے بیان میں ہے﴾

وھُوَ اسْمٌ مَدْعُوٌّ بِاِحْدَی حُرُوفِ النِّداءِ التَّالِيَةِ : يَا ، وأيَا ، وهَيَا ، وأيْ ، والهَمْزَةِ المَفْتُوحَةِ ، نَحْوُ يا عَبْدَ اللهِ ، ایْ اَدْعُو عَبْدَ اللهِ . وحَرْفُ النِّداءِ قَائِمٌ مَقَامَ اَدْعُو ، واَطْلُبُ .

وَقَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النِّداءِ لَفْظاً ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالى : يُوسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هَذَا وَاسْتَغْفِرِی لِذَنْبِكِ إِنَّكِ كُنتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ (.39)

اَقْسَامُ المُنَادَی ، يَنْقَسِمُ المنَادَی إلی الاقْسَامِ التَّالِيَةِ :

-1المفْرَدُ المَعْرِفَةُ ، وَيُبْنَى عَلَى عَلامَةِ الرَّفْعِ 40 ، كَالضَّمَّةِ نَحْوُ يَا زَيْدُ وَ الالِفِ ، نَحْوُ يَازَيْدانِ والوَاوِ ، نَحْوُ يَازَيْدُونَ وَيُخْفَضُ بِلامِ الاسْتِغَاثَةِ ، نَحْوُ يَا لَزَيْدٍ ، وَيُفْتَحُ بِالْحاقِ اَلِفِهَا ، نَحْوُ يا زَيْداه والمنادَی المَعرِفَةُ إنْ كانَ مُعرَّفاً باللام فُصِلَ بَيْنَ حَرفِ النِّداءِ بـ ايُّها للمُذَكَّرِ و ايَّتُها لِلمُؤَنَّثِ ، فَتَقُولُ : يا ايُّها الرَّجلُ 41(و يا ايَّتُها المَرأةُ .

-2المُضَافُ ، وَيُنْصَبُ ، نَحْوُ يا عَبْدَ اللهِ .

-3المُشَابِهُ لِلمُضَافِ ، وَهُوَ اَنْ يَتَّصِلَ بِهِ شَیْءٌ لا يَتِمُّ المَعْنَی إلاّ بِهِ كَمَا لا يَتِمُّ المُضَافُ إلاّ بِالمُضافِ إلَيهِ ، وحُكْمُهُ النَّصَبُ ، مِثْلُ يا حَسَناً اَدَبُهُ ، يا طَالِعاً جَبَلاً .

-4النَّكِرَةُ غَيْرُ المَقْصُودَةِ ، وحكمه النصب ايضاً مِثْلُ قَوْلِ الاعمَی : يا رَجُلاً خُذْ بِيَدِی .

تَرْخِيمُ المُنَادَی : وَيَجُوزُ تَرْخِيمُ المُنَادَی ، وَهُوَ حَذْفٌ فی آخِرِهِ لِلتَّخْفِيفِ بِشَرْطِ انْ يَكُونَ عَلَماً غَيْرَ مُرَكَّبٍ بِالإضافةِ والاسْنَادِ ، وَزَائِداً عَلَى ثَلاثَةِ اَحْرُفٍ ، او مَخْتُوماً بتاءِ التَّانِيْثِ ، كَمَا تَقُولُ فِی يا مَالِكُ : يَا مَالِ ، وَفِی يَا مَنْصُورُ : يَا مَنْصُ ، وَفِی يا عُثْمَانُ يا عُثْمَ ، وفِی فاطِمَةَ : يا فاطِمَ .

وَيَجُوزُ فی آخِرِ المُرَخَّمِ الضَّمَّةُ او بَقَاءُ الحَرَكَةِ الاصْلِيَّةِ كَما تَقُولُ فِی يا حَارِثُ يَا حَارِ ، يا حَارُ .

المَنْدُوبُ ، وَاعْلَمْ انَّ يا مِنْ حُرُوفِ النِّداءِ ، وَقَدْ تُسْتَعْمَلُ فِی المَنْدُوبِ ايضاً ، وَ هُوَ المُتَفَجَّعُ عَلَيْهِ بـ يا اوْ وا ، وَيُقَالُ يَازَيْداه ، وَوازَيْداه فَـ وا تَخْتَصُّ بِالمَنْدُوبِ وَ يا مُشْتَرَكَةٌ بَيْنَ النِّداءِ وَ

مندوب

ترجمہ: اور منادی وہ اسم ہے جس پر حرف ندا داخل کر کے بلایا گیا ہو حرف ندا لفظاً ہو جیسے یا عبداللہ یعنی اے عبداللہ اور حرف ندا اس کے قائم مقام ہے اور حرف ندا پانچ ہیں یا، ایا، ھیا، ای، اور ہمزہ مفتوحہ اور کبھی حذف کر دیا جاتا حرف ندا لفظوں سے جیسے یوسف اعرض عن ھذا اور تو جان بے شک منادی چند قسموں پر ہے پس اگر منادی معرفہ مفرد ہو تو علامت رفع پر مبنی ہوگا جیسے اور اس کی مثل جیسے یا زید، یا زیدان، یا زیدون اور منادی کو جر دیا جاتا لام استغاثہ کی وجہ سے جیسے یا لزید اور فتحہ دیا جاتا الف استغاثہ کی وجہ سے جیسے یا زیداہ اور نصب دیا جاتا ہے منادی کو اگر مضاف ہو جیسے یا عبداللہ مشابہ مضاف ہو جیسے یا طالعا جبلا یا نکرہ غیر معینہ ہو جیسے اعمی کا قول یا رجلا خذ بیدی اور اگر منادی معرف باللام ہو تو کہا جائے گا،

اور منادی پر ترخیم جائز ہے اور حذف کرنا ہے اس کے آخر میں تخفیف کی غرض سے جیسے کہے مالک میں یا مال اور منصور میں یا منص اور یا عثمان میں عثم اور جائز ہے منادی مرخم کے آخر میں ضمہ اور حرکت اصلیہ جیسے تو کہے یا حارث میں یا حار اور یا حار اور تو جان بے شک یا حروف ندا میں سے کبھی استعمال ہوتا ہے مندوب میں بھی اور مندوب وہ ہے جس پر دردمندی کا اظہار کیا جائے ۔ یا، وا، کے ذریعے جیسے کہا جاتا ہے یا زیداہ، وازیداہ پس وا مندوب ہی کے ساتھ خاص ہے اور یا مندوب اور ندا دونوں کے درمیان مشترک ہے اور اس کا حکم معرب اور مبنی ہونے میں منادی کے حکم کی طرح ہے۔

ترخیم کی تعریف

منادی کے آخری حرف کو تخفیف کے لئے گرا دینے کو ترخیم کہتے ہیں۔ اور ایسے منادی کو منادی مرخم کہتے ہیں۔ جس طرح یَامَالِكُ سے یَا مَالِ اور یَا حَارِثُ سے یَاحَارُ ۔

ترخیم کی شرائط

ترخیم کی شرائط یہ ہیں۔ منادی مضاف نہ ہو۔ تین حروف سے زائد ہو۔ چنانچہ عُمَرُ میں ترخیم نہیں ہوسکتی ۔۔ مبنی بر ضمہ ہو۔ منادی مرخم کا اعراب، ترخیم کے بعد منادی کو اصل حرکت کے مطابق مضموم بھی پڑھ سکتے ہیں اور اس حرکت کے ساتھ بھی جو فی الحال آخری حرف پر موجود ہے۔ جس طرح یا فاطمۃُ کو یا فَاطِمُ اور یا فَاطِمَ ۔

منادی کی صورتیں: منادی کی دو صورتیں اور ہیں ۔۔ استغاثہ۔ ندبہ

استغاثہ

مصیبت کے وقت کسی کو مدد کیلیے نداء کرنا، استغاثہ کہلاتا ہے۔ جس طرح یَـا لَـلْـقَـوِیِّ لِـلضَّعِیْفِ قاے قوت والے ضعیف کی

خبر لیا ور جس سے مدد طلب کی جائے اسے مستغاث کہتے ہیں۔

مستغاث کا اعراب

جب مستغاث سے پہلے لام استغاثہ ہو تو مستغاث مجرور ہوتا ہے۔ جس طرح یَالَلْاَمِیْرِ لِلْفَقِیْرِ ۔

فائدہ:

یاد رہے کہ لام استغاثہ مفتوح ہوتا ہے بشرطیکہ یہ حرف نداء کے ساتھ ہو ورنہ مجرور ہوگا۔ کبھی لام استغاثہ کی بجائے منادیٰ کے آخر میں الف استغاثہ بڑھا دیا جاتا ہے۔ اس وقت مستغاث مفتوح ہوتا کیونکہ الف اپنے ماقبل فتحہ چاہتا ہے جیسے یا محمدا۔

ندبہ

کسی مردے یا مصیبت پر پکار کر رونے کو ندبہ کہتے ہیں۔ جس طرح وَازَیْدَاہ ہائے مرد۔ جس پر رویا جائے اسے مندوب کہتے ہیں۔ کبھی مندوب کے آخر میں ہائے وقف لگا دی جاتی ہے۔ جس طرح وَامُصِیْبَتَاہْ ہائے مصیبت

حرف ندبہ واؤ مندوب کے ساتھ ہی خاص ہے۔ جبکہ یا منادیٰ اور مندوب دونوں میں مستعمل ہے۔

القسم الثالث : المفعول فيه

﴿تیسری قسم مفعول فیہ کے بیان میں ہے﴾

المَفعُولُ فِيهِ : هُوَ الاسْمُ الَّذِى يَقَعُ فِيهِ مِنَ الزَّمانِ وَالمَكَانِ ، وَيُسَمَّى ظَرْفاً . وَظَرْفُ الزَّمانِ عَلَى قِسْمَيْنِ -1مُبْهَمٌ ، وَهُوَ مَا لا يَكُونُ لَهُ حَدٌّ مُعَيَّنٌ نَحْوُ دَهْرٌ ، حِيْنٌ . -2مَحْدُودٌ ، وَهُوَ مَا يَكُونُ لَهُ حَدٌّ نَحْوُ يَوْمَ ، وشَهر ، وسَنَة .

وَكُلُّهَا مَنْصُوبَةٌ عَلَى الظَّرْفِيَةِوَتَتَضَمَّنُ مَعْنَى فِى تَقُولُ ، صُمْتُ دَهراً وَسَافَرْتُ شَهراً اَىْ ، فِى دَهْرِ ، وَفِى شَهْرٍ .

وَظَرفُ المَكانِ - كذلِك - مُبْهَمٌ ، وَهُوَ مَنْصُوبٌ - اَيضاً - مِثْلُ جَلَسْتُ خَلفَكَ وَاَمامَكَ . وَمَحْدُودٌ ، وَهُوَ مَا لا يَكُونُ مَنْصُوباً بِتَقْدِيرِ فِى ، بَلْ لا بُدَّ مِنْ ذِكرِ فِى مِثْلُ جَلَسْتُ فِى الدَّارِ ، وَفِى السُّوقِ ، وفِى المَسْجِدِ .

ترجمہ

مفعول فیہ وہ اسم ہے جس میں فاعل کا فعل واقع ہو زمان اور مکان میں اور اس کا نام رکھا جاتا ہے ظرف، اور ظرف زمان دو قسم پر ہیں مبہم اور وہ ہے جس کی کوئی حد متعین نہ ہو جیسے دھر اور حین اور محدود وہ ہے جس کی کوئی حد متعین جیسے یوم، لیلة، شهر اور سنة اور تمام منصوب ہوتے ہیں فی کی تقدیر کے ساتھ جیسے تو کہے صمت دهر سافرت شهرًا یعنی اصل میں فی دهر اور فی شهر تھے اور ظروف مکان بھی اسی طرح مبہم ہوتا ہے اور وہ بھی منصوب ہوتا ہے فی کی تقدیر کے ساتھ جیسے جلست خلفك و امامك اور مکان محدود وہ ہے جو فی کی تقدیر کے ساتھ منصوب نہ ہو بلکہ اس میں کا ذکر ضروری ہے جیسے جلست فی الدار وفی السوق و فی المسجد،

مفعول فیہ کی تعریف

وہ اسم جو اس زمان یا مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدِيْنَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ اسے "ظرف" بھی کہتے ہیں۔ ظرف کی اقسام ظرف کی دو قسمیں ہیں: ۔ظرف زمان۔ ظرف مکان

ظرف زمان کی تعریف

وہ اسم جو اس زمانے پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: ضَرَبْتُ زَیْدًا یَوْمَ الْجُمُعَةِ ۔

ظرف مکان کی تعریف

وہ اسم جو اس مکان پر دلالت کرے جس میں فعل واقع ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدِیْنَةَ ۔

ظرف زمان کی اقسام ظرف

زمان کی دو قسمیں ہیں:۔ ظرف زمان غیر محدود۔ ظرف زمان محدود۔ ظرف زمان

غیر محدود کی تعریف

وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جس طرح: صُمْتُ دَهْراً ۔ میں نے ایک زمانے تک روزے رکھے اسے "ظرف مبہم" بھی کہتے ہیں۔

ظرف زمان محدود کی تعریف

وہ اسم جو ایسے زمانے پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جس طرح: صُمْتُ شَهْراً۔ میں نے ایک ماہ تک روزے رکھے

ظرف زمان کے احکام

۱ظرف زمان اگر مبہم غیر محدود ہو تو اس پر فی کے حذف کے ساتھ نصب واجب ہے۔ جس طرح: صُمْتُ دَهْراً۔

۲ظرف زمان اگر محدود ہو تو اس پر فی کے حذف کے ساتھ نصب بھی جائز ہے اور فی کے ذکر کے ساتھ جر بھی جائز ہے۔ جس طرح: قُمْتُ یَوْمًا، اِنَّا اَنْزَلْنَاہ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ

ظرف مکان کی اقسام

ظرف مکان کی بھی دو قسمیں ہیں:۔ غیر محدود۔ محدود

ظرف مکان غیر محدود کی تعریف

وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین نہ ہو۔ جس طرح: جَلَسْتُ اَمَامَ الْاَمِیْرِ میں امیر کے سامنے بیٹھا

ظرف مکان محدود کی تعریف

وہ اسم جو ایسی جگہ پر دلالت کرے جس کی کوئی حد معین ہو۔ جس طرح: دَخَلْتُ الْمَدْرَسَةَ ۔

ظرف مکان کے احکام

۱۔ اگر ظرف مکان غیر محدود ہو تو فی کے حذف کے ساتھ منصوب ہوگا۔ جس طرح: جَلَسْتُ اَمَامَ الْاَمِيْرِ ۔

۲۔ اگر ظرف مکان محدود ہو تو فی کے ذکر کے ساتھ مجرور ہوگا۔ جس طرح: ذَهَبْتُ فِی الْمَدْرَسَةِ ۔مَتٰی صُمْتَ؟ تو جواب میں کہا جا سکتا ہے: یَوْمَ الْجُمُعَةِ۔ یہاں یَوْمَ سے پہلے صُمْتُ فعل محذوف ہوگا۔

انتباہ

لفظ لَدٰی اور عِنْدَ وغیرہ اگرچہ ظرف مکان محدود ہیں مگر پھر بھی ان پر کثرتِ استعمال کی وجہ سے نصب پڑھی جاتی ہے۔

بوقتِ قرینہ مفعول فیہ کے عامل کو حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح کوئی کہے

اَلْقِسْمُ الرَّابِعُ اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ

﴿چوتھی قسم مفعول لہ کے بیان میں ہے﴾

اَلْمَفْعُوْلُ لَهٗ ، وَهُوَ اسْمٌ لِاَجْلِهٖ يَقَعُ الْفِعْلُ الْمَذْكُوْرُ قَبْلَهٗ ، وَيُنْصَبُ بِتَقْدِيْرِ اللَّامِ ، نَحْوُ ضَرَبْتُهٗ تَادِيْبًا اَیْ لِلتَّادِيْبِ ، وَ قَعَدَ الْمُتَخَاذِلُ عَنِ الْحَرْبِ جُبْنًا اَیْ لِلْجُبْنِ ۔

مفعول لہ کی تعریف

وہ مفعول ہے جو فعل مذکور کے واقع ہونے کا سبب بنے۔ جس طرح ضَرَبْتُهٗ، تَادِيْبًا میں نے اسے ادب سکھانے کے لیے مارا اس مثال میں تادیبًا مفعول لہ ہے جو فعلِ ضرب کے واقع ہونے کا سبب بنا۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ الاسراء، ۳۱ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ 265) سورۃ البقرۃ؛

مفعول لہ کے چند ضروری قواعد

مفعول لہ کو مَفْعُوْلٌ لِاَجْلِهٖ بھی کہتے ہیں۔۔ مفعول لہ کی ایک پہچان یہ بھی ہے کہ وہ ایسا مصدر ہوتا ہے جو ماقبل فعل کے متعلق سوال کا جواب ہوتا ہے۔ جس طرح جب یہ کہا جائے ضَرَبْتُهٗ، میں نے اسے مارا تو اگر سوال کیا جائے لِمَاذَا ضَرَبْتَ؟ کہ تو نے کیوں مارا؟ تو جواب میں تادِیبًا کہیں گے۔

مفعول لہ منصوب اسی صورت میں ہوگا جب مصدر ہوگا۔ اگر مصدر نہیں ہوگا تو منصوب بھی نہیں ہوگا، جس طرح وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ اللہ نے زمین کو مخلوق کے لئے بنایا۔ اس مثال میں ' للانام ' مصدر نہ ہونے کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔

مفعول لہ کے منصوب ہونے کیلئے ضروری ہے کہ فعل اور مفعول کا زمانہ ایک ہو نیز دونوں کا فاعل بھی ایک ہی ہو۔ اگر ایسا نہ ہو مفعول لہ منصوب نہیں ہوگا۔ جس طرح اَكْرَمْتُكَ الْيَوْمَ لِوَعْدِيْ بِذٰلِكَ اَمْسِ ۔ میں نے آج آپ کی عزت کی کیونکہ کل میں نے اس کا وعدہ کیا تھا اس مثال میں فعل کا زمانہ آج ہے اور مفعول لوعدی بذلك امس کا زمانہ گذشتہ ہے۔ اکرمتہ لِاِكْرَامِهٖ اَخِيْ میں نے اس کی عزت کی اس لیے کہ اس نے میرے بھائی کی تعظیم کی اس مثال میں فعلا کرمت کا فاعل متکلم ہے جبکہ مفعول لہ لاکرامہ کا فاعل غائب ہے۔ لہٰذا ان دونوں مثالوں میں مفعول لہ منصوب نہیں ہوسکتا۔

مفعول لہ کی صراحت وعدم صراحت کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ اگر مفعول لہ منصوب ہو تو اسے مفعول لہ صریح کہتے ہیں۔ اور اگر مجرور ہو تو اسے مفعول لہ غیر صریح کہتے ہیں۔ جس طرح يَجْعَلُوْنَ اَصَابِعَهُمْ فِيْ اٰذَانِهِمْ مِنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس رہے ہیں، کڑک کے سبب، موت کے ڈر سے"۔ اس مثال میں حَذَرَ الْمَوْتِ مفعول لہ صریح ہے اور مِنَ الصَّوَاعِقِ مفعول لہ غیر صریح ہے۔ کتاب لمع فی لغت، ص ۵۰، بیروت

القسم الخامس : المفعول معه

﴿پانچویں قسم مفعول معہ کے بیان میں ہے﴾

اَلْمَفْعُوْلُ مَعَهُ ، مَا يُذْكَرُ بَعْدَ وَاو بِمَعْنٰى مَعَ لِمُصَاحَبَتِهٖ مَعْمُوْلَ فِعْلٍ ، نَحْوُ جَاءَ الْبَرْدُ وَالْمِعْطَفَ ، وَجِئْتُ اَنَا وَسَعِيْداً اَیْ مَعَ الْمِعْطَفِ ، وَمَعَ سَعِيْدٍ .

فَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ لَفْظاً ، وَجَازَ الْعَطْفُ يَجُوْزُ فِيْهِ الرَّفْعُ وَالنَّصْبُ ، نَحْوُ جِئْتُ اَنَا وَزَيْدٌ وَزَيْداً وَاِنْ لَمْ يَجُزِ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ النَّصْبُ ، نَحْوُ جِئْتُ وَزَيْداً ، وَاِنْ كَانَ الْفِعْلُ مَعْنًى ، وَجَازَ الْعَطْفُ تَعَيَّنَ الْعَطْفُ ، نَحْوُ مَا لِسَعِيْدٍ وَخَالِد ؟ وإن لم يجز العطف تعين النصب ، نحو مالك وسعيداً و ما شانك وعمراً لان المعنى ، ما تَصنعُ ؟

ترجمہ

مفعول معہ وہ اسم ہے جو واؤ کے بعد ذکر کیا جائے اور وہ واؤ مع کے معنی میں ہو اور فعل کے معمول کی مصاحبت کے لیے ہو جیسے، پس اگر فعل لفظوں میں مذکور ہو اور عطف کرنا جائز ہو تو اس میں دو وجہ جائز ہیں یعنی نصب اور رفع جیسے جئت انا زید و زیداً اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہے جیسے جئت وزیداً اور اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو عطف ہی متعین ہوگا جیسے،

اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب متعین ہوگا جیسے، مالك و سعيداً اور ما شانك و عمراً اس لیے کہ اس کا معنی ہے ما تصنع

مفعول معہ کی تعریف

وہ اسم جو ایسی واؤ کے بعد واقع ہو جو مع کے معنی میں ہو۔ یہ واؤ مصاحبت کے لیے ہوتی ہے یعنی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس کا مدخول ماقبل فعل کے معمول کے ساتھ ہے۔ جس طرح: جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ سردی جبوں کے ساتھ آئی۔ فَاَجْمِعُوْا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ، سورۃ یونس ا

مفعول معہ کا اعراب

اگر مفعول معہ کا فعل لفظاً عبارت میں موجود ہو اور عطف بھی جائز ہو تو مفعول معہ پر معطوف علیہ کے مطابق اعراب اور نصب دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح: جِئْتُ اَنَا وَزَيْدٌ اور زَيْداً ۔

اگر فعل معنوی ہو اور عطف جائز ہو تو معطوف علیہ کے مطابق ہی اعراب آئے گا۔ جس طرح: مَا لِزَيْدٍ وَعَمْرٍو ۔ کیونکہ اس کا معنی ہے: مَايَصْنَعُ زَيْدٌ وَعَمْرٌو یعنی زید اور عمرو کیا کرتے ہیں۔

اور اگر عطف جائز نہ ہو تو نصب ضروری ہوگا خواہ ماقبل فعل لفظاً ہو یا معنی۔ جس طرح: جِئْتُ وَزَيْداً، مَا لَكَ وَزَيْداً ۔

اگر کوئی اسم لفظ مَعَ کے بعد آئے گا تو وہ مفعول معہ نہیں ہوگا۔ جس طرح: ذَهَبْتُ مَعَ زَيْدٍ ۔

اَلْقِسْمُ السَّادِسُ : اَلْحَالُ

﴿چھٹی قسم حال کے بیان میں ہے﴾

اَلحَالُ : لَفْظٌ يَدُلُّ عَلَى بَيَانِ هَيْئَةِ الفَاعِلِ ، اوِ المَفْعُولِ بِهِ ، اوْ كِلَيْهِمَا ، مِثْلُ جَاءَنِى حَمِيدٌ رَاكِباً وَاسْتَقْبَلْتُ سَعِيداً فَارِساً ، وَلَقِيتُ حَمِيداً رَاكِبَيْنِ ، وَالعَامِلُ فِى الحَالِ هُوَ فِعْلٌ لَفْظاً ، مِثْلُ رَاَيْتُ سَعِيداً رَاكِباً ، اَوْ مَعْنىً ، مِثْلُ زِيدٌ فِى الدَّارِ قَائِماً فَاِنَّ مَعْنَاهُ اُنَبِّهُ وَاُشِيرُ اِلَى زَيْدٍ حَالَ كَوْنِهِ قَائِماً .

وَالحَالُ نَكِرَةٌ اَبَداً ، وَذُو الحَالِ مَعْرِفَةٌ غَالِباً ، كَمَا رَاَيْتَ فِى الاَمْثِلَةِ ، فَاِنْ كَانَ ذُو الحَالِ نَكِرَةً وَجَبَ تَقْدِيمُ الحَالِ عَلَيْهِ ، نَحْوُ جَاءَنِى رَاكِباً رَجُلٌ ، لِئَلاَّ يَلْتَبِسَ بِالصِّفَةِ فِى حَالَةِ النَّصْبِ فِى قَوْلِكَ رَاَيْتُ رَجُلاً رَاكِباً . وَقَدْ يَكُونُ الحَالُ جُمْلَةً خَبَرِيَّةً ، نَحْوُ جَاءَنِى زَيْدٌ وَغُلامُهُ رَاكِبٌ ، ورَاَيْتُ سَعِيداً يَرْكَبُ فَرَسَهُ . وَقَدْ يُحْذَفُ العَامِلُ لِقَرِينَةٍ كَمَا تَقُولُ لِلْمُسَافِرِ : سَالِماً غَانِماً ، اَىْ تَرْجِعُ سَالِماً غَانِماً .

ترجمہ

حال وہ لفظ ہے جو دلالت کرے فاعل اور مفعول یا دونوں کی حالت بیان کرنے پر جیسے جَاءَ نِي حَمِيدٌ رَاكِبًا ، وَلَقِيتُ حَمِيدًا رَاكِبَيْنِ، میں حمید سے ملا اس حال میں کہ ہم دونوں سوار تھے اور کبھی فاعل معنوی ہوتا ہے جیسے زید فی الدار قائما اس لیے کہ اس کا معنی ہے زیدا استقر فی الدار اسی طرح مفعول بہ بھی یعنی معنوی ہوتا ہے جیسے ھذا زید قائما اس لیے کہ اس کے معنی ہیں مشار الیہ کھڑا ہونے والا زید ہے حال میں عامل فعل یا معنی فعل ہوتا ہے۔

اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور ذوالحال اکثر معرفہ ہوتا ہے جیسا کہ تم نے مذکورہ مثالوں میں دیکھ لیا پس اگر ذوالحال نکرہ ہو تو اس پر حال کو مقدم کرنا واجب ہے جیسے جاءنی راکبا رجل تا کہ حال کا صفت کے ساتھ التباس نہ ہو حالت نصب میں جیسے تیرا قول رایت رجلا اکبا جیسی مثالوں میں اور کبھی حال جملہ خبریہ ہوتا ہے جیسے جَاءَ نِي زَيْدٌ وَغُلَامُهُ رَاكِبٌ ، اور مثال اس حال کی جس کا عامل معنی فعل ہو جیسے ھذا زید قائماً اس کا معنی انبہ اور اشیر کے معنی کے ہیں اور کبھی قرینہ کے پائے جانے کی وجہ سے حال کے عامل کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے تم مسافر سے کہو سالماً غانماً کہ تم سلامتی کے ساتھ کامیاب ہو کر واپس آئے ہو۔

حال کی تعریف

علامہ عبداللہ بن حسن عکبری لکھتے ہیں کہ لفظ حال یہ مؤنث ہے کیونکہ اس کی تصغیر حویلۃ آتی ہے اور کا مفہوم یہ ہے کہ حال وہ اسم ہے جو فاعل یا مفعول یا دونوں کی حالت فاعلی یا مفعولی کو بیان کرے۔ جس طرح جَاءَ نِي زَيْدٌ رَاكِبًا زید میرے پاس آیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا اس مثال میں رَاكِبًا حال ہے۔ اور یہ زیدکی حالت فاعلی کو بیان کر رہا ہے۔ ضَرَبْتُ زَيْدًا مَشْدُوْدًا میں نے زید کو مارا اس حال میں کہ وہ بندھا ہوا تھا اس مثال میں مَشْدُوْدًا حال ہے اور یہ زید مفعول کی حالت مفعولی کو بیان کر رہا ہے۔ نحو قولہ تعالی: فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا سورۃ القصص ۲۱، وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا سورۃ الاسراء ۳۷۔

(اللباب فی ابناء والاعراب، بتصرف رضوی، ج ۱، ص ۲۸۵، بیروت)

نوٹ

جس کی حالت بیان کی جائے اس کو ذوالحال کہتے ہیں، جس طرح مذکورہ مثالوں میں زید ذوالحال ہے کیونکہ پہلی مثال میں اس کی حالت فاعلی اور دوسری مثال میں اس کی حالت مفعولی کو بیان کیا گیا ہے۔

حال کے چند ضروری قواعد

حال ہمیشہ نکرہ اور ذوالحال اکثر معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی حال معرفہ ہو تو یہ نکرہ کی تاویل میں ہوگا۔ جس طرح اٰمَنْتُ بِاللهِ وَحْدَهُ میں اللہ عزوجل پر ایمان لایا اس حال میں کہ وہ ایک ہے

اس مثال میں وحدہ حال ہے جو کہ ضَرَبْتُ زَیْدًا ھُوَ قَائِمًا اس میں ھو تعلق پیدا کرنے کیلئے موجود ہے۔
حال کبھی جملہ فعلیہ ہوتا ہے اور کبھی جملہ اسمیہ۔ اگر حال جملہ فعلیہ ہو اور ماضی ہو تو اس سے پہلے قَدْ کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح جاءَ الْمُصَلِّی وَقَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ نمازی آیا اس حال میں کہ جماعت کھڑی ہو چکی تھی
معرفہ ہے لیکن یہ مُنْفَرِدًا کی تاویل میں ہے۔ اور مُنْفَرِدًا نکرہ ہے۔ اگر ذوالحال نکرہ ہو تو حال کو اس پر مقدم کریں گے۔ جس طرح جاءَنِیْ رَاکِبًا رَجُلٌ، کَرَّ عَلِیٌّ اَسَدًا۔ علی نے شیر کی طرح حملہ کیا اس مثال میں اسدًا حال واقع ہو رہا ہے جو کہ اسم جامد ہے۔
کبھی جملہ خبریہ بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح رَاَیْتُ الْاَمِیْرَ وَ ھُوَ رَاکِبٌ، لَاتَضْرِبِ الرَّجُلَ وَ ھُوَ مَظْلُوْمٌ آدمی کو نہ مار اس حال میں کہ وہ مظلوم ہے اس مثال میں تعلق کیلئے واؤ اور ضمیر دونوں موجود ہیں۔ اور کُنْتُ نَبِیًّا وَّ آدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَ الطِّیْنِ میں نبی تھا اس حال میں کہ آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے اس مثال میں تعلق پیدا کرنے کیلئے واؤ موجود ہے۔
اس مثال میں رَاکِبًا رَجُلٌ کا حال واقع ہو رہا ہے۔ اور رَجُلٌ کیونکہ نکرہ ہے۔ اس لئے راکبا حال کو ذوالحال پر مقدم کیا گیا۔
حال عموما اسم مشتق ہوتا ہے لیکن کبھی اسم جامد بھی حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح میں نے امیر کو سواری کی حالت میں دیکھا۔
جب جملہ حال بن رہا ہو تو اس صورت میں حال اور ذوالحال کے درمیان تعلق پیدا کرنے کیلئے ایک رابطے کا ہونا ضروری ہے اور یہ رابطہ واؤ یا ضمیر یا دونوں ہو سکتے ہیں۔ جس طرح
اگر حال مضارع ہو اور مثبت ہو تو اس میں صرف ضمیر کافی ہے۔ جس طرح ذَھَبَ السَّارِقُ یَرْکَبُ چور گیا اس حال میں کہ وہ سوار تھا۔ کبھی کبھی حال کا عامل حذف کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح رَاشِدًا مَھْدِیًّا اصل میں سِرْ رَاشِدًا مَھْدِیًّا تھا پھر حال کے عامل سِرْ کو حذف کر دیا گیا۔
اگر حال مفرد ہو تو واحد، تثنیہ اور جمع اور تذکیر و تانیث میں ذوالحال سے مطابقت ضروری ہے۔ جس طرح جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا، جَاءَ الرجلَانِ رَاکِبَیْنِ، جَاءَتِ الْمَرْاَتَانِ رَاکِبَتَیْنِ۔
اگر جملہ خبریہ درمیان کلام یا آخر کلام میں معرفہ کے بعد واقع ہو تو وہ حال واقع ہوگا۔ جس طرح رَجَعَ الْقَائِدُ ھُوَ مَنْصُوْرٌ قائد لوٹا اس حال میں کہ وہ کامیاب تھا
مِنْ بیانیہ سے پہلے کوئی اسم معرفہ ہو تو وہ ذوالحال اور من بیانیہ اپنے مدخول سے مل کر حال بنے گا۔ جس طرح فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ۔ اس مثال میں اَلرِّجْسَ ذوالحال اور مِنَ الْاَوْثَانِ حال ہے۔ وَحْدَہٗ کا لفظ جہاں بھی آئے گا حال ہی بنے گا۔ جس طرح نَعْبُدُ اللہَ وَحْدَہٗ۔

حال کو مقدم کرنے یا نہ کرنے کے قانون کا بیان

علامہ عثمان بن جنی نحوی لکھتے ہیں کہ حال کا جب عامل متصرف ہو تو اس کو مقدم کرنا جائز ہے جیسے جاء زید راکباً، وجاء راکباً زید، وراکباً جاء زید، تمام صورتیں جائز ہیں کیونکہ جاء عامل متصرف ہے۔ لمع فی لغت، ص ۱۷، بیروت

اور جب حال میں عامل متصرف نہ ہوتو اس کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔



﴿ساتویں قسم تمیز کے بیان میں ہے﴾

اَلتَّمْيِيزُ : اِسْمٌ نَكِرَةٌ يُذْكَرُ بَعْدَ مِقْدَارٍ اَوْ كَيْلٍ اَوْ وَزْنٍ اَوْ مِسَاحَةٍ اَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا فِيهِ اِبْهَامٌ، لِيَرْفَعَ ذٰلِكَ الاِبْهَامَ ، مِثْلُ عِنْدِي عِشْرُونَ كِتاباً ، وَقَفِيزَانِ بُرّاً ، وَمَنَوَانِ سَمْناً ، وَجَرِيبَانِ قُطْناً ، وَمَا فِي السَّمَاءِ قَدْرُ رَاحَةٍ سَحَاباً ، وعَلَى التَّمْرَةِ مِثْلُهَا زُبْداً .

وَقَدْ يَكُونُ مِنْ غَيْرِ مِقْدارٍ ، نَحْوُ عِنْدِي سِوارٌ ذَهَباً ، وَهٰذا خاتَمٌ حَدِيداً ، وَالخَفْضُ فِيهِ اَكْثَرُ، مِثْلُ خاتَمُ حَدِيدٍ .

وَقَدْ يَقَعُ التَّمْيِيزُ بَعْدَ الجُمْلَةِ ، لِيَرْفَعَ الاِبْهَامَ عَنْ نِسْبَتِها نَحْوُ طَابَ زَيْدٌ عِلْماً ، اَوْ اَباً ، اَوْ خُلُقاً

ترجمہ

تمیز وہ نکرہ ہے جس کو مقدار کے بعد ذکر کیا جائے مقدار عدد سے ہو یا کیل سے یا وزن سے یا مساحت سے یا ان کے علاوہ سے جس میں ابہام ہو تمیز اس کے ابہام کو دور کرے جیسے عندی عشرون درھما اور قفیزان برا، منوان سمنا، جریبان قطنا، علی التمرۃ مثلها زبدا اور تمیز کبھی غیر مقدار سے بھی ہوتی ہے جیسے هذا خاتم حدیدًا سوار ذهباً اور اس میں اکثر مجرور ہوتی ہے اور تمیز کبھی جملہ کے بعد واقع ہوتی ہے اس ابہام کو اٹھانے کے لیے جو جملہ کی نسبت سے واقع ہو جیسے طاب زید نفساً او علماً او اباً او خلقا ،

تمیز کی تعریف

تمیز وہ اسم نکرہ ہے جو کسی مقدار یعنی عدد، کیل، وزن یا مساحت وغیرہ کے بعد ابہام کو دور کرنے کے لئے ذکر کیا جائے۔ جس طرح عِنْدِیْ عِشْرُوْنَ دِرْهَمًا اس مثال میں عِشْرُوْنَ میں ابہام تھا کہ اس سے مراد کیا ہے لہٰذا دِرْهَمًا لاکر اس ابہام کو دور کیا گیا ہے۔ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا 4) سورة مریم، وَفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا 12) سورة القمر، اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا 34) سورة الكهف،

ممیز کی تعریف کا بیان

علامہ عبداللہ بن حسن عکبری نحوی لکھتے ہیں کہ ممیز اس کو اسم کو کہتے ہیں جو تمیز سے حاصل ہو۔ اور اس کی مثال کو سمجھنے کیلئے تمیز،

مثال میں غور وفکر کرنا چاہیے۔(اللباب علی البناء والاعراب،ج ۱،ص ۲۹۷،بیروت)

حال اور تمیز کے درمیان فرق ہونے کا بیان

شیخ سعید افغانی لکھتے ہیں کہ حال اور تمیز کے درمیان فرق یہ ہے کہ غالب طور پر حال ''فی'' کے معنی میں آتا ہے جبکہ تمیز ''من'' کے معنی میں آتی ہے جس طرح یہ مثال ہے۔ جئت راکباً،اصل میں جئت فی رکوبی ،وللہ دره فارساً، بعت ثلاثة عشر کتاباً،اصل میں للہ دره من فارس، بعت ثلاثة عشر من الکتب،

اس کی مزید مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

سَخَّرَها عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيالٍ وَثَمانِيَةَ أيّامٍ حُسُوماً فَتَرَى الْقَوْمَ فِيها صَرْعَى كَأنَّهُمْ أعْجازُ نَخْلٍ خاوِيَةٍالحاقة: 69/7 قالَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْأَرْضِ عَدَدَ سِنِينَالمؤمنين: 23/112

لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِراراً وَلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْباًالكهف : 18/18وَكَأيِّنْ مِنْ نَبِيٍّ قاتَلَ مَعَهُ رِبِّيُّونَ كَثِيرٌ فَما وَهَنُوا لِما أصابَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِآل عمران،۱۴۶

وَمَنْ يَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ إبْراهِيمَ إلاّ مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ وَلَقَدِ اصْطَفَيْناهُ فِي الدُّنْيا وَإنَّهُ فِي الآخِرَةِ لَمِنَ الصّالِحِينَالبقرة: 2/130

وَكَمْ أهْلَكْنا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيشَتَها فَتِلْكَ مَساكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِنْ بَعْدِهِمْ إلاّ قَلِيلاً وَكُنّا نَحْنُ الْوارِثِينَالقصص: 28/58

قالَ رَبِّ إنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْباً وَلَمْ أكُنْ بِدُعائِكَ رَبِّ شَقِيّاًمريم: 19/3

(الموجز فی قواعد اللغة العربية)

القسم الثامن المستثنی

﴿آٹھویں قسم مستثنیٰ کے بیان میں ہے﴾

المُسْتَثْنَى ، لَفْظٌ يُذْكَرُ بَعْدَ إلاّ وَأخَواتِها ، لِيُعْلَمَ أنَّهُ لا يُنْسَبُ إلَيْهِ ما يُنْسَبُ إلى ما قَبْلَها .

وَالمُسْتَثْنَى عَلَى قِسْمَيْنِ :

-1مُتَّصِلٌ ، وَهُوَ ما كانَ مِنْ جِنْسِ المُسْتَثْنَى مِنْهُ ، مِثْلُ جاءَني القَوْمُ إلاّ زَيْداً .

-2مُنْقَطِعٌ ، وَهُوَ ما لا يَكُونُ المُسْتَثْنَى مِنْ جِنْسِ المُسْتَثْنَى مِنْهُ مِثْلُ جاءَ المُسافِرُونَ إلاّ امتِعَتَهُمْ .

. إعْرابُ المُسْتَثْنَى : إعْرابُ المُسْتَثْنَى عَلَى أنْواعٍ :

ا-النَّصْبُ ، وَيَكُونُ فِي اَرْبَعَةِ مَوَاضِعَ كَمَا يَلِي -1المُسْتَثْنَى المُتَّصِلُ التَّامُّ المُوجَبُ بِاَنْ لاَ يَكُونَ فِي الكَلامِ نَفْيٌ ، ولا نَهْيٌ ، وَلا اسْتِفْهَامٌ وَيَكُونُ المُسْتَثْنَى مِنهُ مَذْكُوراً مِثْلُ جَاءَ القَوْمُ إِلاّ سَعِيداً
-2المُسْتَثْنَى المُنْقَطِعُ ، مِثْلُ رَاَيْتُ المُسَافِرِيْنَ إِلاّ اَمْتِعَتَهُمْ .
-3المُسْتَثْنَى المُتَقَدِّمُ عَلَى المُسْتَثْنَى مِنهُ ، مِثْلُ مَا جَاءَنِي إِلاّ اَخَاكَ اَحَدٌ .
-4المُسْتَثْنَى بِـ عَدَا ، وَخَلاَ عَلَى الاَكْثَرِ وَبِـ مَا خَلا ، ومَا عَدا ، وَلَيْس ، وَلا يَكُونُ مِثْلُ كَرُمَ الطُّلاَبُ الدَّرْسَ عَدَا خَالِداً ، وَمَا خَلا خالِداً .

ب-جَوَازُ النَّصْبِ وَالإتْبَاعِ عَلَى البَدَلِيَّة . وَذلِكَ إذا كَانَ المُسْتَثْنَى فِي كَلامٍ غَيْرِ مُوجَبٍ وَالمُسْتَثْنَى مِنهُ مَذْكُوراً ، مَثَلُ مَا جَاءَ اَحدٌ إِلاّ سَعِيداً ، وَإلاّ زيد فَيَجُوزُ فِيهِ النَّصْبُ عَلَى الاسْتِثْنَاءِ والإتْبَاعُ عَلَى البَدَلِيَّةِ .

ج-الإعْرابُ حَسْبَ العَوامِلِ . وذلِك إذا كَانَ المُسْتَثْنَى مُفَرَّغاً ، بِاَنْ يَكُونَ بَعْدَ إلاّ فِي كَلامٍ غَيْرِ مُوجَبٍ ، والمُسْتَثْنَى مِنهُ غَيْرَ مَذْكُورٍ ، تَقُولُ : مَا جَاءَنِي إِلاّ زيد ، وَمَا رَاَيْتُ إِلاّ سَعِيداً ، وَمَا مَرَرْتُ إِلاّ بِسَعِيدٍ .

وَإنْ كَانَ المُسْتَثْنَى بَعْدَ غَيْر ، وَسِوى ، وَسَواء ، وَحَاشَا كَانَ مَجْرُوراً عِنْدَ الجَمِيعِ فِي غَيْرِ وسِوى وَسَواء وفِي حَاشَا عِنْدَ الاكْثَرِ نَحْوُ جَاءَنِي القَوْمُ غَيْرَ مَجِيدٍ ، وَسِوى مَجِيدٍ وَحَاشَا مَجِيدٍ .

إعْرابُ لَفْظ غَيْر .

يُعْرَبُ غَير إعْرابَ المُسْتَثْنَى بِـ إلاّ تَقُولُ : جَاءَنِي القَوْمُ غَيْرَ زَيْدٍ ، وَغَيْرَ حِمَارٍ ، وَمَا جَاءَنِي اَحَدٌ غَيْرَ سَعِيدٍ ، وَمَا رَاَيْتُ غَيْرَ سَعِيدٍ ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَيْرِ سَعِيدٍ .

وَلَفْظُ غَيْر مَوْضُوعٌ لِلصِّفَةِ ، وَقَدْ يُسْتَعْمَلُ لِلاسْتِثْنَاءِ ، كَمَا اَنَّ لَفْظَةَ إلاّ مَوْضُوعَةٌ لِلاسْتِثْنَاءِ ، وَقَد تُسْتَعْمَلُ لِلصِّفَةِ ، كَمَا فِي قَوْلِهِ تَعَالى لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا ، اَىْ غَيْرُ اللهِ ، كَذلِك قَوْلُكَ : لا إله إلاّ اللهُ .

ترجمہ

مستثنیٰ وہ لفظ ہے جو الا اور اس کے ہم شکلوں کے بعد ذکر کیا جائے تا کہ یہ جانا جائے کی اس کی جانب وہ چیز منسوب نہیں کی گئی جو اس کے ماقبل کی طرف منسوب کی گئی ہے اور وہ دو قسم پر ہے متصل اور وہ یہ ہے جو الا اور اس کے شکلوں کے ذریعہ متعدد سے نکال لیا گیا ہو جیسے جاء نی القوم الا زید .

اور دوسری قسم منقطع ہے اور وہ یہ ہے کہ الا اور اس کے شکلوں کے بعد مذکور ہو اور متعدد سے نکالا گیا ہو بوجہ اس کے مستثنیٰ منہ میں داخل نہ ہونے کے جیسے جاء نی القوم الا حمارا ،

اور تو جان بے شک مستثنیٰ کا اعراب چار قسموں پر ہے اگر مستثنیٰ متصل ہو الا کے کلام موجب میں واقع ہو یا مستثنیٰ منقطع ہو جیسا کہ گزر چکا ہے یا مستثنیٰ مقدم ہو مستثنیٰ منہ پر جیسے، یا مستثنیٰ خلا اور عدا کے بعد واقع ہو اکثر کے نزدیک یا خلا ماعدا لیس اور لا یکون کے بعد واقع ہو جیسے، وغیرہ تو مستثنیٰ منصوب ہوگا اور اگر مستثنیٰ الا کے بعد کلام غیر موجب میں واقع ہو۔

اور کلام غیر موجب ہر وہ کلام ہے جس میں نفی اور نہی اور استفہام ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں نصب اور اپنے ماقبل سے بدل جس طرح مَا جَاءَ اَحَدٌ اِلاَّ سَعِیداً ، وَاِلاَّ زید،

اور اگر مستثنیٰ مفرغ ہو اس طرح کہ الا کے بعد کلام غیر موجب میں ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور نہ ہو تو اس کا اعراب عوامل کے مطابق ہوگا جیسے تو کہے ماجاء نی الازید اور ما رایت الا زید اور ما مررت الا بزید ،

اور اگر مستثنیٰ غیر اور سویٰ اور سواء اور حاشا کے بعد واقع ہو تو وہ اکثر نحویوں کے نزدیک مجرور ہوگا جیسے جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ مَجِیدٍ ، وَسِوی مَجِیدٍ وَحَاشَا مَجِیدٍ .

اور تو جان بے شک غیر کا اعراب مستثنیٰ بالا کے اعراب کی طرح ہے جیسے تو کہے، جَاءَ نِی الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ ، وَغَیْرَ حِمَارٍ ، وَمَا جَاءَ نِی اَحَدٌ غَیْرَ سَعِیدٍ ، وَمَا رَاَیْتُ غَیْرَ سَعِیدٍ ، وَمَا مَرَرْتُ بِغَیْرِ سَعِیدٍ،

اور تو جان بیشک لفظ غیر صفت کے لیے وضع کیا گیا ہے اور کبھی استثناء کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے جس طرح لفظ الا اصل میں استثناء کے لیے وضع کیا گیا ہے مگر کبھی صفت کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں ، یعنی غیر اللہ اس طرح تیرا قول لا الہ الا اللہ ،

استثناء کی تعریف

استثناء کا لغوی معنی کسی چیز کو الگ کرنا ہے، جبکہ اصطلاح میں حرف استثناء کے ساتھ کسی کو ماقبل کے حکم سے نکال دینا استثناء کہلاتا ہے۔ جس طرح جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا میرے پاس قوم آئی سوائے زید کے اس مثال میں زید کو حرف استثناء الا کے ذریعے ماقبل کے حکم سے خارج کیا گیا ہے۔ جس کو خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ اور جس سے خارج کیا جائے اس کو مستثنیٰ منہ اور حرف جس کے ذریعے استثناء کیا جائے اس کو حرف استثناء کہتے ہیں۔ جس طرح کہ مذکورہ بالا مثال میں اَلْقَوْمُ مستثنیٰ منہ اور زَیْدًا مستثنیٰ اور اِلَّا حرف استثناء ہے۔

حروف استثناء

حروف استثناء گیارہ ھیں ۔ اِلَّا ۔ غَیْرَ ۔ سِوی ۔ سِوَاءَ ۔ خَلاَ ۔ مَاخَلاَ ۔ عَدَا ۔ مَا عَدَا ۔ حَاشَا ۔

لَیْسَ ۔لَا یَکُوْنُ ۔

مستثنیٰ کی اقسام

مستثنیٰ کی دو قسمیں ھیں ۔ مستثنیٰ متصل ۔مستثنیٰ منقطع ۔

مستثنیٰ متصل کی تعریف

مستثنیٰ متصل اسے کہتے ہیں جو مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل ہولیکن حرف استثناء کے ذریعے اسے نکال دیا گیا ہو۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا، زید قوم کے حکم میں داخل تھا لیکن اِلَّا حرف استثناء کے ذریعے اس کو نکال دیا گیا۔

مستثنیٰ منقطع کی تعریف

مستثنیٰ منقطع اسے کہتے ہیں جو مستثنیٰ منہ کے حکم میں داخل نہ ہو۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا، اس مثال میں حِمَارًا مستثنیٰ ہے جو کہ مستثنیٰ منہ اَلْقَوْمُ کے حکم میں داخل نہیں۔جس کلام میں استثناء ہو اس کی دو قسمیں ہیں، کلام موجب۔کلام غیر موجب۔

کلام موجب: جس میں نفی، نہی یا استفہام نہ پایا جائے۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ۔

کلام غیر موجب: جس میں نفی، نہی یا استفہام ہو۔جس طرح مَا جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ۔

مستثنیٰ کا اعراب

مستثنیٰ کے اعراب کی چار صورتیں ہیں۔منصوب۔منصوب یا ماقبل کے مطابق۔عامل کے مطابق۔مجرور

منصوب

جب مستثنیٰ اِلَّا کے بعد کلام موجب میں واقع ہو، جس طرح جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا ۔

جب مستثنیٰ، مستثنیٰ منہ سے پہلے اور کلامِ غیر موجب میں واقع ہو، جس طرح مَا جَاءَ نِیُ اِلَّا زَیْدًا اَحَدٌ ۔جب مستثنیٰ منقطع ہو۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اِلَّا حِمَارًا ۔

جب مستثنیٰ مَاخَلَا، مَاعَدَا ،لَیْسَ یا لَا یَکُوْنُ کے بعد واقع ہو۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ مَاخَلَا زَیْدًا ۔

جب مستثنیٰ خَلَا او ر عَدَا کے بعد واقع ہو تو اکثر علماء کے مذہب پر منصوب ہوگا۔جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ عَدَا زَیْدًا ۔

منصوب یا ماقبل کے مطابق:

جب مستثنیٰ کلام غیر موجب میں اِلَّا کے بعد واقع ہو اور مستثنیٰ منہ مذکور اور مقدم ہو تو دو طرح سے پڑھنا درست ہے منصوب اور ماقبل کے مطابق، جس طرح مَا اَثْمَرَتِ الْاَشْجَارُ اِلَّا شَجَرَةً ،شَجَرَةٌ درخت پھل نہیں لائے سوائے ایک درخت کے

عامل کے مطابق

جب مستثنٰی مفرغ ہو یعنی مستثنٰی منہ مذکور نہ ہو اور کلام غیر موجب میں واقع ہو تو اس صورت میں اس کا اعراب عامل کے مطابق ہوگا۔ جس طرح مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا زَیْدٌ ۔

مجرور

جب مستثنٰی لفظ غَیْرَ، سِوٰی، سَوَاءَ کے بعد واقع ہو تو مستثنٰی کو مجرور پڑھیں گے۔ اور اکثر نحویوں کے نزدیک حَاشَا کے بعد بھی مجرور پڑھیں گے۔ جس طرح جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ، جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ سِوٰی زَیْدٍ، جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ سَوَاءَ زَیْدٍ، جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ حَاشَا زَیْدٍ ۔

غیر کے اعراب

لفظ غَیْرَ کا اعراب اِلَّا کے بعد واقع ہونے والے مستثنٰی کی طرح ہوتا ہے۔ جس طرح جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ غَیْرَ زَیْدٍ

ترکیب

جَاءَ نِیَ الْقَوْمُ اِلَّا زَیْدًا جَاءَ فعل، نون وقایہ، ی ضمیر متکلم مفعول بہ، اَلْقَوْمُ مستثنٰی منہ، اِلَّا حرف استثناء، زَیْدًا مستثنٰی۔ مستثنٰی منہ اپنے مستثنٰی سے ملکر جَاءَ فعل کا فاعل، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔

ترکیب: لَوْ کَانَ فِیْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا" لو: حرف شرط مبنی بر سکون، کان: (صیغہ؟) فعل ناقص، فی: حرف جار، ھا، ھا: ضمیر مجرور متصل مجرور جار، میم: حرف عماد، الف: علامت تثنیہ، مجرور بواسطہ جار ظرف مستقر متعلق متصرفہ، اور وہ صیغہ صفت، ھی: ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل راجع بسوئے آلھہ، صیغہ صفت اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم، الھۃ: جمع مکسر منصرف مرفوع لفظا موصوف، الا: بمعنی غیر مضاف مرفوع محلا، اللہ اسم جلالت: مجرور تقدیرا مضاف الیہ، جو رفع اِلَّا پر آتا تھا وہ اسم جلالت پر لفظا آ گیا، مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر صفت، موصوف اپنی صفت سے مل کر اسم مؤخر، فعل ناقص اپنے اسم مؤخر اور خبر مقدم سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط، لام: جوابیہ، فسد تا: (صیغہ؟) فعل، تاء: علامت تانیث، الف: ضمیر مرفوع متصل بارز فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر جزا، شرط اپنی جزا سے مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

اَلْقِسْمُ التَّاسِعُ خَبَرُ کَانَ وَاَخَوَاتِهَا

﴿نویں قسم کان واخوات کی خبر کے بیان میں ہے﴾

وَحُکْمُهٗ کَحُکْمِ خَبَرِ الْمُبْتَدَا، نَحْوُ کَانَ سَعِیْدٌ مُنْطَلِقًا، اِلَّا اَنَّهٗ یَجُوْزُ تَقْدِیْمُهٗ عَلٰی اسْمِهَا مَعَ

كَوْنِهٖ مَعْرِفَةً بِخِلَافِ خَبَرِ الْمُبْتَدَا ، نَحْوُ ، وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ، (الروم / 47 .)

ترجمہ

کان اوراس کے اخوات کی خبر کا حکم وہی ہے جو مبتداء کی خبر کا حکم ہے جیسے کان سعید منطلقا ہاں البتہ اس کی خبر کو اس کے اسم پر مقدم کرنا جائز ہے جب وہ معرفہ ہو جبکہ مبتداء کی خبر میں ایسا نہیں ہے جیسے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ،

نوٹ اس کی وضاحت افعال ناقصہ کے ساتھ گزر چکی ہے۔ مناسب ہوگا ہم یہاں پر خبر سے متعلق کچھ مفہوم بیان کر دیں۔

خبر کے مفہوم کا بیان

جس کلام میں ذاتی طور پر سچ اور جھوٹ کا احتمال ہو، اسے خبر کہتے ہیں۔

ہمارا قول ما احتمل الصدق و الكذب کہنا دراصل انشاء سے بچنا ہے کیونکہ اس میں سچ اور جھوٹ کا احتمال نہیں ہوتا۔ اور ہم نے لذاتہ اس لیے کہا ہے تا کہ اس تعریف میں کلام اللہ اور بدیہی امور بھی شامل رہیں۔

کلام اللہ کی مثال، أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ، حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ (التکاثر 1: 2)

تمہیں کثرت نے غافل کر دیا یہاں تک کہ تم قبروں جا پہنچے۔

بدیہی امور کی مثال: ایک، دو کا آدھا ہوتا ہے اور کل، جزء سے بڑا ہوتا ہے۔

سچی خبر کی دو اقسام کا بیان

(۱) وہ خبر ہے جو اتنی بڑی جماعت کی زبان سے سنی جائے جس کا جھوٹ پر متفق ہونا تصور میں نہ آئے، یعنی ان کا جھوٹ پر جمع ہونا عادتاً محال ہو، یہ خبر بدیہی علم، یقین، کا فائدہ دیتی ہے جیسے گزرے ہوئے زمانوں اور دور دراز کے شہروں کے گزرے ہوئے بادشاہوں کا علم خبر متواتر سے حاصل ہے۔

(۲) اللہ تعالٰی کے اس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر جس کی تائید معجزہ سے کی گئی ہو، یہ خبر علم استدلالی کا فائدہ دیتی ہے (اور وہ اس طرح کہ یہ اس ہستی کی خبر ہے جس کی تائید معجزہ سے کی گئی ہے اور ایسی خبر ضروری اور سچی ہوگی اور اس کا مضمون واقع میں ثابت ہوگا) اس خبر سے ثابت ہونے والا علم یقینی اور ثابت ہونے میں علم بدیہی کے مشابہ ہے۔

رہی عقل تو وہ بھی علم کا سبب ہے جو علم عقل کے سبب پہلی توجہ سے ثابت ہو وہ ضروری ہے جیسے اس بات کا علم کہ شی کا کل اس کے جز سے بڑا ہے اور جو علم عقل کے استدلال (دلیل) میں نظر کرنے سے ثابت ہو وہ کسبی ہے۔

اہل حق کے نزدیک الہام، کسی شے کی صحت کی معرفت کا سبب نہیں ہے عالَم (اللہ تعالٰی کے سوا جتنے موجودات ہیں) اپنے تمام اجزاء سمیت حادث (عدم کے بعد موجود) ہے کیونکہ عالَم کی دو قسمیں ہیں۔ 1، اعیان جواہر 2، اعراض۔

القسم العاشر اسم ان واخواتها

دسویں قسم ان کے اسم واخوات کے بیان میں ہے

وَهُوَ الْمَسْنَدُ بَعْدَ دُخُولِهَا ، نَحْوُ : اِنَّ زَيْداً جَالِسٌ .

اور دخول کے بعد مسند ہوتا ہے جیسے ان زیدا جالس،

نوٹ اس کی وضاحت حروف مشبہ بفعل کی خبر کے ساتھ گزر چکی ہے۔ حروف مشبہ بہ فعل کی فعل کے ساتھ تشبیہ ہوتی ہے جس کی وجہ سے ان کو مشابہ بہ فعل کہتے ہیں۔ لہٰذا مناسب ہوگا یہاں ہم تشبیہ سے متعلق کچھ مختصر لکھ دیں درج ذیل میں ملاحظہ کریں۔

تشبیہ کے مفہوم کا بیان

تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کے لغوی معنی مشابہت، تمثیل اور کسی چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا ہیں۔ علم بیان کی رو سے جب کسی ایک چیز کو کسی خاص صفت کے اعتبار سے یا مشترک خصوصیت کی بنا پر دوسری کی مانند قرار دے دیا جائے تو اسے تشبیہ کہتے ہیں۔

بنیادی طور پر تشبیہ کے معنی ہیں مثال دینا۔ چنانچہ کسی شخص یا چیز کو اس کی کسی خاص خوبی یا صفت کی بنا پر کسی ایسے شخص یا چیز کی طرح قرار دینا، جس کی وہ خوبی سب کے ہاں معروف اور مانی ہوئی ہو۔۔۔ تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً ہم یہ کہیں کہ بچہ چاند کی مانند حسین ہے، تو یہ تشبیہ کہلائے گی کیونکہ چاند کا حسن مسلمہ ہے۔ اگر چہ یہ مفہوم بچے کو چاند سے تشبیہ دیے بغیر بھی ادا کیا جا سکتا تھا کہ بچہ تو حسین ہے، لیکن تشبیہ کی بدولت اس کلام میں فصاحت وبلاغت پیدا ہوگئی ہے۔

اسی طرح یہ کہنا کہ عبداللہ شیر کی طرح بہادر ہے بھی تشبیہ کی ایک مثال ہے کیونکہ شیر کی بہادری مسلمہ ہے اور مقصد عبداللہ کی بہادری کو واضح کرنا ہے جو عبداللہ اور شیر دونوں میں پائی جائے۔ تشبیہ کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مشبہ کی کسی خاص خوبی یا خامی مثلاً بہادری، خوب صورتی، سخاوت، بزدلی یا کنجوسی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس وصف کی شدت کو بھی بیان کیا جائے۔ اس سے مشبہ کی تعریف یا تذلیل مقصود ہوتی ہے۔

ارکانِ تشبیہ، تشبیہ کے مندرجہ ذیل پانچ ارکان ہیں

مشبہ کے مفہوم کا بیان

جس چیز کو دوسری چیز کے مانند قرار دیا جائے وہ مشبہ کہلاتی ہے۔ جیسا کہ اوپر کی مثالوں میں بچہ اور عبداللہ مشبہ ہیں۔

مشبہ بہ کے مفہوم کا بیان

وہ چیز جس کے ساتھ کسی دوسری چیز کو تشبیہ دی جائے یا مشبہ کو جس چیز سے تشبیہ دی جائے، وہ مشبہ بہ کہلاتی ہے۔ مثلاً چاند اور شیر مشبہ بہ ہیں۔ ان دونوں یعنی مشبہ اور مشبہ بہ کو طرفین تشبیہ بھی کہتے ہیں۔

حرفِ تشبیہ کے مفہوم کا بیان

وہ لفظ جو ایک چیز کو دوسری چیز جیسا ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے حرف تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثلاً اوپر کے جملوں میں مانند اور طرح حروف تشبیہ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی حروف تشبیہ ہیں جیسا کہ مثل، ہو بہو، صورت، گویا، جوں، سا، سی، سے، جیسا، جیسے، جیسی، بعینہ، مثال، یا، کہ وغیرہ، انہیں اداتِ تشبیہ بھی کہتے ہیں۔

وجہِ شبہ کے مفہوم کا بیان

وجہ شبہ سے مراد وہ خوبی ہے جس کی بنا پر مشبہ کو مشبہ بہ سے تشبیہ دی جارہی ہے۔ مثلاً: چاند کی مانند حسین میں وجہ شبہ حُسن ہے۔ اسی طرح شیر کی طرح بہادر میں وجہ شبہ بہادری ہے۔

غرضِ تشبیہ کے مفہوم کا بیان

وہ مقصد یا غرض جس کے لیے تشبیہ دی جائے، غرض تشبیہ کہلاتا ہے۔ اس کا تشبیہ میں ذکر نہیں ہوتا۔ صرف قرائن سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ تشبیہ کس غرض یا مقصد سے دی گئی ہے۔ مثلاً بچے کے حسن کو واضح کرنا غرض تشبیہ ہے۔ اسی طرح عبداللہ کی بہادری کو واضح کرنا بھی غرضِ تشبیہ ہے۔

القسم الحادی عشر المنصوب بـ لا التی لنفی الجنس

﴿ گیارھویں قسم لائے نفی جنس کے اسم کے بیان میں ہے ﴾

وَهُوَ الْمُسْنَدُ إِلَيْهِ بَعْدَ دُخُولِهَا . و تَلِيهَا نَكِرَةٌ مُضَافَةٌ نَحْوُ : لا غُلامَ رَجُلٍ فِي الدَّارِ اَوْ مُشَابِهٌ بِالْمُضَافِ نَحْوُ : لا عِشْرِينَ دِرْهَماً فِي الْكِيسِ .

وَإِنْ كَانَ مَا بَعْدَ لا نَكِرَةً مُفْرَدَةً يُبْنى عَلَى الْفَتْحِ نَحْوُ لا رَجُلَ فِي الدَّارِ وَإِنْ كَانَ مُفْرَداً مَعْرِفَةً اَوْ نَكِرَةٌ مَفْصُولاً بَيْنَهُ وَبَيْنَ لا كَانَ مَرْفُوعاً لأنّها تُلْغى عَنِ الْعَمَلِ ، وَيَجِبُ حِينَئِذٍ تَكْرِيرُ لا مَعَ الاسْمِ الآخَرِ ، تَقُولَ ، لا حَمِيدٌ ولا مَجِيدٌ وَ لا فِيهَا رَجُلٌ ولا امْرأةٌ . .

وَإِذا تَكَرَّرَتْ لا عَلى سَبِيلِ الْعَطْفِ ، وَجَاء بَعْدَهَا نَكِرَةٌ مُفْرَدَةٌ بِلا فصْلٍ ، مِثْلَ لا حَوْلَ و لا قُوَّةَ

إلاّ باللهِ يَجوزُ فِيهَا خَمْسَةُ اَوْجُهٍ:
فَتحُهُما و رَفْعُهُمَا ، وَ فَتحُ الاوّلِ ونَصبُ الثّانِي ، وَ فَتحُ الاوّلِ وَ رَفعُ الثانِي ، وَرَفعُ الاوّلِ وَفَتحُ الثّانِي ،وَقَدْ يُحذَفُ اسْمُ لا لِقَرِينَةٍ ، نَحْوُ لا عَلَيكَ اَىْ لا بَأسَ عَلَيْكَ .

ترجمہ

وہ اسم جو لائے نفی جنس کی وجہ سے منصوب ہوتا ہے وہ مسندالیہ ہوتا ہے اس کے داخل ہونے کے بعد اس حال میں کہ اس کے ایسا نکرہ ملا ہوا ہو جو مضاف ہو جیسے **لا غلام رجل فی الدار** یا اس کے مشابہ ہو جیسے **لا عشرین درهما فی الکیس** پس اگر لا کے بعد نکرہ مفردہ ہو تو وہ فتح پر مبنی ہوگا جیسے **لا رجل فی الدار** اگر لا کے بعد نکرہ معرفہ یا نکرہ ہو لیکن اس کے اور لائے نفی جنس کے درمیان فاصلہ لایا گیا ہو تو وہ مرفوع ہوگا اور دوسرے اسم کے ساتھ لا کا تکرار بھی واجب ہوگا جیسے تو کہے **لا فِيهَا رَجُلٌ ولا امراۃ**

ایسی مثالوں میں پانچ وجہیں جائز ہیں۔

۱دونوں کا فتحہ ۲دونوں کا رفع ۳ اول کا فتحہ دوسرے کا نصب ۴اول کا فتحہ دوسرے کا رفع ۵اول کا رفع دوسرے فتحہ اور کبھی لا کے اسم کو قرینہ کی وجہ سے حذف بھی کر دیا جاتا ہے،

لائے نفی جنس کی تعریف کا بیان

وہ حرف جو اپنے بعد واقع ہونے والی جنس سے خبر کی نفی کرتا ہے۔ جیسے: (لَا رَيْبَ فِيهِ) (اس میں کوئی شک کی جگہ نہیں) اس آیت کریمہ میں لفظ "لا" نے قرآن کریم سے جنس ریب کی نفی کردی اور ظاہر کردیا کہ یہ کتاب عظیم اصلا محل شک نہیں۔ اس کے اسم اور خبر کے احکام:۔ لائے نفی جنس جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے مبتدأ کو "لا کا اسم" اور خبر کو "لا کی خبر" کہتے ہیں۔ جیسے: آیت کریمہ میں "رَيْبَ" "لائے نفی جنس کا اسم اور "فِيهِ" "اس کی خبر ہے۔۔ اس کے اسم اور خبر کے وہی احکام ہیں جو مبتدأ و خبر کے ہیں۔۔ اس کی خبر ہمیشہ مرفوع ہوتی ہے۔ جیسے: (مرد کا کوئی غلام ذہین نہیں) اس صورت میں یہ بغیر تنوین کے منصوب ہوگا؛ کیونکہ مضاف پر تنوین نہیں آتی۔

نکرہ کا عموم میں نص اور ظاہر ہونے کا بیان

آنے والے حالات میں نفی کے سیاق میں نکرہ عموم میں نص صریح ہوتا ہے۔

1۔ جب نکرہ لائے نفی جنس کا اسم ہو۔ جیسے **لا إله إلا الله** اللہ تعالی کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے۔

2۔ جب نکرہ سے پہلے مِنْ کا اضافہ کیا جائے، اور یہ زیادتی تین جگہوں پر ہوتی ہے۔

فاعل سے پہلے۔ مثلاً لِتُنذِرَ قَوْمًا مَّا أَتَاهُم مِّن نَّذِيرٍ مِّن قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ (القصص:46) تاکہ آپ؟ ایسی

توہم کوڈرائیں جن کے پاس اس سے پہلے کوئی بھی ڈرانے والا نہیں آیا، شاید کہ وہ نصیحت حاصل کریں۔
مفعول سے پہلے۔مثلاً وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ (الأنبياء25:)ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی رسول نہیں بھیجا۔
مبتداء سے پہلے۔مثلاً وَمَا مِنْ إِلَٰهٍ إِلَّا إِلَٰهٌ وَاحِدٌ (المائدة73:)ایک الہ کے علاوہ کوئی اور الہ ہے ہی نہیں۔
3۔ایسا نکرہ جو نفی کو لازم ہو۔جیسے: دیار لفظ ہے جو اللہ تعالیٰ کے نوح علیہ السلام سے نقل کیے ہوئے قول میں ہے۔ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نوح26:)اے اللہ! زمین پر کافروں کا کوئی بھی گھر نہ چھوڑ۔
ان مقامات کے علاوہ باقی جگہوں پر نکرہ ظاہر تو ہوتا ہے لیکن نص نہیں ہوتا، جیسے لا مشابہ بلیس کا اسم۔مثال کے طور پر آپ کا یہ قول: لا رجل فی الدار آدمی گھر میں نہیں ہے۔
لا الہ میں لا لائے نفی جنس ہے اور الہ اس کا اسم ہے اور خبر محذوف ہے، یعنی لا الہ حق (نہیں ہے کوئی معبود برحق) الا اللہ (مگر اللہ) یہ خبر (حق) سے استثناء ہے۔الہ کے معنی ہیں، وہ ذات جس کی عبادت میں دل وارفتہ ہو۔یعنی اس کی طرف دل مائل ہوں اور حصول نفع یا دفع ضر کے لئے اسی کی طرف رجوع اور رغبت کریں۔یہ کلمہ اثبات اور نفی دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔تمام مخلوقات سے الوہیت کی نفی اور اللہ کے لئے الوہیت کا اثبات۔یعنی اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہیا وراس کے سوا، مشرکین نے جتنے بھی معبود بنا رکھے ہیں سب باطل ہیں۔

جنس کے مفہوم کا بیان

"هُوَ كُلِّيٌّ مَقُولٌ عَلَىٰ كَثِيرِينَ مُخْتَلِفِينَ بِالْحَقَائِقِ فِي جَوَابِ مَا هُوَ "یعنی جنس وہ کلی ہے جو مَاهُوَ کے جواب میں ایسے بہت سارے افراد پر بولی جائے جن کی حقیقتیں مختلف ہوں۔جیسے: حیوان۔
جیسے انسان اور فرس ان دونوں کی حقیقتیں مختلف ہیں جب ہم ان کے بارے میں ماھما سے سوال کریں گے تو جواب میں حیوان آئے گا لہٰذا حیوان جنس ہے۔

جنس قریب کے مفہوم کا بیان

کسی ماہیت کی جنس قریب وہ جنس ہے کہ اس جنس کے جس کسی فرد کو بھی اس ماہیت کے ساتھ ملا کر ماھما؟ کے ذریعہ سوال کیا جائے تو جواب میں وہ جنس بولی جائے۔جیسے: انسان کی جنس قریب حیوان ہے کیونکہ حیوان کے جس فرد کو انسان کے ساتھ ملا کر ماھما؟ سے سوال کریں تو جواب میں حیوان واقع ہوگا۔مثلا الانسان والاسد ماھما؟ الانسان والحمار ماھما؟ الانسان والبغل ماھما؟ ان سب سوالوں کا جواب "حیوان" آئے گا۔لہٰذا ثابت ہوا کہ انسان کی جنس قریب حیوان ہے۔

... کا بیان

... جنس بعید وہ جنس ہے جس کے تحت ... اور جب ان ماہیت کے ساتھ ... [illegible]

... واقع ہو اور جب بعض دوسرے افراد ... ماہیت کے ساتھ ... سوال ... [illegible]

... بلکہ کوئی دوسری جنس جواب میں بولی جائے جیسے انسان کی جنس بعید جسم نامی ہے ... [illegible]

... ایسے افراد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ... سوال کیا جائے تو جواب میں جسم نامی آئے ... [illegible]

... ایسے افراد ہیں کہ جب ان کو انسان کے ساتھ ملا کر ... سوال کیا جائے تو جواب میں جسم نامی واقع نہ

... سوال کیا جائے: الانسان والنخل ماهما؟ الانسان والجاموس (جاموس) ماهما؟ تو جواب میں جسم نامی

آئے گا اور جب سوال کریں کہ الانسان والحمار ماهما؟ الانسان والکلب ماهما؟ تو جواب میں جسم نامی نہیں بلکہ

حیوان آئے گا حالانکہ نخل اور جاموس کی طرح حمار اور کلب بھی جسم نامی کے افراد میں داخل ہیں۔

اَلْقِسمُ الثَّانِي عَشَرَ مَاو لاالمُشَبَّهتينِ بِـ لَيْس

﴿بارھویں قسم ما ولا مشبھتین به لیس کے بیان میں ہے﴾

وهُوَ المُسْنَدُ بَعْدَ دُخولِهما ، نَحْوُ مَا زيد جَالِساً و لا رَجُلٌ حَاضِراً . وتَلْغيانِ عَنِ العَمَلِ فِي المَواضِعِ التَّالِيَةِ : -1إذا وَقَعَ الخَبَرُ بَعْدَ إلاّ نَحْوُ مَا زَيدٌ إلاّ قَائِمٌ . -2إذا تَقَدَّمَ الخَبَرُ نَحْوُ مَا قَائِمٌ زَيدٌ -3. إذا زِيدَتْ إنْ بَعْدَ مَا نَحْوُ مَا إنْ خالِدٌ نَازِلٌ . هذِهِ لُغَةُ الحِجازِيّينِ ، و دَلِيلُهُم قَولُهُ تَعالَى مَا هَذَا بَشَرًا يوسف/ 31 .(و اَمّا بَنُو تَمِيمٍ فَلا يُعمِلُونَهَا اَصلاً كَقَوْلِ الشَّاعِرِ مِنْ بَنِيْ تَمِيمٍ :

وَمُهَفْهَفٍ كَالبَدْرِ قُلتُ لَهُ انتَسِبْ   فَاَجابَ مَا قَتْلُ المُحِبِّ على المُحِبِّ حَرامُ

بِرَفعِ حَرامُ ،

ترجمہ

ماولا کی خبر جو لیس کے مشابہ ہیں وہ مسند ہوتی ہے ان دونوں کے داخل ہونے کے بعد جیسے مـا زیـد قـائمـاً اور لا رجل حاضراً اور اگر واقع ہو خبر الا کے بعد جیسے ما زید الا قائم یا خبر اسم پر مقدم ہو جائے جیسے ما قائم زید تو ماولا کا عمل باطل ہو جاتا ہے جیسا کہ آپ نے مذکورہ مثالوں میں دیکھ لیا اور یہ اہل حجاز کی لغت ہے۔ اوران کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے ''مـا هـذا بشـرًا'' بہر حال بنو تمیم تو وہ ان دونوں کو بالکل عمل نہیں دیتے شاعر نے بنو تمیم کی زبان میں کہا شعر،

وَمُهَفْهَفٍ كَالْبَدْرِ قُلْتُ لَهُ انْتَسِبْ　　فَأَجَابَ مَا قَتْلُ الْمُحِبِّ عَلَى الْمُحِبِّ حَرَامُ

حرام کے رفع کے ساتھ کہا ہے۔ لفظ ما نے لیس کے مشابہ ہو کر عمل نہیں کیا۔

ما ولا مشابہ بہ لیس کے استعمال کا بیان

وہ ما اور لا جو نفی کا معنی دینے اور مبتدا و خبر پر داخل ہونے میں لَیْسَ کے مشابہ ہوتے ہیں۔ جیسے: مَا زَيْدٌ عَالِمًا، لَا شَجَرٌ مُثْمِرًا فِي حَدِيْقَتِنَا ۔

چونکہ یہ دونوں مبتدا و خبر پر داخل ہونے اور نفی کا معنی دینے میں لَیْسَ کی طرح ہوتے ہیں اس لیے انہیں "مَا ولَا مشبہتان بلَیْس" کہا جاتا ہے۔

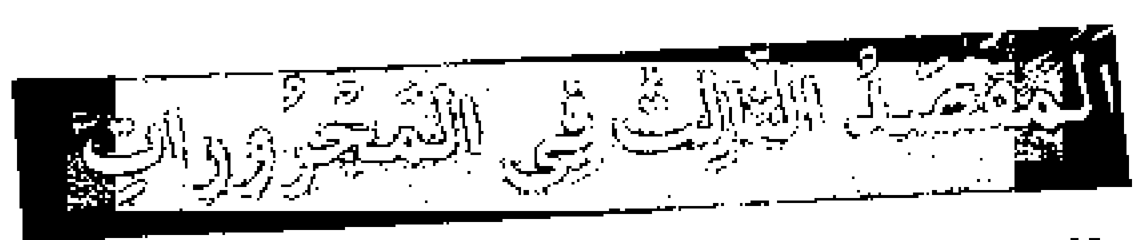
اور اسی لیے یہ دونوں لَیْسَ کا سا عمل بھی کرتے ہیں یعنی مبتدا کو رفع دیتے ہیں جسے "مَا یا لَا کا اسم" کہا جاتا ہے اور خبر کو نصب دیتے ہیں جسے "مَا یا لَا" کی خبر کہا جاتا ہے۔ درج ذیل صورتوں میں ان کا عمل باطل ہو جاتا ہے:۔ مَا اور لَا کی خبر ان کے اسم سے پہلے آ جائے۔ جیسے: مَا قَائِمٌ زَيْدٌ۔

ان کی خبر اِلَّا کے بعد واقع ہو۔ جیسے: وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۔

مَا اور اس کے اسم کے درمیان اِنْ زائدہ سے فاصلہ آ جائے۔ جیسے: مَا اِنْ اَنْتُمْ ذَاهِبُوْنَ ۔

ما اور لا میں فرق

لَا نکرہ کے ساتھ خاص ہے یعنی صرف نکرہ میں عمل کرتا ہے معرفہ میں نہیں کرتا۔ جیسے: لَا شَجَرٌ مُثْمِرًا فِي الْحَدِيْقَةِ، لَا زَيْدٌ شَاعِرٌ ۔ اور مَا دونوں میں عمل کرتا ہے۔



﴿تیسرا مقصد مجرورات کے بیان میں ہے﴾

مجرورات کو مؤخر ذکر کرنے نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ اور علمائے نحات نے مرفوعات اور منصوبات کے بعد مجرورات کو ذکر کیا ہے۔ اس کی نحوی مطابقت یہ ہے کہ تمام مرفوعات و منصوبات اور مجرورات یہ اعراب کے سبب سے ہیں۔ رفع اعراب ہونے میں اپنی دونوں قسموں پر فضیلت رکھتا ہے جس کے سبب وہ مقدم ہوا اور نصب خفت میں جر پر برتری رکھتی ہے جس کے سبب سے وہ جر سے مقدم ہوئی اور اعراب کی تیسری قسم جر رہ گئی ہے، جو بہ ترتیب مقام سوئم پر آئے گی۔ لہٰذا مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کی ترتیب رفع، نصب اور جر کے

مطابق ہوگی۔
اس کا دوسرا سبب یہ ہے کہ فاعل کلام میں اصل جبکہ مفعول فضلہ اور مجرور متعلق فعل ہوتا ہے۔لہذا اس سبب سے بھی یہی نحوی ترتیب بنتی ہے۔ جس کا علمائے نحات لحاظ کیا ہے۔

اسم مجرور کی تعریف کا بیان

اسم مجرور وہ اسم ہے جس کی طرف کسی شی کی نسبت حرف جر کے واسطے سے کی جائے۔اگر حرف جر لفظا ہو تو یہ ترکیب جار مجرور کہلاتی ہے جس طرح مَرَرْتُ بِزَيْدٍ اور اگر حرف جر تقدیرا ہو تو اس ترکیب کو مضاف،مضاف الیہ کہا جاتا ہے۔جس طرح غُلَامُ زَيْدٍ

1۔المَجْرُورُ بِحَرْفِ الجَرِّ ، وهُوَ كُلُّ اسْمٍ إليهِ شَيءٌ بِواسِطَةِ حَرفِ الجَرِّ لَفْظاً ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِزَيْدٍ ، ويُعَبَّرُ عَنْ هذا التَّرْكِيبِ فِي الإصْطِلاحِ بـ الجَارِّ والمَجْرُورِ .

2۔المضَافُ إليهِ ، نَحْوُ غُلامُ زَيْدٍ فَإِنَّهُ مَجْرُورٌ بِحَرْفِ جَرٍّ مُقَدَّرٍ ، وَيُعَبَّرُ عَنْهُ فِي الإصْطِلاحِ بِأَنَّهُ مُضَافٌ وَمُضَافٌ إليهِ . وَيَجِبُ تَجْرِيدُ المُضَافِ عَنِ التَّنوِينِ ، ومَا يَقُومُ مَقَامَهُ ، نَحْوُ كِتَابِ سَعِيدٍ وَكِتَابَيْ حَمِيدٍ ، وَمُسْلِمِي مِصْرَ.

الإضَافَةُ عَلى قِسْمَيْنِ :

1۔مَعْنَوِيَّةٌ ، وَهِيَ انْ لا يَكُونَ المُضَافُ صِفَةً 58مُضَافَةً إلى مَعْمُولِهَا ، وهِيَ إمَّا بِمَعْنَى اللامِ نَحْوُ صَلاةُ اللَّيْلِ .

وَفَائِدَةُ هذِهِ الإضَافَةِ تَعْرِيفُ المُضَافِ إنْ أُضِيفَ إلى مَعْرِفَةٍ - كَمَا مَرَّ - وتَخْصِيصُهُ إنْ أُضِيفَ إلى نَكِرَةٍ ، نَحْوُ غُلامُ رَجُلٍ .

2۔لَفْظِيَّةٌ : وَهِيَ انْ يَكُونَ المُضافُ صِفَةً مُضافَةً إلى مَعْمُولِهَا وَهِيَ فِي تَقْدِيرِ الانفِصَالِ فِي اللَّفْظِ ، نَحْوُ زَائِرُ سَعِيدٍ - فَكَأَنَّ المُضافَ مُنْفَصِلٌ عَنِ المُضَافِ إلَيهِ ، وَفَائِدَتُهَا تَخْفِيفٌ فِي اللَّفْظِ فَقَط.

وإذا أُضِيفَ الاسْمُ الصَّحِيحُ ، اوِ الجَارِي مَجرَى الصَّحِيحِ إلى يَاءِ المُتَكَلِّمِ، كُسِرَ آخِرُهُ ، وأُسْكِنَتِ اليَاءُ ، او فُتِحَتْ ، مِثْلُ غُلامِي وَ دَلْوِي ، وَظَبْيِي ان كان اخر الاسم الفاً تثبت كعصاى ورحاى خلافا للهذيل كعصى،ورحى،

وَانْ كَانَ آخِرُ الاسْمِ يَاءً مَكْسُوراً مَا قَبْلَهَا أُدْغِمَتِ اليَاءُ فِي اليَاءِ وفُتِحَتِ اليَاءُ الثَّانِيَةُ لِئَلَّا

يَقُولُ اَلسَّاكِنَانِ ، كَمَا تَقُولُ فِي الْقَاضِي قَاضِيَّ وَفِي الرَّامِي رَامِيَّ .

وَإِنْ كَانَتْ فِي آخِرِهِ وَاوٌ مَضْمُومٌ مَا قَبْلَهَا قَلَبْتَهَا يَاءً ، وَعَمِلْتَ كَمَا مَرَّ، تَقُولُ ، مُسْلِمِيَّ .

وَتَقُولُ فِي الْاَسْمَاءِ السِّتَّةِ ، أَبِي وَ أَخِي ، وَحَمِي ، وَهَنِي وَ فِيَّ عِنْدَ قَوْمٍ وَذُو لَا يُضَافُ إِلَى مُضْمَرٍ اَصْلًا وَقَوْلُ الشَّاعِرِ : إِنَّمَا يَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْهُ شَاذٌّ .

وَإِذَا قُطِعَتْ هٰذِهِ الْاَسْمَاءُ عَنِ الْاِضَافَةِ قُلْتَ ، أَخٌ ، وَأَبٌ ، وَحَمٌ ، وَهَنٌ ، وَفَمٌ ، وَتَعْرِبُ الْحَرَكَاتُ الثَّلَاثُ ، وَ ذُو لَا يُقْطَعُ عَنِ الْاِضَافَةِ اَصْلًا . هٰذَا كُلُّهُ فِي الْمَجْرُوْرِ بِتَقْدِيرِ حَرْفِ الْجَرِّ ، اَمَّا مَا يُذْكَرُ فِيهِ حَرْفُ الْجَرِّ لَفْظًا فَسَيَأْتِيكَ فِي الْقِسْمِ الثَّالِثِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

ترجمہ

اسماء مجرورہ وہ صرف مضاف الیہ ہے اور مضاف الیہ وہ اسم ہے جس کی طرف کسی شئی کی نسبت گئی ہو حرف جر کے واسطے سے چاہے حرف جر لفظوں میں مذکور ہو جیسے مررت بزید اور اس ترکیب کو اصطلاح میں تعبیر کیا جاتا ہے
کہ وہ جار اور مجرور ہیں یا حرف جار تقدیراً ہو جیسے غلام زید اس کی تقدیر غلام لزید تھی اور اصطلاح میں اس کو تعبیر کیا جاتا ہے کہ وہ مضاف اور مضاف الیہ ہیں اور واجب ہے مضاف کو تنوین سے خالی کرنا اور اس سے جو اس کے قائم مقام ہو اور وہ تثنیہ اور جمع کے نون ہیں جیسے،

اور تو جان کہ بے شک اضافت دو قسم پر ہے ایک معنوی اور دوسری لفظی پھر اضافت معنویہ وہ یہ ہے کہ مضاف ایسا صفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ اضافت معنوی یا بمعنی لام ہوگی جیسے غلام زید یا بمعنی من ہوگی جیسے خاتم فضة یا بمعنی فی ہوگی جیسے صلوۃ اللیل

اور اس ضافت کا فائدہ یہ ہے کہ مضاف معرفہ بناتا ہے اگر معرفہ کی طرف اضافت کی گئی ہو جیسے کہ پہلے گزر چکا یا مضاف کو خاص کرنا ہے اگر اس کی اضافت کی گئی ہو نکرہ کی طرف جیسے غلام رجلا اور بہر حال اضافت لفظیہ پس وہ یہ ہے کہ مضاف صفت کا صیغہ ہو جو اپنے معمول کی طرف مضاف ہو اور وہ اضافت لفظیہ انفصال کی تقدیر میں ہوتی ہے جیسے ضارب زید اور حسن الوجہ اور اس کا فائدہ صرف لفظ میں ہوتا ہے۔

اور تو جان بیشک جب تو اسم صحیح یا جاری مجری صحیح کو یائے متکلم کی طرف مضاف کرے تو اس کے آخر کو کسرہ دیدے اور تو یاء کو ساکن کردے یا اس کو فتحہ دیدے جیسے غُلَامِي وَ دَلْوِي ، وَظَبْيِي
اور اگر اسم کے آخر میں الف ہو تو وہ الف ثابت رہتا ہے جیسے عصای ورحای

اور یہ عدیل کے خلاف ہے جیسے عصی، ورمی،

اور اگر اسم کے آخر میں یاء ماقبل مکسور ہو تو یاء کو یاء میں ادغام کر دیا جائے گا اور تو دوسری یاء کو فتحہ دیدے تاکہ دونوں میں التقائے ساکنین لازم نہ آئے جیسے تو قاضی میں کہے۔

اور اگر اس آخر میں واو ماقبل مضموم ہو تو اس واو کو یاء سے بدل دے اور تو وہی عمل کر جو ابھی اوپر کیا ہے یعنی یاء کو یاء میں ادغام کرکے دوسری یاء کو فتحہ دیدے جیسے تو کہے، جاء مسلمی اور اسماء ستہ مکبرہ جب یائے متکلم کی طرف مضاف ہوں تو کہے اخی، ابی، حمی، ھنی، فی اکثر نحویوں کے نزدیک اور فمی ایک قوم کے نزدیک ہے اور ذو ضمیر کی طرف بالکل مضاف نہیں ہوتا ہمیشہ اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے اور شاعر کا قول اِنَّمَا یَعْرِفُ ذَا الْفَضْلِ مِنَ النَّاسِ ذَوُوْہُ شاذ ہے شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ لوگوں میں سے فضیلت والے اور کمال والے آدمی کو فضیلت اور کمال والے ہی پہچانتے ہیں

اور جب تو ان اسماء ستہ کو اضافت سے جدا کرے تو کہے اخ، اب، حم، ھن، فم اور ذو کو اضافت سے جدا نہیں کیا جائے گا یقیناً مذکورہ تمام استعمال حرف جر مقدر ہونے کی صورت میں ہے بہرحال وہ اسم جس میں حرف جر لفظوں میں مذکور ہو تو اس کا بیان تمہارے سامنے قسم ثالث میں یعنی حرف کی بحث میں ان شاء اللہ آئے گا۔

انتباہ

اضافت معنویہ میں مضاف الیہ سے پہلے حروف جارہ من، فی یا لام میں سے کوئی ایک مقدر ہوتا ہے اس اعتبار سے اضافت کی تین قسمیں ہیں۔

اضافت کے تفصیلی احکام مرکب اضافی کے بیان میں گزر چکے۔ یہاں اضافت کی اقسام و فوائد ذکر کیے جائیں گے۔

اضافت کی اقسام تعریف و تخصیص حاصل ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے اضافت کی دو اقسام ہیں۔ اضافت لفظیہ۔ اضافت معنویہ۔

اضافت لفظیہ

وہ اضافت ہے جس میں صفت کا صیغہ اپنے معمول کی طرف مضاف ہو۔ جس طرح ضَارِبُ زَیْدٍ

اضافت معنویہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف صفت کا صیغہ نہ ہو اور اگر ہو تو مضاف الیہ اس کا معمول نہ ہو۔ جس طرح اضافت لامیہ۔ اضافت منیہ۔ اضافت فیویہ۔

اضافت لامیہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر لام مقدر ہو، اس صورت میں مضاف الیہ نہ ظرف ہوتا ہے اور نہ ہی

مضاف کی جنس سے۔ جس طرح کِتَابُ اللهِ ،غُلَامُ زَیْدٍ یہ اصل میں کِتَابٌ لِلّٰہِ اور غُلَامٌ لِزَیْدٍ،

اضافت منیہ

وہ اضافت ہے جس میں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر مِن مقدر ہو اس صورت میں مضاف مضاف الیہ کی جنس سے ہوتا ہے۔
جس طرح خَاتَمُ فِضَّۃٍ چاندی کی انگوٹھی یہ اصل میں خَاتَمٌ مِنْ فِضَّۃٍ تھا۔

اضافت ظرفیہ

وہ اضافت ہے جسمیں مضاف الیہ سے پہلے حرف جر فی مقدر ہو اس صورت میں مضاف الیہ مضاف کیلئے ظرف ہوتا ہے۔
جس طرح صَلٰوۃُ اللَّیْلِ رات کی نماز اصل میں صَلٰوۃٌ فِی اللَّیْلِ تھا۔

اضافت کا فائدہ

اضافت اگر لفظیہ ہو تو فقط تخفیف کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ یعنی مضاف کے آخر سے تنوین اور نون تثنیہ وجمع گر جاتے ہیں، اور اگر معنویہ ہو تو تعریف وتخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ یعنی مضاف الیہ معرفہ ہو تو تعریف کا۔ جس طرح غُلَامُ زَیْدٍ اور اگر نکرہ ہو تو تخصیص کا فائدہ دیتی ہے۔ جس طرح غُلَامُ رَجُلٍ

اضافت کے چند ضروری قواعد

مضاف پر الف لام نہیں آتا لیکن چونکہ اضافت لفظیہ تعریف کا فائدہ نہیں دیتی اس لئے اس اضافت میں مضاف پر الف لام کا دخول جائز ہے۔ اسکی چند صورتیں درج ذیل ہیں۔ جب مضاف تثنیہ یا جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو۔ جس طرح اَلضَّارِبَا غُلَامٍ اور اَلضَّارِبُوْ غُلَامٍ۔

جب مضاف الیہ معرف باللام ہو جس طرح اَلضَّارِبُ الْغُلَامِ ۔۔ جب مضاف الیہ ایسے اسم کی طرف مضاف ہو جو معرف باللام ہو۔ جس طرح اَلضَّارِبُ غُلَامِ الرَّجُلِ،

یہاں اَلضَّارِبُ پر اس لئے الف لام کا دخول جائز ہے کیونکہ اس کا مضاف الیہ غُلَامِ معرف باللام اَلرَّجُلِ کی طرف مضاف ہے۔

جب اسم مفرد صحیح یا جاری مجریٰ صحیح کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی جائے تو ی پر جزم اور فتحہ دونوں پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح کِتَابِیْ ،کِتَابِیَ اور دَلْوِیْ ،دَلْوِیَ ،

اور ایسا لفظ اگر جملے کے آخر میں واقع ہو تو اس کے ساتھ ہ بھی بڑھا دینا جائز ہے۔ جس طرح کِتَابِیَہْ میری کتاب حِسَابِیَہْ میرا حساب۔

اگر یائے متکلم کیطرف اسم مقصور یا منقوص یا تثنیہ یا جمع مذکر سالم کی اضافت کی جائے تو اسوقت ی پر فتحہ ی پڑھا جائے گا جس طرح عَصَایَ ، قَاضِیَّ اور مُسْلِمِیَّ ۔

جب اسمائے ستہ مکبرہ کی اضافت یائے متکلم کی طرف کی جائے تو محذوف حرف کو نہیں لوٹائیں گے۔ جس طرح اَخِی، اَبِیْ وغیرہ

مضاف ہمیشہ اسم ہوتا ہے جبکہ مضاف الیہ اسم ہونے کے ساتھ ساتھ جملہ فعلیہ بھی ہوسکتا ہے۔ جس طرح یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ جس دن حساب قائم ہوگا۔

شاذ کا لغوی مفہوم

شاذ لغت میں شَذَّ یَشِذُّ (ضَرَبَ یَضْرِبُ) اور شَذَّ یَشُذُّ (نَصَرَ یَنْصُرُ) شُذُوْذًا سے ہے جس کا مفہوم ندرت، قلت استعمال اور جمہور سے ہٹ کر رائے اختیار کرنے کا ہے۔ علماء نحو کے ہاں کوئی مسئلہ جو پورے باب سے الگ اور منفرد ہو، شاذ کہلاتا ہے۔ رجل شاذ اس آدمی کو کہا جاتا ہے جو اپنے ساتھیوں سے الگ تھلگ ہو جائے۔ کلمہ شاذ وہ کلمہ ہوتا ہے جو پورے جملے میں منفرد معلوم ہو۔

اہل لغت کے ہاں شاذ کا اطلاق

لغویوں میں سے خصوصاً صرفیوں اور نحویوں کے ہاں اس کا استعمال بکثرت ہے چنانچہ جب وہ قاعدہ بیان کرتے ہیں تو جس مثال پر وہ قاعدہ منطبق نہ ہو اس کو شاذ کہتے ہیں۔

ذو کے شاذ استعمال کا بیان

(أ) نحوی قاعدہ یہ ہے کہ ذُو جو اسماء ستہ مکبرہ میں سے ایک ہے صرف اسم ظاہر کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے ذو مال، ذو بلد وغیرہ ضمیر کی طرف اس کی اضافت درست نہیں لیکن درج ذیل مثالوں میں شاذ ہے۔

انما یصطنع المعروف فی الناس ذووہ   انما یعرف ذاالفضل من الناس ذووہ

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں۔

وذو لایضاف الی مضمر اصلًا وقول القائل: انما یعرف ذاالفضل من الناس ذووہ، شاذ



﴿یہ خاتمہ توابع کے بیان میں ہے﴾

خاتمہ توابع کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف علیہ الرحمہ نے اس کتاب میں مقاصد ثلاثہ کو بیان کرنے کے بعد خاتمہ کو ذکر کیا ہے اس کی نحوی مطابقت یہ ہے کہ اس خاتمہ میں توابع کا بیان ہے جو مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کے توابع ہیں۔ اور یہ اصول ہے کہ تابع ہمیشہ متبوع کے بعد آتا ہے۔ لہٰذا اسی مطابقت کے پیش نظر توابع یعنی توابع اعراب کو اعراب کی اقسام ثلاثہ یعنی مرفوعات، منصوبات اور مجرورات کے بعد ذکر کیا ہے۔

اِعْلَمْ اَنَّ الاَسْمَاءَ الْمُعْرَبَةَ الَّتِی مَرَّ ذِکْرُهَا کَانَ إعْرَابُهَا بِالاَصَالَةِ ، بِاَنْ دَخَلَتْهَا العَوَامِلُ ، فَاَوْجَبَتْ فِيهَا الرَّفْعَ ، والنَّصبَ ، وَالجَرَّ بِلا واسِطَةٍ ، وقَدْ يَكُونُ إعْرَابُ الاسْمِ بِتَبَعِيَّةِ مَا قَبْلَهُ ، و يُسَمَّى التَّابِعَ لاَنَّهُ يَتْبَعُ مَا قَبْلَهُ فِی الإعْرَابِ. فَالتَّابِعُ ، كُلُّ ثَانٍ مُعْرَبٍ بِاعْرَابِ سَابِقِهِ مِنْ جِهَةٍ واحِدَةٍ

ترجمہ

یادر ہے کہ پیچھے جتنے بھی اسمائے معربہ گزرے ان کا اعراب بالاصالت تھا۔ اس طور پر کہ ان پر رفع نصب یا جر دینے والے عوامل داخل تھے۔ لیکن کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اسم پر اپنے ماقبل کی تبع میں اعراب ظاہر ہوتے ہیں اور بذات خود اس پر کوئی عامل داخل نہیں ہوتا۔ ایسے اسم کو تابع کہتے ہیں۔ تابع وہ دوسرا اسم ہے جس کا اعراب ایک ہی جہت سے پہلے اسم کے مطابق ہو۔ جس طرح جَاءَنِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ۔ متبوع وہ اسم جو تابع سے پہلے ہو

تابع کی تعریف

ہر وہ اسم جسے ایک ہی جہت سے اپنے ماقبل کا اعراب دیا گیا ہو۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ ۔ اس مثال میں رَجُلٌ اور عَالِمٌ کا اعراب ایک ہے اور ان دونوں پر اعراب کا سبب بھی ایک ہے یعنی رَجُل کا فاعل ہونا۔ اس مثال میں عالِم تابع ہے۔ جسے ماقبل رجل کا اعراب دیا گیا ہے۔

، وَالتَّوَابِعُ خَمْسَةٌ : -1النَّعْتُ . -2اَلعَطفُ بِالحُرُوفِ . -3اَلتَّاكِيدُ . -4عَطْفُ البَيَانِ -5. اَلبَدَلُ .

تابع کی اقسام تابع کی پانچ اقسام ہیں ۱۔ صفت ۲۔ بدل ۳۔ تاکید ۴۔ عطف بحرف ۵۔ عطف بیان۔



﴿یہ سبق تابع صفت کے بیان میں ہے﴾

اَلنَّعْتُ ، تَابِعٌ يَدُلُّ عَلَى مَعْنًى فِي مَتْبُوعِهِ ، نَحْوُ جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ وَيُسَمَّى النَّعْتَ الحَقِيقِيَّ ، اَوْ فِي مُتَعَلِّقِ مَتْبُوعِهِ ، نَحْوُ جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوهُ وَيُسَمَّى النَّعْتَ السَّبَبِيَّ . وَالنَّعْتُ الحَقِيقِيُّ إِنَّمَا يَتْبَعُ مَتْبُوعَهُ فِي اَرْبَعَةٍ مِنْ عَشَرَةِ اُمُورٍ .

الاَوَّلُ والثَانِي وَالثَالِثُ : فِي الإِعْرَابِ الثَّلاثِ ، الرَّفْعِ وَالنَّصْبِ وَالجَرِّ . الرَّابِعُ والخَامِسُ ، فِي التَّعْرِيفِ ، والتَّنْكِيرِ . السَّادِسُ وَالسَابِعُ وَالثَامِنُ : فِي الإِفْرَادِ ، وَالتَّثْنِيَةِ ، وَالجَمْعِ . التَاسِعُ والعَاشِرُ ، فِي التَذْكِيرِ والتَانِيثِ . نَحْوُ جَاءَنِي رَجُلٌ عالِمٌ ، وَامْرَاةٌ عالِمَةٌ وَرَجُلانِ عالِمانِ ، وَ امْرَاَتَانِ عَالِمَتَانِ ، وَ رِجَالٌ عُلَمَاءُ ، وَنِسَاءٌ عَالِمَاتٌ ، وَزَيْدٌ العَالِمُ ، وَالزَّيْدانِ العَالِمانِ وَالزَّيْدُونَ العَالِمُونَ ، و رَاَيْتُ رَجُلاً عَالِماً ، وَكَذا البَوَاقِي .

وَالنَّعْتُ السَّبَبِيُّ إِنَّما يَتْبَعُ مَتْبُوعَهُ فِي الخَمْسَةِ الاُوَلِ ، اَعْنِي حالاتِ الإِعْرابِ الثَّلاثِ ، والتَّعْرِيفَ ، والتَّنْكِيرَ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالى ، اَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ القَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا (النساء / 75 .)

وَفَائِدَةُ النَّعْتِ تَخْصِيصُ المَنْعُوتِ إِنْ كَانَا نَكِرَتَيْنِ ، مِثْلُ جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ ، وَتَوْضِيحُ مَنْعُوتِهِ إِنْ كَانَا مَعْرِفَتَيْنِ : مِثْلُ جَاءَنِي زَيْدٌ الفَاضِلُ .

وَقَدْ يَكُونُ لِلثَّنَاءِ وَالمَدْحِ ، نَحْوُ ، بِسْمِ اللهِ الرَّحْمنِ الرَّحِيمِ ، وَقَدْ يَكُونُ لِلتَّاكِيدِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ الحاقة/.(13)

وَقَدْ يَكُونُ لِلذَّمِّ نَحْوُ : اَعُوذُ بِاللّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ و النَّكِرَةُ تُوصَفُ بِالجُمْلَةِ الخَبَرِيَّةِ ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوهُ قَائِمٌ ، اَوْ قَامَ اَبُوهُ .(وَالضَّمِيرُ لا يُوصَفُ ، و لا يُوصَفُ بِهِ .

ترجمہ

صفت وہ تابع ہے جو اپنے متبوع میں موجود معنی پر دلالت کرے جیسے "جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ "اور اس کا نام بھی صفت حقیقی رکھا جاتا ہے۔ یا اپنے متبوع کے متعلق کے معنی پر دلالت کرے۔ جیسے، جَاءَنِي رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوهُ،

اور پہلی قسم تابع ہوتی ہے اپنے متبوع کے ساتھ دس چیزوں میں اعراب، افراد، تنکیر، تثنیہ، جمع، تذکیر، اور تانیث میں جیسے" جاءَنِي رَجُلٌ عالِمٌ ، وَامْرَاةٌ عالِمَةٌ وَرَجُلانِ عالِمانِ ، وَ امْرَاَتَانِ عَالِمَتَانِ ، وَ رِجَالٌ عُلَمَاءُ ، وَنِسَاءٌ عَالِمَات

وَزَيْدُ الْعَالِمُ ، وَالزَّيْدَانِ الْعَالِمَانِ وَالزَّيْدُونَ الْعَالِمُونَ ، وَرَأَيْتُ رَجُلاً عَالِماً ''
اور دوسری قسم کی اپنے متبوع کے تابع ہوتی ہے صرف پانچ امور میں یعنی اعراب اور تعریف اور تنکیر میں جیسے اللہ تعالیٰ کا قول
ہے ''اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا '' اور صفت کا فائدہ موصوف کی تخصیص ہے اگر دونوں اسم نکرہ ہوں جیسے '' جَاءَ
نِیْ رَجُلٌ عَالِمٌ '' اور اس کی توضیح ہے اگر دونوں معرفہ ہوں جیسے '' جَاءَنِیْ زَیْدُ الْفَاضِلُ '' اور کبھی محض تعریف اور مدح کے
لیے ہوتی ہے جیسے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ '' اور کبھی مذمت کے لیے ہوتی ہے جیسے '' اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ
'' اور کبھی تاکید کے لیے ہوتی ہے جیسے '' نَفْخَةٌ وَاحِدَةٌ '' اور تو جان کہ بے شک نکرہ کی صفت جملہ خبریہ کے ساتھ لائی جاتی ہے
جیسے '' مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اَبُوْهُ قَائِمٌ ، اَوْ قَامَ اَبُوْهُ '' اور ضمیر نہ موصوف بنتی ہے اور نہ اس کے ساتھ صفت لائی جاتی ہے۔

صفت

ایسا تابع جو اپنے متبوع یا اس کے متعلق میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ متبوع کی جہت ایک ہونے سے مراد یہ ہے کہ اگر پہلے اسم پر فاعل ہونیکی وجہ سے رفع ہو تو دوسرے پر بھی اسی وجہ سے رفع ہو اسی طرح نصب و جر میں بھی۔ موصوف اور تابع کو صفت کہتے ہیں۔ صفت کی اقسام صفت کی دو اقسام ہیں۔۔ صفت حقیقی۔ صفت سببی۔

صفت حقیقی

وہ صفت جو اپنے متبوع موصوف میں موجود وصف پر دلالت کرے۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ ، یہاں عالم صفت حقیقی ہے جس نے اپنے متبوع موصوف رَجُلٌ میں موجود وصف علم پر دلالت کی۔

صفت سببی

وہ صفت جو اپنے متبوع موصوف میں موجود وصف پر دلالت نہ کرے۔ بلکہ متبوع موصوف کے متعلق میں جو وصفی معنی پائے جاتے ہوں ان پر دلالت کرے۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ عَالِمٌ اَبُوْہُ ،،
یہاں عالم صفت سببی ہے۔ جس نے رَجُلٌ کے متعلق اَبُوْہُ ، میں موجود وصف علم پر دلالت کی۔ لیکن یاد رہے کہ ترکیب میں دونوں جگہ عَالِمٌ کو رَجُلٌ ہی کی صفت بنایا جائے گا۔ موصوف صفت میں مطابقت: صفت کا اپنے موصوف کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

چنانچہ اگر صفت حقیقی ہو تو وہ اپنے موصوف سے دس چیزوں میں موافقت رکھے گی۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔ رفع۔ نصب۔۔ جر۔ افراد۔ تثنیہ۔ جمع۔ تعریف۔ تنکیر۔ تذکیر۔ تانیث اس کی مثالیں مرکب توصیفی کے بیان میں گزر چکی ہیں۔ مذکورہ بالا دس چیزوں میں سے بیک وقت چار چیزوں میں موافقت ضروری ہے۔ جس طرح قصرٌ عظیمٌ ۔ عظیم
چار چیزوں یعنی مرفوع، مفرد، مذکر اور نکرہ ہونے میں موصوف کے مطابق ہے۔ اور اگر صفت سببی ہو تو اس کا اپنے موصوف

... میں موافق ہونا ضروری ہے۔ لیکن بیک وقت دو چیزیں پائی جائیں گی۔
... چیزیں یہ ہیں۔ تعریف۔ تنکیر۔ رفع۔ نصب۔ جر۔ جس طرح تعریف ورفع میں جَاءَ زَيْدُنِ الْعَالِمُ أَبُوهُ اور تنکیر
... رَجُلًا عَالِمًا أَبُوهُ، علی ھذا القیاس۔

صفت کے فوائد

موصوف نکرہ ہو تو صفت لگانے سے نکرہ مخصوص بن جاتا ہے جس طرح رَجُلٌ عَالِمٌ مَوْجُوْدٌ عالم آدمی موجود ہے
اور اگر معرفہ ہو تو صفت موصوف کی وضاحت کیلئے آتی ہے۔ جس طرح جَاءَ الْاُسْتَاذُ الْفَقِيْهُ فقیہ استاد آیا
موصوف صفت لگانے سے پہلے بھی معروف ومشہور ہو تو صفت یا تو مدح کیلئے آتی ہے۔ جس طرح بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ یا مذمت کیلئے جس طرح اَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
کبھی حصول رحم کیلئے بھی صفت ذکر کی جاتی ہے۔ جس طرح اَللّٰهُمَّ ارْحَمْ عَبْدَكَ الْمِسْكِيْنَ۔
کبھی صفت موصوف کی تاکید کیلئے لگائی جاتی ہے۔ جس طرح نُفِخَ فِي الصُّوْرِ نَفْخَةٌ وَّاحِدَةٌ اور تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ

صفت کے چند ضروری قوانین کا بیان

صفت کبھی تذکیر وتانیث میں اپنے موصوف کے مطابق ہونے کی بجائے اپنے مابعد کے مطابق ہوتی ہے جس طرح جَاءَتْ فَاطِمَةُ الْعَاقِلُ زَوْجُهَا۔
صفت کبھی بیں موصوف اگرچہ تثنیہ یا جمع ہو صفت ہمیشہ مفرد ہی آتی ہے جس طرح هٰؤُلَاءِ بَنَاتٌ عَاقِلٌ اَهْلُهَا۔
صفت واقع ہونے والے صیغے عموما اسم فاعل، اسم مفعول، صفت مشبہ اور اسم تفضیل کے ہوتے ہیں۔ جس طرح رَجُلٌ عَالِمٌ، وَقْتٌ مَعْلُوْمٌ، طِفْلٌ حَسَنٌ، زَيْدُنِ الْاَفْضَلُ۔
یاد رہے کہ صفت کے لیے عموما اسم مشتق ہی استعمال ہوتا ہے لیکن کبھی اسم جامد بھی صفت واقع ہوتا ہے اسوقت اسے مشتق کی تاویل میں کیا جاتا ہے جس طرح ذُوْ صاحب کے معنی میں ہو کر مشتق بن جاتا ہے۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ ذُوْمَالٍ مال والا آدمی آیا۔
اسم نکرہ کے بعد جملہ اسمیہ یا فعلیہ ہو تو یہ نکرہ کی صفت واقع ہوتے ہیں جس طرح جَاءَ رَجُلٌ اَبُوْهُ مُمَرِّضٌ اور جَاءَ رَجُلٌ يَقْرَءُ الْقُرْآنَ۔
جب جملہ صفت واقع ہو رہا ہو تو اس میں ایک ضمیر ہوتی ہے جو واحد وتثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے۔ جس طرح جَاءَ رَجُلٌ ضَرَبَ زَيْدًا
اگر موصوف جمع مکسر یا غیر ذوی العقول کی جمع ہو تو صفت واحد مؤنث بھی آ سکتی ہے۔ جس طرح رِجَالٌ كَثِيْرَةٌ، كُتُبٌ

مُفِيدَةٌ اَشْجَارٌ مُثْمِرَةٌ .

اِبْنٌ یا بِنْتٌ : جب کسی کی صفت واقع ہوں تو موصوف سے تنوین گر جاتی ہے نیز اِبْنٌ اور بِنْتٌ سے بھی تنوین گر جاتی ہے کیونکہ یہ مابعد کے لیے مضاف واقع ہوتے ہیں جس طرح زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو اور هِنْدُ بِنْتُ زَيْدٍ .

اسم نکرہ کے بعد لفظ غیرؔ آ جائے تو عموماً یہ نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے جس طرح اِنَّه، عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ .

ای طرح اسم نکرہ کے بعد لفظ ذات آ جائے تو یہ بھی نکرہ کی صفت بنتا ہے جس طرح فِی کُلِّ صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَّسُجُوْدٍ .



﴿یہ سبق تابع عطف بہ حروف کے بیان میں ہے﴾

اَلمَعْطُوفُ بِالحُرُوفِ ، تَابِعٌ يُنْسَبُ اِلَيْهِ مَا نُسِبَ اِلَى مَتْبُوعِهِ ، وَكِلاهُمَا مَقْصُودَانِ بِتِلْكَ النِّسْبَةِ وَيُسَمّٰى عَطْفَ النَّسَقِ اَيْضاً ، وَشَرْطُهُ اَنْ يَتَوَسَّطَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ مَتْبُوعِهِ اَحَدُ حُرُوفِ العَطْفِ مِثْلُ قَامَ سَعْدٌ وَخَالِدٌ ، وَمِنْ حُرُوفِ العَطْفِ الوَاو وَالفَاء ثُمَّ و اَوْ وَسَيَأْتِي ذِكْرُهَا فِي القِسْمِ الثَّالِثِ ، اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى .

وَإِذا عُطِفَ عَلَى ضَمِيرٍ مَرْفُوعٍ مُتَّصِلٍ يَجِبُ تَأْكِيدُهُ بِضَمِيرٍ مُنْفَصِلٍ ، نَحْوُ جَلَسْتُ اَنَا وَزيد إلاّ إذا فُصِلَ ، نَحْوُ كَتَبْتُ اليَومَ و خَالِدٌ .

وإذا عُطِفَ عَلَى الضَّمِيرِ المَجْرُورِ المُتَّصِلِ يَجِبُ إعادَةُ حَرْفِ الجَرِّ فِي المَعْطُوفِ ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِكَ وَبِسَعِيدٍ .

والمَعْطُوفُ فِي حُكْمِ المَعْطُوفِ عَلَيهِ ، اَیْ إذا كَانَ الاوَّلُ صِفَةً ، اَوْ خَبَراً ، اَوْ صِلَةً ، اوْ حالاً، فالثّانی كَذلِك ، وَالضَّابِطَةُ فِيهِ اَنَّهُ إذا جَازَ اَنْ يَقُومَ المَعْطُوفُ مَقَامَ المَعْطُوفِ عَلَيْهِ ، جَازَ العَطْفُ، وإلاّ فَلا .والعَطْفُ عَلَى مَعْمُولَیْ عَامِلَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ جَائِزٌ إذا كَانَ المَعْطُوفُ عَلَيْهِ مَجْرُوراً و مُقَدَّماً عَلَى المَرْفُوعِ . والمَعْطُوفُ كذلِك ، اَیْ مَجْرُورٌ ، نَحْوُ فِی الدَّارِ زَيْدٌ والحُجْرَةِ عَمْرٌو ،وفی هذه المسئلة مذهبان آخران وهما يجوز مطلقا عند الفراء ولايجوز مطلقا عند سيبويه،

ترجمہ

عطف بحرف وہ تابع ہے کہ نسبت کی جائے اس کی طرف اس چیز کی جس کی اس کے متبوع کی طرف نسبت کی گئی ہو اور وہ

دونوں اس نسبت سے مقصود بھی ہوں اور اس کا نام عطف النسق بھی رکھا جاتا ہے اور اس کی شرط یہ ہے کہ اس کے اور اس کے متبوع کے درمیان حروف عاطفہ میں کوئی ایک حرف ہو اور ان کا ذکر قسم ثالث میں انشاء اللہ آئے گا جیسے" قَامَ سَعْدٌ و خَالِدٌ"

اور جب ضمیر مرفوع متصل پر عطف کیا جائے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے"جَلَسْتُ اَنَا وَزَيدٌ" ،مگر جب دونوں کے درمیان فصل کردیا جائے جیسے" كَتَبْتُ اليَومَ و خَالِدٌ"

اور جب ضمیر مجرور پر عطف کیا جائے تو حرف جر کا اعادہ ضروری ہے جیسے"مَرَرْتُ بِكَ وَبِسَعِيدٍ "اور تو جان کہ بے شک معطوف، معطوف علیہ کے حکم میں ہوتا ہے یعنی اول جب کسی شئی کی صفت یا کسی امر کی خبر یا صلہ یا حال واقع ہو تو ثانی یعنی معطوف بھی ایسا ہی ہوگا۔

اور ضابطہ اس میں یہ ہے کہ جہاں جائز ہو کہ معطوف کو معطوف علیہ کی جگہ قائم کیا جاسکے تو اس پر عطف جائز ہے اور جہاں ایسا نہ ہو تو عطف بھی جائز نہ ہوگا۔اور دو مختلف عاملوں کے معمولوں پر عطف کرنا جائز ہے اگر معطوف علیہ مجرور مقدم ہو اور معطوف بھی ایسا ہی ہو جیسے" فِي الدَّارِ زَيْدٌ والحُجْرَةِ عَمْرٌو "اس مسئلہ میں دو مذہب اور ہیں اور وہ یہ ہے کہ فراء کے نزدیک مطلقاً جائز ہے اور سیبویہ کے نزدیک مطلقاً ناجائز ہے۔

تابع معطوف کی تعریف کا بیان

معطوف وہ تابع ہے جو حرف عطف کے بعد واقع ہو اور تابع و متبوع دونوں مقصود بالنسبۃ ہوں۔تابع کو معطوف اور متبوع کو معطوف علیہ کہتے ہیں، جس طرح جَاءَنِیْ زَیْدٌ وَعَمْرٌو۔میں زَیْدٌ معطوف علیہ اور عَمْرٌو معطوف ہے۔

نوٹ

تابع اور متبوع دونوں مقصود بالنسبۃ تو ہونگے لیکن ضروری نہیں کہ دونوں کی طرف نسبت کی نوعیت بھی ایک ہو جس طرح جَاءَنِیْ زَیْدٌ لَا عَمْرٌو، یہاں زَیْدٌ کی طرف آنے کی اور عَمْرٌو کی طرف نہ آنے کی نسبت کی گئی ہے۔اور یہاں یہ مقصود بھی تھا کہ زَیْدٌ کی طرف آنے کی نسبت کی جائے اور عَمْرٌو سے اس کی نفی کی جائے لہٰذا یہ دونوں مقصود بالنسبۃ ہوئے اگرچہ نسبت کی نوعیت مختلف ہے۔

حرف عطف دس ہیں

۔واؤ ۔فاء ۔ثم ۔حتیٰ ۔او ۔اما ۔ام ۔لا ۔بل ۔لکن ۔

معطوف سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

اسم کا عطف اسم پر، فعل کا فعل، حرف کا حرف، مفرد کا مفرد، جملے کا جملے، نیز عامل کا عامل، اور معمول کا معمول پر ہوتا ہے۔

جملہ اسمیہ کا عطف جملہ اسمیہ پر اور فعلیہ کا فعلیہ پر مناسب ہوتا ہے لیکن برعکس بھی جائز ہے۔جس طرح جَاءَ زَیْدٌ وَ عَلِیٌّ

نَعْتٌ ۔

اسم ظاہر کا عطف اسم ظاہر یا اسم ضمیر پر اور اسم ضمیر کا عطف اسم ضمیر یا اسم ظاہر پر جائز ہے۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ وَعَمْرٌو، جَاءَ زَيْدٌ وَأَنْتَ ، مَاجَاءَ نِیْ اِلَّا اَنْتَ وَعَلِیٌّ اور اَنَا وَاَنْتَ صَدِيْقَانِ ۔

بسا اوقات جملے کے شروع میں واقع ہونے والی واؤ عطف کی غرض سے نہیں آتی بلکہ استیناف کیلئے آتی ہے۔ جس طرح وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا، اس وقت اسے واؤ مستانفہ اور جملے کو جملہ مستانفہ کہتے ہیں۔

ضمیر مرفوع متصل بارز یا مستتر پر عطف کرنا ہو تو پہلے ضمیر مرفوع منفصل کے ساتھ اس کی تاکید لانا ضروری ہے۔ جس طرح نَجَوْتُمْ اَنْتُمْ وَمَنْ مَّعَكُمْ، تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے نجات پائی، اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ ۔

ضمیر مجرور پر عطف کرنا ہو تو عموماً حرف جر کا اعادہ کیا جاتا ہے۔ جس طرح مَرَرْتُ بِهٖ وَبِزَيْدٍ اور بعض اوقات اعادہ نہیں کیا جاتا، جس طرح قرآن پاک میں وَكُفْرٌ بِهٖ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ آیا ہے۔

فائدہ

بعض عبارتوں میں عطف کی یہ نشانیاں ہوتی ہیں۔ عط عط یا عف عف۔

عطف بیان کے چند ضروری قوانین کا بیان

اگر کنیت اور علم ایک ساتھ آجائیں تو ان میں سے مشہور کو عطف بیان بنائیں جس طرح مذکورہ بالا مثالوں میں پہلی میں عُمَرُ اور دوسری میں اَبُوْ هُرَيْرَةَ عطف بیان ہیں۔

اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان اس کی وضاحت کرتا ہے جس طرح مذکورہ مثالیں اور نکرہ ہو تو اس کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ جس طرح وَيُسْقٰى مِنْ مَّاءٍ صَدِيْدٍ۔ اس مثال میں صدید عطف بیان نے ماء متبوع کی تخصیص کی۔

عطف بیان تخصیص اور ازالہ وہم کیلئے بھی آتا ہے جس طرح اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ اور اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ، رَبِّ مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۔ طَعَامُ مَسٰكِيْنَ نے کفارہ کی اقسام میں طعام کو خاص کر دیا ہے اور لفظ رَبِّ مُوْسٰى وَهَارُوْنَ نے فرعون پر ایمان لانے اور اس کے دعوائے ربوبیت کا ازالہ کیا ہے۔

التاكيد

﴿یہ سبق تابع تاکید کے بیان میں ہے﴾

اَلتَّاكِيدُ ، هُوَ تَابِعٌ يَدُلُّ عَلَى تَقْرِيرِ المَتْبُوعِ فِيمَا نُسِبَ إِلَيْهِ ، نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهُ اَوْ يَدُلُّ عَلَى شُمُولِ الحُكْمِ لِكُلِّ اَفْرَادِ المَتْبُوعِ ، مِثْلُ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ الحجر/ر. (30
وَالتَّاكِيدُ عَلَى قِسْمَيْنِ

ا۔ لَفْظِيٌّ ، وهُوَ تكرِيرُ اللَّفظِ الاَوَّلِ بِعَيْنِهِ ، نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ زَيْدٌ ، جَاءَنِي جَاءَنِي زَيْدٌ ، قَامَ قَامَ زَيْدٌ ، وَيَجُوزُ فِي الحُرُوفِ اَيضاً نَحوُ اِنَّ اِنَّ زَيْداً قائِمٌ .

ب۔ مَعْنَوِيٌّ : وهُوَ بِالفَاظٍ مَعْدُودَةٍ ، وهِيَ كَمَا يَلِي :

1۔ النَّفْسُ وَ العَيْنُ وهُمَا لِلوَاحِدِ ، والمُثَنّى ، والمَجْمُوعِ بِاخْتِلافِ الصِّيغَةِ وَالضَّمِيرِ مِثْلُ جاءَنِي زَيْدٌ نَفْسُهُ ، والزَّيْدانِ اَنْفُسُهُما ، اَوْ نَفْسَاهُما وَالزَّيْدُونَ اَنْفُسُهُمْ وكذلِك عَيْنُهُ ، و اَعْيُنُهُما ، او عَيْنَاهُمَا ، واَعْيُنُهُمْ وللمُؤَنَّثِ نَحوُ جَاءَتْنِي هِنْدٌ نَفْسُها ، والهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا او نَفْسَاهُمَا ، والهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ ، وكَذا عَيْنُها ، و اَعْيُنُهُما ، اَوْ عَيْنَاهُمَا ، و اَعْيُنُهُنَّ .

2۔ كِلَا وَ كِلْتَا و هُمَا لِلمُثَنّى خَاصَّةً ، نَحْوُ قَامَ الرَّجُلانِ كِلاهُمَا ، وقَامَتِ المَرْاَتَانِ كِلْتاهُمَا ،

3۔ كُلٌّ ، و اَجْمَعُ ، و اَكْتَعُ ، واَبْتَعُ ، وابْصَعُ وهِيَ لِغَيْرِ المُثَنّى بِاخْتِلافِ الضَّمِيرِ فِي كُلٍّ ، تَقُولُ : اِشْتَرَيْتُ البُسْتَانَ كُلَّهُ ، و جَاءَنِي القَوْمُ كُلُّهُمْ ، واشْتَرَيْتُ الحَدِيقَةَ كُلَّها ، و جَاءَتِ النِّساءُ كُلُّهُنَّ وبِاخْتِلافِ الصِّيغَةِ فِي البَوَاقِي ، وهِيَ اَجْمَعُ .... إلخ تَقُولُ : اِشْتَرَيْتُ البُسْتَانَ كُلَّهُ اَجْمَعَ اَكْتَعَ اَبْتَعَ اَبْصَعَ ، و جَاءَنِي القَوْمُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُونَ اَكْتَعُونَ اَبْتَعُونَ اَبْصَعُونَ ، واشْتَرَيْتُ الحَدِيقَةَ كُلَّها جَمْعَاءَ كَتْعَاءَ بَتْعَاءَ بَصْعَاءَ ، وقَامَتِ النِّساءُ كُلُّهُنَّ جُمَعُ كُتَعُ بُتَعُ بُصَعُ .

وَإِذا اَرَدْتَ تَاكِيدَ الضَّمِيرِ المَرْفُوعِ المُتَّصِلِ بِـ النَّفْسِ و العَيْنِ يَجِبُ تَاكِيدُهُ بِضَمِيرٍ مَرْفُوعٍ مُنْفَصِلٍ ، تَقُولُ ، ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ .

وَلا يُؤَكَّدُ بِـ كُلٍّ و اَجْمَعَ إلاّ مَا لَهُ اَجْزاءٌ وَ اَبْعاضٌ يَصِحُّ افْتِراقُها حِسّاً نَحْوُ القَوْمِ فِي جاءَنِي القَوْمُ كُلُّهُم اَجْمَعُونَ ، اَوْ حُكْماً ، كَمَا تَقُولُ : اِشْتَرَيْتُ البَيْتَ كُلَّهُ ، وَلا تَقُولُ اَكْرَمْتُ الضيفَ

كُلَّهُ

وَاعْلَمْ اَنَّ اَكْتَعَ وَ اَخَوَاتِهَا اَتْبَاعٌ لِاَجْمَعَ اِذْ لَيْسَ لَهَا مَعْنًى دُوْنَهَا وَلَا يَجُوْزُ تَقْدِيْمُهَا عَلٰى اَجْمَعَ وَلَا يَجُوْزُ ذِكْرُهَا دُوْنَهَا .

ترجمہ

تاکید وہ تابع ہے جو دلالت کرتا ہے متبوع کی تقریر پر اس چیز میں جو متبوع کی طرف کی گئی ہے یا حکم کی شمولیت پر متبوع کے افراد میں سے ہر فرد کے لیے اور تاکید کی دو قسمیں ہیں ایک لفظی اور وہ پہلے لفظ کو مکرر لانا ہے جیسے " جَاءَ نِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ ، جَاءَ نِیْ جَاءَ نِیْ زَیْدٌ ، قَامَ قَامَ زَیْدٌ " اور ایک تاکید معنوی ہے اور وہ تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے ساتھ لائی جاتی ہے اور وہ الفاظ یہ ہیں "نفس، عین" واحد تثنیہ اور جمع کی تاکید کے لیے آتے ہیں ان کے صیغوں اور ضمیروں کی تبدیلی کیساتھ جیسے"

جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ ، وَالزَّیْدَانِ اَنْفُسُهُمَا ، اَوْ نَفْسَاهُمَا وَالزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُهُمْ ،اور اسی طرح عینہ، جیسے ،عَیْنُهٗ ، وَ اَعْیُنُهُمَا ، اَوْ عَیْنَاهُمَا ، وَاَعْیُنُهُمْ ،اور مؤنث کی مثال" جَاءَ تْنِیْ هِنْدٌ نَفْسُهَا ، وَالْهِنْدَانِ اَنْفُسُهُمَا اَوْ نَفْسَاهُمَا ، وَالْهِنْدَاتُ اَنْفُسُهُنَّ ، وَكَذَا عَیْنُهَا ، وَ اَعْیُنُهُمَا ، اَوْ عَیْنَاهُمَا ، وَ اَعْیُنُهُنَّ"

اور کلا اور کلتا خاص تثنیہ کے لیے آتے ہیں جیسے "قَامَ الرَّجُلَانِ كِلَاهُمَا ، وَقَامَتِ الْمَرْاَتَانِ كِلْتَاهُمَا " تثنیہ کے علاوہ کے لیے آتے ہیں کل میں ضمیر کے بدلنے کے ساتھ اور باقی میں صیغوں کی تبدیلی کے ساتھ جیسے تو کہے" اِشْتَرَیْتُ الْبُسْتَانَ كُلَّهٗ ، وَ جَاءَ نِیْ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ ، وَاشْتَرَیْتُ الْحَدِیْقَةَ كُلَّهَا ، وَ جَاءَ تِ النِّسَاءُ كُلُّهُنَّ ،

اور جب تو ضمیر مرفوع متصل کی تاکید نفس اور عین کے ذریعے لانے کا ارادہ کرے تو اس کی تاکید ضمیر منفصل کے ساتھ لانا ضروری ہے جیسے" ضَرَبْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ

اور کل اور جمع کے ذریعے تاکید نہیں لائی جاتی مگر اس چیز کی جس کے اجزاء اور حصے ہوں جن کا ایک دوسرے سے جدا ہونا حسی طور پر صحیح ہو جیسے قوم یا حکمی طور پر جیسے تو کہے" اِشْتَرَیْتُ الْبَیْتَ كُلَّهٗ "اور تو نہیں کہہ سکتا" اَكْرَمْتُ الضَّیْفَ كُلَّهٗ "اور تو جان بے شک" اَكْتَعَ اور اس کے اخوات اجمع کے تابع ہیں ان کا یہاں کوئی معنی نہیں اجمع کے بغیر اور نہ ان کو اجمع پر مقدم کرنا جائز ہے اور نہ ان کا ذکر کرنا اجمع بغیر درست ہے۔

تاکید کی تعریف

تاکید وہ تابع ہے جو متبوع کی طرف کسی چیز کی نسبت کو پختہ کرنے کے لئے لایا جائے۔ جس طرح جَاءَ نِیْ زَیْدٌ نَفْسُهٗ ،میرے پاس زید بذات خود آیا یا اس بات کو واضح کرنے کیلئے لایا جاتا ہے کہ حکم متبوع کے تمام افراد کو شامل ہے۔ جس طرح فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ، جَاءَ نِیْ زَیْدٌ زَیْدٌ ،اِنَّ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ ۔

(۲) تاکید معنوی: تاکید ہے جو چند مخصوص الفاظ کے لانے سے حاصل ہو۔ وہ الفاظ یہ ہیں۔ نَفْسٌ، عَیْنٌ، کِلَا، کِلْتَا، کُلٌّ، اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اَبْصَعُ۔ فَسَجَدَ الْمَلٰئِکَۃُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ۔
تمام ملائکہ نے ایک ساتھ سجدہ کیا۔ پہلی مثال میں زید کے آنے کی نسبت کو نفسہ نے پختہ کیا جبکہ دوسری مثال میں کلھم نے تمام ملائکہ کے سجدہ کرنے کو واضح کیا۔ جسکی تاکید بیان کی جائے اسے مؤکد کہتے ہیں۔

نفس اور عین کے ساتھ تاکید لانے کا بیان

نفس اور عین صیغے اور ضمیر کی تبدیلی کے ساتھ واحد، تثنیہ اور جمع تینوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح جَاءَنِیْ زَیْدٌ نَفْسُہٗ، جَاءَنِیَ الزَّیْدَانِ اَنْفُسُھُمَا، اور جَاءَنِیَ الزَّیْدُوْنَ اَنْفُسُھُمْ۔ اسی طرح عَیْنٌ کی مثال جس طرح عَیْنُہٗ، اَعْیُنُھُمَا، اَعْیُنُھُمْ۔
مونث کیلئے مونث کی ضمیر لگا کر استعمال کرتے ہیں۔ جس طرح جَاءَتْنِیْ ھِنْدٌ نَفْسُھَا، جَاءَتْنِیْ ھِنْدَانِ اَنْفُسُھُمَا، جَاءَتْنِیْ ھِنْدَاتٌ اَنْفُسُھُنَّ، اسی پر لفظ عَیْنٌ کو قیاس کریں۔

کلا و کلتا کے ساتھ تاکید لانے کا بیان

کلا و کلتا صرف تثنیہ مذکر و مونث کیلئے استعمال ہوتے ہیں جس طرح جَاءَ الرَّجُلَانِ کِلَاھُمَا، اور جَاءَتِ الْمَرْءَتَانِ کِلْتَاھُمَا۔ کل، اجمع، اکتع، ابتع، اور ابصع: واحد اور جمع کیلئے آتے ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ کُلٌّ میں ضمیر متصل کو بدلنا پڑتا ہے جبکہ باقی الفاظ میں صیغوں کو۔ جس طرح سَمِعْتُ الْکَلَامَ کُلَّہٗ، جَاءَنِی الْقَوْمُ کُلُّھُمْ اَجْمَعُوْنَ اَکْتَعُوْنَ اَبْتَعُوْنَ اَبْصَعُوْنَ، اِشْتَرَیْتُ الرِّزْمَۃَ کُلَّھَا جَمْعَاءَ، کَتْعَاءَ، بَتْعَاءَ، بَصْعَاءَ، قَامَتِ النِّسَاءُ کُلُّھُنَّ، جُمَعُ، کُتَعُ، بُصَعُ، بُتَعُ۔

نوٹ: اَجْمَعُ، اَکْتَعُ، اَبْتَعُ اور اَبْصَعُ بھی کُلٌّ کے معنیٰ میں ھیں۔

تاکید کے قوانین نحویہ کا بیان

(۱) ضمیر متصل بارز یا مستتر کی تاکید ضمیر مرفوع منفصل سے لائی جاتی ہے خواہ ضمائر موکدہ مرفوع ہوں یا منصوب یا مجرور، جس طرح ضمیر متصل بارز کی مثال۔ قُمْتُ اَنَا، مَارَاَکَ اَنْتَ اَحَدٌ، سَلَّمْتُ عَلَیْہِ ھُوَ اور ضمیر متصل مستتر کی مثال اَنْصَحُ اَنَا زَیْدًا۔

(۲) اَکْتَعُ، اَبْتَعُ، اور اَبْصَعُ یہ تینوں اَجْمَعُ کے تابع ہیں یعنی نہ تو اَجْمَعُ کے بغیر آتے ہیں اور نہ ہی اَجْمَعُ سے پہلے آتے ہیں۔

(۳) اگر ضمیر مرفوع متصل بارز و مستتر کی تاکید معنوی نفس یا عین سے لانی ہو تو پہلے ضمیر مرفوع منفصل سے تاکید لائی جاتی ہے اس کے بعد نفس یا عین کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جس طرح قُمْتُ اَنَا نَفْسِیْ ،ضَرَبَ هُوَ نَفْسُه، .

(۴) گر اکے بجائے ضمیر منصوب یا مجرور ہو تو اب نفس یا عین کو تاکید کیلئے براہ راست لایا جائے گا۔ جس طرح ضَرَبْتُهُمْ اَنْفُسَهُمْ ،مَرَرْتُ بِهٖ نَفْسِهٖ .

(۵) اسم ظاہر کو ضمیر کے ساتھ مؤکد نہیں کر سکتے۔ لہٰذا یوں کہنا غلط ہوگا، جَاءَ زَیْدٌ هُوَ .

(۶) لیکن ضمیر، ضمیر اور اسم ظاہر دونوں سے مؤکد کی جاسکتی ہے جس طرح جِئْتَ اَنْتَ نَفْسُكَ ،اَحْسَنْتَ اِلَیْهِمْ اَنْفُسِهِمْ

(۷) عموما اَجْمَعُ کا استعمال کُلٌّ کے بعد ہوتا ہے جس طرح سَجَدَ الْمَلٰئِکَةُ کُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ،

(۸) اور بعض اوقات اکیلا بھی آتا ہے۔ جس طرح جَاءَ الْقَوْمُ اَجْمَعُ .

(۹) نَفْسٌ یا عَیْنٌ سے تثنیہ کی تاکید کرنی ہو تو انکی جمع سے کرینگے، جس طرح جَاءَ الرَّجُلَانِ اَنْفُسُهُمَا ،یا اَعْیُنُهُمَا اور نَفْسَاهُمَا یا عَیْنَاهُمَا نہیں کہیں گے .

(۱۰) نفس کی جگہ عین بھی بولا جاتا ہے۔ کل کی جگہ جَمِیْعٌ بھی آسکتا ہے، جس طرح رَاَیْتُ زَیْدًا نَفْسَه، ،عَیْنَه، ،اور جَاءَ الْقَوْمُ کُلُّهُمْ، جَمِیْعُهُمْ .

(۱۱) کبھی جمیع بغیر اضافت کے استعمال ہوتا ہے اسوقت وہ بجائے تاکید کے حال واقع ہوتا ہے۔ جس طرح جَاءَ الْمُسْلِمُوْنَ جَمِیْعًا

(۱۲) تاکید لفظی میں بعینہ سابقہ لفظ کا اعادہ ضروری نہیں۔ بلکہ ماقبل کا ہم معنی لفظ بھی لایا جاسکتا ہے۔ جس طرح اَتٰی جَاءَ زَیْدٌ، اور ضَرَبْنَا نَحْنُ .

(۱۳) اگر کسی اسم ظاہر کے بعد نفس یا عین حرف جر باء کی وجہ سے مجرور نظر آئے تو وہ باء ہمیشہ زائدہ ہوگی، اور مابعد اسم براہ راست تاکید بنے گا۔ جس طرح جَاءَ زَیْدٌ بِنَفْسِهٖ، بِعَیْنِهٖ .

البدل

﴿یہ سبق تابع بدل کے بیان میں ہے﴾

اَلبَدَلُ ، تَابِعٌ نُسِبَ اِلَیهِ مَا نُسِبَ الی مَتْبُوعِهٖ وھُوَ المَقْصُودُ بِالنِّسْبَةِ دُونَ مَتْبُوعِهٖ . واَقْسامُ البَدَلِ اَرْبَعَةٌ : -1بَدَلُ الكُلِّ مِنَ الكُلِّ ، وَهُوَ ، مَا كَانَ مَدْلُولُهٗ تَمامَ مَدْلُولِ المَتْبُوعِ ، نَحْوُ جَاءَنِی صَالِحٌ اَخُوكَ ،-2بَدَلُ البَعْضِ مِنَ الكُلِّ ، وهُوَ ، مَا كَانَ مَدْلُولُهٗ جُزءَ مَدلولِ المَتْبُوعِ ، نَحْوُ قَرَأْتُ الكِتابَ اَوَّلَهٗ ،-3بَدَلُ الاشتِمالِ ، وهوَ ، مَا كَانَ مَدْلُولُهٗ مُتَعَلِّقاً بِالمَتْبُوعِ نَحْوُ سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ ، واَعْجَبَنِی عَلِیٌّ عِلْمُهٗ -4.بَدَلُ الغَلَطِ ، وهُوَ ، مَا يُذْكَرُ بَعْدَ الغَلَطِ ، نحْوُ جَاءَنِی زَيْدٌ جَعْفَرٌ، ورَاَيْتُ بَغلاً حِماراً .

والبَدَلُ اِنْ كانَ نَكِرَةً مِنْ مَعْرِفَةٍ يَجِبُ نَعْتُهٗ كَقَوْلِهٖ تَعَالی : لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ * نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ العلق/15 - 16 ، ولا يَجِبُ ذٰلِكَ فِی عَكْسِهٖ نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعالی اِلٰی صِراطٍ مُسْتَقِيمٍ ، صِراطِ اللّٰهِ وَلا فِی المُتَجَانِسَيْنِ مِنْ حَيْثُ التَّعْرِيفُ والتَّنْكِيرُ . نَحْوُ قَوْلِهٖ تَعالی اهْدِنا الصِراطَ المُسْتَقِيمَ صِراطَ الَّذِيْنَ وَجَاءَنِی رَجُلٌ غلامٌ .

ترجمہ

بدل وہ تابع ہے کہ اس کی طرف اسی چیز کی نسبت کی جائے جس چیز کی نسبت اس کے متبوع کی طرف کی گئی ہے اور وہ بدل ہی مقصود بالنسبت ہوتا ہے نہ کہ اس کا متبوع اور بدل کی چار قسمیں ہیں۔

بدل الکل من الکل وہ بدل ہے جس کا مدلول بعینہٖ متبوع کا مدلول ہو جیسے" جَاءَنِی صَالِحٌ اَخُوكَ ،

اور بدل البعض من الکل وہ بدل ہے جس کا مدلول متبوع کے مدلول کا جزء ہو جیسے" قَرَأْتُ الكِتابَ اَوَّلَهٗ "

اور بدل الاشتمال وہ بدل ہے جس کا مدلول متبوع کے متعلق کا مدلول ہو جیسے "سُلِبَ زَيْدٌ ثَوْبُهٗ ، واَعْجَبَنِی عَلِیٌّ عِلْمُهٗ

"اور بدل الغلط وہ بدل ہے جو غلطی کے بعد ذکر کیا جائے جیسے "جَاءَنِی زَيْدٌ جَعْفَرٌ، ورَاَيْتُ بَغلاً حِماراً .

اور بدل اگر نکرہ واقع ہو کسی معرفہ سے تو اس کی صفت لانا واجب ہے جیسے "لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ * نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ

"اور اس کے عکس میں یہ واجب نہیں ہے اور نہ متجانسین میں، اهْدِنا الصِراطَ المُسْتَقِيمَ صِراطَ الَّذِيْنَ وَجَاءَنِی رَجُلٌ

غلامٌ.

بدل اور مبدل منہ کی تعریف

بدل وہ تابع ہے جو خود مقصود بالنسبت ہو اور اس کا متبوع بطور تمہید آیا ہو جس طرح جَاءَ السُّلطَانُ مَحْمُوْدٌ میں آنے کی اصل نسبت محمود کی طرف ہے جو کہ بدل ہے اور السلطان محض تمہید الایا گیا ہے۔ متبوع کو مبدل منہ اور تابع کو بدل کہتے ہیں۔

بدل کی اقسام کا بیان

بدل کی اقسام بدل کی چار اقسام ہیں۔۔ بدل کل۔ بدل بعض۔ بدل اشتمال۔ بدل غلط۔

بدل کل کی تعریف

جب بدل اور مبدل منہ دونوں کا مدلول ایک ہو تو ایسے بدل کو بدل کل کہتے ہیں۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ صَدِيْقُكَ۔

بدل بعض کی تعریف

جب بدل کا مدلول مبدل منہ کے مدلول کا بعض ہو تو ایسے بدل کو بدل بعض کہتے ہیں۔ جس طرح اَكَلْتُ البِطِّيخَةَ ثُلُثَهَا، میں نے خربوزے کا تیسرا حصہ کھایا۔

بدل اشتمال کی تعریف

جب بدل مبدل منہ کا نہ کل ہو اور نہ جز بلکہ اس کا مبدل منہ سے کچھ تعلق ہو۔ جس طرح بَهَرَنِي عُمَرُ عَدْلُهُ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عدل نے مجھے حیران کر دیا۔

بدل غلط کی تعریف

جب مبدل منہ کو غلطی سے ذکر کر دیا جائے پھر اس غلطی کے ازالے کیلئے جو بدل لایا جائے اسے بدل غلط کہتے ہیں۔ جس طرح اِشْتَرَيْتُ البَرَّايَةَ المِمْحَاةَ، میں نے شار پنر نہیں بلکہ ربڑ خریدا۔

بدل کے قوانین نحویہ کا بیان

۱بدل غلط میں متبوع کو تمہید کے طور پر عمداً ذکر نہیں کیا جاتا بلکہ اس کا صدور سہواً یا خطاً ہوتا ہے۔

۲مبدل منہ اور بدل میں تعریف و تنکیر کے اعتبار سے مطابقت ضروری نہیں لہٰذا ایسا ہو سکتا ہے کہ مبدل منہ معرفہ اور بدل نکرہ ہو جس طرح جَاءَ زَيْدٌ غُلَامٌ لَكَ، یا برعکس جس طرح جَاءَ غُلَامٌ لَكَ زَيْدٌ، یا دونوں نکرہ جس طرح جَاءَ نِيْ رَجُلٌ غُلَامٌ لَكَ۔

۳ مبدل منہ اور بدل دونوں اسم ظاہر بھی ہو سکتے ہیں جس طرح مذکورہ مثالیں اور اسم ضمیر بھی جس طرح زَيْدٌ ضَرَبْتُه، اِيَّاهُ یا ایک اسم ظاہر دوسرا ضمیر جس طرح اَخُوكَ ضَرَبْتُ زَيْدًا اِيَّاهُ اور اَخُوكَ ضَرَبْتُه، زَيْدًا ۔

۴ معرفہ کا بدل نکرہ لانے کیلئے نکرہ کی صفت لانا ضروری ہے جس طرح مَرَرْتُ بِزَيْدٍ رَجُلٍ عَالِمٍ بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ

۵ بدل بعض اور بدل اشتمال دونوں ایک ایسی ضمیر کی طرف مضاف ہوتے ہیں جو مبدل منہ کی طرف لوٹتی ہے۔ عَالَجَ الطَّبِيبُ الْمَرِيضَ رَاسَه، طبیب نے مریض کے سر کا علاج کیا۔

۶ اسم اسم سے، فعل فعل سے، اور جملہ جملے سے بدل بنتا ہے۔ اور کبھی کبھی جملہ مفرد سے بھی بدل بن جاتا ہے۔



﴿یہ سبق تابع عطف بیان کے بیان میں ہے﴾

عَطْفُ الْبَیَانِ، تَابِعٌ غَیْرُ صِفَةٍ یُوَضِّحُ مَتْبُوْعَهُ، وَهُوَ اَشْهَرُ اسْمَیْ شَیْءٍ نَحْوُ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّادِقُ، اَخْبَرَنَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ. انا ابن تارك البكرى بشر علیه الطیر ترقبه وقوعا

ترجمہ

عطف بیان وہ تابع ہے جوصفت کا صیغہ نہ ہو جو اپنے متبوع کی وضاحت کردے اور وہ کسی شئی کے دوناموں میں سے ایک زیادہ مشہور نام ہوتا ہے جیسے "اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّادِقُ، اَخْبَرَنَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ" اور ہو یعنی عطف بیان بدل کے ساتھ لفظاً ملتبس نہیں ہوتا جیسے شاعر کے قول کی مثال میں شعر میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو بکری بشر کو قتل کرنے والا ہے یا بناد ینے والا ہے بکری بشر کو حال یہ ہے کہ پرندے اس پر واقع ہونے کا انتظار کر رہے ہیں۔

عطف بیان کی تعریف

وہ تابع ہے جوصفت تو نہ ہو لیکن صفت کی طرح اپنے متبوع کو واضح کرے یا اپنے متبوع سے زیادہ مشہور ہوتا ہے۔ جس طرح اَقْسَمَ بِاللّٰهِ اَبُوْ حَفْصٍ عُمَرُ ۔اس مثال میں عمر تابع ہے جس نے متبوع ابو حفص کو واضح کیا۔ اور قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ هُرَیْرَةَ، تابع کو عطف بیان اور متبوع کو مبیَّن کہتے ہیں۔

عطف بیان سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

اگر کنیت اور علم ایک ساتھ آ جائیں تو ان میں سے مشہور کو عطف بیان بنائیں جیسے مذکورہ بالا مثالوں میں پہلی میں عُمَرُ اور دوسری میں اَبُوْ هُرَیْرَةَ عطف بیان ہیں۔

اگر متبوع معرفہ ہو تو عطف بیان اس کی وضاحت کرتا ہے جیسے مذکورہ مثالیں اور نکرہ ہو تو اس کی تخصیص کا فائدہ دیتا ہے۔ جیسے وَیُسْقٰی مِنْ مَّاءٍ صَدِیْدٍ۔اس مثال میں صدید عطف بیان نے ماء متبوع کی تخصیص کی۔

عطف بیان تخصیص اور ازالہ وہم کیلئے بھی آتا ہے جیسے اَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسٰكِیْنَ اور اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ، 47رَبِّ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنَ. طَعَامُ مَسٰكِیْنَ نے کفارہ کی اقسام میں طعام کو خاص کر دیا ہے اور لفظ رَبِّ مُوْسٰی وَهَارُوْنَ نے فرعون پر

ایمان لانے اور اس کے دعوائے ربوبیت کا ازالہ کیا ہے۔

شرح

قال الشيخ سعيد الافغاني في بحث عطف البيان،تابع جامد يشبه الصفة في توضيح متبوعه إن كان معرفة وفي تخصيصه إن كان نكرة مثل: جاء خالدٌ التميميُّ معه أبو زيد عمرانُ، انظر الرجلَ هذا، مررت بالفائز بكرٍ، جارتك جاء خالدٌ أخوها، فَوَسْوَسَ إِلَيْهِ الشَّيْطَانُ قَالَ، رأيت غضنفراً أي أسداً، اشرت إليه أن اقرأ .فأنت ترى أن التابع في هذه الأمثلة أوضح من المتبوع وهذا شرطه، فإن لم يكن كذلك فهو بدل .وأفراد عطف البيان غالباً هي : اللقب بعد الاسم، والاسم بعد الكنية، والموصوف بعد الصفة الفارس عنترة، والتفسير انتقل إلى الحاشية بعد المفسَّر مثل : عندي عسجد أي ذهب ..(إلخ .بعض النحاة لا يقول بتابع خامس هو عطف البيان، ويجعل التوابع أربعة فقط،الموجز في قواعد اللغة العربية



دوسرا باب اسم مبنی کے بیان میں ہے

اسم مبنی کے باب کی نحوی مطابقت کا بیان

مصنف کتاب ہدایہ معرب کی تعریف اور اس کے کثیر قواعد واحکام سے فارغ ہونے کے بعد یہاں سے اسم مبنی کی تعریف اور اس کے احکام وقوانین کو ذکر کریں گے۔ معرب ومبنی کی وجوہات تقدم وتاخر کو ہم نے معرب کے باب کے آغاز میں ذکر کردیا ہے۔ لہذا انہی اسباب کے پیش نظر تقدم وتاخر کا مفہوم سمجھا جائے گا۔

اسم مبنی کی وجہ تسمیہ کا بیان

اسم مبنی یہ مرمی کے وزن پر اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ جس کا معنی یہ ہے کہ ایسا قرار جس میں تبدیلی نہ آئے۔ اور مبنی میں مختلف عوامل کے وارد ہونے کے باوجود کوئی ظاہری تغیر وتبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ اس لئے اس کو مبنی کہتے ہیں۔ کیونکہ یہ ظاہری طور پر اعراب کی تمام صورتوں میں ایک ہی شکل اختیار کیے رکھتا ہے۔

مشابہ بہ مبنی الاصل کی چند صورتوں کا بیان

علامہ زمخشری معتزلی مشابہت کی چند صورتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

۱ کوئی اسم مبنی الاصل کے معنی کو متضمن ہو۔ جس طرح: اَیْنَ، مَتٰی وغیرہا تمام اسماء استفہام کہ یہ ہمزہ استفہام کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں، اسی طرح مَنْ، اِذَا وغیرہا تمام اسماء شرط کہ یہ حرف شرط اِنْ کے معنی کو متضمن ہوتے ہیں۔

۲ کوئی اسم احتیاج الی الغیر میں مبنی الاصل کے مشابہ ہو۔ جس طرح: تمام مبہمات ضمائر، موصولات، اسماء اشارات کہ یہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں مرجع، صلہ اور مشار الیہ کے محتاج ہوتے ہیں جس طرح حرف اپنے معنی پر دلالت کرنے میں ضم ضمیمہ کا محتاج ہوتا ہے۔

۳ کوئی اسم مبنی الاصل کے موقع میں واقع ہو۔ جس طرح: نَزَالِ وغیرہ کہ یہ اِنْزِلْ کے موقع میں واقع ہوتا ہے۔

۴ کوئی اسم اُس اسم کے مشاکل شکل وصورت میں برابر ہو جو مبنی الاصل کے موقع میں واقع ہونے کی وجہ سے مبنی ہو۔ جس طرح: فَجَارِ کہ یہ نَزَالِ کے مشاکل ہے اور نَزَالِ مبنی الاصل اِنْزِلْ کے موقع میں واقع ہونے کی وجہ سے مبنی ہے۔

۵ کوئی اسم اُس اسم کے موقع میں واقع ہو جو مبنی الاصل کے مشابہ ہونے کی وجہ سے مبنی ہو۔ جس طرح یا زَیْدُ میں زَیْدُ کہ یہ ضمیر کے موقع میں واقع ہے جو مبنی الاصل کاف کے مشابہ ہے۔ مفصل فی صیغۃ اعراب

اَلاِسْمُ الْمَبْنِیُّ: مَا لا یَخْتَلِفُ آخِرُہُ بِاخْتِلافِ الْعَوامِلِ، اَمّا وَقَعَ غَیْرَ مُرَکَّبٍ مَعَ غَیْرِہٖ، مِثْلُ اَلِف، باء، تاء، ثاء الی آخرہ وَمِثْلُ اَحَد، اِثْنَانِ، ثَلاثَۃٌ وَمِثْلُ لَفْظِ زَیْد قَبْلَ التَّرکِیبِ فَاِنَّہٗ مَبْنِیٌّ بِالْفِعْلِ عَلَی السُّکُونِ وَمُعْرَبٌ بِالْقُوَّۃِ.

ب- مَا شَابَہَ مَبْنِیَّ الاَصْلِ بِاَنْ یَکُونَ فِی الدَّلالَۃِ عَلٰی مَعْنَاہُ مُحْتَاجاً اِلٰی قَرِینَۃٍ کَاَسْمَاءِ الاِشَارَۃِ وَالمَوصُولاتِ، نَحْوُ ھٰؤُلاءِ، مَنْ . ج- مَا کَانَ عَلٰی اَقَلَّ مِنْ ثَلاثَۃِ اَحْرُفٍ، مِثْلُ ضَمِیرِ نا فِی جِئْتَنا

د- مَا تَضَمَّنَ مَعْنًی مِنْ مَعَانِی الحُرُوفِ، مِثْلُ ھٰذا وَمِنْ اَحَدَ عَشَرَ اِلٰی تِسْعَۃَ عَشَرَ .

وَحَرَکَاتُ الاسْمِ المَبْنِیِّ تُسَمّٰی ضَمّاً، وَفَتْحاً، وَکَسْراً، وَسُکُونُہٗ وقفاً .وبناءً عَلٰی مَا ذَکَرْنا یَنْقَسِمُ الاسْمُ المَبْنِیُّ اِلَی الاَقْسَامِ التَّالِیَۃِ :

1- المُضْمَرَاتُ . 2- اَسْمَاءُ الاِشَارَۃِ . 3- المَوصُولاتُ 4- اَسْمَاءُ الاَفْعَالِ . 5- اَسْمَاءُ الاَصْوَاتِ 6- المُرَکَّبَاتُ . 7- الکِنَایَاتُ . 8- بَعْضُ الظُّرُوفِ .

ترجمہ

دوسرا باب اسم مبنی کے احکام کے بیان میں مبنی وہ اسم ہے جو اپنے غیر کے ساتھ مرکب نہ ہو جیسے ''اَلِف ، بـاء ، تـاء ، ثـاء الی آخرہ''

اور جیسے واحد، اثنان، ثلاثہ اور جیسے لفظ زید اکیلا، پس بیشک یہ بالفعل مبنی علی السکون ہے اور معرب بالقوۃ ہے یا مبنی اصل کے مشابہ ہو وہ اس طرح کہ اپنے معنی پر دلالت کرنے میں کسی قرینہ کا محتاج ہو جیسے اسم اشارہ ھولاء اور اس کی مثل یا وہ تین حرف سے کم ہو یا حرف کے معنی کو متضمن ہو جیسے ''اَحَدَ عَشَرَ اِلٰی تِسْعَۃَ عَشَر'' اور یہ قسم بالکل معرب نہیں ہوتی اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا آخر نہ بدلے عوامل کے بدلنے کی وجہ سے اور اس کی حرکات کا نام رکھا جاتا ضمہ، فتحہ، کسرہ اور اس کی حالت سکون میں وقف اور اس کی آٹھ قسمیں ہیں۔ ا مضمرات، ۲ اسماء اشارات، ۳ اسماء موصولہ، ۴ اسماء افعال، ۵ اسماء اصوات، ۶ مرکبات، ۷ کنایات، اور ۸ بعض ظروف۔

النوع الاول المضمرات

﴿یہ سبق اسم مبنی پہلی قسم مضمرات کے بیان میں ہے﴾

اسم ضمیر کے مبنی ہونے کا بیان

اسم ضمیر یا مضمرات کے مبنی ہونے میں کسی اختلاف نہیں ہے اس لئے مصنف نے اس کو تمام مبنیات پر مقدم کیا ہے۔ اور اس کے مبنی ہونے کا سبب یہ ہے کہ اسم ضمیر ان حروف کی طرح کو مبنی الاصل ہوتے ہیں انہی کی طرح یہ بھی محتاج ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر اس سے پہلے اس کا مرجع جس کی جانب ضمیر نے لوٹ کر جانا ہے وہ مذکور نہ ہو تو اسم ضمیر کا لانا بے مقصد ہوا لہٰذا ضمیر اپنے مرجع کی طرف اسی طرح محتاج ہوتی ہے جس طرح حرف اپنا معنی بیان کرنے کیلئے دوسروں کا محتاج ہوتا ہے۔

اَلضَّمِيرُ : هُوَ اسْمٌ ما ، وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلى مُتَكَلِّمٍ ، اَوْ مُخاطَبٍ ، اَوْ غَائِبٍ تَقَدَّمَ ذِكْرُه وَلا بُدَّ لِضَمِيرِ الغائِبِ مِنْ مَرْجِعٍ يَرجِعُ إلَيهِ ، وهُوَ مَذْكُورٌ قَبْلَهُ لَفظاً ، نَحْوُ سَلِيمٌ حَضَرَ اَخُوهُ اَوْ مَعْنىً نَحْوُ : اعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى (المائدة/ .(8) اَوْ حُكْماً نَحْوُ وَاسْتَوَتْ عَلى الجُودِيِّ فَالضَّمِيرُ فِي اسْتَوَتْ يَعُودُ إلى سفينة نُوحٍ المعلومة مِن السِّياقِ .

ترجمہ

ضمیر وہ اسم ہے جسے وضع کیا گیا ہوتا کہ دلالت کرے اس متکلم یا مخاطب یا غائب پر جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہو لفظی طور ہو یا معنوی طور پر ہو یا حکمی طور ہو چکا ہو۔ لفظی جیسے ''سَلِيمٌ حَضَرَ اَخُوهُ'' معنوی جیسے ''اعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوَى'' حکمی طور پر جیسے ''وَاسْتَوَتْ عَلى الجُودِيِّ''

ضمیر کی تعریف

ضمیر وہ اسم ہے جو متکلم مخاطب یا ایسے غائب پر جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہو دلالت کرنے کیلئے استعمال ہو۔ ضمائر کی اقسام ضمائر کی پانچ اقسام ہیں۔۔ مرفوع متصل۔ مرفوع منفصل۔ منصوب متصل۔ منصوب منفصل۔ مجرور متصل۔

الضمیر علی قسمین

﴿یہ سبق ضمیر کی دو اقسام کے بیان میں ہے﴾

1۔مُتَّصِلٌ : وھُوَ مَا لا یُسْتَعْمَلُ وَحْدَہُ ، وھُوَ إمّا مَرْفُوعٌ ، نَحْوُ ضَرَبْتُ ... إلی ضَرَبْنَ اَوْ مَنْصُوبٌ ، نَحْوُ ضَرَبَنِی ... إلی ضَرَبَھُنَّ اَوْ مَجْرُورٌ ، نَحْوُ غُلامِی ، ولِی ... إلی غُلامِھِنَّ ولَھُنَّ .

2۔مُنْفَصِلٌ ، وھُوَ مَا یُسْتَعْمَلُ وحْدَہُ ، وھُوَ ایضاً إمّا مَرْفُوعٌ ، مِثْلُ اَنا ... إلی ھُنَّ ، وإمّا مَنْصُوبٌ ، مِثْلُ إیّایَ ... إلی إیّاھُنَّ ، فذٰلِك سِتونَ ضَمِیراً .

والضَّمیرُ المَرْفُوعُ المُتَّصِلُ یَکُونُ مُسْتَتِراً فِی مَا یَلِی : 1-المَاضِی الغائِبُ والغائِبَۃُ ، نَحْوُ عَلِیٌّ نَصَرَ الإسْلامَ وَفَاطِمَۃُ اَعَزَّتِ النِّساءَ ای : نَصَرَ ھُوَ ، واَعَزَّتْ ھِیَ . 2-المُضَارِعُ المُتَکَلِّمُ ، مِثْلُ اَنْصُرُ و نَنْصُرُ . 3-المُضَارِعُ المُخاطَبُ ، مِثْلُ تَاْکُلُ . 4-الغائِبُ وَالغائِبَۃ مِثْلُ یَنْصُرُ وتَنْصُرُ .

5-إسْمُ الفاعِلِ و المَفْعُولِ الصِّفَۃ

ولا یَجُوزُ اسْتِعْمالُ المُنْفَصِلِ إلاّ عِنْدَ تَعَذُّرِ المُتَّصِلِ نَحْوُ إیّاكَ نَعْبُدُ الفاتحۃ/ 5 ، و مَا نَصَرَكَ إلاّ اَنَا

ضَمِیرُ الشَّاْنِ و القِصَّۃ، واعْلَمْ اَنَّ لَھُمْ ضَمِیراً غائِباً تَاْتِی بَعْدَہُ جُمْلَۃٌ تُفَسِّرُہُ ، ویُسَمّٰی ضَمِیرَ الشَّانِ فِی المُذَکَّرِ، و ضَمِیرَ القِصَّۃِ فِی المُؤنَّثِ ، مِثْلُ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌالإخلاص / 1 ، وھِیَ ھِنْدٌ مَلِیحَۃٌ ، وإنّھا زَیْنَبُ قائِمَۃٌ .

ضَمِیرُ الفَصْلِ ،وقَدْ یَدْخُلُ بَیْنَ المُبْتَدا والخَبَرِ ضَمِیرٌ مَرْفُوعٌ مُنْفَصِلٌ مُطابِقٌ لِلْمُبْتَدا ، إذا کَانَ الخَبَرُ مَعْرِفَۃً ، اَوْ اَفْعَلُ مِنْ کذا ، ویُسَمّٰی فصلاً لاَنَّہُ یَفْصِلُ بَیْنَ المُبْتَدا وَالخَبَرِ لِیَرْفَعَ اشْتِباہَ الخَبَرِ بِالصِّفَۃِ ، وَیُفِیدُ التاکِیدَ ایضاً ، نَحوُ سَمِیرٌ ھُوَ القَادِمُ ، کَانَ قَاسِمٌ ھُوَ الزائِرَ ، ومَجِیدٌ ھُوَ اَفْضَلُ مِنْ حَامِدٍ وقَالَ اللّٰہُ تَعالی کُنتَ اَنتَ الرَّقِیبَاالمائدۃ/ 117)

ترجمہ

اور وہ دو قسم پر ہے اول متصل وہ یہ ہے جو اکیلی استعمال نہ ہوتی ہو یا مرفوع متصل ہوگی جیسے " ضَرَبْتُ ... الی ضَرَبْنَ " یا منصوب متصل ہوگی جیسے " ضَرَبَنِی ... الی ضَرَبَهُنَّ " تک یا مجرور متصل ہوگی جیسے " غُلَامِی ، دِیلی ... الی غُلَامِهِنَّ وَلَهُنَّ " تک یا منفصل ہوگی اور وہ یہ ہے جو اکیلی استعمال کی جاتی ہو یا مرفوع ہوگی جیسے انا ہے " اَنَا ... الی هُنَّ " تک یا منصوب ہوگی جیسے " اِیَّایَ ... الی اِیَّاهُنَّ " تک پس یہ ساٹھ ضمیریں ہیں۔

اور تو جان بیشک ضمیر مرفوع متصل خاص طور پر ماضی غائب اور غائبہ میں مستتر ہوتی ہے جیسے ضرب میں یعنی ھو اور ضربت میں یعنی ھی اور مضارع متکلم میں مطلقاً مستتر ہوتی ہے جیسے اضرب میں یعنی انا اور نضرب میں میں نحن اور حاضر کے لیے جیسے " تَسَاَلُ " میں یعنی انت اور غائب اور غائبہ کے لیے جیسے " یَنْصُرُ و تَضرب " میں یعنی ھو اور تضرب میں یعنی ھی اور صیغہ صفت یعنی اسم فاعل اور اسم مفعول اور دونوں کے علاوہ میں مطلقاً مستتر ہوتی ہے اور ضمیر منفصل کا استعمال کرنا جائز نہیں مگر متصل کے متعذر ہونے کے وقت جیسے " اِیَّاكَ نَعْبُدُ "

اور تو جان بیشک نحویوں کے لیے ایک ضمیر ہے جو جملہ سے پہلے واقع ہوتی ہے اور جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے اور نام رکھا جاتا ہے ضمیر شان مذکر میں اور مونث میں قصہ جیسے " قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ " اور داخل ہوتا ہے۔

مبتداء اور خبر کے درمیان صیغہ مرفوع منفصل جو مبتداء کے مطابق ہوتا ہے جبکہ خبر معرفہ ہو یا افعل من کذا ہو اور اس کا نام رکھا جاتا ہے فصل کیونکہ یہ خبر اور صفت کے درمیان فاصلہ کرتی ہے جیسے "" اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ "

ضمیر مرفوع متصل کی تعریف و استعمال کا بیان

جو ضمیر اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور محل رفع میں واقع ہو اسے ضمیر مرفوع متصل کہتے ہیں۔ ضمیر مرفوع متصل کی اقسام ضمیر مرفوع متصل کی دو اقسام ہیں۔۔ بارز۔ مستتر۔ بارز: بارز کا معنی ہے ظاہر، اس سے مراد وہ ضمیر ہے جو لکھی اور پڑھی جاسکے۔ جس طرح ضَرَبْتُ

اس میں تُ ضمیر بارز ہے۔ مستتر: مستتر کا معنی ہے پوشیدہ، اس سے مراد وہ ضمیر ہے جو لکھی اور پڑھی نہ جاسکے۔ جس طرح ضَرَبَ میں ھُوَ ضمیر مستتر ہے۔

ضَرَبْتُمَا تُمَا ضمیر بارز تثنیہ مونث حاضر کیلئے ضَرَبْتُنَّ تُنَّ ضمیر بارز جمع مونث حاضر کیلئے ضَرَبْتُ تُ ضمیر بارز واحد مذکر و مونث متکلم کیلئے ضَرَبْنَا نَا ضمیر بارز تثنیہ و جمع، مذکر و مونث متکلم کیلئے۔

ضمیر مرفوع منفصل کی تعریف و استعمال کا بیان

جو ضمیر اپنے عامل سے جدا ہو اور محل رفع میں واقع ہو اسے ضمیر مرفوع منفصل کہتے ہیں۔ ضمیر مرفوع منفصل کا استعمال: یہ ضمیر

اکثر مبتداء، خبر، فاعل، نائب الفاعل یا کان کے اسم کے طور استعمال کی جاتی ہے۔
ضمیر مرفوع منفصل استعمال ھُوَ واحد مذکر غائب کیلئے ھُمَا تثنیہ مذکر غائب کیلئے ھُمْ جمع مذکر غائب کیلئے ھِیَ واحد مونث غائب کیلئے ھُمَا تثنیہ مونث غائب کیلئے ھُنَّ جمع مونث غائب کیلئے اَنْتَ واحد مذکر حاضر کیلئے اَنْتُمَا تثنیہ مذکر حاضر کیلئے اَنْتُمْ جمع مذکر حاضر کیلئے اَنْتِ واحد مونث حاضر کیلئے اَنْتُمَا تثنیہ مونث حاضر کیلئے اَنْتُنَّ جمع مونث حاضر کیلئے اَنَا واحد مذکر و مونث متکلم نَحْنُ تثنیہ و جمع، مذکر و مونث متکلم۔

ضمیر منصوب متصل کی تعریف و استعمال کا بیان

جو ضمیر اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور محل نصب میں واقع ہو ضمیر منصوب متصل کہلاتی ہے۔ ضمیر منصوب متصل کا استعمال: یہ ضمیر اکثر مفعول بہ یا اِنَّ کا اسم واقع ہوتی ہے۔ ضمیر منصوب متصل مع عامل استعمال ضَرَبَہٗ، ہ ضمیر واحد مذکر غائب کیلئے ضَرَبَهُمَا ھما ضمیر تثنیہ مذکر غائب کیلئے ضَرَبَهُمْ ھم ضمیر جمع مذکر غائب کیلئے ضَرَبَهَا ھا ضمیر واحد مونث غائب کیلئے ضَرَبَهُمَا ھما ضمیر تثنیہ مونث غائب کیلئے ضَرَبَهُنَّ ھن ضمیر جمع مونث غائب کیلئے۔

ضَرَبَكَ ك ضمیر واحد مذکر حاضر کیلئے ضَرَبَكُمَا کما تثنیہ مذکر حاضر کیلئے ضَرَبَكُمْ کم ضمیر جمع مذکر حاضر کیلئے ضَرَبَكِ ک ضمیر واحد مونث حاضر کیلئے ضَرَبَكُمَا کما ضمیر تثنیہ مونث حاضر کیلئے ضَرَبَكُنَّ کن ضمیر جمع مونث حاضر کیلئے ضَرَبَنِی ی ضمیر واحد مذکر و مونث متکلم کیلئے ضَرَبَنَا نا ضمیر تثنیہ و جمع، مذکر و مونث متکلم کیلئے۔

ضمیر منصوب منفصل کی تعریف و استعمال کا بیان

جو ضمیر اپنے عامل سے جدا ہو اور محل نصب میں واقع ہو تو اسے ضمیر منصوب منفصل کہتے ہیں۔ ضمیر منصوب منفصل کا استعمال: ضمیر منصوب منفصل اکثر مفعول بہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔ ضمیر منصوب متصل استعمال اِیَّاہُ، واحد مذکر غائب کیلئے اِیَّاهُمَا تثنیہ مذکر غائب کیلئے اِیَّاهُمْ جمع مذکر غائب کیلئے اِیَّاهَا واحد مونث غائب کیلئے اِیَّاهُمَا تثنیہ مونث غائب کیلئے۔

اِیَّاهُنَّ جمع مونث غائب کیلئے اِیَّاكَ واحد مذکر حاضر کیلئے اِیَّاكُمَا تثنیہ مذکر حاضر کیلئے اِیَّاكُمْ جمع مذکر حاضر کیلئے اِیَّاكِ واحد مونث حاضر کیلئے اِیَّاكُمَا تثنیہ مونث حاضر کیلئے اِیَّاكُنَّ جمع مونث حاضر کیلئے اِیَّایَ واحد مذکر و مونث متکلم اِیَّانَا تثنیہ و جمع، مذکر و مونث متکلم۔

فائدہ

ضمیر صرف اِیَّا ہے باقی تمام حروف متکلم مخاطب اور غائب پر دلالت کے لئے ہیں۔

ضمیر مجرور متصل کی تعریف و استعمال کا بیان

جو ضمیر اپنے عامل سے ملی ہوئی ہو اور محل جر میں واقع ہو۔ ضمیر مجرور متصل کا استعمال: یہ ضمیر ہمیشہ مضاف الیہ یا حرف جار کا مجرور

واقع ہوتی ہے۔

ضمیر مجرور متصل مع عامل استعمال کِتَابُہٗ، واحد مذکر غائب کیلئے کِتَابُھُمَا تثنیہ مذکر غائب کیلئے کِتَابُھُمْ جمع مذکر غائب کیلئے کِتَابُھَا واحد مونث غائب کیلئے کِتَابُھُمَا تثنیہ مونث غائب کیلئے کِتَابُھُنَّ جمع مونث غائب کیلئے کِتَابُکَ واحد مذکر حاضر کیلئے کِتَابُکُمَا تثنیہ مذکر حاضر کیلئے کِتَابُکُمْ جمع مذکر حاضر کیلئے کِتَابُکِ واحد مونث حاضر کیلئے کِتَابُکُمَا تثنیہ مونث حاضر کیلئے کِتَابُکُنَّ جمع مونث حاضر کیلئے کِتَابِی واحد مذکر و مونث متکلم کیلئے کِتَابُنَا،

تثنیہ و جمع، مذکر و مونث متکلم کیلئے ضمیر کے چند ضروری قواعد

بسا اوقات جملہ کی ابتداء میں ضمیرِ غائب آجاتی ہے جس کا کوئی مرجع نہیں ہوتا اور بعد والا جملہ اس ضمیر کی تفسیر کرتا ہے۔اس صورت میں اگر ضمیر مذکر کی ہو تو اسے ضمیر شان کہتے ہیں اور اگر مونث کی ہو تو ضمیر قصہ کہتے ہیں۔جس طرح ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ،

ضمیر کا مرجع مذکور نہ ہو اور نہ ہی بعد والا جملہ اس کی تفسیر کر رہا ہو۔تو اسے ضمیر مبہم کہتے ہیں۔اس کے ابہام کو دور کرنے کیلئے ضمیر کے بعد بیان یا تمیز کو لاتے ہیں۔جس طرح ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ۔فَسَوّٰھُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ، یہاں ھُنَّ ضمیر مبہم ہے۔سَبْعَ سَمٰوٰتٍ تمیز ہے۔

ضَرَبَنِیْ میں ضَرَبَ اور یاء کے درمیان آنے والے نون کو "نون وقایہ" کہا جاتا ہے، جو کہ فعل کے آخر کو کسرہ سے بچاتا ہے۔

صرف غائب کی ضمیر اپنے مرجع کی طرف لوٹتی ہے متکلم اور مخاطب کی ضمیر راجع نہیں ہوتی اور نہ ہی ان کا کوئی مرجع ہوتا ہے۔

ضمیر پڑھنے کا طریقہ

ضمیر کے ماقبل زبر ہو گا یا زیر اگر زبر ہے تو ضمیر پر الٹا پیش پڑھا جائے گا۔جس طرح لَہٗ اور اگر ماقبل زیر ہے۔تو ضمیر پر کھڑا زیر پڑھا جائیگا۔جس طرح بِہٖ اور اگر ضمیر کے ماقبل ساکن ہے۔تو پھر دیکھیں گے کہ وہ یاء ساکن ہے یا غیر یاء ساکن اگر یاء ساکن ہے تو پھر ضمیر پر کسرہ پڑھیں گے جس طرح فِیْہِ ۔اگر غیر یاء ساکن ہے تو پھر ضمہ پڑھیں۔جس طرح مِنْہُ مگر قرآن پاک کے چند مقامات اس سے مستثنیٰ ہیں۔سورہ نور میں وَیَتَّقْہِ ،سورہ کہف میں وَمَا اَنْسَانِیْہُ،سورہ فتح میں عَلَیْہُ اللّٰہَ،سورہ اعراف و شعراء میں اَرْجِہْ ۔

ضمیر سے متعلق ترکیبی قواعد کا بیان

ضمیر ہمیشہ واحد، تثنیہ، جمع اور تذکیر و تانیث میں اپنے مرجع کے مطابق ہوتی ہے۔

اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ،اَلْعِلْمُ ھِیَ نِعْمَۃٌ

یہاں بھی ضمیر خبر کے مطابق آئی ہے۔اسم اشارہ کا بھی یہی حکم ہے۔

ترکیب:

وَ اُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ، هُوَ يَضْرِبُ زَيْدًا، مبتداء اور خبر کے درمیان آنے والی "ضمیر فصل" کو ترکیب کے اندر مبتدا بھی بنا سکتے ہیں۔ اور اسے ضمیر فصل کہہ کر چھوڑ بھی سکتے ہیں۔ جس طرح میں اُولٰئِكَ مبتدا اول اور هُم مبتدا ثانی یا پھر اُولٰئِكَ مبتدا اور هُم کو ضمیر فصل کہہ کے چھوڑ دیں۔

جب ضمیر مرجع اور خبر کے درمیان آ جائے تو خبر کی رعایت اولیٰ ہوتی ہے۔ جس طرح اُولٰئِكَ مبتدا هُم ضمیر فصل الْمُفْلِحُوْنَ خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔ اس کی دوسری ترکیب اس طرح بھی ہو سکتی ہے اُولٰئِكَ مبتدا اول هُم ضمیر فصل مبتدا ثانی، اَلْمُفْلِحُوْنَ مبتدا ثانی کی خبر۔ مبتدا ثانی اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا اول کی خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔ ترکیب:

هُوَ ضمیر مرفوع منفصل مبتدا یَضْرِبُ فعل هُوَ ضمیر فاعل زَیْدًا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر خبر، مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ۔

مبنی الاصل ہونے والی مشابہات کا بیان

۱وضعی کوئی اسم وزن میں حرف کے مشابہ ہو ایک حرفی یا دو حرفی ہونے میں جس طرح مَن عَن کے اور مَا قَدْ کے مشابہ ہے دو حرفی ہونے میں اور ضَرَبْتُ میں تُ ضمیر باء کے مشابہ ہے ایک حرفی ہونے میں ہو۔

۲معنوی کوئی اسم مبنی الاصل کے معنی میں ہو جس طرح اسمائے افعال کہ ان میں سے بعض ماضی اور بعض امر حاضر معلوم کے معنی میں ہیں۔

۳افتقاری کوئی اسم اپنا معنی دینے میں حرف کی طرح کسی دوسری چیز کا محتاج ہو جس طرح اسمائے مضمرات اسمائے اشارات اسمائے موصولات اور اسمائے اصوات وغیرہ کیونکہ جس طرح حروف اپنا معنی دینے میں اسم یا فعل کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح مضمرات مرجع کی اسمائے اشارات مشار الیہ کے اسمائے موصولہ صلہ کے اور اسمائے کنایات قصہ کے محتاج ہوتے ہیں۔

۴بنائی کوئی اسم حرف کے معنی کو متضمن ہو جس طرح اَحَدَ عَشَرَ میں عَشَرَ واؤ کے معنی کو متضمن ہے۔

۵وقوعی کوئی اسم مبنی الاصل کی جگہ میں واقع ہو جس طرح نَزَالِ تَرَاكِ، نَزَالِ اَنْزِلْ اور تَرَاكِ اُتْرُكْ کی جگہ میں واقع ہے اور اَنْزِلْ اور اُتْرُكْ دونوں مبنی الاصل ہیں۔

۶وقوعی شبہی کوئی اسم واقع ہو ایسے اسم کی جگہ میں جو مشابہت رکھتا ہو مبنی الاصل کے ساتھ جس طرح منادیٰ مفرد یا زَیْدُ کیونکہ تقدیر اس کی یہ ہے بلاتا ہوں میں تجھے اَدْعُوْكَ چنانچہ زید واقع ہو ک اسمیہ خطابیہ کی جگہ میں اور وہ مشابہ ہے کَذٰلِكَ کے ک کے جو کہ حرف ہے۔

شبہی وقوعی کوئی اسم مشابہ ہو ایسے اسم کے جو واقع ہو مبنی الاصل کی جگہ میں جس طرح فُجَارِ کہ یہ مشابہ ہے نَزَالِ کے اور وہ واقع ہے مبنی الاصل اَنْزِلْ کی جگہ میں ہو۔

۸۔اضافی کوئی اسم مضاف ہو جملہ کی طرف بالواسطہ یا بلاواسطہ، بالواسطہ ہو جس طرح یَوْمَئِذٍ کہ اصل میں یَوْمَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا یہاں یوم مضاف ہو رہا ہے جملہ کی طرف اذ کے واسطے سے اور بلاواسطہ ہو جس طرح یَوْمَ یَنْفَعُ الصَّادِقِیْنَ یہاں یوم مضاف ہو رہا ہے جملہ کی طرف بغیر کسی واسطے سے ہو۔

۹۔اہمالی کوئی اسم عامل یا معمول نہ بننے میں حرف کے مشابہ ہو جس طرح اسمائے اصوات کہ یہ حروف مقطعات کے مشابہ ہیں عامل یا معمول نہ بننے میں ہو۔

۱۰۔جمودی کوئی اسم حرف کے مشابہ ہو تثنیہ جمع نہ ہونے میں جس طرح قَطُّ عَوْضُ وغیرہ۔



النوع الثاني اسماء الاشارة

﴿اسم مبنی کی دوسری قسم اسمائے اشارات کے بیان میں ہے﴾

اسم اشارہ کے مبنی ہونے کا بیان

اپنے معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ تو اسم اشارہ کو حرف سے مشابہت ہوئی اور حرف مبنی الاصل ہے اور جو مبنی الاصل کے مشابہ ہو وہ مبنی ہوتا ہے لہذا اسم اشارہ بھی مبنی ہے۔

اِسْمُ الإشَارَةِ : مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلى مُشارٍ إليهِ . وَلَهُ خَمْسَةُ اَلفاظٍ لِسِتَّةِ مَعانٍ.

1۔ ذا لِلمُذَكَّرِ الواحِدِ .

2۔ ذانِ ، وذَيْنِ لِلمُثَنّى المُذَكَّرِ .

3۔ تا ، وتِي ، وذِی ، وتِهْ ، وذِهْ ، وتِهی ، وذِهی لِلمُفْرَدِ المُؤَنَّثِ .

4۔ تانِ ، وتَيْنِ لِلمُثَنّى المُؤَنَّثِ .

5۔ أُولاءِ بِالمَدِّ والقَصْرِ لِلجَمْعِ المُذَكَّرِ والمُؤَنَّثِ .

وَقَدْ تَلْحَقُ بِاَوائِلِها هَاء التَّنبِيهِ ، مِثْلُ هذا ، هؤُلاءِ .

وقَـدْ يَتَّـصِلُ بِاَوَاخِرِها حَرْفُ الخِطابِ ، وَهِيَ خَمْسَةُ اَلفاظٍ لستة معان كَ ، كُما ، كُمْ ، كِ ، كُنَّ فذلك خَمْسَةٌ وَعِشْرُونَ الحاصِلُ مِنْ ضَرْبِ خَمْسَةٍ فِي خَمْسَةٍ وهِيَ ذاكَ ... إلى ذاكُنَّ ، وذانِكَ ... إلى ذانِكُنَّ وَكَذا البَواقِي، ويُسْتَعْمَلُ ذا لِلقَرِيبِ وَ ذاك لِلمُتَوَسِّطِ و ذلِك لِلبَعِيدِ .

ترجمہ

الاسماء اشارہ میں اسماء اشارہ وہ اسم ہیں جو وضع کے گئے ہیں تاکہ وہ مشار الیہ پر دلالت کریں اور وہ پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے آتے ہیں ذا واحد مذکر کے لیے ذان اور ذین تثنیہ مذکر کیلئے اور تا، تی، ذی، تہ، ذہ، تہی، ذہی واحد مؤنث کیلئے اور تان، تین تثنیہ مؤنث کیلئے اور اولاء مد کے ساتھ اور اولیٰ قصر کے ساتھ ان دونوں کی جمع کیلئے آتا ہے۔

اور کبھی لاحق کردی جاتی ہے ھاء تنبیہ ان کے شروع میں جیسے "ھذا ،ھذان ،ھؤلاء " اور ان کے آخر میں حرف خطاب متصل

ہو جاتا ہے اور وہ بھی پانچ الفاظ ہیں چھ معانی کے لیے جیسے'' ک، کُما، کُم، کِ، کُنَّ'' پس یہ پچیس حاصل ہو گئے پانچ کو پانچ میں ضرب دینے سے اور وہ ذاک سے ذکن تک اور ذانِک سے ذانکن تک اور اس طرح باقی اور تو جان کہ بیشک ذا قریب کیلئے آتا ہے اور ذالک بعید کیلئے اور ذاک متوسط کیلئے ہے۔

اسمائے اشارہ کی تعریف

ایسے اسماء جنہیں کسی چیز کی طرف اشارہ کرنے کیلئے وضع کیا گیا ہو ان کو اسمائے اشارہ کہتے ہیں۔ اور جس چیز کی طرف اشارہ کیا جائے اس کو مشارٌ اِلَیہ کہتے ہیں۔ جس طرح ھٰذَا الْقَلَمُ نَفِیْسٌ

یہ قلم نفیس ہے۔ اس مثال میں ھٰذَا اسم اشارہ ہے اور اَلْقَلَمُ مشارٌ الیہ ہے۔ مشارٌ الیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ نظر آئے اور محسوس ہو۔ اگر ایسی چیز کی طرف اشارہ ہو رہا ہو جو محسوس بمصر نہ ہو وہاں اسمائے اشارات کا استعمال مجازاً ہوتا ہے۔

اسمائے اشارہ اور ان کے استعمال کا بیان

ذا یہ ایک مرد ذَانِ، ذَیْنِ یہ دو مرد تَا یہ ایک مرد تِیْ یہ ایک عورت تِہٖ یہ ایک عورت ذِہٖ یہ ایک عورت ذِھِیْ، تِھِیْ یہ ایک عورت تَانِ، تَیْنِ یہ دو عورتیں اُوْلَاءِ یہ سب مرد یا سب عورتیں اُولیٰ یہ سب مرد یا سب عورتیں اسم اشارہ کے استعمال کی تین صورتیں ہیں۔

اگر اسمائے اشارہ لام اور کاف دونوں سے خالی ہوں تو یہ قریب کیلئے استعمال ہونگے۔ جس طرح ھٰذَا، ھٰذَانِ وغیرہ۔ اگر ان کے آخر میں حرف کاف ہو تو یہ متوسط کیلئے ہوتے ہیں۔ جس طرح ذَاكَ، ذَاكُمَا وغیرہ۔ اگر ان کے آخر میں لام اور کاف دونوں آجائیں تو یہ بعید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح ذَالِكَ، ذَالِكُمَا وغیرہ۔

اسمائے اشارات کے فوائد کا بیان

۱ثَمَّ۔ یہ بھی اسم اشارہ ہے اور اس کے ذریعے صرف کسی مکان کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ۔ تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے۔

۲ھُنَا، ھٰھُنَا بمعنی یہاں۔ یہ دونوں کسی مکان قریب کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

۳ ھُنَاكَ بمعنی وہاں یہ کسی مکان متوسط کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ھُنَالِكَ بمعنی وہاں یہ مکان بعید کی طرف اشارہ کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔

۴اسم اشارہ کے شروع میں جو ھا ہوتی ہے وہ انتباہ کیلئے ہوتی ہے اور یہ مخاطب کو اپنی طرف متوجہ کرنے کیلئے لگائی جاتی ہے۔ جس طرح ذا سے ھٰذا۔

۵اسم اشارہ کے آخر میں آنے والا کاف ضمیر کا کاف نہیں ہوتا بلکہ خطاب کا کاف ہوتا ہے۔ اور مخاطب کے افراد پر دلالت کیلئے آتا ہے۔ یعنی بتاتا ہے کہ مخاطب واحد، تثنیہ یا جمع ہے۔

اسمائے اشارات سے متعلق قواعدِ نحویہ کا بیان

۱۔اگر اسمِ اشارہ کے بعد کوئی اسم نکرہ آ جائے تو اسمِ اشارہ کو مبتدا اور اسم نکرہ کو خبر بنائیں گے۔جس طرح ھٰذا کتابٌ یہ کتاب ہے۔ھٰذا اسمِ اشارہ مبتدا، کتابٌ اس کی خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

۲۔اگر اسمِ اشارہ کے بعد کوئی اسم معرف باللام آ جائے تو اس کی تین طریقوں سے ترکیب ہو سکتی ہے۔

۱۔اسمِ اشارہ کو موصوف بنائیں اور معرف باللام کو صفت۔جس طرح ھٰذَا الْقَلَمُ طَوِیْلٌ، اس کی ترکیب اس طرح کریں گے۔ھٰذا اسمِ اشارہ موصوف اَلْقَلَم صفت، موصوف صفت ملکر مبتدا، طَوِیْلٌ خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

۲۔اسمِ اشارہ کو مبیّن اور معرف باللام کو عطف بیان بنائیں۔اس صورت میں ھٰذَا الْقَلَمُ طَوِیْلٌ اس کی ترکیب یوں کریں گے۔ھٰذا اسمِ اشارہ مبیّن اَلْقَلَم عطف بیان، مبیّن عطف بیان ملکر مبتدا، طَوِیْلٌ اس کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

۳۔اسمِ اشارہ کو مبدل منہ اور معرف باللام کو بدل بنالیں۔جس طرح ھٰذَا الْقَلَمُ طَوِیْلٌ، ھٰذَا اسمِ اشارہ مبدل منہ، اَلْقَلَم بدل، مبدل منہ بدل سے ملکر مبتدا، طَوِیْلٌ خبر، مبتدا خبر سے ملکر جملہ اسمیہ۔

۳۔اسمِ اشارہ کے بعد معرف باللام ہو تو وہی اس کا مشارالیہ ہوگا۔کوئی اور مشارالیہ تلاش کرنے کی ضرورت نہیں اگرچہ معرف باللام کو ترکیب میں صفت، مبدل منہ یا عطف بیان کا نام دیں۔

اسمائے اشارات کے استعمالِ نحوی کا خلاصہ

اصل اسمِ اشارہ ذَا، ذَانِ، ذَیْنِ، ذِہٖ، تَـانِ، تَیْنِ، اُولَاءِ ہیں عموماً ان کے شروع میں انتباہ کے لیے حرف ھا بڑھا دیتے ہیں جس طرح: ھٰـذَا، ھٰذَان، ھٰذَیْنِ، ھٰذِہٖ، ھَاتَانِ، ھَاتَیْنِ، ھٰؤلَاءِ وغیرہ۔اور کبھی ان کے آخر میں مخاطب کے اعتبار سے حرفِ خطاب لگا دیتے ہیں۔جس طرح: ذَاکَ وغیرہ۔ اور کبھی مشارالیہ کی دوری کی وجہ سے حرف خطاب سے پہلے ل بھی لایا جاتا ہے۔جس طرح: ذَالِکَ، ذَالِکُمَا وغیرہ۔



﴿اسم مبنی کی تیسری قسم اسم موصول کے بیان میں ہے﴾

اسم موصول کے مبنی ہونے کا بیان

اسم موصول مبنی کیوں ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ جس طرح حروف اپنا معنی بیان کرنے میں دوسروں کے محتاج ہوتے ہیں اسی طرح اسم موصول بھی صلہ کا محتاج ہوتا ہے۔لہٰذا احتیاج میں برابر ہونے کے سبب سے اور ہم مشابہت الی الغیر ہونے کے سبب یہ بھی حروف جو مبنی الاصل ہوتے ہیں ان کی مثل ہوگیا ہے۔لہٰذا یہ بھی مبنی ہے۔

المَوْصُولُ : اِسْمٌ لا يَصْلُحُ انْ يَكونَ جُزْء اً تاماً مِنْ جُمْلَةٍ إلاّ بِصِلَةٍ بَعدَهُ ، وَهِيَ جُمْلَةٌ خَبَرِيَّةٌ ، وَلا بُدَّ مِنْ عائِدٍ فِيها يَعُودُ إلى المَوْصُولِ ، مِثْلُ اَلّذِى فِى قَولِنا جاءَنِى اَلّذِى ابُوهُ عَالِمٌ ، اوْ قَامَ ابُوهُ . اَلاسماءُ المَوْصُولَةُ هِيَ :

-1 اَلّذى لِلمُذَكَّرِ . -2 اَلّتى لِلمُؤَنَّثِ . -3 اللّذانِ ، واللَّذَيْنِ ، واللّتانِ ، واللّتَيْنِ لِمُثَنّاهُما ، بالالِفِ فِى حالَةِ الرَّفْعِ ، وبِالياءِ فِى حالَتَى النَّصْبِ والجَرِّ . -4 الالى ، والّذِينَ لِجَمْعِ المُذَكَّرِ -5. اَللّائِى ، واللَّوائِى ، و اللّائِى لِجَمْعِ المُؤَنَّثِ -7-6. مَنْ ومَا ويَكُونَانِ لِلجَمِيعِ . -8 اَىٌّ وَ اَيَّةٌ . -9 ذُوْ بِمَعْنَى اَلّذِى فِى لُغَةِ بَنِى طَيِّءٍ كَقَوْلِ الشّاعِرِ :

فَإنَّ الماءَ ماءُ اَبِى وَجَدِّى　　　　وَبِئرِى ذُو حَفَرْتُ وَذُو طَوَيْتُ

اَىْ اَلّذِى حُفَرْتُ والّذِى طَوَيْتُ

-10 اَلالِفُ وَاللامُ بِمَعْنَى اَلّذِى وصِلَتُهُ اسمُ الفاعِلِ اَوِ المَفْعُولِ ، نَحْوُ الآكِلُ اَبُو بَكْرٍ اى اَلّذِى اَكَلَ اَبُو بَكْرٍ ، و المَاْكُولُ تُفّاحٌ اى اَلّذِى اُكِلَ تُفّاحٌ .

وَيَجُوزُ حَذفُ العَائِدِ مِنَ اللَفْظِ انْ كانَ مَفْعُولاً ، نَحْوُ : قَامَ اَلّذِى اَكْرَمْتُ اَىْ اَلّذِى اَكْرَمْتُهُ

واعلَمْ اَنَّ اَيّاً و اَيَّةً مُعْرَبَانِ إلاّ إذا حُذِفَ صَدْرُ صِلَتِهما ، كَقَوْلِهِ تعالَى ، ثُمَّ لَنَنزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمانِ عِتِيّاًمريم/69 ، اَىْ اَيُّهُم هُوَ اَشَدُّ .

ترجمہ: اسم موصول وہ اسم ہے جو جملہ کی جزء تام بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا مگر اس صلہ کے ساتھ جو اس کے بعد ہو اور صلہ جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ضروری ہے اس جملہ میں ایک عائد کا ہونا جو اسم موصول کی طرف لوٹے اس کی مثال الذی جو ہمارے قول "جَـاءَ نِـى الَّذِى اَبُوْهُ عَالِمٌ ، اَوْ قَامَ اَبُوْهُ " میں ہے اور الذی مذکر کیلئے آتا ہے اور "اللَّذانِ ، واللَّذَيْنِ ، واللَّعانِ ، واللَّعَيْنِ "اس کے تثنیہ کیلئے آتا ہے اور "التی" مؤنث کیلئے اور "العان ،العین" اس کے تثنیہ کیلئے آتا ہے۔ اور" الالی ، والَّـذِيْنَ "جمع مذکر کیلئے اور "اللائی ، واللَّواتِي ، و اللَّائِي "جمع مؤنث کیلئے آتے ہیں اور ما اور من اور ای اور" ایۃ" اور ذو یہ الذی کے معنی میں ہوتا ہے بنی طی کی لغت میں جیسے شاعر کا قول" فَإِنَّ الماءَ ماءُ اَبِي وَجَدِّى ۔ وَبِئْرِى ذُو حَفَرْتُ وَذُو طَوَيْتُ

آیَ الَّذِى حَفَرْتُ وَالَّذِى طَوَيْتُ

''پس بیشک پانی میرے باپ اور دادا کا پانی ہے اور میرا کنواں جس کو میں خود کھودا ہے جس کا میں خود منڈ میر بنایا ہے اور'' ذُو حَفَرْتُ یعنی الَّذِى حَفَرْتُ '' کے معنی میں ہے اور ذو طویت الذی طویت کے معنی میں ہے۔

اور الف لام جو الذی کے معنی میں ہو اس کا صلہ اسم فاعل اور اسم مفعول ہوتے ہیں جیسے" الآكِلُ اَبُو بَكْرٍ ' اور عائد کا لفظوں سے حذف کر دینا جائز ہوتا ہے اگر وہ کلام میں مفعول واقع ہو جیسے" قَامَ الَّذِى اَكْرَمْتُ "اور تو جان بیشک ای ایہ معرب ہوتے ہیں مگر جب ان کا صدر صلہ حذف کر دیا جائے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول' ثُمَّ لَنَنْزِعَنَّ مِنْ كُلِّ شِيعَةٍ اَيُّهُمْ اَشَدُّ عَلَى الرَّحْمَانِ عِتِيًّا مریم/69 ، اَىْ اَيُّهُم هُوَ اَشَدُّ .

قرآن مجید سے اسمائے موصولہ کی امثلہ کا بیان

۱ الذی نحو،وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِى صَدَقَنَا وَعْدَهُ 74) سورة الزمر؛

۲ التی نحو قَدْ سَمِعَ اللّٰهُ قَوْلَ الَّتِى تُجَادِلُكَ فِى زَوْجِهَا 1) سورة المجادلة؛

۳ نحو وَاللَّذَان وَاللَّذَانَ يَاْتِيَانِهَا مِنكُمْ 16) سورة النساء ؛

۴ نحو الَّذَيْن رَبَّنَا اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلَّانَا 29) سورة فصلت؛

۵ نحو وَالَّذِين وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ 10) سورة الحشر؛

۶ نحو وَاللَّائِي وَاللَّائِي يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيضِ 4) سورة الطلاق؛

نحو وَاللَّاتِي وَاللَّاتِي يَأْتِينَ الْفَاحِشَةَ 15) سورة النساء

اسمائے موصولہ کی تعریف

وہ اسماء جو جملے کا اکیلے جزء نہ بن سکیں بلکہ اپنے مابعد جملے سے ملکر کسی جملے کا جزء بنیں ایسے اسماء کو اسمائے موصولہ کہا جاتا ہے۔

ان اسماء کے بعد جملہ خبریہ ہوتا ہے اور اس کو اسم موصول کا صلہ کہتے ہیں۔ جس طرح جَاءَ الَّذِیْ نَصَرَنِیْ، جَاءَ الَّذِیْ نَصَرَنِیْ .وہ شخص آیا جس نے میری مدد کی۔

اس مثال میں الَّذِیْ اسم موصول ہے اور نَصَرَنِیْ پورا جملہ فعلیہ اس کا صلہ ہے، موصول اور صلہ دونوں ملکر جَاءَ کا فاعل ہیں، اکیلا الَّذِیْ ماقبل جملے کا جزء نہیں بن سکتا۔

ترکیب: جَاءَ فعل الَّذِیْ اسم موصول نَصَرَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل نون وقایہ ی ضمیر مفعول بہ نَصَرَ فعل ھُوَ ضمیر فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہوکر الَّذِیْ اسم موصول کا صلہ، موصول صلہ ملکر جَاءَ کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

اسمائے موصولہ کا تذکیر وتانیث کیلئے استعمال کا نحوی بیان

مذکر کے لئے: حالت رفعی حالت نصبی وجری ترجمہ صیغہ الَّذِیْ الَّذِیْ وہ جو یا اس کو جو واحد مذکر کیلئے اَلذَانِ الَّذَیْنِ وہ دو جو، یا ان دو کو جو تثنیہ مذکر کیلئے اَلَّذِیْنَ اَلَّذِیْنَ وہ سب جو، یا ان سب کو جو جمع مذکر کیلئے اَلْاُلٰی اَلْاُلٰی وہ سب جو، یا ان سب کو جو جمع مذکر کیلئے مونث کیلئے۔

حالت رفعی حالت نصبی وجری ترجمہ صیغہ اَلَّتِیْ اَلَّتِیْ وہ جو، یا اس کو جو واحد مونث اَلَّتَانِ اَلَّتَیْنِ وہ دو جو، یا ان دو کو جو تثنیہ مونث اَللَّاتِیْ اَللَّاتِیْ وہ سب جو، یا ان سب کو جو جمع مونث کیلئے اَللَّوَاتِیْ اَللَّوَاتِیْ وہ سب جو، یا ان سب کو جو جمع مونث کیلئے مذکر ومونث دونوں کیلئے: حالت رفعی حالت نصبی وجری ترجمہ صیغہ مَنْ مَنْ وہ جو یا اس کو جو یا ان کو جو واحد تثنیہ جمع مذکر ومونث کیلئے مَا مَا وہ جو یا اس کو جو یا ان کو جو واحد تثنیہ جمع مذکر ومونث کیلئے اَیٌّ اَیًّا، اَیٌّ وہ جو یا کون، ذوی العقول کیلئے واحد تثنیہ جمع مذکر ومونث کیلئے الف لام بمعنی الَّذِیْ جبکہ اسم فاعل ومفعول پر داخل ہو وہ جو یا اس کو جو واحد، تثنیہ، جمع مذکر ومونث کے لئے ذُوْ بمعنی الَّذِیْ وہ جو یا اس کو جو۔

اسم موصول سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

اسم موصول کیلئے صلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ صلہ کی تین اقسام ہیں۔۔ جملہ اسمیہ۔ جملہ فعلیہ۔ ظرف۔ جملہ اسمیہ: جس طرح اَکَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ ھُوَ جَائِعٌ اس مثال میں الَّذِیْ کا صلہ جملہ اسمیہ ہے

جملہ فعلیہ: جس طرح اُعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ اس مثال میں الذی کا صلہ جملہ فعلیہ ہے۔

ظرف: جس طرح اَقْبَلَ الرَّجُلُ الَّذِیْ فِیْ بَیْتِیْ اس مثال میں الذی کا صلہ ظرف ہے۔

جو جملہ اسم موصول کا صلہ بن رہا ہو اس میں ایک ایسی ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو اسم موصول کی طرف لوٹے اور واحد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مونث ہونے میں اسم موصول کے مطابق ہو، اس ضمیر کو ضمیر عائد کہتے ہیں، اور اگر صلہ ضمیر سے شروع ہو رہا ہو تو اس ضمیر کو صدر صلہ کہتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ بالا مثال اَلَّذِیْ ھُوَ جَائِعٌ، میں ھُوَ صدر صلہ ہے نیز یہی ضمیر اسم موصول الَّذِیْ کی طرف

لوٹ رہی ہے اور مفرد و مذکر ہونے میں اسم موصول کے مطابق ہے۔

ضمیر عائد جب مفعول بہ بن رہی ہو تو اسے حذف کرنا جائز ہے۔ جس طرح عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ يَعْلَمُه ، جَاءَ نِي أَيُّهُمْ قَائِمٌ حالت رفعی رَأَيْتُ أَيُّهُمْ قَائِمٌ حالت نصبی اور

اسم فاعل ومفعول پر آنے والا الف لام اَلَّذِی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس طرح اَلضَّارِبُ بمعنی اَلَّذِی ضَرَبَ یا اَلَّذِی يَضْرِبُ اور اَلْمَضْرُوْبُ بمعنی اَلَّذِی ضُرِبَ یا اَلَّذِی يُضْرَبُ ۔

اَیٌّ، اور اَيَّةٌ معرب ہیں۔ صرف ایک صورت میں مبنی ہوتے ہیں، جب یہ مضاف ہوں اور صدر صلہ مذکور نہ ہو۔ جس طرح مَرَرْتُ بِاَيُّهُمْ قَائِمٌ حالت جری میں۔

اسم موصول کی ترکیب سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

اسم موصول اپنے صلے سے ملکر کبھی فاعل، کبھی مفعول بہ اور کبھی مبتدا و خبر واقع ہوتا ہے۔ ۱فاعل کی مثال: جَاءَ مَنْ يَسْكُنُ فِي الْمَدِيْنَةِ وہ شخص آیا جو مدینہ میں رہتا ہے۔ ۲مفعول بہ کی مثال: رَأَيْتُ مَنْ مَاتَ فِي الصَّحْرَاءِ میں نے اس شخص کو دیکھا جو صحراء میں مرا۔ ۳مبتدا کی مثال: اَلَّذِی فِي الْمَسْجِدِ هُوَ زَيْدٌ وہ جو مسجد میں ہے وہ زید ہے ۴خبر کی مثال: هُوَ الَّذِی اَرْسَلَ رَسُوْلَه بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ ۔

اگر اسم موصول کے بعد جار مجرور آ جائیں تو جار مجرور کو کسی فعل مقدر کے متعلق کر کے صلہ بنائیں گے اور اکثر ثَبَتَ فعل مقدر نکالتے ہیں۔ جس طرح جَاءَ الَّذِی ثَبَتَ فِي الدَّارِ ۔

ترکیب:

جَاءَ الَّذِی فِي الدَّارِ ، جاء فعل اَلَّذِی اسم موصول فِی جار اَلدَّار مجرور، جار مجرور ملکر فعل مقدر ثَبَتَ کے متعلق، ثَبَتَ فعل اس میں هُوَ ضمیر فاعل، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ، موصول صلہ ملکر جاء کا فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ۔

اگر اسم موصول کے بعد ظرف ہو تو فعل مقدر کا مفعول فیہ بنا کر صلہ بنائیں گے۔ جس طرح رَأَيْتُ الَّذِی اَمَامَكَ میں نے اس شخص کو دیکھا جو تیرے سامنے تھا، اس میں اَمَامَكَ کو ثَبَتَ فعل مقدر کا مفعول فیہ بنا کر اس جملے کو صلہ بنائیں گے۔

1۔۔اَلَّذِی اسم موصول ہے اس کا معنی ہے "جو"، "وہ جو"، "وہ جس نے"، "وہ جس کو" وغیرہ جملہ کے اعتبار سے معنی بنے گا۔ اسم موصول کے ساتھ جب تک ایک جملہ خبریہ نہ ملائیں اس کا معنی سمجھ میں نہیں آتا اس لحاظ سے یہ حرف کے مشابہ ہے اور اسی لیے یہ مبنی ہے۔ اسم موصول: وہ اسم جس کا معنی کسی جملہ خبریہ کے ملائے بغیر سمجھ میں نہ آتا ہو۔ البتہ الف لام جب بمعنی اَلَّذِی ہو تو اس کا معنی اسم فاعل یا اسم مفعول کے ملانے سے مکمل ہو جاتا ہے۔ جس طرح: اَلضَّارِبُ ، اَلْمَضْرُوْبُ۔

اسماء موصولہ اوران کے احوال اعرابی کا بیان

اَلَّذِی واحد مذکر کے لیے، اَلَّذَانِ حالت رفع میں اور اَلَّذَیْنِ حالت نصب میں تثنیہ مذکر کے لیے، اَلَّذِیْنَ جمع مذکر کے لیے، اَلَّتِی واحد مؤنث، اَللَّتَانِ، اَللَّتَیْنِ تثنیہ مؤنث، اَللَّاتِیْ اور اَللَّوَاتِیْ جمع مؤنث کے لیے۔ مَا غیر ذوی العقول کے لیے، مَن ذوی العقول کے لیے، اَیٌّ اسم موصول مذکر کے لیے اور اَیَّۃٌ صرف مؤنث کے لیے آتے ہیں۔

اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کی دو دو اقسام ہیں: بمعنی حدوثی: وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری تینوں زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں پایا جاتا ہو۔ جس طرح: اَلضَّارِبُ وہ جس نے مارا یا مارتا ہے یا مارے گا، اَلْمَضْرُوْبُ وہ جسے مارا گیا یا مارا جاتا ہے یا مارا جائے گا۔ بمعنی ثبوتی: وہ اسم فاعل یا اسم مفعول جو اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ معنی مصدری کا پایا جانا کسی زمانہ کے ساتھ خاص نہ ہو۔ جس طرح: اَلصَّاءِغُ سنار

اور الف لام بمعنی اَلَّذِی جبکہ اسم فاعل اور اسم مفعول پر آئے۔ اسم فاعل یا اسم مفعول بمعنی حدوثی پر آنے والا الف لام اسمی اور موصول بمعنی اَلَّذِی ہوتا ہے، اور بمعنی ثبوتی پر آنے والا الف لام حرفی ہوتا ہے، صفت مشبہ کی دلالت چونکہ ثبوت پر ہوتی ہے اس لیے اس پر آنے والا الف لام بھی حرفی ہے۔

ف الف لام اسمی واحد تثنیہ جمع مذکر اور مؤنث کے لیے آتا ہے جیسا اس کا مدخول ویسا ہی یہ ہوگا۔

"بنی طی" عرب کا ایک مشہور قبیلہ ہے جس کی طرف نسبت کے لیے "طائی" کہا جاتا ہے۔ جس طرح: حاتم طائی۔ اس قبیلے کی لغت میں ذُوْ، اَلَّذِیْ کے معنی میں آتا ہے۔



نوع الرابع اسماء الافعال

﴿یہ سبق اسم مبنی کے چوتھی قسم اسمائے افعال کے بیان میں ہے﴾

اسمائے افعال کے مبنی ہونے کا بیان

اسمائے افعال کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ اسماء وضع میں ایسے محل میں واقع ہیں جو مبنی ہے۔ اور وہ محل ماضی اور امر ہے جو مبنی الاصل ہے۔ لہٰذا یہ بھی مبنی ہوئے۔ یاد رہے اگر کوئی نحوی یہ کہہ دے کہ بعض مضارع کے محل میں بھی واقع ہوتے ہیں تو اس کے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ ان میں سے بعض کا محل مضارع میں بہ طور مجاز استعمال ہے ورنہ حقیقت میں وہ بھی محل ماضی کے حکم میں شامل ہیں۔ پس یہ مبنی ہیں۔

اسْمُ الفِعْلِ : كُلُّ اسمٍ يَكُونُ بِمَعْنَى الامْرِ والمَاضِي ، مِثْلُ رُوَيْدَ زَيْداً اىْ اَمْهِلْهُ ، وهَيْهاتَ زَيْدٌ اىْ بَعُدَ ، و هَاؤُمْ اىْ خُذُوا ، حَيَّ اىْ اَقْبِلْ وَعَجِّلْ ، و مَكَانَكَ اىْ اُثْبُتْ ، و عَلَيْكَ اىْ : اِلزَمْ .

ولَهُ وَزْنٌ قِيَاسِيٌّ ، وهُوَ فَعَالِ بِمَعْنَى الامْرِ مِنَ الثُّلاثِيِّ ، مِثْلُ نَزالِ بِمَعْنى اِنْزِلْ ، و تَراكِ بِمَعْنى اُتْرُكْ .

وقَدْ يُلْحَقُ بِهِ فَعالِ مَصْدراً مَعرِفَةً نَحْوُ فَجارِ بِمَعْنى الفُجورِ ، اوْ صِفَةً للمُؤَنَّثِ ، نَحْوُ يَا فَساقِ بِمَعْنى فاسِقَة ، ويَا لَكاعِ بِمَعْنى لاكِعَة اوْ عَلَماً للاعْيَانِ المُؤَنَّثَةِ ، كَقَطامِ وَ غَلابِ و حَضارِ .

وهٰذِهِ الثَّلاثَةُ الاخِيرَةُ لَيْسَتْ مِنْ اسْماءِ الافْعَالِ ، وانَّما ذُكِرَتْ ههنا لِلمُنَاسَبَةِ .

ترجمہ

اسمائے افعال ہر وہ اسم ہے جو امر اور ماضی کے معنی میں ہو جیسے " رُوَيْدَ زَيْدا " بمعنی اس کو چھوڑ اور ھیھات ای بعد بمعنی وہ دور ہوا یا وہ اسم افعال کے وزن پر ہو جو بمعنی امر کے ہو اور وہ ثلاثی سے قیاس کے مطابق آتا ہے جیسے " فعال اور " کے ہے اور اس کے ساتھ فعال بھی لاحق کر دیا گیا ہے اس حال میں کہ وہ مصدر معرفہ ہو جیسے "فَجارِ " کے معنی میں ہے یا مؤنث کی صفت ہو جیسے " فساق " معنی میں فاسقہ کے اور یا لکاع معنی میں لاکعہ کے ہے یا علم ہو خاص مؤنث کا جیسے قطام اور غلاب اور حضار یہ تینوں اسمائے فعال میں نہیں ہیں صرف مناسبت کی وجہ سے ان کو یہاں ذکر کیا گیا ہے۔

اسمائے افعال کے استعمال وعمل کا بیان

یہ اپنے مابعد اسم کو مفعول بہ ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔ رُوَیْدَ بمعنی اِمْهَلْ تو مہلت دے جس طرح رُوَیْدَ الْمُخْطِیءَ تو خطاء کار کو مہلت دے۔ بَلْہَ بمعنی دَعْ تو چھوڑ دے جس طرح بَلْہَ زَیْدًا تو زید کو چھوڑ دے۔ حَیَّهَلَ بمعنی اِیتِ لاؤ جس طرح حَیَّهَلَ الْکِتَابَ کتاب لاؤ۔ حَیَّ بمعنی اَقْبِلْ، عَجِّلْ آؤ، جلدی کر، جس طرح حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ نماز کی طرف آؤ۔

دُوْنَكَ بمعنی خُذْ پکڑ جس طرح دُوْنَكَ الْقَلَمَ قلم پکڑو۔ عَلَیْكَ بمعنی اِلْزَمْ لازم پکڑو جس طرح عَلَیْكَ الصِّدْقَ سچ اختیار کر۔ ھَا بمعنی خُذْ پکڑو جس طرح ھَا الْمِسْطَرَ اسکیل پکڑو۔

اٰمِیْن بمعنی اِسْتَجِبْ تو قبول کر۔ ھَاتِ بمعنی اَعْطِ تو دے جس طرح ھَاتِ زَیْدًا الْقَلَمَ تو زید کو قلم دے۔

هَلُمَّ بمعنی تَعَالَ لاؤ هَلُمَّ الْکِتَابَ کتاب لاؤ ۔

نوٹ: کچھ ایسے کلمات بھی ہیں جن میں فعل مضارع والا معنی پایا جاتا ہے اور یہ سب مبنی ہیں۔

1۔ اس سے واحد تثنیہ اور جمع کے صیغے بھی آتے ہیں۔ ھاءَ، ھاءا، ھاءوا۔ برسکون ہوتے ہیں، اپنے مابعد اسم کو رفع دیتے ہیں۔ جس طرح، قَدْ، قَطْ، زَہْ، اُفْ۔ قَدْ، قَطْ، بمعنی یَکْفِیْكَ انی ہے۔ زَہْ بمعنی اَسْتَحْسِنُ میں پسند کرتا ہوں۔ اُفْ بمعنی اَکْرَہُ میں ناپسند کرتا ہوں۔

ترکیب: رُوَیْدَ زَیْدًا رُوَیْدَ اسم فعل بمعنی امر حاضر معروف اس میں اَنْتَ ضمیر فاعل زَیْدًا مفعول رُوَیْدَ اسم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

ترکیب: هَیْهَاتَ زَیْدٌ هَیْهَاتَ اسم فعل بمعنی ماضی زَیْدٌ اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

اسم غیر متمکن کی چوتھی قسم اسماء افعال ہیں۔ اسم فعل: وہ اسم جو فعل کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ مصنف نے اس کی دو اقسام بیان کی ہیں۔

وہ اسم فعل جو "فعل امر" کے معنی میں آتا ہے اس کی چار مثالیں دی ہیں: رُوَیْدَ تو ضرور مہلت دے بَلْہَ تو ضرور چھوڑ حَیَّهَلَ تو آ اور هَلُمَّ تو حاضر کر۔ وہ اسم فعل جو فعل ماضی کے معنی میں آتا ہے۔ جس طرح: هَیْهَاتَ دور ہوا، شَتَّانَ جدا ہوا۔ فیہ اسماء افعال واحد تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث کے لیے یکساں استعمال ہوتے ہیں۔ فاسم فعل بعض اوقات فعل مضارع کے معنی میں بھی آتا ہے۔ جس طرح: اُفٍّ بمعنی اَتَضَجَّرُ میں بیقراری محسوس کرتا ہوں، اور اُوْہْ بمعنی اَتَوَجَّعُ میں تکلیف محسوس کرتا ہوں۔



﴿یہ سبق اسم مبنی کی پانچویں قسم اسمائے اصوات کے بیان میں ہے﴾

اسمائے اصوات کے مبنی ہونے کا بیان

اسمائے اصوات یہ صوت کی جمع ہیں۔ اور صوت کا معنی آواز ہے اور اس کا مصدر تصویت ہے۔ اور ان کے اسماء کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ یہ ترکیب میں واقع نہیں ہوتے اور ان کا عدم ترکیب میں وقوع ان کے مبنی ہونے کی دلیل ہے۔ اور یہی ان کا اصل حال ہے اور جب ترکیب واقع ہو بھی جائیں تو وہ ان کی فرعی اور ثانوی حیثیت ہے۔ لہذا یہ بھی اپنی اصل کے اعتبار سے ایسے محل میں واقع ہوتے ہیں جس کا تقاضہ مبنی ہے پس یہ بھی مبنی ہوئے۔

اِسْمُ الصَّوتِ ، كُلُّ اسْمٍ حُكِيَ بِهِ صَوْتٌ ، مِثْلُ غاقٍ لِصَوتِ الغُرابِ ، و طَاقْ لِحِكايَةِ الضَّربِ ، و طَقْ لِحِكايَةِ وَقْعِ الحِجارَةِ بَعْضِها عَلى بَعْضٍ ، اَوْ لِصَوتٍ يُصَوَّتُ بِهِ لِلْبَهائِمِ كـ نِخْ لِاِناخَةِ البَعِيرِ

ترجمہ

اسماء اصوات کے بیان میں اسماء اصوات ہر وہ لفظ ہے جس کے ذریعے کسی آواز کی حکایت کی گئی ہو جیسے غاق کوے کی آواز کیلئے یا وہ الفاظ ہیں جن کے ذریعے جانوروں کو آواز دی جاتی ہے جیسے نخ اونٹ بیٹھانے کیلئے ہے۔

اسم اصوات کی تعریف کا بیان

وہ اسم جو کسی امر عارض کے وقت انسان کے منہ سے طبعی طور پر صادر ہو یا وہ اسم جس سے حیوان کو آواز دی جائے یا کسی حیوان کی آواز کی نقل کی جائے۔ مصنف نے پانچ مثالیں اس لیے ذکر کی ہیں کہ شدید کھانسی کے وقت اُح اُح کی آواز، ناپسندیدگی کے وقت اُف کی آواز نکلتی ہے، اور خوشی کے وقت بَخ بَخ اور بہت خوشی کے وقت بَخ بَخ کہا جاتا ہے، اونٹ کو بٹھانے کے وقت نخ یا نخ نخ کہا جاتا ہے اور کوے کی آواز کی نقل کے لیے غاق غاق استعمال ہوتا ہے۔



﴿یہ سبق اسم مبنی کی چھٹی قسم مرکبات کے بیان میں ہے﴾

اسم مرکب کے مبنی ہونے کا بیان

اسم مرکب یہ مرکبات کی واحد ہے۔ اور اسم مرکب کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ مرکبات میں یہ اصول ہے کہ اس کا جزاول جز ثانی کا محتاج ہوتا ہے۔ تب ہی کسی ہر مرکب کی تعریف کا طلاق کیا جاسکتا ہے۔ پس یہ اسماء بھی محتاج ہونے میں حرف کے مشابہ ہوئے۔ لہذا یہ اشتباہ کے مطابقت کے سبب ان کو بھی مبنی کی اقسام میں شامل کردیا گیا ہے۔ اور اس کی بعض صورتوں میں اختلاف ہے اس کو علمائے نحات نے دلائل کے ساتھ واضح کردیا ہے۔

اَلمُرَكَّبُ : كُلُّ اسْمٍ رُكِّبَ مِنْ كَلِمَتَيْنِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا نِسْبَةٌ ، اىْ لَيْسَ بَيْنَهُمَا النِّسْبَةُ الإضَافِيَّةُ اوِ الإسْنَادِيَّةُ .

فَاِنْ تَضَمَّنَ الجُزْءُ الثَّانِي مِنَ المُرَكَّبِ حَرْفًا فَيَجِبُ بِنَاؤُهُمَا عَلَى الفَتْحِ مِثْلُ اَحَدَ عَشَرَ ... اِلَى تِسعَةَ عَشَرَ اِلاَّ اِثْنَىْ عَشَرَ فَاِنَّهُ مُعْرَبٌ كَالمُثَنّٰى ، واِنْ لَمْ يَتَضَمَّنِ الثَّانِي حَرْفًا فَفِيهَا ثَلاثُ لُغَاتٍ اَفْصَحُهَا بِنَاءُ الاَوَّلِ عَلَى الفَتْحِ ، واِعْرَابُ الثَّانِي اِعْرَابَ غَيرِ المُنْصَرِفِ مِثْلُ بَعْلَبَكَّ و مَعْدِى كَرْب،

ترجمہ

مرکبات کے بیان میں مرکب ہر وہ اسم ہے جو دو کلموں سے مرکب کیا گیا ہو ان دونوں کے درمیان کوئی نسبت نہ ہو پس اگر دوسرا اسم حرف کو متضمن تو واجب ہے ان دونوں کا آخر فتحہ پر مبنی ہونا جیسے "اَحَدَ عَشَرَ ... اِلَى تِسعَةَ عَشَرَ" مگر اثنی عشر پس بیشک یہ معرب مثنی کی طرح اور اگر دوسرا اسم حرف کو متضمن نہ ہو تو اس میں کئی لغات ہیں ان میں سے سب سے زیادہ فصیح یہ ہے پہلا جزء فتح پر مبنی ہے اور دوسرے جزء کا اعراب غیر منصرف کا اعراب ہوگا جیسے "بَعْلَبَكَّ و مَعْدِى كَرْب،"

مرکب کی دو اقسام ہیں:۔ مرکب مفید۔ مرکب غیر مفید۔

مرکب مفید کی تعریف

وہ مرکب جس کے سننے سے کوئی خبر یا طلب معلوم ہو۔ جس طرح: زَیْدٌ وَلَدٌ نَجِیْبٌ زید ایک شریف لڑکا ہے (اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ نماز قائم کرو۔ اسے "جملہ"، "کلام"، "مرکب تام" اور "مرکب اسنادی" بھی کہتے ہیں۔

مرکب غیر مفید کی تعریف

وہ مرکب جس کے سننے سے کوئی خبر یا طلب معلوم نہ ہو۔ جس طرح: سَائِقُ السَّیَّارَۃِ گاڑی کا ڈرائیور رَجُلٌ صَالِحٌ نیک مرد۔ اسے "مرکب ناقص" اور "مرکب غیر اسنادی" بھی کہتے ہیں۔ فائدہ: ایک کلمے کی دوسرے کلمے کی طرف اس طرح نسبت کرنا کہ سننے والے کو پورا فائدہ حاصل ہو "اسناد" کہلاتا ہے۔ جس کی طرف نسبت کی جائے اسے "مسند الیہ" اور جس کی نسبت کی جائے "اسے مسند" کہتے ہیں۔ جس طرح: زَیْدٌ کَاتِبٌ میں کاتب کی جو نسبت زید کی طرف ہے اسے اسناد اور کاتب کو مسند اور زید کو مسند الیہ کہیں گے۔

مرکب مفید کی اقسام مرکب مفید کی تقسیم دو اعتبار سے ہے۔ صدق وکذب کا احتمال ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ اس اعتبار سے مرکب مفید کی دو اقسام ہیں:۔ جملہ خبریہ۔ جملہ انشائیہ۔

جملہ خبریہ کی تعریف

وہ مرکب تام جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہا جا سکے۔ جس طرح: زَیْدٌ ذَکِیٌّ زید ذہین ہے۔ اسے "خبر" بھی کہتے ہیں۔ توضیح: اگر واقعی زید ذہین ہو تو اس کے کہنے والے کو سچا کہیں گے ورنہ اسے جھوٹا کہا جائے گا۔

جملہ انشائیہ کی تعریف

وہ مرکب تام جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا نہ کہا جا سکے۔ جس طرح: اِضْرِبْ تو مار۔ اسے "انشاء" بھی کہتے ہیں۔ توضیح: اگر کسی نے کہا "تو مار" تو اس کہنے والے کو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ تو نے سچ کہا اور نہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ تو نے جھوٹ بولا۔ جملہ انشائیہ کی اقسام جملہ انشائیہ کی مشہور بارہ اقسام ہیں۔

فعل اور فاعل یا مبتداء وخبر سے مرکب ہونے کے اعتبار سے بھی مرکب مفید کی دو اقسام ہیں:۔ جملہ فعلیہ۔ جملہ اسمیہ۔

مرکب غیر مفید کی اقسام مرکب غیر مفید کی پانچ اقسام ہیں:۔ مرکب اضافی۔ مرکب توصیفی۔ مرکب تعدادی۔ مرکب مزجی۔ مرکب صوتی۔

مرکب اضافی کی تعریف

وہ مرکب ناقص جس میں ایک کلمہ کی اضافت دوسرے کلمہ کی طرف ہو۔ جس طرح: وَلَدُ زَیْدٍ۔

فوائد وقواعد:۔

جس اسم کی اضافت کی جائے اسے "مضاف" اور جس کی طرف اضافت کی جائے اسے "مضاف الیہ" کہتے ہیں۔ جس طرح بِسْتَک زَید زید کا قلم میں مِسْتَک کی اضافت زَید کی طرف کی گئی ہے لہٰذا مِسْتَکُ مضاف اور زَید مضاف الیہ ہے۔۔ عربی زبان میں پہلے مضاف آتا ہے پھر مضاف الیہ۔ جس طرح اوپر کی مثالوں میں۔۔ مرکب اضافی کا اردو ترجمہ کرتے وقت پہلے مضاف الیہ کا ترجمہ کریں گے پھر مضاف کا۔۔ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان اردو ترجمہ کرتے وقت عموماً لفظ "کا"، "کی"، "کے"، "را"، "ری"، "رے" وغیرہ آتے ہیں۔ جس طرح: مُسْتَشْفَی زَید زید کا ہسپتال اَطْفَالُ مَدْرَسَةٍ مدرسے کے بچے کِتَابُ زَیدٍ زید کی کتاب قَلَمِیْ میرا قلم۔ مضاف پر نہ تو تنوین آتی ہے اور نہ ہی الف لام داخل ہوتا ہے۔۔ مضاف کا اعراب عامل کے مطابق ہوتا ہے اور مضاف الیہ ہمیشہ مجرور ہوتا ہے۔

مضاف الیہ پر تنوین بھی آسکتی ہے اور الف لام بھی داخل ہوسکتا ہے بشرطیکہ وہ خود کسی اور اسم کی طرف مضاف نہ ہو۔ جس طرح: مِشْفَةُ الرَّجُلِ، مِشْفَةُ رَجُلٍ .

کُلٌّ، بَعْضٌ، عِنْدَ، ذُوْ، اُولُوْ، غَیْرُ، دُوْنَ، نَحْوُ، مِثْلُ، تَحْتُ، فَوْقُ، خَلْفُ، قُدَّامُ، حَیْثُ، اَمَامُ، مَعَ، بَیْنَ، اَیٌّ، سَائِرٌ، لَدَی، لَدُنْ، وغیرھا،

تین سے لیکر دس تک اسماء اعداد اور لفظ مِائَةٌ سو اور اَلْفٌ ہزار بھی عموماً مابعد معدود کی طرف مضاف ہوتے ہیں۔ جس طرح: ثَلاثَةُ اَقْلَامٍ، مِائَةُ عَامِلٍ، اَلْفُ دِرْھَمٍ

مرکب اضافی پورا جملہ نہیں ہوتا بلکہ جملہ کا جز بنتا ہے۔ جس طرح: اَزْرَارُ زَیْدٍ حَسَنَةٌ۔ اس جملے میں اَزْرَارُ زَیْدٍ جو مرکب اضافی ہے، مبتدا بن رہا ہے، اور حَسَنَةٌ اس کی خبر ہے۔۔ مندرجہ ذیل الفاظ عموماً مضاف ہوکر ہی استعمال ہوتے ہیں۔

اسم کے ساتھ متصل ضمیر ہمیشہ مضاف الیہ ہوگی۔ جس طرح: رَبُّہٗ، رَبُّنَا، رَبُّکُمْ وغیرہ۔۔ مضاف اور مضاف الیہ کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں ہوسکتی، لہٰذا اگر مضاف کی صفت ذکر کرنا مقصود ہو تو مضاف الیہ کے بعد ذکر کی جائے گی۔ مثلاً کہنا ہے: "مرد کا نیک لڑکا" تو اس طرح کہیں گے "وَلَدُ الرَّجُلِ الصَّالِحُ"۔ اور اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی صفت بیان کرنا مقصود ہے تو مضاف الیہ کے بعد پہلے اس کی اور پھر مضاف کی صفت بیان کی جائے گی۔ مثلاً کہنا ہے: "نیک مرد کا نیک بیٹا" تو اس طرح کہیں گے "اِبْنُ الرَّجُلِ الصَّالِحِ الصَّالِحُ"۔ اور اس بات کی پہچان کہ یہ صفت مضاف کی ہے یا مضاف الیہ کی، اعراب سے ہوگی۔ اگر لفظ ابن یا ابنة یا بنت، اَعلام کے درمیان آجائیں تو ماقبل کے لیے صفت اور مابعد کے لیے مضاف بنیں گے۔ جس طرح: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللّٰہِ اور فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمْ .

پہلی مثال میں اِبْنُ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر لفظ مُحَمَّدُ کی صفت بنے گا۔ اور دوسری مثال میں بِنْتُ اپنے مضاف الیہ

ہے بلکہ لفظ فَاطِمَۃُ کی صفت بنے گا۔۔ بعض اوقات ایک ترکیب میں ایک سے زائد بھی مضاف اور مضاف الیہ ہوتے ہیں۔ جس طرح: قلم ولد زید زید کے لڑکے کا قلم اس مثال میں قلم مضاف ہے وَلَـــدِ کی طرف اور ولد پھر مضاف ہے زَید کی طرف۔۔ اگر مضاف تثنیہ یا جمع مذکر سالم کا صیغہ ہو تو بوقت اضافت اس کے آخر سے نون تثنیہ اور نون جمع گر جاتا ہے۔ جس طرح: صَفْحَتَا رَجُلٍ مرد کی دو پلیٹیں یہ اصل میں صَحْفَتَانِ تھا، اضافت کی وجہ سے نون ساقط ہوگیا۔ اسی طرح مُسْلِمُوْ پَاکِسْتَانَ پاکستان کے مسلمان یہ اصل میں مُسْلِمُوْنَ تھا۔ نکرہ کی اضافت اگر معرفہ کی طرف ہو تو وہ نکرہ بھی معرفہ بن جاتا ہے اور اگر نکرہ کی طرف ہو تو نکرہ مخصوصہ بن جائے گا۔ جس طرح: مَاکِیْنَۃُ زَیْدٍ، مُشْطُ رَجُلٍ۔

انتباہ: بعض اسماء "مُتَوَغِّل فِی الْاِبْهَام" کہلاتے ہیں یعنی ابہام اور پوشیدگی میں بہت غلو کیے ہوئے جس طرح لفظ: نَحْوُ، مِثْلُ اور غَیْرُ وغیرہ ان کی اضافت اگرچہ معرفہ کی طرف ہو مگر پھر بھی یہ معرفہ نہیں بنتے بلکہ نکرہ ہی رہتے ہیں۔

مرکبِ توصیفی کی تعریف

وہ مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء پہلے جزء کی صفت اچھائی، برائی، مقدار، رنگ وغیرہ بیان کرے۔ جس طرح: رَجُلٌ جَمِیْلٌ، رَجُلٌ قَبِیْحٌ، فُصُوْلٌ ثَلَاثَۃٌ، اَلْحَجَرُ الْاَسْوَدُ۔

فوائد و قواعد

مرکب توصیفی کے پہلے جزء کو "موصوف" اور دوسرے جزء کو "صفت" کہتے ہیں۔۔ مرکب توصیفی میں پہلا جزء اسمِ ذات ہوتا ہے اور دوسرا جزء اسمِ صفت۔ جس طرح مذکورہ بالا مثالوں میں نظر آرہا ہے۔ دو معرفہ یا دو نکرہ اکٹھے آجائیں اور ان میں پہلا اسم ذات اور دوسرا اسم صفت ہو تو عموماً پہلا موصوف اور دوسرا صفت ہوتا ہے۔ جس طرح: اَلرَّجُلُ الْمُجْتَهِدُ، رَجُلٌ مُجْتَهِدٌ۔ ۔ اسم منسوب صفت کے حکم میں ہے، لہٰذا یہ جہاں بھی آئے گا صفت بنے گا چاہے اس کا موصوف مذکور ہو یا محذوف۔ جس طرح: جَاءَ زَیْدُنِ الْبَغْدَادِیُّ، جَاءَ بَغْدَادِیٌّ۔ ضمیریں نہ موصوف بن سکتی ہیں نہ صفت، اسی طرح علم بھی کسی کی صفت نہیں بنتا۔۔ اگر معدود کے بعد اسم عدد واقع ہو تو اسم عدد صفت بنتا ہے۔ جس طرح: نَفْخَۃٌ وَّاحِدَۃٌ، عُلُوْمٌ ثَلَاثَۃٌ۔ اسم ذات سے مراد وہ اسم ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیز کا اپنا نام ہو۔ جس طرح: شاۃ، رجل، کتاب وغیرہ۔ جبکہ اعداد کی تمیز نہ آرہی ہو، لہٰذا اطعام ستین مسکینا سے نقض وارد نہیں ہوتا۔ صفت موصوف سے مقدم نہیں ہوسکتی، مرکب توصیفی پورا جملہ نہیں ہوتا بلکہ جملہ کا جزء بنتا ہے۔ صفت دس چیزوں میں موصوف کے مطابق ہوتی ہے: اَفراد، تثنیہ وجمع میں۔ جس طرح، رَجُلٌ عَالِمٌ، رَجُلَانِ عَالِمَانِ، رِجَالٌ عَالِمُوْنَ،

اعراب میں جس طرح: رَجُلٌ عَالِمٌ، رَجُلاً عَالِماً، رَجُلٍ عَالِمٍ،
تذکیر وتانیث میں جس طرح: رَجُلٌ عَالِمٌ، اِمْرَاَةٌ عَالِمَةٌ،
تعریف وتنکیر میں جس طرح: اَلرَّجُلُ الْعَالِمُ، رَجُلٌ عَالِمٌ ۔

البتہ بیک وقت صرف چار چیزوں میں مطابقت پائی جائے گی: افراد میں، اعراب میں، تذکیر یا تانیث میں اور تعریف یا تنکیر میں۔ هٰذِهِ اثْنَاعَشَرَ كِتَاباً، رَاَيْتُ اثْنَيْ عَشَرَ كِتَاباً ۔

مرکب بنائی کی تعریف

وہ مرکب ناقص جس کا دوسرا جزء حرف عطف کو شامل ہو۔ جس طرح: اَحَدَ عَشَرَ یہ اصل میں اَحَدٌ وَعَشَرٌ تھا۔ اسے "مرکب تعدادی" بھی کہتے ہیں۔

انتباہ، مرکب بنائی کے دونوں جزء مبنی برفتحہ ہوتے ہیں سوائے اِثْنَا عَشَرَ کے؛ کہ اس کا دوسرا جزء تو مبنی برفتح ہی ہوتا ہے مگر پہلا جزء معرب ہوگا، اس کی حالت رفعی الف سے اور حالت نصبی وجری یاء سے آئے گی۔

مرکب منع صرف کی تعریف

وہ مرکب جس میں دو کلمات کو بغیر اضافت اور اسناد کے ملا کر ایک کر دیا گیا ہو اور ان میں دوسرا کلمہ نہ صوت ہو اور نہ کسی حرف عطف کو متضمن ہو۔ جس طرح: بَعْلَبَكُّ اسے "مرکب مزجی" بھی کہتے ہیں۔ بَعْل ایک بت کا نام ہے اور بَکّ ایک بادشاہ کا نام ہے جو اسے پوجا کرتا تھا، دونوں کو ملا کر ایک شہر کا نام رکھ دیا گیا۔ انتباہ، مرکب منع صرف کا پہلا جزء مبنی برفتحہ اور دوسرا جزء معرب باعراب غیر منصرف ہوتا ہے۔

النوع السابع الكنايات

﴿یہ سبق اسم مبنی کی ساتویں قسم کنایات کے بیان میں ہے﴾

اسم کنایہ کے مبنی ہونے کا بیان

علامہ جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں کہ کنایہ یہ کنایات کی جمع ہے۔ جو کسی مبہم عدد کیلئے وضع کیا گیا ہے۔ اور ان کے مبنی ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اسمائے کنایات جملہ کے مقام پر واقع ہوتے ہیں اور جملہ اگرچہ معرب و مبنی میں سے کسی جانب بھی اطلاق کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن بہ وقت تقسیم ان کو مبنی میں داخل کر دیا جائے گا۔ کیونکہ ان کے مفہوم میں جو ابہام پایا جاتا ہے وہ بھی وضاحت کا محتاج ہوتا ہے۔ اور ان کا یہ احتیاج مشابہت حرف ہوا پس یہ مبنی ہوئے۔ مفصل، بحث، کنایات، بتصرف رضوی

الكِنَاياتُ ، هِيَ اسْماءٌ وُضِعَتْ لِتَدُلَّ عَلى عَدَدٍ مُبْهَمٍ ، مُبْهَمٍ مِثْلُ كَمْ وَكَذَا اوْ حَدِيثٍ مُبْهَمٍ ، مِثْلُ كَيْتَ وَذَيْتَ . و كَمْ عَلى قِسْمَيْنِ :

1-اِسْتِفْهامِيَّةٌ ، وهِيَ مَا يَأْتِي بَعْدَها مُفْرَدٌ مَنْصُوبٌ عَلى التَّمِييزِ مِثْلُ كَمْ كِتاباً عِنْدَكَ ،

2-خَبَرِيَّةٌ ، وهِيَ مَا يَأْتِي بَعْدَها مُفْرَدٌ مَجْرُورٌ ، مِثْلُ كَمْ مَالٍ انْفَقْتُهُ، اوْ مَجْمُوعٌ مَجْرُورٌ نَحْوُ كَمْ رِجالٍ لَقِيتُهُمْ ، وَمَعْنَاهُ التَّكْثِيرُ . وقَدْ تَأْتِي مِنْ بَعْدِها تَقُولُ ، كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتَهُ ؟ وَكَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ،

وَقَدْ يُحْذَفُ مُمَيِّزُ كَمْ لِقِيامِ قَرِينَةٍ ، مِثْلُ كَمْ مَالكَ ؟ اىْ كَمْ دِيناراً مالكَ ؟ و كَمْ ضَرَبْتَ ؟ اىْ كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ .

وَاعْلَمْ اَنَّ كَمْ فِي الوَجْهَيْنِ يَقَعُ مَنْصُوباً إذا كَانَ بَعْدَهُ فِعْلٌ غَيْرُ مُشْتَغِلٍ عَنْهُ بِضَمِيرِهِ ، فَإنْ كَانَ مُمَيِّزُ كَمْ اسماً ، يكن مَفْعُولاً بِهِ ، مِثْلُ كَمْ رَجُلاً اَكْرَمْتَ ؟ وَكَمْ غُلامٍ مَلَكْتُ ! وإن كَانَ مَصْدَراً ،فإنه مفعول مطلق ، نَحْوُ كَمْ زِيارَةً زُرْتَ ؟ ، ومَفْعُولاً فِيهِ إنْ كانَ ظَرْفاً ، نَحْوُ كَمْ يَوْمٍ سِرْتُ ! وَكَمْ يَوْماً صُمْتَ ؟ .

وَتَقَعُ مَجْرُورَةً إذا كَانَ مَا قَبْلَها حَرْفَ جَرٍّ ، او مُضافاً نَحْوُ بِكَمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ ، وَعَلى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتَ ؟ ، وغُلامَ كَمْ رَجُلٍ اِحْتَرَمْتُ ، ومَالَ كَمْ رَجُلٍ صُنْتُ .

وَتَقَعُ مَرْفُوعَةً إِذَا لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ مِنَ الْأَمْرَيْنِ ، فَتَكُونُ مُبْتَدأً إِذَا لَمْ يَكُنْ تَمِيزُهَا ظَرْفاً ، نَحْوُ كَمْ رَجُلاً إِخْوَتُكَ ؟ و كَمْ رَجُلٍ اَكْرَمْتُهُ ، وخَبَراً إِنْ كَانَ ظَرْفاً ، نَحْوُ كَمْ يَوماً سَفَرُكَ ؟ و كَمْ شَهْرٍ صَوْمِي .

ترجمہ

اسمائے کنایات کے بیان میں کنایات وہ اسماء ہیں جو عدد مبہم پر دلالت کرتے ہیں اور وہ کم اور کذا ہیں یا مبہم بات پر دلالت کرتے ہوں اور وہ کیت اور ذیت ہیں اور تو جان کہ بیشک کم دو قسموں پر ہے پہلا استفہامیہ اور اس کا مابعد مفرد منصوب ہوتا ہے تمیز ہونے کی بناء پر جیسے'' كَمْ كِتاباً عِنْدَكَ '' اور دوسرا کم خبریہ ہے اور اس کا مابعد مفرد مجرور ہوتا ہے جیسے'' كَمْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ '' یا مجموع ہوتا ہے جیسے'' كَمْ رِجالٍ لَقِيتُهُمْ '' اس معنی کثرت بیان کرنے کے ہیں اور ان دونوں میں من داخل ہوتا ہے جیسے تو کہے'' كَمْ مِنْ رَجُلٍ لَقِيتَهُ ؟ وَكَمْ مِنْ مَالٍ اَنْفَقْتُهُ، '' اور کبھی قرینہ کے پائے جانے کے وقت تمیز کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے'' كَمْ مَالكَ

اور تو جان بیشک کم دونوں صورتوں میں منصوب واقع ہوتا ہے جبکہ اس کے بعد فعل ہو جو اس سے اعراض نہ کر رہا ہو اس کی ضمیر کی وجہ سے جیسے'' كَمْ رَجُلاً اَكْرَمْتَ ؟ وَكَمْ غُلامٍ مَلَكْتُ '' کم محلا منصوب ہوگا مفعول بہ ہونے کی وجہ سے اور جیسے'' اور کم محلا منصوب ہے مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے اور کم یوم سرت اور کم یوم صمت کم محلا منصوب ہوگا مفعول فیہ ہونے کی بناء پر اور حرف کم مجرور ہوگا جبکہ اس سے پہلے حرف جر یا مضاف ہو جیسے'' بِكَمْ رَجُلٍ مَرَرْتُ ، وَعَلى كَمْ رَجُلٍ حَكَمْتُ ؟ ، وغُلامَ كَمْ رَجُلٍ اَحْتَرَمْتُ ، ومَالَ كَمْ رَجُلٍ صُنْتُ '' اور کم مرفوع ہوگا جب کہ دونوں امروں میں سے کوئی نہ ہو مبتداء ہونے کی بناء پر اگر ظرف نہ ہو جیسے'' كَمْ رَجُلاً إِخْوَتُكَ ؟ و كَمْ رَجُلٍ اَكْرَمْتُهُ '' اور کم خبریہ ہوگا اگر ظرف ہو جیسے'' كَمْ يَوماً سَفَرُكَ ؟ و كَمْ شَهْرٍ صَوْمِي ،

اسمائے کنایہ کی تعریف

وہ اسماء جو کسی چیز پر اشارۃً دلالت کریں۔ ان کو اسمائے کنایہ کہا جاتا ہے۔ اسمائے کنایہ کی دو اقسام ہیں۔ عدد مبہم کیلئے استعمال ہونے والے۔ مبہم بات کیلئے استعمال ہونے والے۔

۱۔ عدد مبہم کیلئے استعمال ہونے والے اسمائے کنایات۔ وہ اسمائے کنایہ جو عدد مبہم سے کنایہ کرنے کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ وہ تین ہیں۔۔ كَمْ ۔ كَذَا ۔ كَاَيِّنْ، کم: اس کی دو اقسام ہیں۔

کم کی دو اقسام کا بیان

۱ استفہامیہ۔ ۲ خبریہ۔ کم استفہامیہ: وہ کم جس کے ذریعے کسی عدد کے بارے میں سوال کیا جائے۔ جس طرح كَمْ رَجُلاً عِنْدَكَ؟ تیرے پاس کتنے آدمی ہیں؟۔ کم خبریہ: وہ کم جس کے ذریعے کسی عدد کے بارے میں خبر دی جائے جس طرح كَمْ كُتُبٍ دَرَسْتُ میں نے بہت سی کتابیں پڑھیں۔

کم استفہامیہ کی تمیز کے اعراب

کم استفہامیہ کی تمیز مفرد اور منصوب ہوتی ہے۔ جس طرح كَمْ رَجُلاً ضَرَبْتَ ؟ تو نے کتنے آدمیوں کو مارا؟

فائدہ

کم استفہامیہ کی تمیز کو کسی قرینے کے پائے جانے کی صورت میں حذف کرنا بھی جائز ہے۔ جس طرح کم مالک ؟ اصل میں كَمْ دِرْهَمًا مَالُكَ ؟ تھا یعنی تیرا مال کتنے درہم ہے؟ یہاں پر قرینہ یہ ہے کہ کم استفہامیہ کے بعد اس کی تمیز منصوب آتی ہے جو کہ یہاں نہیں ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کی تمیز محذوف ہے۔

کم خبریہ کی تمیز کے اعراب

اس کی تمیز نکرہ اور مجرور ہوتی ہے، کبھی تو مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگی اور کبھی حرف جر مِن کی وجہ سے۔ جس طرح كَمْ كِتَابٍ رَأَيْتُ میں نے بہت سی کتابیں دیکھیں اور كَمْ مِنْ كِتَابٍ رَأَيْتُ میں نے بہت سی کتابیں دیکھیں۔ فائدہ: کم خبریہ کی تمیز مفرد اور جمع دونوں طرح آسکتی ہے۔ جس طرح كَمْ عِلْمٍ تَعَلَّمْتُ، كَمْ عُلُوْمٍ تَعَلَّمْتُ .

کم استفہامیہ اور کم خبریہ کی پہچان کا طریقہ کم استفہامیہ کی پہچان کا طریقہ:۔ اس کی تمیز منصوب ہوگی۔۔ اس کے ذریعے سوال کیا گیا ہوگا۔ اس کے بعد اکثر مخاطب کا صیغہ یا مخاطب کی ضمیر آتی ہے۔

کم خبریہ کی پہچان کا طریقہ

اس کی تمیز مجرور ہوگی۔۔ اس کے ذریعے کوئی خبر دی گئی ہوگی۔۔ اس کے بعد اکثر متکلم کا صیغہ یا متکلم کی ضمیر آتی ہے۔ کذا: یہ عدد کثیر اور قلیل دونوں سے کنایہ کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح زُرْتُ كَذَا عَالِمًا میں نے اتنے عالموں کی زیارت کی۔ کذا کی تمیز ہمیشہ مفرد منصوب ہوتی ہے۔

فائدہ:۔ کذا اکیلا بھی استعمال ہوتا ہے اور کبھی تکرار کیساتھ بھی۔ جس طرح ضَرَبْتُ كَذَا وَكَذَا رَجُلاً میں نے اتنے اتنے مردوں کو مارا۔ فائدہ:۔ کذا کا ابتدائے کلام میں آنا ضروری نہیں۔ ز۔۔۔۔۔۔۔ کائن: اس کے ذریعے عدد کثیر کے بارے میں خبر دی جاتی ہے۔ کائن کی تمیز کے اعراب: اس کی تمیز مفرد اور حرف جار مِن کے ساتھ مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح كَأَيِّنْ من دابَّةٍ لا تَحْمِلُ رِزْقَها اور کتنے ہی ایسے جاندار ہیں جو اپنے رزق کو جمع نہیں کرتے۔ فائدہ: کم اور کائن کا ابتدائے کلام میں آنا ضروری ہے۔

۲۔ کسی مبہم بات کے لئے استعمال ہونے والے اسمائے کنایہ وہ اسماء جو کسی مبہم بات سے کنایہ کرنے کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ وہ دو ہیں کَيْتَ ذَيْتَ۔ کیت و ذیت کی تمیز کے اعراب: کَيْتَ وَ ذَيْتَ کی تمیز ہمیشہ منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ کیت و ذیت کا استعمال: یہ دونوں واؤ عطف اور تکرار کے ساتھ استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح قُلْتُ كَيْتَ ،



﴿یہ مبنی کی آٹھویں قسم ظروف مبنی کے بیان میں ہے﴾

اسمائے ظروف کے مبنی ہونے کا بیان

اسمائے ظروف یہ مختلف احوال میں مختلف مقام میں واقع ہوتے ہیں۔ ان کے اکثر احوال مبنی کے سے ہیں اور بعض ا میں یہ معرب بھی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی جہات کے تعین میں کثیر بحث درکار ہے تاہم اکثریت محل وقوع مبنی میں لہٰذا اس لئے مصنف نے اور کثیر علمائے نحات نے ان کو مبنی کی قسم شمار کیا ہے۔ کیونکہ ان میں کثیر مضاف الیہ کے محتاج ہوتے ہیں اور ان کے اسی احتیاج نے ان کو مبنی بنا رکھا ہے۔

1- مَا قُطِعَ عَنِ الإِضافَةِ بِأَنْ حُذِفَ المُضافُ إلَيهِ ، مِثْلُ قَبْلُ ، وبَعْدُ، وفَوقُ ، و تَحتُ قَالَ تَعالی ﴿لِلّٰهِ الامْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ﴾الروم/ .(4، اَیْ مِنْ قَبْلِ کُلِّ شَیءٍ وِمِنْ بَعْدِهِ ، و یُسَمّی الغَایَاتِ (هذا إذا كَانَ المَحْذُوفُ مَنوِیّاً لِلْمُتَكَلِّمِ وإلاّ كانَتْ معْرَبَةً ، وعَلی هذا قُرِءَ لِلّٰهِ الامْرُ مِنْ قَبْلٍ ومِنْ بَعْدٍ .

2- حَيْثُ وإنّما بُنِيَتْ تَشْبِيهاً بالغَيَاتِ لِمُلازَمَتِها الإضافَةَ ، وشَرْطُها انْ تُضَافَ إلی الجُمْلَةِ، مِثْلُ إجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ وقَالَ اللّٰهُ تَعالی سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لا يَعْلَمُونَ الاعراف/ 182. وقَدْ تُضَافُ إلی المُفْرَدِ كَقَوْلِ الشّاعِرِ :

اَمَا تَرَی حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعاً   نجمٌ يُضِیءُ كالشِّهابِ لامِعاً

اَیْ مِكَانِ سُهَيْلٍ فـَ حَيْثُ هُنَا بِمَعْنی مكانٍ .

3- إذا وهِیَ لِلمُسْتَقْبَلِ ، وإنْ دَخَلَتْ عَلی المَاضِی صَارَ مُسْتَقْبَلاً، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالی : إذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ النصر/ 1 وفِيها مَعْنی الشَّرْطِ غالِباً .ويَجُوزُ اَنْ تَقَعَ بَعْدَها الجُمْلَةُ الاسْمِيَّةُ ، نَحْوُ اٰتِيْكَ إذا الشَّمْسُ طالِعَةٌ . والمُخْتارُ الفِعْلِيَّةُ ، نَحْوُ اٰتِيْكَ إذا طَلَعَتِ الشَّمْسُ . وقَدْ تكُونُ للمُفاجَاةِ، فَيُخْتَارُ بَعْدَهَا المُبْتَدَأُ نَحْوُ خَرَجْتُ فَإذا السَّبُعُ واقِفٌ،

4- إذ وهِیَ لِلمَاضِی ، نَحْوُ جِئْتُكَ إذْ طَلَعَتِ الشَّمسُ ، وإذِ الشَّمسُ طَالِعَةٌ .

5- اَيْنَ ، وَاَنّی لِلمَكانِ بِمَعْنی الاسْتِفْهامِ ، نَحْوُ اَيْنَ تَمْشِی ؟ ، واَنّی تَقْعُدُ ؟ ، وبِمَعْنی الشَّرْطِ ،

نَحْوُ اَيْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ ، وأنّى تَقُمْ اَقُمْ .

6- مَتٰى لِلزَّمانِ شَرطاً ، نَحْوُ متى تُسافِرْ اُسافِرْ ، ومَتى تَقْعُدْ اَقْعُدْ واستِفهاماً ، مِثْلُ مَتٰى تَذهَبُ إلى السُّوقِ ؟ ومَتى يَاتِي اَخُوْكَ ؟ .

7- كَيْفَ لِلاسْتِفهامِ حَالاً نَحْوُ كَيْفَ جاءَ خَالِدٌ ، اوْ خَبَراً ، نَحْوُ كَيْفَ اَنْتَ ؟ اىْ فِي اىِّ حَالٍ .

8- آيّانَ لِلزَّمانِ اسْتِفْهاماً ، نَحْوُ آيّانَ يَوْمُ الدِّيْنِ 74 الذاريات/.(12

9- مُذْ ،وَمُنْذُ بِمَعْنى اوَّلِ المُدَّةِ جَواباً كـ مَتى نَحْوُ مَا رَأيْتُ زَيْداً مُذْ يَوْمُ الجُمُعَةِ فِي جَوابِ مَنْ قالَ مَتى مَا رَأيتَ ؟ اَىْ اَوَّلُ مَدَّةِ انْقَطَعَتْ رُؤيَتِي إيّاهُ يَومُ الجُمُعَةِ ، وبِمَعْنى جَمِيعِ المُدَّةِ إنْ صَلُحَ جَوَاباً كـكَمْ نَحْوُ مَا رَأيْتُهُ مُذْ يَوْمَانِ فِي جَوابِ مَنْ قَالَ : كَمْ مُدَّةً مَا رَأيْتَ زَيْداً ؟ ، اَىْ جَمِيعُ مُدَّةٍ مَا رَأيْتُهُ فِيها يَوْمانِ .

10- لَدَى ، ولَدُنْ بِمَعْنى عِنْدَ نَحْوُ المَالُ لَدَيْكَ والفَرْقُ بَيْنَهُما انَّ عِنْدَ لِلْمَكانِ ، ولا يُشْتَرَطُ فِيهِ الحُضُورُ ، ويُشْتَرَطُ ذلِكَ فِي لَدى ، ولَدُنْ وفِيهِ لُغاتٌ لَدَنْ ، لَدْنَ ، لَدِنَ ، لَدْ ، لُدْ ، لِدْ .

11- قَطُّ لِلمَاضِي المَنْفِيِّ ، نَحْوُ مَا رَأيْتُهُ قَطُّ 12.- عَوْضُ لِلْمُسْتَقْبَلِ المَنْفِيِّ ، نَحْوُ لا اَضْرِبُهُ عَوْضُ اىْ اَبَداً .

وَاعْلَمْ انَّهُ إذا اُضِيفَتِ الظُّرُوفُ إلى جُمْلَةٍ جازَ بِناؤُها عَلى الفَتْحِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالى : هٰذا يَوْمُ يَنفَعُ الصّادِقِينَ صِدْقُهُمْ المائدة/.(119 ، وهكذا يَوْمَئِذٍ و حِينَئِذٍ .

كـذلِكَ مِثْل ، وغَيْر مَعَ مَا وانْ و انَّ تَقولُ : ضَرَبْتُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ وضَرَبْتُهُ غَيْرَ انْ ضَرَبَ زَيْدٌ ، وقِيامِي مِثْلَ اَنَّكَ تَقُومُ ،ومنها امس بالكسر عند اهل الحجاز ،

ترجمہ

وہ اسمائے ظروف جو مبنی ہوتے ہیں وہ چند قسموں پر ہیں ان میں سے وہ ہیں جو قطع کر لے گئے ہوں اضافت سے اس طرح کہ ان کا مضاف الیہ حذف کر دیا گیا ہو جیسے قبل، بعد، فوق، تحت، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا" لِلّٰهِ الاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ "یہ اس وقت جب کہ اسم محذوف متکلم کی نیت میں موجود ہو ورنہ یہ معرب ہوں گے اسی بناء پر پڑھا گیا ہے" لِلّٰهِ الاَمْرُ مِنْ قَبْلٍ ومِنْ بَعْدٍ "اور ان کا نام غایت رکھا جاتا ہے اور ان میں سے حیث مبنی قرار دیا گیا ہے اس کو غایات کے ساتھ تشبیہ دیتے ہوئے بوجہ اس کو لازم ہونے اضافت الی الجملہ اکثر اوقات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا" سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِنْ حَيْثُ لاَ يَعْلَمُونَ "اور کبھی مضاف ہوتا ہے مفرد کی طرف جیسے شاعر کے قول میں" اَمَا تَرى حَيْثُ سُهَيْلٍ طَالِعا "کیا تو نے سہیل کی

طرف نہیں دیکھا۔ جس وقت وہ طلوع ہو رہا ہو یعنی سہیل کی جگہ کی جانب پس حیث اس جگہ مکان کے معنی میں ہے اور اس کی ... ہے کہ مضاف بنایا جائے جملہ کی طرف جیسے "اِجْلِسْ حَيْثُ زَيْدٌ جَالِسٌ" اور ان میں سے ایک اذا ہے اور مستقبل کے ... ہے اور جب یہ فعل ماضی پر داخل ہو تو مستقبل کا معنی دیتا ہے جیسے "إِذَا جَاءَ نَصْرُ اللّٰهِ" اور اس میں شرط کے معنی ہوتے ہیں ... جائز ہے اس کے بعد جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے "آتِيْكَ إِذَا الشَّمْسُ طَالِعَةٌ" اور مختار جملہ فعلیہ ہے جیسے "آتِيْكَ إِذَا طَلَعَ الشَّمْسُ"۔

اور کبھی مفاجات کیلئے بھی آتا ہے پس اس کے بعد مبتداء لانا مختار ہے جیسے "خَرَجْتُ فَإِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ" اور ان میں سے ایک اذ ہے اور یہ ماضی کیلئے آتا ہے اور واقع ہوتے ہیں اس کے بعد دو جملے ایک اسمیہ اور دوسرا فعلیہ جیسے "جِئْتُكَ إِذْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ، وَإِذِ الشَّمْسُ طَالِعَةٌ"

اور ان میں سے ایک این اور انی ہیں مکان کیلئے آتے ہیں استفہام کے معنی میں جیسے "أَيْنَ تَمْشِي؟، وَأَنّٰى تَقْعُدُ" اور شرط کے معنی میں بھی آتے ہیں جیسے "أَيْنَ تَجْلِسْ أَجْلِسْ، وَأَنّٰى تَقُمْ أَقُمْ"۔

اور اسماء ظروف میں سے ایک متی ہے جو زمان کیلئے آتا ہے جو شرط یا استفہام کے معنی کو متضمن ہوتا ہے جیسے "مَتٰى تُسَافِرْ أُسَافِرْ، وَمَتٰى تَقْعُدْ أَقْعُدْ" اور ان میں سے ایک کیف ہے یہ حال دریافت کرنے کیلئے آتا ہے جیسے کیف انت یعنی تو کس حالت میں ہے۔

اور ان میں سے ایک ایان ہے جو زمان کیلئے آتا ہے بطور استفہام کے جیسے ایان یوم الدین کہ قیامت کا دن کون سا ہے اور ان میں مذ اور منذ بھی ہیں جو اول مدت بیان کرنے کیلئے آتے ہیں اگر متی کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتے ہوں جیسے "مَا رَأَيْتُ زَيْدًا مُذْ يَوْمُ الْجُمُعَةِ" کہ میں نے اسے جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا یہ اس شخص کے جواب میں جو کہے تو نے زید کو کب سے نہیں دیکھا یعنی اس کو میرے نہ دیکھنے کی اول مدت جمعہ کے دن سے ہے اور پوری مدت کے معنی میں بھی آتا ہے اگر وہ کم کا جواب بننے کی صلاحیت رکھتا ہو جیسے "كَمْ مُدَّةً مَا رَأَيْتَ زَيْدًا؟، أَيْ جَمِيعُ مُدَّةٍ مَا رَأَيْتُهُ فِيهَا يَوْمَانِ." کہ میں نے اس کو دو دن سے نہیں دیکھا یہ اس شخص کے جواب میں کہا جائے گا جو کہے کتنی مدت سے تو نے زید کو نہیں دیکھا یعنی پوری مدت جس میں میں نے اس کو نہیں دیکھا وہ دو دن ہیں۔

اور ان میں لدی اور لدن ہیں جو عند کے معنی میں آتے ہیں جیسے "اَلْمَالُ لَدَيْكَ" کہ مال تیرے پاس ہے اور ان دونوں یعنی عند اور لدی میں فرق یہ ہے کہ عند کیلئے شئی کا حاضر ہونا ضروری نہیں اور لدی اور لدن میں شئی کا حاضر ہونا ضروری ہے اور لدن میں دوسری لغات بھی منقول ہیں "لَدَنْ، لَدُنْ، لِدْنِ، لَدْ، لُدْ، لِدْ"

اور ان میں قط ہے جو ماضی منفی کیلئے آتا ہے جیسے "مَا رَأَيْتُهُ قَطُّ" میں نے اس کو ہرگز نہیں دیکھا ہے اور ان میں سے ایک عوض ہے جو مستقبل منفی کیلئے آتا ہے جیسے "لَا أَضْرِبُهُ عَوْضُ" کہ میں اس کو ہرگز نہیں ماروں گا اور تو جان کہ یہ شان ہے کہ جب

ظروف کی جملہ یا اذ کی طرف اضافت کی جائے تو اذ کا فتحہ پر مبنی ہونا جائز ہے جیسے اللہ تعالی کا قول ہے" هٰذَا يَوْمُ يَنفَعُ الصَّادِقِينَ صِدْقُهُمْ "اور جیسے" يَوْمَئِذٍ و حِينَئِذٍ "اور اس طرح کلمہ مثل اور غیر بھی جب کہ ما اور ان اور انّ کے ساتھ ہوں جیسے" ضَرَبْتُ مِثْلَ مَا ضَرَبَ زَيْدٌ ، "اور نیز" وضَرَبْتُهُ غَيْرَ انْ ضَرَبَ زَيْدٌ "اور ان میں سے ایک امس جو کسرہ کے ساتھ ہے اہل حجاز کے نزدیک ہے۔

اسمائے ظروف کا نحوی بیان

وہ اسماء جو کسی فعل کے واقع ہونے کی جگہ یا زمانے پر دلالت کریں۔انہیں اسمائے ظروف کہا جاتا ہے۔جس طرح یوم، قبل، بعد وغیرہ۔ظروف معرب بھی ہوتے ہیں اور مبنی بھی۔جن ظروف کا آخر عامل کے تبدیل ہونے کی وجہ سے تبدیل ہو جائے انہیں معرب کہتے ہیں اور جن کا آخر تبدیل نہ ہو انہیں مبنی کہتے ہیں۔معرب کی مثال:۔جس طرح جَاءَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وہ جمعہ کے دن آیا۔ظروف جو مبنی ہوتے ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

۔اِذْ ۔اِذَا ۔اَنّٰى ۔مَتٰى ۔مُذْ ۔مُنْذُ ۔لَدٰى ۔لَدُنْ ۔اَيْنَ ۔ كَيْفَ ۔اَمْسِ ۔قَطُّ ۔عَوْضُ ۔حَيْثُ ۔

۔اذ:

یہ ظرف زمان ہے بمعنی جب اور یہ زمانہ ماضی کیلئے آتا ہے اگر چہ مضارع پر داخل ہو اس کے بعد جملہ اسمیہ بھی آسکتا ہے اور جملہ فعلیہ بھی۔اور ہمیشہ جملے کی طرف مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔جس طرح ضَرَبْتُهُ، اِذْ ضَرَبَنِي، جب اس نے مجھے مارا تو میں نے اسے مارا۔

۔اذا:

یہ بھی ظرف زمان ہے بمعنی جب اور یہ زمانہ مستقبل کیلئے استعمال ہوتا ہے اگر چہ ماضی پر داخل ہو اس کے بعد فعل کا ہونا اسوقت ضروری ہے جب یہ شرط کے معنوں میں ہو۔جس طرح اِذَا زُلْزِلَتِ الاَرْضُ زِلْزَالَهَا .

اذا کے مفاجاتیہ ہونے کا بیان

اِذَا جب مفاجات کیلئے استعمال ہو تو اس کے مابعد جملہ اسمیہ کا ہونا ضروری ہے۔جس طرح خَرَجْتُ فَاِذَا السَّبُعُ وَاقِفٌ میں نکلا تو اچانک درندہ کھڑا تھا۔

۔انّٰی:

یہ ظرف مکان کیلئے استعمال ہوتا ہے بمعنی جہاں اور اس کو استفہام کیلئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ظرف زماں کی مثال: اَنّٰى تَجْلِسْ اَجْلِسْ جہاں تو بیٹھے گا میں بھی وہاں بیٹھوں گا استفہام کی مثال: اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَلَدٌ؟ میرے ہاں بچہ کیسے پیدا ہو سکتا ہے؟۔

متیٰ:

یہ ظرف زمان ہے بمعنی جس وقت خواہ زمانہ ماضی ہو یا مستقبل کبھی استفہام کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ خواہ بڑی شے کے بارے میں سوال کیا جائے یا چھوٹی شے کے متعلق اور کبھی شرط کیلئے آتا ہے۔ جس طرح مَتیٰ تَقْرَءُ؟ تو کب پڑھے گا (مَتیٰ تَصُمْ) جب تو روزہ رکھے گا میں بھی رکھوں گا

اَیَّان:

یہ زمانہ مستقبل کیلئے آتا ہے بمعنی کب۔ اور عظیم امور کے متعلق دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح اَیَّانَ الْقِتَالُ جہاد کب ہوگا۔

مذ منذ:

یہ دونوں کبھی تو کسی کام کی ابتدائی مدت بتانے کیلئے آتے ہیں۔ جس طرح مَارَأَیْتُہ، مُذْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ میں نے اس کو جمعہ کے دن سے نہیں دیکھا اور کبھی پوری مدت بتانے کیلئے آتے ہیں۔ اس صورت میں ان کے بعد کسی ایسے عدد کا ہونا ضروری ہے جو پوری مدت پر دلالت کرے۔ جس طرح مَارَأَیْتُہ، مُذْ یَوْمَیْنِ میں نے اسے پورے دو دن سے نہیں دیکھا

لدیٰ ،لدن:

یہ عِنْدَ کے معنوں میں استعمال ہوتے ہیں۔ اَلْکِتَابُ لَدٰی / لَدُنْ زَیْدٍ ۔عِنْدَ

اور ان میں فرق یہ ہے کہ لَدٰی اور لَدُنْ کا استعمال اس وقت ہوتا ہے جب شے پاس موجود ہو اور عِنْدَ کا استعمال دونوں صورتوں میں ہوتا ہے خواہ اس وقت چیز پاس ہو یا کہیں اور ملکیت میں ہو۔

اَیْنَ:

یہ سوال اور شرط کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ اَیْنَ زَیْدٌ؟ زید کہاں ہے؟ (اَیْنَ تَجْلِسْ اَجْلِسْ جہاں آپ بیٹھیں گے وہاں میں بھی بیٹھوں گا۔

کَیْفَ:

یہ حالت دریافت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح کَیْفَ اَنْتَ ؟ آپ کیسے ہیں؟۔۔ اَمْسِ: اَمْسِ اگر بغیر الف لام ہو تو اس سے مراد گزرا ہوا کل ہوتا ہے اور اگر الف لام کے ساتھ ہو تو اس صورت میں گزرے ہوئے دنوں میں سے کوئی سا بھی مراد لے سکتے ہیں، اس وقت یہ معرب ہوگا اور جب یہ بغیر الف لام کے ہو تو اس وقت یہ لفظاً مبنی برکسر ہوگا اور مفعول فیہ ہونے کی وجہ سے محلاً منصوب ہوگا۔ جس طرح جِئْتُ اَمْسِ میں گزرے ہوئے کل آیا، جِئْتُ الاَمْسَ میں کل آیا

قَطُّ:

یہ گزرے ہوئے سارے زمانے میں کسی کام کی نفی پر دلالت کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح مَاضَرَبْتُہ، قَطُّ، میں

نے اس کو گزشتہ زمانے میں کبھی نہیں مارا۔

عَوْضُ:

یہ آنے والے سارے زمانے میں کسی کام کی نفی پر دلالت کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔جس طرح لَا آضْرِبُهٗ، عَوْضُ میں اس کو کبھی نہیں ماروں گا۔

حیث:

یہ ظرف کے لیے استعمال ہوتا ہے اکثر جملہ کی طرف مضاف ہوتا ہے خواہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ۔جس طرح اِقْرَءْ حَيْثُ زَيْدٌ يَقْرَءُ تُو اس جگہ سے پڑہ جہاں زید پڑہ رہا ہے

اسمائے جہات ستہ

وہ اسماء جو سمتوں پر دلالت کرتے ہیں انہیں اسماء جہات ستہ کہتے ہیں ۔اور یہ چھ ہیں ،جس طرح قَبْلُ پہلے بَعْدُ بعد میں تَحْتَ نیچے فَوْقَ اوپر قُدَّامُ آگے خَلْفُ پیچھے۔

اگر یہ اسماء مضاف ہوں اور ان کا مضاف الیہ لفظا محذوف ہو اور معنی ذہن میں موجود ہو تو اس صورت میں یہ مبنی بر ضمہ ہوتے ہیں۔جس طرح اَمَّا بَعْدُ

اگر یہ اسماء اضافت کے بغیر استعمال ہوں تو معرب ہونگے جس طرح جِئْتُكَ قَبْلاً ،اور اگر یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ لفظا مذکور ہو جب بھی یہ معرب ہونگے جس طرح جَاءَ زَيْدٌ مِنْ قَبْلِ خَالِدٍ

اور اگر یہ مضاف ہوں اور مضاف الیہ محذوف ہو اور نیت میں بھی موجود نہ ہو تو اس وقت بھی معرب ہوں گے جس طرح۔زَيْدٌ فَوْقَ زید اوپر ہے۔



الخاتمة

یہ خاتمہ احکام اسم وملحقات اسم کے بیان میں ہے

الخَاتِمَةُ فِی سائِرِ احکامِ الاسمِ ولَواحِقِهِ - غَیرِ الإعْرابِ والبِناءِ وَفیهِ فُصُولٌ.
خاتمہ اس کے تمام احکام اور اس کے ملحقات کے بیان میں معرب اور مبنی کے علاوہ اور اس میں تین فصلیں ہیں

الفصل الاول فی التعریف والتنکیر

﴿خاتمہ کی فصل اول معرفہ ونکرہ کے بیان میں ہے﴾

الاسْمُ علی قِسمَیْنِ مَعْرِفَةٍ ونکِرَةٍ. ا-المَعْرِفَةُ، وهِیَ اسْمٌ یَدُلُّ علی شیءٍ مُعَیَّنٍ، وتَنقَسِمُ إلی سِتَّةِ اقْسامٍ 1.-المُضْمَراتُ 2.-الاعْلامُ 3.-المُبْهَماتُ، اَعْنِی اَسْماءَ الإشاراتِ والمَوْصُولاتِ. 4-المُعَرَّفُ بِاللّامِ. 5-المُضافُ إلی اَحَدِها. 6-المُعَرَّفُ بِالنِّداءِ.

واَعْرَفُ المَعارِفِ المُضْمَرُ المُتِکَلِّمُ، نَحْوُ اَنا، ونَحْنُ، ثُمّ المُخاطَبُ، نَحْوُ اَنْتَ، ثُمّ الغائِبُ، نَحْوُ هُوَ، ثُمّ العَلَمُ هُوَ مَا وُضِعَ لِشَیءٍ مُعَیَّنٍ بِحَیْثُ لا یَتَناوَلُ غَیْرَهُ بِوَضْعٍ واحِدٍ نَحْوُ زَید، ثُمَّ المُبْهَماتُ، مِثْلُ هذا، الَّذِی ونَحْوُهُما، ثُمّ المُعَرَّف باللامِ مِثْلُ: الرّجُل، ثُمّ المُضَافُ إلی اَحَدِها إضَافَةً معنویّةً، مِثْلُ: کتابُ سَعِیدٍ، وهُوَ فِی قُوَّةِ المُضَافِ إلیهِ، ثُمّ المعرَّفُ بالنِّداءِ مثل: یا رَجُلُ ب-النَّکِرَةُ، مَا وُضِعَ لِشَیْءٍ غَیرِ مُعَیَّنٍ نَحْوُ رَجُل وَفَرَس.

ترجمہ

تو جان بے شک اسم دو قسموں پر ہے معرفہ اور نکرہ معرفہ وہ اسم ہے جو معین شئی کے لیے وضع کیا گیا ہو اور یہ چھ قسموں پر مشتمل ہے مضمرات، اعلام، مبہمات، اسمائے اشارات، اور موصولات اور معرف باللام اور جو ان میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو اضافت معنویہ کے ساتھ اور معرف بالنداء اور علم وہ اسم جو معین شئی کے لیے وضع کیا گیا ہو جو اپنے غیر کو ایک وضع سے شامل نہ ہو اور معرفہ میں سب سے زیادہ معرفہ ضمیر متکلم ہے جیسے انا نحن پھر ضمیر مخاطب جیسے انت پھر غائب جیسے ھو پھر علم پھر مبہمات پھر معرف باللام پھر معرفہ بالنداء ہے اور مضاف در حقیقت مضاف الیہ کی قوۃ میں ہوتا ہے اور نکرہ وہ اسم ہے جو غیر معین کے لیے وضع کیا گیا

ہو جیسے فرس رجل ہے۔
تعریف وتنکیر کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں:۔معرفہ۔نکرہ۔

معرفہ کی تعریف

وہ اسم جو کسی معین شے پر دلالت کرے۔جیسے: رَجُلٌ، غُلامٌ، قَلَمٌ
اسم موصول کا مابعد جملہ صلہ کہلاتا ہے۔وغیرہ۔اسم معرفہ کی اقسام اسم معرفہ کی سات اقسام ہیں۔

اسم ضمیر

وہ اسم جو متکلم، مخاطب یا غائب پر دلالت کرے۔جیسے: اَنَا، اَنْتَ، ھُوَ ۔

اسم عَلَم

وہ اسم جو کسی ایک ہی معین شخص، جگہ یا چیز کے لیے وضع کیا گیا ہو۔جیسے: خَالِدٌ، مَکَّۃُ ۔

اسم اشارہ

وہ اسم جس کے ذریعے کسی معین شے کی طرف اشارہ کیا جائے۔جیسے: ھٰذَا، ذٰلِکَ۔

اسم موصول

وہ اسم جو صلہ کے ساتھ ملکر جملے کا جزء بنے۔جیسے: اَلَّذِیْ، اَلَّتِیْ وغیرہ۔

نکرہ کی تعریف

وہ اسم جو کسی غیر معین شے پر دلالت کرے۔جیسے رجل

معرف باللام

وہ اسم جس کے شروع میں لامِ تعریف ہو۔جیسے: اَلْکِتَابُ، اَلرَّجُلُ وغیرہ۔

فائدہ

جس اسم پر الف لام داخل ہو اس کے آخر میں تنوین نہیں آئے گی۔جیسے: اَلطَّاوِلَۃُ۔۔نکرہ کو معرفہ بنادینے والے الف لام کو "حرف تعریف" کہتے ہیں۔

معرف بالاضافہ

وہ اسم جو مذکورہ پانچ قسموں میں سے کسی ایک کی طرف مضاف ہو۔جیسے: غُلامُہٗ، وغیرہ۔

معرف بالنداء

وہ اسم جس کے شروع میں حرف ندا ہو۔ جیسے: یَا رَجُلُ وغیرہ۔ اسم نکرہ کی اقسام اسم نکرہ کی دو قسمیں ہیں:۔ نکرہ مخصوصہ۔ نکرہ غیر مخصوصہ۔

نکرہ مخصوصہ کی تعریف

وہ اسم نکرہ جسے تخصیص کے طریقوں میں سے کسی طریقے سے خاص کیا گیا ہو۔ مثلاً صفت لگا کر یا دوسرے اسم نکرہ کی طرف مضاف کر کے۔ جیسے: رَجُلٌ عَالِمٌ اور طِفْلُ رَجُلٍ۔

نکرہ غیر مخصوصہ کی تعریف

وہ اسم نکرہ جسے تخصیص کے طریقوں میں سے کسی بھی طریقے سے خاص نہ کیا گیا ہو۔ جیسے: کِتَابٌ وغیرہ۔

فائدہ

نکرہ کے آخر میں آنے والی تنوین کو "حرف تنکیر" کہتے ہیں۔ اردو میں عموماً اس کا ترجمہ "کوئی" یا "ایک" یا "کچھ" کیا جاتا ہے۔ جیسے: طِفْلٌ کوئی بچہ لَبَنٌ کچھ دودھ

الفصل الثاني في اسماء الاعداد

﴿خاتمہ کی فصل ثانی اسمائے اعداد کے بیان میں ہے﴾

إسْمُ العَدَدِ ، مَا وُضِعَ لِيَدُلَّ عَلى كَمِّيَّةِ آحادِ الاشياء . وأُصُولُ أسماءِ العَدَدِ اثْنَتا عَشْرَةَ كَلِمَةً واحِدٌ ، إلى عَشَرَةٍ ، ومِائَةٌ وألْفٌ واسْتِعْمَالُهُ فِي واحِدٍ و اثْنَينِ عَلى القِيَاسِ ، اَعْنِي يَكُونُ المُذَكَّرُ بِدُونِ التَّاءِ والمُؤنَّثُ بِالتَّاءِ ؛ تَقُولُ فِي رَجُلٍ ؛ وَاحِداً ؛ وفِي رَجُلَيْنِ ؛ اثْنَيْنِ ، وَفِي امْرَأةٍ ؛ وَاحِدَةً ؛ وفِي امْرَأتَيْنِ ؛ اثْنَتَيْنِ ، وثِنْتَيْنِ .

ومِنْ ثَلاثَةٍ إلى عَشَرَةٍ عَلى خِلافِ القِيَاسِ ، اَعْنِي لِلمُذَكَّرِ بِالتَّاءِ ، تَقُولُ : ثَلاثَةُ رِجَالٍ إلى عَشَرَةِ رِجَالٍ ، ولِلمُؤنَّثِ بِدُونِهَا تَقُولُ : ثَلاثُ نِسْوَةٍ إلى عَشْرِ نِسْوَةٍ .

وبَعْدَ العَشْرِ تَقُولُ : اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً ، اِثْنَا عَشَرَ رَجُلاً ، وإحْدَى عَشْرَةَ امْرَأةً ، واثْنَتَا عَشْرَةَ امْرَأةً ، وثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً ، وثَلاثَ عَشْرَةَ امْرَأةً إلى تِسْعَةَ عَشَرَ رَجُلاً وإلى تِسْعَ عَشْرَةَ امْرَأةً .

وبَعْدَ ذلِكَ تَقُولُ : عِشْرُونَ رَجُلاً ، وعِشْرُونَ امْرَأةً ، بِلا فَرْقٍ إلى : تِسْعِينَ رَجُلاً وامْرَأةً ، ووَاحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلاً ، وإحْدَى وعِشْرُونَ امْرَأةً إلى تِسْعَةٍ وتِسْعِينَ رجلاً ، وتِسْعٍ وتِسْعِينَ امْرَأةً تَقُولُ مِائَةُ رَجُلٍ ، ومِائَةُ امْرَأةٍ ، وألْفُ رَجُلٍ ، وألْفُ امْرَأةٍ ، وَمِائَتَا رَجُلٍ ومِائَتَا امْرَأةٍ ، وألْفَا رَجُلٍ ، وألْفَا امْرَأةٍ ، بِلا فَرْقٍ بَيْنَ المُذَكَّرِ المُؤنَّثِ ، فإذا زادَ عَلى الالفِ والمِائَةِ يُسْتَعْمَلُ ، عَلَى قِيَاسِ مَا عَرَفْتَ .

وتُقَدِّمُ الالفَ عَلى المِائَةِ والآحَادَ عَلى العَشَراتِ ، تَقُولُ : عِنْدِي ألفٌ ومِائَةٌ وواحِدٌ وعِشْرُونَ رَجُلاً ، والفَانِ وثَلاثُ مِائَةٍ واثْنانِ وعِشْرُونَ رَجُلاً ، وأرْبَعَةُ آلافٍ وسَبْعُ مِائَةٍ وخَمْسَةٌ وَاَرْبَعُونَ رَجُلاً ، وَعَلى ذلِكَ القِيَاسُ .

وَاعْلَمْ أنَّ الواحِدَ وَالاثْنَينَ لا مُمَيِّزَ لَهُما لاَنَّ لَفْظَ المُمَيِّزِ مُسْتَغْنٍ عَنْ ذِكْرِ العَدَدِ فِيهِما ، كَما تَقُولُ : عِنْدِي رَجُلٌ ، ورَجُلانِ ، وأمّا سَائِرُ الاعْدادِ فَلابُدَّ لَها مَنْ مُمَيِّزٍ .

ومُمَيِّزُ الثَّلاثَةِ إلى العَشَرَةِ مَخْفُوضٌ وَمَجْمُوعٌ ، تَقُولُ : ثَلاثَةُ رِجَالٍ وثَلاثُ نِسْوَةٍ ، إلاّ إذا كَانَ

الـمُـمَيِّزُ لَفظَ المِائَةِ فَحِينَئِذٍ يَكُونُ مَخـفُوضاً مُفرَداً ، تقُولُ : ثَـلاثُ مِائَةٍ ، والقِياسُ ثَلاثُ مِئاتٍ اَوْ مِئِينَ .

وَمُمَيِّزُ اَحَدَ عَشَرَ اِلى تِسعٍ وتِسعِينَ ، مَنصُوبٌ مُفرَدٌ ، تَقُولُ : اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً واِحدَى عَشْرَةَ امْرَاَةً ، وتِسعَةٌ وتِسعُونَ رَجُلاً ، وتِسعٌ وتِسعُونَ امْرَاَةً .

ومُمَيِّزُ مِائَةٍ واَلْفٍ تَثنِيَتِهِما وجَمعِ الالفِ مَخفُوضٌ مُفرَدٌ تَقُولُ : مِائَةُ رَجُلٍ ، ومِائَتَا رَجُلٍ ، ومِائَةُ امْرَاَةٍ ، وَمِائَتَا امْرَاَةٍ ، وَاَلْفُ رَجُلٍ ، واَلفَا رَجُلٍ ، والفا رَجُلٍ ، واَلْفُ امرَاَةٍ ، والفا امرَاَةٍ ، وثَلاثَةُ آلافِ رَجُلٍ ، وَثَلاثَةُ آلافِ امْرَاَةٍ ، وقِسْ عَلَى ذٰلِكَ .

ترجمہ

اسم عدد وہ ہے جو وضع کیا گیا ہوتا کہ دلالت کرے اشیاء کی افراد کے مقدار پر اور اصول عدد بارہ کلمات ہیں واحد سے عشر تک اور مائۃ اور الف اور ان کا استعمال ایک سے دو تک قیاس کے مطابق آتا ہے یعنی مذکر کے لیے بغیر تاء کے اور مؤنث کے لیے تاء کے ساتھ جیسے تو رجل کے بارے میں کہے واحد اور رجلین کے بارے میں کہے اثنان اور امراۃ کے بارے میں واحدۃ اور امراتین کے بارے میں اثـنـتـان و ثنتان اور ثلاثہ سے عشر تک خلاف قیاس آتا ہے یعنی مذکر کے لیے تاء کے ساتھ اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے جیسے تو کہے ثلاثہ رجال سے عشرۃ رجال تک اور مؤنث کے لیے بغیر تاء کے ثلاث نسوۃ سے عشر نسوۃ تک اور عشر کے بعد تو یوں کہے "اَحَـدَ عَشَـرَ رَجُلاً ، اِثنَیْ عَشَرَ رَجُلاً ، واِحدی عَشَرَةَ امْرَاَةً ، واثنَتَی عشْرَةَ امْرَاَةً ، وثَلاثَةَ عَشَرَ رَجُلاً ، وثَـلاثَ عَشَـرَةَ امْرَاَةً اِلى تِسعَةَ عَشَرَ رَجُلاً واِلى تِسعَ عَشرَةَ امْرَاَةً . وبَعْدَ ذٰلِكَ تَقُولُ : عِشْرُونَ رَجُلاً ، وعِشْرُونَ امْرَاَةً ، اور مذکر اور مؤنث میں فرق کے بغیر": تِسعِینَ رَجُلاً وامْرَاَةً ، وواحِدٌ وَعِشْرُونَ رَجُلاً ، واِحْدی وعِشْـرُونَ امْـرَاَـةً اِلى تِسعَةٍ وتِسعِينَ رجلاً ، وتِسعٍ وتِسعِينَ امْرَاَةً، " اس کے بعد تو کہے" مِـائَةُ رَجُلٍ ، ومِائَةُ امْـرَاَةٍ ، واَلْفُ رَجُلٍ ، واَلْفُ امْرَاَةٍ ، وَمِائَتَا رَجُلٍ ومِائَتَا امْرَاَةٍ ، واَلفَا رَجُلٍ ، واَلفا امْرَاَةٍ ، اور مؤنث میں فرق کیے بغیر پس جب مائۃ اور الف پر زائد ہو جائے تو اس کو استعمال کیا جائے گا اس طریقے پر جو آپ نے پہچان لیا ہے اور الف کو مقدم کیا جائے گا احاد پر اور احاد کو عشرات پر جیسے تو کہے" عِـنـدِی الفٌ ومِـائَةٌ وواحِدٌ وعِشْرُونَ رَجُلاً ، والفَانِ وثَلاثُ مِائَةٍ واثْنانِ وعِشْرُونَ رَجُلاً ، واَربَعَةُ آلافٍ وسَبعُ مِائَةٍ وخَمسَـةٌ وَاَربَعُونَ رَجُلاً ، " اور تجھ پر لازم ہے باقی اعداد کو قیاس کرنا اسی قاعدہ کے مطابق ہے۔

اور تو جان کہ بیشک واحد اور اثنین ان دونوں کی کوئی تمیز نہیں ہوتی اس لیے کہ ممیز کا لفظ مستغنی کر دیتا ہے ان دونوں میں عدد کے ذکر کرنے سے جیسے تو کہے" عِـنـدِی رَجُـلٌ ، ورَجُـلانِ " باقی اعداد کے لیے ضروری ہے کسی تمیز دینے والے کا ہونا پس تو کہے

ثلاث سے عشر تک تمیز مجرور جمع ہوگی جیسے "ثَلَاثَةُ رِجَالٍ وَثَلَاثُ نِسْوَةٍ" مگر جب تمیز دینے والا لفظ مائة ہو تو اس وقت تمیز مفرد مجرور ہوگی جیسے "ثَلَاثُ مِائَةٍ" حالانکہ قیاس کا تقاضا ثلاث مات یا مئین تھا اور احد عشر سے تسعۃ و تسعون تک تمیز منصوب اور مفرد ہوگی جیسے تو کہے "اَحَدَ عَشَرَ رَجُلاً وَاِحْدٰى عَشْرَةَ امْرَاَةً ، وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ رَجُلاً ، وَتِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ امْرَاَةً ." اور مائة اور الف کی تمیز اور ان دونوں کے تثنیہ اور الف کی جمع کی تمیز مجرور مفرد ہوگی جیسے کہے "مِائَةُ رَجُلٍ ، وَمِائَتَا رَجُلٍ ، وَمِائَةُ امْرَاَةٍ ، وَمِائَتَا امْرَاَةٍ ، وَاَلْفُ رَجُلٍ ، وَاَلْفَا رَجُلٍ ، وَالْفَا رَجُلٍ ، وَاَلْفُ امْرَاَةٍ ، وَالْفَا امْرَاَةٍ ، وَثَلَاثَةُ آلَافِ رَجُلٍ ، وَثَلَاثَةُ آلَافِ امْرَاَةٍ ،" اسی پر باقی اعداد کو قیاس کیجئے۔

اسمائے اعداد کی تعریف

وہ اسماء جن کے ذریعے کسی شے کے افراد کو شمار کیا جائے ان اسماء کو اسماء اعداد کہتے ہیں، جسے شمار کیا جائے اس کو معدود اور تمیز کہتے ہیں۔ جس طرح، خَمْسَةُ اَقْلَامٍ ثَلَاثَةُ اَنْهَارٍ،

مذکورہ مثالوں میں ثَلَاثَةُ اور خَمْسَةُ اسم عدد اور اَقْلَامٍ و اَنْهَارٍ معدود ہیں۔ تمام اعداد کی اصل بارہ کلمات ہیں۔ ایک سے دس تک کے اعداد اور مئہ اور الف کو مفرد کہتے ہیں یعنی اکائیاں جس طرح اَحَدٌ، اِثْنَانِ، ثَلَاثٌ ، مِائَةٌ ،اَلْفٌ وغیرہ۔

گیارہ سے انیس تک کے اعداد کو مرکب کہتے ہیں۔ جس طرح اَحَدَ عَشَرَ ،اِثْنَا عَشَرَ ، وغیرہ اکیس سے لے کر ننانوے تک کے اعداد کی اکائیوں اور دہائیوں کے درمیان حرف عطف ذکر کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان اعداد کو عطف کہا جاتا ہے۔ جس طرح اَحَدٌ وَّ عِشْرُوْنَ ،اِثْنَانِ وَعِشْرُوْنَ عَشَرَةٌ، عِشْرُوْنَ، ثَلَاثُوْنَ ،اَرْبَعُوْنَ، خَمْسُوْنَ، سِتُّوْنَ ، سَبْعُوْنَ، ثَمَانُوْنَ تِسْعُوْنَ کو دہائیاں کہتے ہیں۔

دہائیوں کے استعمال کا طریقہ

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں اور انکا استعمال قیاس کے مطابق ہوتا ہے۔ یعنی اگر موصوف مذکر ہے تو اس کے لئے عدد بھی مذکر لایا جائے گا۔ اور اگر موصوف مونث ہے تو عدد بھی مونث ہی لایا جائے گا، اور واحد ہے تو واحد اور تثنیہ ہے تو تثنیہ۔ جس طرح رَجُلٌ وَاحِدٌ ، اِمْرَاَةٌ وَاحِدَةٌ .

تین سے دس تک

تین سے لے کر دس تک کے اعداد کو خلاف قیاس استعمال کیا جاتا ہے۔ یعنی معدود مذکر ہو تو عدد مونث لائیں گے، اور اگر معدود مونث ہو تو عدد مذکر لائیں گے۔ جس طرح ثَلَاثَةُ رِجَالٍ ، ثَلَاثُ نِسْوَةٍ ،اَرْبَعُ نِسْوَةٍ .

گیارہ سے بارہ تک

گیارہ اور بارہ کا استعمال مطابق قیاس ہوگا۔ جس طرح اِثْنَا عَشَرَ رَجُلاً ،اِحْدٰى عَشْرَةَ اِمْرَاَةً یعنی اگر معدود مذکر ہو تو

دونوں عدد مذکر اور اگر معدود مونث ہو تو دونوں عدد مونث ہونگے۔

تیرہ سے انیس تک

تیرہ سے انیس تک پہلا جز خلاف قیاس ہوگا، اور دوسرا جز موافق قیاس ہوگا، جس طرح ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا، ثَلٰثَ عَشْرَۃَ اِمْرَأۃً
یعنی تیرہ سے انیس تک معدود اگر مونث ہے تو عدد کا دوسرا جز بھی مونث ہوگا اور پہلا مذکر، اور اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا دوسرا جز مذکر ہوگا اور پہلا مونث جیسا مذکورہ بالا مثالوں میں۔ تمام دہائیاں عِشْرُوْنَ سے لے کر تِسْعُوْنَ تک ہمیشہ مذکر ہی میں رہیں گی، چاہے ان کا معدود مذکر ہو یا مونث جس طرح

عِشْرُوْنَ رَجُلًا، عِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً ۔ اَحَدٌ وَّعِشْرُوْنَ رَجُلًا،

اکیس، بائیس، اکتیس، بتیس، اکتالیس، بیالیس، اکیاون، باون، اکسٹھ، باسٹھ، اکہتر، بہتر، اکیاسی، بیاسی، اکیانوے، بیانوے کا استعمال موافق قیاس ہوگا، یعنی اگر معدود مذکر ہے تو پہلا عدد مذکر اور اگر معدود مونث ہے تو پہلا عدد مونث، جس طرح اِحْدٰی وَ عِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً

تیکیس سے انتیس تک، تینتیس سے انتالیس تک اور اسی طرح ننانوے تک استعمال خلاف قیاس ہوگا۔ جس طرح ثَلَاثَۃٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، ثَلٰثٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً ۔

یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مونث اور اگر معدود مونث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر ہوگا۔ تین سے لیکر دس تک اور مِاۃٌ، اَلْفٌ ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح مِاۃُ کِتَابٍ، اَلْفُ شَهْرٍ، مِاتَتَا عَالِمٍ، اَلْفَا عَالِمَۃٍ، ثَلَاثَۃُ اَقْلَامٍ۔

معدود تمیز کے احکام

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ جب مفرد ہوں تو یہ کسی اسم کی صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں، ان کی تمیز ذکر نہیں کی جاتی۔ جس طرح

رَجُلٌ وَاحِدٌ، اِمْرَأَۃٌ وَاحِدَۃٌ، رَجُلَانِ اِثْنَانِ، اِمْرَأَتَانِ اِثْنَتَانِ

تین سے لے دس تک اعداد کی تمیز جمع اور مکسور ہوتی ہے۔ جس طرح ثَلَاثَۃُ رِجَالٍ۔

گیارہ سے ننانوے تک کی تمیز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جس طرح اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا جس طرح فَازَ ثَلَاثَۃَ عَشَرَ رَجُلًا تیرہ شخص کامیاب ہوئے (ثَلَاثَ عَشَرَۃَ تِلْمِیْذَۃً ۔ مِائَۃٌ اور اَلْفٌ اور ان کے تثنیہ اور جمع کی تمیز مفرد اور مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح مِائَۃُ عَامِلٍ سو عوامل (مِائَۃُ اِمْرَأَۃٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ، مِائَتَا اِمْرَأَۃٍ ۔ اِحْدٰی وَ عِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً

تیکیس سے انتیس تک، تینتیس سے انتالیس تک اور اسی طرح ننانوے تک استعمال خلاف قیاس ہوگا۔ جس طرح ثَلَاثَۃٌ وَعِشْرُوْنَ رَجُلًا، ثَلٰثٌ وَعِشْرُوْنَ اِمْرَأَۃً ۔

یعنی اگر معدود مذکر ہے تو عدد کا پہلا جز مونث اور اگر معدود مونث ہے تو عدد کا پہلا جز مذکر ہوگا۔ تین سے لیکر دس تک

اور مِاۃٌ، اَلْفٌ ہمیشہ مضاف ہوکر استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح مِاۃُ کِتَابٍ، اَلْفُ شَھْرٍ، مِائَتَا عَالِمٍ، اَلْفَا عَالِمَۃٍ، ثَلاثَۃُ اٰلافٍ۔

معدود و تمییز کے احکام

وَاحِدٌ اور اِثْنَانِ جب مفرد ہوں تو یہ کسی اسم کی صفت بن کر استعمال ہوتے ہیں، ان کی تمییز ذکر نہیں کی جاتی۔ جس طرح، رَجُلٌ وَاحِدٌ، اِمْرَاَۃٌ وَاحِدَۃٌ، رَجُلانِ اِثْنَانِ، اِمْرَاَتَانِ اِثْنَتَانِ

تین سے لے دس تک اعداد کی تمییز جمع اور مکسور ہوتی ہے۔ جس طرح ثَلاثَۃُ رِجَالٍ۔۔ گیارہ سے ننانوے تک کی تمییز منصوب اور مفرد ہوتی ہے۔ جس طرح اَحَدَ عَشَرَ کَوْکَبًا جس طرح فَازَ ثَلاثَۃَ عَشَرَ رَجُلاً تیرہ شخص کامیاب ہوگئے (ثَلاثَ عَشَرَۃَ تِلْمِیْذَۃً۔ مِائَۃٌ اور اَلْفٌ اور ان کے تثنیہ اور جمع کی تمییز مفرد اور مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح مِائَۃُ عَامِلٍ سو عوامل (مِائَۃُ اِمْرَاَۃٍ اور مِائَتَا رَجُلٍ، مِائَتَا اِمْرَاَۃٍ۔

الفصل الثالث التذکیر والتانیث

﴿خاتمہ کی تیسری فصل تذکیر وتانیث کے بیان میں ہے﴾

اَلاسْمُ إمّا مُذَكَّرٌ وإمّا مُؤَنَّثٌ . والمُؤَنَّثُ مَا فِيهِ عَلامَةُ التَّانِيثُ لَفظاً اَوْ تَقدِيراً . والمُذَكَّرِ بِخلافِهِ . وعَلاماتُ التَّانِيثِ هِيَ : 1-التَّاء ، نَحْوُ : فَاطِمَةَ 2.-الالِفُ المَقْصُورَةُ ، نَحْوُ : حُبلٰى . 3-الالِفُ المَمْدُودَةُ ، نَحْوُ : حَمْرَاء وصَفْرَاء . وَلا يُقَدَّرُ مَنْ عَلامَاتِ التَّانِيثِ إلاّ التَّاء ، ودَلِيلُ كَوْنِ التَّاءِ مُقَدَّرَةً هُوَ رُجُوعُهَا فِي التَّصْغِيرِ . نَحْوُ : اَرْض - اُرَيْضَة - ، دَار - دُوَيْرَة . والمُؤَنَّثُ إمّا حَقِيقِيٌّ وهُوَ ما كانَ بِازَائِهِ ذَكَرٌ فِي الحَيْوَانِ ، كَامْرَاَة وناقَة وإلاّ فَهُوَ مَجَازِيٌّ بِخِلافِ الحَقِيقِيِّ ، نَحْوُ : ظُلْمَة وَعَيْن . وَقَدْ عَرَفْتَ اَحْكامَ الفِعْلِ إذا اُسْنِدَ المُؤَنَّثِ فَلا نُعِيدُها .

ترجمہ

اسم مذکر ہوگا یا مؤنث پس مؤنث وہ اسم ہے جس میں علامت تانیث لفظا یا معنا موجود ہو اور مذکر وہ اسم ہے جو اس کے خلاف ہو اور تانیث کی علامات تین ہیں تاء جیسے طلحۃ اور الف مقصورہ جیسے حبلیٰ اور الف ممدودہ جیسے حمراء اور علامات تانیث مقدرہ صرف تاء ہوتی ہے جیسے ارض اور دار میں اس دلیل کے ساتھ کہ ان کی تصغیر اریضتہ اور دویرہ آتی ہے پھر مؤنث دو قسم پر ہے مؤنث حقیقی وہ جس کے مقابلے میں کوئی جاندار مذکر ہو جیسے امراۃ اور ناقۃ اور مؤنث لفظی وہ ہے جو اس کے خلاف ہو جیسے ظلمۃ اور عین اور تحقیق تم نے فعل کے احکام پہچان لئے ہیں جب اس کی اسناد مؤنث کی طرف گئی ہو لہٰذا ہم ان کا اعادہ نہیں کریں گے۔

شرح

جنس کے اعتبار سے اسم کی دو قسمیں ہیں:۔مذکر۔مؤنث۔

اسم مذکر کی تعریف

وہ اسم جس میں تانیث کی علامت نہ ہو۔جیسے: فَرَسٌ گھوڑا۔

اسمِ مؤنث کی تعریف

وہ اسم جس میں تانیث کی علامت پائی جاتی ہو۔جیسے: نَاقَۃٌ اونٹنی

علامات تانیث کا بیان

تانیث کی تین علامات ہیں:۔گول تاء ۃ جیسے :بقرۃ ۔۔الف مقصورہ جیسے :بشرٰی ۔۔الف ممدودہ جیسے :سوداء۔فائدہ:
مؤنث کی دو تقسیمیں ہیں:مؤنث کے مقابلے میں نر جاندار ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔مؤنث کے آخر میں علامت تانیث
ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔تقسیم اول اس اعتبار سے مؤنث کی دو قسمیں ہیں:۔مؤنث حقیقی۔مؤنث لفظی۔

مؤنث حقیقی کی تعریف

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں نر جاندار ہو چاہے اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔جیسے :اِمْرَاَۃ۔اس کے مقابلے میں اِمْرءٌ
مرد نر جاندار ہے اور اَتَان گدھیا اس کے مقابلے میں حِمَارٌ گدھا نر جاندار ہے۔۔

مؤنث لفظی کی تعریف

وہ مؤنث جس کے مقابلے میں کوئی نر جاندار نہ ہو خواہ اس میں علامت تانیث ہو یا نہ ہو۔جیسے :ظُلْمَۃٌ اندھیرا اور عَیْنٌ پانی کا
چشمہ تقسیم ثانی اس اعتبار سے بھی مؤنث کی دو قسمیں ہیں:۔مؤنث قیاسی۔مؤنث سماعی۔

مؤنث قیاسی کی تعریف

وہ مؤنث جس میں علامت تانیث لفظاً موجود ہو۔جیسے :عَائِشَۃُ،

مؤنث سماعی کی تعریف

وہ مؤنث جس میں علامت تانیث لفظاً موجود نہ ہو لیکن اہل عرب اسے بطور مؤنث استعمال کرتے ہوں۔جیسے :اَرْضٌ،
شَمْسٌ ۔

فائدہ

اہل عرب جن اسماء کو بغیر علامت تانیث مؤنث استعمال کرتے ہیں ان میں سے بعض درج ذیل ہیں ۔۔ حَــــرْبٌ
جنگ ۔کَاْسٌ پیالہ ۔عَصَا لاٹھی ۔افعیٰ خبیث سانپ ۔ فَلَکٌ آسمان ۔نَعْلٌ جوتا ۔بِئْرٌ کنواں ۔
نَابٌ نوکیلے دانت ۔ثَعْلَبٌ ۔ اَرْنَبٌ خرگوش ۔اَرْضٌ زمین ۔شَمْسٌ سورج ۔ ۔

عورتوں کے تمام نام

جیسے :مَرْیَمُ،زَیْنَبُ ،ھِنْدُ ۔ ۔۔وہ اسماء جو عورتوں ہی کے لیے مخصوص ہوں۔جیسے :اُمٌّ ، عُرُوْسٌ ۔ ۔۔شرابوں کے
تمام نام۔جیسے :خَمْرٌ ۔ ۔۔۔

دوزخ کے تمام نام

جیسے: سَعِیْرٌ، جَحِیْمٌ، سَقَرٌ ... جسم کے وہ اعضاء جو دو دو ہوں جیسے: یَدٌ ہاتھ رِجْلٌ ٹانگ اور اُذُنٌ کان۔

.. ہواؤں کے تمام نام۔ جیسے، صَبَاءٌ، قَبُوْلٌ دَبُوْرٌ، جَنُوْبٌ، شَمَالٌ ۔

الفصل الرابع المثنى

﴿خاتمہ کی چوتھی فصل تثنیہ کے بیان میں ہے﴾

المُثنّى : اِسْمٌ اُلْحِقَ بِآخِرِهٖ اَلِفٌ اَوْ ياءٌ مَفْتُوحٌ مَا قَبْلَها ، ونُونٌ مَكْسُورَةٌ، لِيَدُلَّ على مُفْرَدَيْنِ اتَّفَقا لَفظاً وَمَعْنىً . نَحْوُ رَجُلانِ رَفعاً وَ رَجُلَيْنِ نَصْباً وَجَرّاً . هذا فِي الصَّحِيحِ .

امّا فِي المَقْصُورِ ، فَإِنْ كَانَ الالفُ مُنقَلِباً عَنِ الواو فِي الثُّلاثِيِّ ، رُدَّ إلى اصْلِهٖ نَحْوُ عَصَوانِ فِي عَصا ، وإنْ كَانَ مُنقَلِباً عَنْ ياء او عَنْ واو فِي الاكْثَرِ مِنَ الثُّلاثِيِّ ، اوْ لَمْ يَكُنْ مُنقَلِباً عَنْ شَيْءٍ ؛ يُقْلَبُ ياءً ، نَحْوُ رَحَيانِ ، ومَلْهَيانِ ، وحُبارَيانِ .

وامّا الاسْمُ المَمْدُودُ ، فَإِنْ كَانَتْ هَمزَتُهٗ اَصْلِيَّةً نَحْوُ قَرّاء تَثْبُتُ نَحْوُ قَرّاءانِ وإنْ كَانَتْ لِلتَّانِيثِ تُقْلَبُ واواً ، نَحْوُ حَمراوانِ وإنْ كَانَتْ بَدَلاً مِنْ واو اوْ ياء مِنْ جازَ فِيهِ الوَجْهانِ ، نَحْوُ كِساوانِ ، كِساءانِ وَرِداوانِ ، رِداءانِ .

ويَجِبُ حَذْفُ نُونِ التَّثنِيَةِ عِنْدَ الإضافَةِ ، تَقُولُ : جَاءَ غُلامَا زَيْدٍ وتُحذَفُ تاءُ التَّانِيثِ فِي الخُصْيَةِ والالْيَةِ خاصَّةً ، تَقُولُ : خُصْيانِ وأَلْيانِ لانَّهُما مُتَلازِمانِ ، فَكَانَّهُما تَثنِيَةُ شَيْءٍ واحِدٍ لا زَوْجٍ .

وإذا اُرِيدَ المُثنّى إلى المُثنّى ، يُعَبَّرُ عَنِ الاوَّلِ بِلَفْظِ الجَمْعِ ، كَقَوْلِهٖ تَعالى : وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا اَيْدِيَهُمَا المائدة/.(38وذلِك لِكَراهَةِ اجْتِمَاعِ التَّثنِيَتَيْنِ فِيما يَكُونُ اتِّصالُهُما لَفْظاً ومَعْنىً.

ترجمہ

تثنیہ وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح ہو اور نون مکسور لاحق کیا گیا ہو تا کہ اس بات پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ اس جیسا اسم دوسرا بھی ہے جیسے رجلان اور رجلین ہے۔

اور یہ صحیح میں ہے بہرحال اسم مقصور اگر اس کا الف واو سے بدلا ہوا ہو اور ثلاثی ہو تو اپنی اصل کی جانب لوٹا دیا جائے گا جیسے عصوان عصا میں اور اگر وہ الف واو یا یاء سے بدلا ہوا ہو اور ثلاثی سے زائد یا کسی سے بدلا ہوا نہیں ہے تو وہ الف یاء سے بدل دیا جائے گا جیسے رحیان رحی میں اور ملھیان ملھی میں اور حباریان حباری میں اور حبلیان حبلی میں بہرحال ممدودہ اگر اس کا

ہمزہ اصلی ہو تو باقی رکھا جائے گا جیسے قراان قراء میں اور اگر وہ ہمزہ تانیث کیلئے ہو تو واو سے بدل دیا جائے گا جیسے حمراوان حمراء کہ
اگر اصل سے ہی واو یا یاء سے بدلا ہوا تھا تو اس میں دو صورتیں جائز ہیں جیسے کساوان اور کسائان میں اور اس کے نون کو حذف کرنا
واجب ہے اضافت کے وقت جیسے تو کہے" جاءَ غُلَامَا زَيْد "اسی طرح حذف کر دیئے جاتے ہیں تاء تانیث میں خصیۃ اور الیۃ
کے تثنیہ میں خاص طور پر جیسے تو کہے خصیان اور الیان کیونکہ وہ ایک دوسرے کے لیے لازم ہیں گویا کہ وہ دونوں ایک شئی ہیں اور تو
جان جب ارادہ کیا جائے تثنیہ کی اضافت کا تثنیہ کی طرف اول کو تعبیر کیا جائے گا جمع سے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول " وَالسَّارِقُ
وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا " اور یہ اس لیے کہ دو تثنیہ کا اجتماع ناپسند سمجھا جاتا ہے اس مقام پر جہاں دونوں کا اتصال مؤکد ہو
اگرچہ لفظی طور پر ہو یا معنوی طور پر ہو۔

تثنیہ کی تعریف کا بیان

مثنٰی (تثنیہ) وہ اسم ہے جس کے آخر میں الف یا یاء ماقبل مفتوح اور نونِ مکسورہ لاحق کر دیا گیا ہو تاکہ وہ اسم اس بات پر دلالت
کرے کہ اس کے ساتھ اسی کے مثل ایک اور فرد بھی ہے۔ جیسے رَجُلَانِ وہ اسم جو دو افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُسْلِمَانِ، دو
مسلمان مرد۔

تثنیہ بنانے کا طریقہ

واحد کے آخر میں اَن الف ماقبل مفتوح اور نون مکسور لگانے سے بنتا ہے یا ـــیَن یاء ساکن ماقبل مفتوح اور نون مکسور لگانے
سے بنتا ہے۔ جیسے: مُسْلِمٌ سے مُسْلِمَانِ، یا مُسْلِمَيْنِ۔

تثنیہ کے الف میں علمائے نحات کے اختلاف کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ تثنیہ کے کلمہ میں اختلاف ہے۔ امام سیبویہ کہتے ہیں کہ یہ حرف اعراب ہے۔ لیکن
اس میں اعراب کی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح نصب و جر میں حرف یا حرف اعراب ہے۔ تمہارے اس قول میں": مـررتُ
بالزيدين، ورايت الزيدينِ "اسی طرح یہ بھی حرف اعراب ہے۔ یہی قول ابو اسحاق، کیسائی اور ابو علی، ابو بکر ہے۔
جبکہ امام ابو الحسن نے کہا ہے کہ حرف تثنیہ یہ حرف اعراب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اعراب ہے بلکہ یہ اعراب کی دلیل ہے۔ ابو
عباس نحوی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

امام فراء، ابو اسحاق زیادی اور قطرب نے کہا ہے یہی اعراب ہے۔ لیکن ان تمام اقوال ائمہ نحات میں سے جو سب سے راجح
قول ہے وہ امام سیبویہ کا ہے۔ علل تثنیہ، بحث الف تثنیہ، بیروت

الفصل الرابع في المَجْمُوع

المَجْمُوعُ : إسمٌ يَدُلُّ عَلى ثَلاثَةٍ فَاَكْثَرَ مِنَ الآحادِ بِتَغيِيرٍ فِي مُفْرَدِهِ هُوَ :

1-اَلْفِظِيٌّ نَحْوُ رِجال جَمْعُ : رَجُل ، ومُسلِمُونَ جَمْعُ : مُسْلِم .

2-تَقْدِيرِيٌّ نَحْوُ فُلك عَلى وَزنِ اُسُد فَاِنَّ مُفْرَدَهُ اَيضاً فُلْك لكِنَّهُ عَلى وَزنِ قُفْل ، اَىْ اِنَّ الجَمْعَ فِي فُلْك عَلى وَزنِ مُفْرَدِهِ ، لكِنَّ الضَّمَّةَ والسُّكُونَ فِي المُفْرَدِ اَصْلِيَّانِ كَـ قُفْل وفِي الجمْع عَرَضِيَّان .وعَلَيهِ فَمِثْلُ القَوْمِ لا يَكُونُ جَمْعاً لِعَدَمِ وُجُودِ مُفْرَدٍ لَهُ .

ثُمَّ الجَمْعُ عَلى قِسْمَيْنِ : ا-مُصَحَّحٌ ، وهُوَ لا يَتَغَيَّرُ بِناءُ مُفْرَدِهِ ، نَحْوُ مُسْلِمُونَ . ب-مُكَسَّرٌ ، وهُوَ مَا تَغَيَّرَ بِناءُ مُفْرَدِهِ ، نَحْوُ رِجال . والمُصَحَّحُ عَلى قِسْمَيْنِ : مُذَكَّرٍ سالِمٍ ومُؤَنَّثٍ سالِمٍ .

1-المُذَكَّرُ السَّلِمُ ، وهُوَ ما لَحِقَ بِآخِرِهِ واو مَضْمُومٌ ما قَبْلَها ، ونُونٌ مَفْتُوحَةٌ نَحْوُ مُسْلِمُونَ ، اَوْ ياء مَكْسُورٌ مَا قَبْلَها ، ونُونٌ مَفْتُوحَةٌ ، نَحْوُ مُسْلِمينَ ،

وَامّا قَوْلُهُمْ سِنُونَ ، وَاَرَضُونَ ، وَثبُونَ ، وقَلُونَ بِالواوِ والنُّونِ فَشاذٌ . ويَشْتَرِطُ فِي الجَمْعِ المُذَكَّرِ السَّالِمِ – إنْ كَانَ اسماً – اَنْ يَكُونَ عَلَماً لِمُذَكَّرٍ عَاقِلٍ خالٍ مِنَ التاءِ . وإنْ كَانَ صِفَةً يُشْتَرطُ فِيهِ – إضافَةً إلى مَا ذُكِرَ – اَنْ لا يَكُونَ مِنْ بَابِ افعَل فَعْلاء نَحْوُ اَحْمَر مُؤَنَّثُهُ حَمراء وَلا فَعْلان فَعْلى نَحْوُ سَكْرَان مُؤَنَّثُهُ سَكْرى ولا مِمّا يَسْتَوِى فِيهِ المُذَكَّرُ والمُؤَنَّثُ نَحْوُ صَبُور وجَرِيحَ ويَجِبُ حَذْفُ نُونِهِ بِالإضافَةِ نَحْوُ مُسْلِمُو مِصْرَ هذا فِي الصَّحِيحِ .

امّا المَنْقُوصُ فَتُحْذَفُ يَاؤُهُ ، نَحْوُ قاضُونَ ، وراعُونَ ، والمَقْصُورُ تُحْذَفُ اَلِفُهُ ، وَيَبْقى ما قِبْلَها مَفْتُوحاً ، لِيَدُلَّ عَلى الالفِ المَحْذُوفِ ، مِثْلُ مُصْطَفَونَ .

2-المُؤَنَّثُ السّالِمُ ، وهُوَ مَا اُلْحِقَ بِآخِرِهِ اَلِفٌ وتاءٌ ، وشَرْطُهُ – إنْ كَانَ صِفَةً ولَهُ مُذَكَّرٌ – اَنْ يكُونَ مَذَكَّرُهُ قَدْ جُمِعَ بِالوَاوِ والنُّونِ نَحْوُ مُسْلِمات وإنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ مُذَكَّرٌ فَشَرْطُهُ اَنْ لا يَكُونَ مُؤَنَّثاً مُجَرَّداً مِنَ التاءِ . نَحْوُ الحَائِض ، والحَامِل ، وإنْ كَانَ اسماً فَإنَّهُ يُجْمَعُ بِالالفِ والتّاءِ بِلا شَرْطٍ نَحْوُ هِنْدَات .

وَامّا الجَمْعُ المُكَسَّرُ فَصِيغَتُهُ فِي الثُّلاثِيّ كَثِيرَةٌ غَيْرُ مَضْبُوطَةٍ ، تُعْرَفُ بِالسَّماعِ نَحْوُ اَرْجُل ، واَضْراس ، وَقُلُوب ، وفِي غَيرِ الثُّلاثِيِّ عَلى وَزْنِ فَعالِل نَحْوُ جَعَافِر ، وجَداوِل جَمْعُ جَعْفَر

وحذول لباساً، تمما لمرلت في المفسر لها.

والعلم أن الجمع المكسر أيضاً على قسمين:

1 جمع قلة، وهو ما يطلق على العشرة فما دونها، وأبنية جمع القلة: افعل، وافعال، وفعلة، وأفعلة نحو: أشهر وأحمال، وفتية، وأعمدة.

2 جمع كثرة، وهو ما يطلق على ما فوق العشرة وأبنيته ما عدا هذه الأربعة. ويستعمل كل منهما في موضع الآخر مع قرينة، نحو قوله تعالى: وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ البقرة/228 مع وجود "أقراء".

ترجمہ

جمع وہ اسم ہے جو ایسے افراد پر دلالت کرے جو حروف مفردہ سے مقصود ہوں کچھ تبدیلی کے ساتھ یا لفظی تبدیلی ہو جیسے رجال رجل میں یا تقدیری ہو جیسے فلک اسد کے وزن پر اس لیے کہ اس کا مفرد بھی فلک ہے لیکن وہ مفرد قفل کے وزن پر ہے پس قوم اور رھط اور اس کی مثل اگر چہ افراد پر دلالت کرتے ہیں لیکن یہ جمع نہیں ہیں اس لیے کہ ان کا کوئی مفرد نہیں ہے۔

پھر جمع دو قسم پر ہے جمع صحیح وہ ہے جس کے واحد کا وزن متغیر نہ ہو اور جمع مکسر ہے اور جمع مکسر وہ جمع ہے جس میں واحد کا وزن متغیر ہو جائے پس جمع صحیح دو قسم پر ہے پہلی قسم مذکر اور وہ جمع جس کے آخر میں واؤ ماقبل مضموم اور نون مفتوح لاحق کیا گیا ہو تا کہ اسباب پر دلالت کرے کہ اس کے ساتھ وہ ہیں جو اس سے زائد ہیں جیسے مسلمین اور یہ جمع صحیح میں ہے بہر حال اسم منقوص اس میں یا کو حذف کر دیا جاتا ہے جیسے قاضون داعون اور اسم مقصور میں اس کے الف کو حذف کر دیا جاتا ہے اور اس کا ماقبل مفتوح باقی رکھا جاتا ہے تا کہ الف محذوف پر دلالت کرے جیسے مصطفون اور یہ جمع ذوالعقول کے ساتھ خاص ہے بہر حال ان کا قول سنون اور ارضون ثبون اور قلون یہ شاذ ہے اور واجب ہے کہ وہ اسم جس کی جمع بنائی ہو فعل نہ ہو جس مؤنث فعلاء آتی ہو جیسے احمر اور حمراء اور فعلان نہ ہو جس کی مؤنث فعلی آتی ہو جیسے سکران اور سکری اور نہ وہ اسم فعیل کے وزن پر ہو جو مفعول کے معنی میں ہو جیسے جریح بمعنی مجروح اور نہ فعول کا وزن ہو جو فاعل کے معنی میں ہو جیسے صبور صابر کے معنی میں ہے اور واجب ہے جمع کے نون کو حذف کرنا اضافت کی وجہ سے جیسے مسلمو مصر اور دوسری قسم مؤنث ہے اور جمع مؤنث وہ ہے جس کے آخر میں الف اور تاء کو لاحق کیا گیا ہو جیسے مسلمات اور اس کی شرط یہ ہے کہ اگر صفت کا صیغہ ہو تو اس کے لئے مذکر بھی ایسا ہو اس کے مذکر کی جمع واؤ اور نون کے ساتھ لائی گئی ہو جیسے مسلمون اگر اس کے لیے مذکر نہ ہو تو پس اس کی شرط یہ ہے کہ وہ اسم ایسا مؤنث کا صیغہ نہ ہو جو تاء سے خالی ہو جیسے حائض اور حامل اور اگر وہ اسم مؤنث ایسا ہو جو صفت کا صیغہ نہ ہو تو اس کی جمع الف اور تاء کے ساتھ لائی جائے گی بغیر کسی شرط کے جیسے ھندات اور جمع مکسر اور اس کے صیغے ثلاثی میں کثیر ہیں۔ جو سماع سے پہچانے جاتے ہیں جیسے رجال اور افراس اور فلوس اور غیر ثلاثی

ہیں فعالل اور فعالیل کے وزن پر آتے ہیں قیاسی طور پر جیسے تم نے پہچان لیا صرف میں۔

پھر جمع بھی دو قسم پر ہے ایک جمع قلت ہے اور وہ جمع ہے جو دس سے کم پر بولی جائے اور اس کے اوزان یہ ہیں" ،اور جمع کی دونوں جمع بغیر الف لام کے جمع قلت میں داخل ہیں جیسے زیدون اور مسلمات اور دوسری قسم جمع کثرت ہے اور وہ یہ جمع ہے جو دس سے زائد پر بولی جائے اور اس کے اوزان ان اوزان کے علاوہ ہیں جو ابھی ذکر ہوئے ہیں۔

جمع کی تعریف کا بیان

جمع وہ اسم ہے جسے واحد کے حروف میں معمولی تبدیلی کر کے بنایا جائے اور وہ اپنے واحد سے مقصود فرد کے تعدد پر دلالت کرے۔ جیسے رَجُلٌ سے رِجَالٌ۔ اس مثال میں رجال کو رَجُلٌ سے بنایا گیا ہے اور یہ رجل کے مقصود "مرد" کی کثرت پر دلالت کر رہا ہے۔

وہ اسم جو دو سے زیادہ افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، رِجَالٌ۔ جمع کی اقسام جمع کی دو قسمیں ہیں: جمع سالم، جمع مکسر۔

جس میں تثنیہ اور جمع کی کوئی علامت نہ ہو وہ واحد ہے۔ اس کے ترجمے میں عموماً لفظ "ایک" یا "کوئی" یا "کچھ" لکھا جاتا ہے مگر یہ ضروری بھی نہیں۔ جیسے: قلم قلم رجل کوئی مرد وغیرہ۔ 2۔۔۔۔۔۔۔حالت رفعی میں۔ 3۔۔۔۔۔۔۔حالت نصبی وجری میں۔

جمع سالم کی تعریف

وہ جمع جس میں واحد کی صورت سلامت ہو صرف اس کے آخر میں کچھ حروف ون، ین، ات بڑھا دیے گئے ہوں۔ جیسے:

مُسْلِمُوْنَ، أَرْضُوْنَ، مُسْلِمَاتٌ۔

جمع سالم کی اقسام جمع سالم کی دو قسمیں ہیں: جمع مذکر سالم۔ جمع مؤنث سالم۔۔

جمع مذکر سالم کی تعریف

وہ جمع جو واؤ ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ)۔۔۔وْنَ یا یاء ساکن ماقبل مکسور اور نون مفتوحہ)۔۔۔ِیْنَ بڑھا کر بنائی گئی ہو۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ، مُسْلِمِیْنَ۔

بنانے کا طریقہ

یہ جمع واحد کے آخر میں ۔ُوْ واؤ ساکن ماقبل مضمون اور نون مفتوحہ یا ۔ِیْ یاء ساکن ماقبل مضموم اور نون مفتوحہ کا اضافہ کرنے سے بنتی ہے۔ جیسے مذکورہ مثالیں۔۔

جمع مؤنث سالم کی تعریف

وہ جمع جو الف اور تاء) کے بڑھا کر بنائی گئی ہو۔ جیسے: مُسْلِمَۃٌ سے مُسْلِمَاتٌ۔ بنانے کا طریقہ: واحد کے آخر میں الف ما قبل مفتوح اور تائے مضمومہ یا مکسورہ لگانے سے بنتی ہے۔۔ جمع مکسر کی تعریف: وہ جمع جس میں واحد کی صورت سلامت نہ رہے۔ جیسے: اَقْلَامٌ، رِجَالٌ، مَسَاجِدُ۔

جمع مکسر کی اقسام معنی کے اعتبار سے جمع کی دو قسمیں ہیں: ۔جمع قلت۔جمع کثرت۔۔

جمع قلت کی تعریف

وہ جمع جو تین سے لیکر دس تک افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: اَقْوَالٌ، اَنْفُسٌ وغیرہ۔ جمع قلت کے اوزان: اس کے مندرجہ ذیل چھ اوزان ہیں۔ یعنی ان اوزان میں سے کسی وزن پر آنے والی جمع "جمع قلت" کہلائے گی: اَفْعَالٌ۔ جیسے: اَقْلَامٌ۔ فِعْلَۃٌ۔ جیسے: غِلْمَۃٌ۔ اَفْعُلٌ۔ جیسے: اَنْفُسٌ۔ اَفْعِلَۃٌ۔ جیسے: اَلْسِنَۃٌ۔ مُفْعِلُوْنَ۔ جیسے: مُسْلِمُوْنَ۔ مُفْعِلَاتٌ۔ جیسے: مُسْلِمَاتٌ۔۔ جمع کثرت کی تعریف: وہ جمع جو دس سے اوپر لامحدود افراد پر دلالت کرے۔ جیسے: عُلَمَاءُ، طَلَبَۃٌ وغیرہ۔ جمع کثرت کے اوزان: اس کے کثیر اوزان ہیں چند مشہور اوزان درج ذیل ہیں۔۔ فِعَالٌ۔ جیسے: عِبَادٌ۔ فُعَلَاءُ۔ جیسے: عُلَمَاءُ۔ اَفْعِلَاءُ۔ جیسے: اَنْبِيَاءُ۔ فُعُلٌ۔ جیسے: رُسُلٌ۔ فُعُوْلٌ۔ جیسے: نُجُوْمٌ۔ فُعَّالٌ۔ جیسے: خُدَّامٌ۔ فَعْلٰی۔ جیسے: مَرْضٰی۔ فَعَلَۃٌ۔ جیسے: طَلَبَۃٌ۔ فِعَلٌ۔ جیسے: فِرَقٌ۔ فِعْلَانٌ۔ جیسے: غِلْمَانٌ۔

انتباہ: جمع کثرت کے بعض صیغے ایسے ہیں کہ ان کی مزید جمع مکسر نہیں بن سکتی۔ جیسے: سِوَارٌ

جمع کے چند ضروری قواعد:

کی جمع اَسْوِرَۃٌ اور اَسْوِرَۃٌ کی جمع اَسَاوِرُ ہے۔ اب آگے مزید اس کی جمع مکسر نہیں بن سکتی۔ ایسی جمع کو "جمع منتہی الجموع" کہتے ہیں۔

جمع منتہی الجموع کے صیغے کی تعریف

وہ صیغہ جس کا پہلا حرف مفتوح اور تیسری جگہ الف علامتِ جمع منتہی الجموع ہو اور اس کے بعد ایک حرف مشدد ہو۔ جیسے: دَوَآبُّ۔ یا دو حروف ہوں جن میں پہلا مکسور ہو۔ جیسے: مَسَاجِدُ۔ یا تین حروف ہوں جن میں پہلا مکسور اور دوسرا ساکن ہو۔ جیسے:

مَفَاتِيْحُ۔

جمع منتہی الجموع کے اوزان

اس کے کثیر اوزان ہیں، چند کثیر الاستعمال درج ذیل ہیں۔۔ فَعَالِلُ جیسے :دَرَاهِمُ ۔ فَعَالِيْلُ ۔ جیسے :دَنَانِيْرُ ۔ فَوَاعِلُ ۔ جیسے :جَوَاهِرُ ۔ مَفَاعِلُ جیسے : مَسَاجِدُ ۔ مَفَاعِيْلُ جیسے :مَسَاكِيْنُ ۔ ۔ فَعَائِلُ جیسے :رَسَائِلُ ۔

☆جمع مذکر سالم صرف مذکر ذوی العقول کے اعلام اور ان کی صفات ہی کی آتی ہے۔جیسے: زَيْدٌ سے زَيْدُوْنَ، مُسْلِمٌ سے مُسْلِمُوْنَ ۔ لہذا هِنْدٌ کی جمع هِنْدُوْنَ، قَلَمٌ کی جمع قَلَمُوْنَ اور رَجُلٌ کی جمع رَجُلُوْنَ نہیں بنا سکتے؛ کیونکہ اول مذکر نہیں، ثانی ذوی العقول سے نہیں اور ثالث نہ علم ہے اور نہ صفت ۔ مذکر ذوی العقول کا علم ہو تو یہ بھی ضروری ہے کہ اس کے آخر میں تاء ۃ نہ ہو۔لہذا طَلْحَۃ کی جمع طَلْحَتُوْنَ نہیں بنا سکتے؛ کیونکہ اس کے آخر میں ۃ موجود ہے۔
اور مذکر ذوی العقول کی صفت ہو تو یہ ضروری ہے کہ اس کی مؤنث میں تاء ۃ آتی ہو۔لہذا اُخَر کی جمع اُخَرُوْنَ، سَكْرَانُ کی جمع سَكْرَانُوْنَ اور جَرِيْحٌ کی جمع جَرِيْحُوْنَ نہیں لا سکتے: کیونکہ ان کی مؤنث میں ۃ نہیں آتی ۔ہاں! اسم تفضیل اس سے مستثنیٰ ہے؛ کہ اس کی مؤنث میں اگرچہ تاء ۃ نہیں ہوتی مگر اس کے باوجود اس کی جمع مذکر سالم بن سکتی ہے۔جیسے :اَكْرَمُ سے اَكْرَمُوْنَ۔

انتباہ

اَرْض کی جمع اَرْضُوْنَ، سَنَةٌ کی جمع سِنُوْنَ اور اس طرح کی دیگر جموع، شاذ خلاف قیاس ہیں۔
کبھی جمع کے حروف واحد کے حروف کے غیر مغائر ہوتے ہیں۔جیسے اِمْرَاَةٌ کی جمع نِسَاءٌ اور ذُوْ کی جمع اُولُوْ ۔ایسی جمع کو "جَمْع مِن غَيْرِ لَفْظِ وَاحِدِه" کہتے ہیں۔
کبھی واحد اور جمع کی شکل بالکل ایک جیسی ہوتی ہے، فرق صرف اعتباری ہوتا ہے۔جیسے: فُلْكٌ کشتیاں اس کا واحد بھی فُلْكٌ کشتی ہے۔ان میں فرق صرف اس طرح کرتے ہیں کہ جب یہ واحد ہو تو بروزن قُفْل اور جمع ہو تو بروزن اُسْدٌ ببت سے شیر ہو گا۔فائدہ: جمع اور اسم جمع میں فرق یہ کہ جمع کے لیے مفرد ہونا ضروری ہے مِن لَفْظِه ہو یا مِن غَيْرِ لَفْظِه ،جبکہ اسم جمع وہ ہے جو جمع کا معنی تو دے مگر اس کا کوئی مفرد نہ ہو۔جیسے :قَوْم ،رَهْط ۔وغیرہ۔

مُسْلِمُوْنَ، مَسَاجِدُ، اَنْفُسٌ، مُسْلِمَاتٌ، اَنْبِيَاءُ، مُشْرِكُوْنَ، عَالِمَاتٌ، رِجَالٌ، اَنْهَارٌ، اَنْهُرٌ، مَسَاكِيْنُ، دَرَاهِمُ، اَرْضُوْنَ، مُؤْمِنُوْنَ ۔

واو جمع کیلئے حرف اعراب ہونے میں علمائے نحات کے اختلاف کا بیان

علامہ عثمان بن جنی موصلی نحوی لکھتے ہیں کہ واو کے کلمہ میں اختلاف ہے۔امام سیبویہ کہتے ہیں کہ یہ حرف اعراب ہے۔لیکن اس

میں اعراب کی نیت نہیں ہے۔ کیونکہ جس طرح نصب وجر میں حرف یا حرف اعراب ہے۔ تمہارے اس قول میں: مسررت
مالزیدین، ورایت الزیدین "اسی طرح یہ بھی حرف اعراب ہے۔ یہی قول ابواسحاق، کیسانی اور ابوعلی، ابوبکر ہے۔
جبکہ امام ابوالحسن نے کہا ہے کہ حرف واو یہ حرف اعراب نہیں ہے۔ اور نہ ہی اعراب ہے بلکہ یہ اعراب کی دلیل ہے۔ ابو عمر
نحوی کا قول بھی اسی طرح ہے۔

امام فراء، ابواسحاق زیادی اور قطرب نے کہا ہے یہی اعراب ہے۔ لیکن ان تمام اقوال ائمہ نحات میں سے جو سب سے راجح
قول ہے وہ امام سیبویہ کا ہے۔ علل تثنیہ، بحث الف تثنیہ، بیروت

جمع غیر عاقل کیا ہے

کوئی بھی اسم جو کسی جمادات یا غیر انسان پر بولا جائے اس کو غیر عاقل کہتے ہیں اور پھر جب ایسے اسم کی جمع آتی ہے تو اس کو جمع
غیر عاقل کہتے ہیں مثلاً کتاب۔ قلم۔ باب۔ سماء۔ ملک۔ جن،

یہ سب واحد ہیں اور ہر ایک اسم ایک غیر عاقل کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اور جب ہم ان واحد کلمات کے لیے جمع کا صیغہ
لائیں گے۔ کِتَابٌ ج کُتُبٌ ۔ قَلَمٌ ج اَقْلَامٌ ۔ بَابٌ ج اَبْوَابٌ ، سَمَآءٌ ج سَمٰوٰتٌ ۔ مَلَكٌ ج مَلٰٓئِكَةٌ ۔ جِنٌّ ج
جِنَّةٌ

جمع غیر عاقل کے لیے ضمائر یا اسم اشارہ کا استعمال

اب یہاں قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب ہم جملہ میں غیر عاقل کی جمع کو استعمال کرتے ہیں ہے تو پھر اس کے لیے جو ضمیر یا پھر
اسم اشارہ استعمال کرتے ہیں اس کا قاعدہ کلیہ کیا ہے۔

جب غیر عاقل کے لیے استعمال ہونے والا لفظ واحد ہو۔ تو اس کے لیے استعمال ہونی والی ضمیر یا اسم اشارہ اس لفظ سے تذکیر،
وتانیث میں مطابق کرے گا یعنی اگر لفظ مذکر ہے تو ضمیر یا اسم اشارہ بھی مذکر ہی استعمال ہوگا اور اگر مونث ہے تو ضمیر یا اسم اشارہ
بھی مونث استعمال ہوگا۔ مثلاً هٰذَا كِتَابٌ ۔ هٰذِهٖ دَرَّاجَةٌ وغیرہ

اور جب کوئی بھی ایسا اسم جو کسی غیر عاقل کے لیے استعمال ہوا ہے اس کا جمع کا کلمہ استعمال ہوتا ہے تو غالب طور پر تو غیر عاقل
کی جمع کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ واحد مونث کا صیغہ استعمال کریں گے۔

مگر قرآن میں چند ایک مقامات پر غیر عاقل کی جمع کے لیے حسب ضرورت جمع کا صیغہ بھی استعمال کیا گیا ہے۔ غیر عاقل کی
جمع اور اس کے ساتھ استعمال ہونے والی ضمائر اور اسم اشارہ کے استعمال کی مثال: هٰذِهٖ كُتُبٌ ۔ قَرْيَةٌ ج قُرًى تِلْكَ الْقُرٰى
اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَا وغیرہ

میں نے ابھی اوپر عرض کیا ہے کہ جمع غیر عاقل کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ کے استعمال کا عمومی قاعدہ یہی ہے کہ جمع غیر عاقل کے

لیے واحد مونث کا صیغہ استعمال ہوتا ہے جیسے کُتُبٌ کے لیے اسم اشارہ ھٰذِہٖ۔ القُرٰی کے لیے اسم اشارہ تِلْکَ اَسْمَاءٌ کے

لیے ضمیر ھَا

قرآن کریم سے غیر عاقل کی جمع کے لیے واحد مونث کی مثال

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا البقرۃ: 229

وَ هٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِیْهَا الزخرف: 51

اِنْ هِیَ اِلَّاۤ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ النجم: 23

قرآن کریم میں غیر عاقل کے لیے جمع کے صیغہ کا استعمال

کبھی غیر عاقل کی جمع مذکر کے ساتھ بھی آتی ہے جب اس سے کسی ایسے فعل کی نسبت کی جائے جو صرف عاقل سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔ جیسے اِذْ قَالَ یُوْسُفُ لِاَبِیْهِ یٰۤاَبَتِ اِنِّیْ رَاَیْتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا وَّ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ رَاَیْتُهُمْ لِیْ سٰجِدِیْنَ یوسف: 4

قارئین کرام!

یہاں غور کرنے کا مقام یہ ہے کہ سورج، چاند اور پھر گیارہ ستارے، تمام کو رَاَیْتُهَا کہنے کی بجائے رَاَیْتُهُمْ کہا گیا ہے۔ یعنی جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔

اور یہ قاعدہ یہ ہے کہ جب اس غیر عاقل کے ساتھ کسی فعل کے ارتکاب کرنے والا عاقل ہو تو اس کے لیے ضمیر یا اسم اشارہ جمع کا استعمال کریں گے۔

دوسری مثال: وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْــٴًـا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ 20) اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ 21)

قارئین کرام! یہاں بھی پچھلی مثال کی طرح واضح موجود ہے۔ قاعدہ وہی ہے کہ جب کبھی غیر عاقل کی جمع مذکر کے ساتھ بھی آتی ہے جب اس سے کسی ایسے فعل کی نسبت کی جائے جو صرف عاقل سے ہی سرزد ہوتے ہیں۔

اور اس آیت میں آپ ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ معبودان باطلہ جن کی بھی پوجا کی جا رہی تھی، ان کو کسی عاقل کے فعل کی نسبت سے ضمیر بھی جمع استعمال کی ہے اور اس کے لیے التی واحد مونث کا صیغہ استعمال کرنے کی بجائے الذین کا صیغہ جمع کا استعمال کیا گیا ہے۔ پھر یشعرون جمع استعمال کیا گیا ہے۔ یبعثون جمع استعمال کیا گیا ہے۔

الفصل السادس في المصدر

﴿خاتمہ کی چھٹی فصل مصدر کے بیان میں ہے﴾

المَصْدَرُ : اِسمٌ يَدُلُّ عَلى الحَدَثِ فَقَطْ ، ويُشتَقُّ مِنهُ الافعالُ نَحوُ الضَّرب والنَّصر مَثلاً وَاَبنِيَتُهُ مِنَ الثُّلاثيِّ المُجَرَّدِ غَيرُ مَضبوطَةٍ ، تُعرَفُ بِالسَّمَاعِ . وَمِنْ غَيرِ الثُّلاثِيِّ قِياسِيةٌ ، نَحوُ : الإفعال ، وَالانفِعَال ، وَالاستِفعال و الفَعْلَلَة

والمَصْدَرُ إنْ لَمْ يَكُنْ مَفعُولاً مُطْلَقاً يَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ ، اَعْنِي يَرْفَعُ فاعِلاً إنْ كَانَ لازماً ، نَحوُ اَعْجَبَنِي قِيامُ زَيْدٍ (وَيَنصِبُ مَفعُولاً بِهِ اَيضاً إنْ كَانَ مُتَعَدِّياً ، نَحوُ نَصْرُ سَعِيْدٍ عَلِيّاً فَضِيلَةٌ ،ولا يَجُوزُ تَقْدِيمُ مَعْمُولِ المَصْدَرِ عَلى المَصْدَرِ ، فَلا يُقالُ اَعْجَبَنِي زَيْداً ضَرْبُ عَمْرٍو . وإنْ كَانَ مَفعُولاً مُطلَقاً ، فَالعَمَلُ لِلفِعلِ الّذِي قَبلَهُ ، نَحوُ ضَرَبْتُ ضَرْباً عَمْراً ، فإنَّ عَمْراً مَنصوبٌ بِـ ضَرَبْتُ لا بِـ ضَرْباً .

ترجمہ

مصدر وہ اسم ہے جو صرف حدوث پر دلالت کرے اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہیں جیسے ''الضَّرب والنَّصر'' مثلاً اور اس کے اوزان ثلاثی مجرد سے کوئی منضبط نہیں سماع سے پہچانے جاتے ہیں اور یہ ثلاثی کے علاوہ قیاسی ہیں جیسے '' '' وغیرہ پس اگر مصدر مفعول مطلق نہ ہوتو وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے اگر لازمی ہو جیسے'' اَعْجَبَنِي قِيامُ زَيْد '' اور مفعول کو نصب دیتا ہے اگر وہ متعدی ہو جیسے ''نَصْرُ سَعِيْدٍ عَلِيّاً فَضِيلَةٌ'' اور جائز نہیں مصدر کا معمول کو مقدم کرنا مصدر پر پس نہیں کہا جائے گا'' اَعْجَبَنِي زَيْداً ضَرْبُ عَمْرٍو کہنا جائز ہوگا اور مصدر کی اضافت فاعل کی طرف کرنا جائز ہے۔ اور اگر مصدر مفعول مطلق ہو تو پس اس وقت عمل اس فعل کا ہوتا ہے جو اس سے پہلے مذکور ہو جیسے'' ضَرَبْتُ ضَرْباً عَمْرا '' میں عمرا ضربت کی وجہ سے منصوب ہے وہ ضرب کی وجہ سے منصوب نہیں ہے۔

مصدر کی تعریف

نحو میں وہ کلمہ جس سے فعل اور صیغے صیغہ کی جمع مشتق ہوں۔ اردو میں مصدر کے آخر میں نا ہوتا ہے اور اس میں کوئی زمانہ نہیں پایا جاتا جیسے آنا لانا وغیرہ۔

مصدر وہ اسم ہے جو فقط حدث (یعنی معنی مصدری مثلاً کھانا، پینا، سونا وغیرہ) پر دلالت کرے اور اس سے افعال مشتق ہوتے ہوں۔ جیسے ضَرْبٌ، اس مثال میں ضَرْبٌ فقط حدث یعنی مارنے کے معنی پر دلالت کر رہا ہے، مارنے والے یا مارنے کے زمانے کا معنی اس میں نہیں پایا جا رہا ہے

عربی، فارسی اور اردو لسانیاتی قواعد کی رو سے مصدر اجزائے کلام کی تین اقسام اسم، فعل اور حرف میں سے جز اسم کی ایک قسم تسلیم کی جاتی ہے اور اس سے مراد ایسے اسماء کی ہوتی ہے کہ جن سے ماضی، حال اور مستقبل کے زمانوں کا اظہار کیے بغیر کسی فعل کی نشاندہی ہوتی ہو۔ یعنی مصدر ایک ایسا کلمہ ہوتا ہے کہ جس میں کوئی کام کرنے کا مفہوم تو معلوم ہوتا ہو لیکن اس کام کے بارے میں یہ نا معلوم ہوتا ہو کہ وہ کس زمانے میں کیا گیا۔

مثال کے طور پر اگر اردو کا لفظ: کھایا، کھایا تھا، استعمال کیا جائے تو اس سے یہ ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل انجام پا چکا یعنی زمانہ ماضی کا اظہار ہوتا ہے، جبکہ اگر کہا جائے، کھاتا ہے/کھا رہا ہے، تو اس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل موجودہ زمانے حال میں انجام پا رہا ہے یا پاتا ہے، اسی طرح اگر کہا جائے کہ، کھائے گا، تو اس سے کھانے کا عمل مستقبل میں واقع ہونے کا پتا چل جاتا ہے۔ مذکورہ بالا تینوں مثالوں میں بالترتیب ماضی، حال اور مستقبل کے زمانے ظاہر ہو رہے ہیں۔ اگر اسی اسم کو، کھانا، کی صورت میں استعمال کیا جائے تو اس سے یہ تو معلوم ہو جاتا ہے کہ کھانے کا فعل انجام دینے کی بات ہو رہی ہے لیکن کلمہ، کھانا، کہنے سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہ کھانے کا فعل کس زمانے میں انجام دیا گیا اور اسی صورت کو مصدر کہا جاتا ہے۔ قواعد کی رو سے مصدر کو فعل اور دیگر کلماتِ گفتگو کی اصل الکلمہ فراہم کرنے والا کلمہ کہا جا سکتا ہے یعنی اسی لفظی اصل کے اشتقاق سے دیگر فعل وجود میں آتے ہیں۔

مصدر کو تین طریقوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔ اضافت کے ساتھ جیسے اَعْجَبَنِیْ قِیَامُ زَیْدٍ مجھے زید کے کھڑے ہونے نے حیرت میں ڈالا، اس مثال میں قِیَام مصدر اپنے فاعل زَید کی طرف مضاف ہے جو کہ لفظاً مجرور اور محلاً مرفوع ہے۔

تنوین کے ساتھ جیسے اَوْ اِطْعَامٌ فِیْ یَوْمٍ ذِیْ مَسْغَبَةٍ یَتِیْمًا ذَا مَقْرَبَةٍ یا کھانا کھلانا فاقے کے دن کسی رشتہ دار یتیم کو، اس مثال میں اِطعَام مصدر تنوین کے ساتھ استعمال ہوا ہے اور یَتِیْمًا اس کا مفعول بہ ہے۔

الف لام کے ساتھ جیسے عَمُّكَ حَسَّنُ التَّهْذِیْبِ اَبْنَاءَهٗ، تیرے چچا نے اپنے بیٹوں کو اچھے اطوار سکھائے اس مثال میں اَلتَّهْذِیْب مصدر الف لام کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اور اَبْنَاءَهٗ، اس کا مفعول ہے۔

مصدر کے عمل کی شرط: مصدر کے عمل کی شرط یہ ہے کہ وہ مفعول مطلق نہ ہو۔

مصدر کا عمل: مصدر اپنے فعل کی طرح عمل کرتا ہے اگر فعل لازم کا مصدر ہے تو فعل لازم کی طرح عمل کریگا اگر فعل متعدی کا مصدر ہے تو فعل متعدی کی طرح عمل کریگا۔ جیسے: فعل لازم کا مصدر عَجِبْتُ مِنْ ذَهَابِكَ میں تیرے جانے سے متعجب ہوا۔

فعل متعدی کا مصدر عَجِبْتُ مِنْ ضَرْبِكَ زَیْدًا میں تیرے زید کو مارنے سے متعجب ہوا۔



﴿یہ سبق اسم فاعل کے بیان میں ہے﴾

اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ يَفْعَلُ ، لِيَدُلَّ عَلى مَنْ قَامَ بِهِ الفِعْلُ بِمَعْنَى الحُدُوثِ .اىْ حُدُوث الفِعْلِ مِنْهُ وصِيغَتُهُ مِنَ المُجرّدِ الثُلاثِىْ عَلى وَزْنِ الفاعِلِ ، نَحْوُ قائِم ، وناصِر ومِنْ غَيْرِهِ عَلى وَزْنِ صِيغَةِ المُضارِعِ مِنْ ذلِكَ الفِعْلِ بِمِيمٍ مَضْمُومَةٍ مَكانَ حَرْفِ المُضارَعَةِ ، وكَسْرِ مَا قَبْلَ الآخِرِ ، نَحْوُ مُدْخِل ، ومُسْتَخْرِج .

ويَعْمَلُ عَمَلَ الفِعْلِ إنْ كَانَ فِيهِ مَعْنَى الحالِ والاسْتِقْبالِ ، ومُعْتَمِداً عَلى المُبْتَدا ، نَحْوُ زيد قَائِمٌ اَبُوهُ اوْ ذِى الحالِ ، نَحْوُ جَاءَنِى زيد ناصِراً اَبُوهُ عَلِيّاً ، اوْ هَمْزَةِ الاسْتِفْهامِ ، نَحْوُ اَقائِمٌ زيد؟ اوْ حَرْفِ النَّفْى ، نَحْوُ مَا قَائِمٌ زيد الآنَ اوْ غَداً اوْ مَوصُوفٍ ، نَحْوُ عِنْدِى رَجُلٌ ناصِرٌ اَبُوهُ عَلِيّاً . فَإنْ كَانَ فِيهِ مَعْنَى الماضِى وَجَبَتِ الإضافَةُ ، نَحْوُ زَيْدٌ نَاصِرُ سَعِيدٍ اَمْسِ ، هذا إذا كَانَ مُنَكَّراً.

امّا إذا كَانَ مُعَرَّفاً بِاللّامِ فَيَسْتَوِى فِيهِ جَمِيعُ الازْمِنَةِ ، نَحْوُ زيد النَّاصِرُ اَبُوهُ عَلِيّاً الآنَ اوْ غَداً اوْ اَمْسِ فَيَعْمَلُ فِى الجَمِيعِ .

ترجمہ

اسم فاعل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ دلالت کرے اس ذات پر جس کے ساتھ فعل قائم ہو بمعنی حدوث کے اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے فاعل کے وزن پر آتا ہے جیسے ضارب اور ناصر اور غیر ثلاثی سے اس فعل کے مضارع کے صیغہ کے مطابق ہوتا ہے صرف علامت مضارع کی جگہ میم مضموم لگانے کے ساتھ اور آخر سے ماقبل کسرہ دینے کے ساتھ جیسے "مُدْخِل ، ومُسْتَخْرِج "اور وہ اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے اگر حال یا استقبال کے معنی میں ہو اور مبتداء پر اعتماد کرنے والا ہو جیسے" زيد قَائِمٌ اَبُوهُ "یا ذوالحال پر جیسے" جَاءَنِى زيد ناصِراً اَبُوهُ عَلِيّاً "یا موصول پر جیسے" مررت بالضارب ابوه عمروا "یا موصوف پر جیسے" عِنْدِى رَجُلٌ نَاصِرٌ اَبُوهُ عَلِيّاً "یا ہمزہ استفہام پر جیسے" اَقَائِمٌ زيد "یا حرف نفی پر جیسے" مَا قَائِمٌ زيد الآنَ اوْ غَداً "اگر اسم فاعل ماضی کے معنی میں ہو تو معنا اضافت واجب ہے جیسے" زَيْدٌ نَاصِرُ سَعِيدٍ اَمْسِ "یہ اس وقت ہے کہ جب اسم فاعل نکرہ ہو بہر حال جب اسم فاعل معرف باللام ہو تو اس میں تمام زمانے برابر ہوں گے جیسے" زيد النَّاصِرُ اَبُوهُ عَلِيّاً الآنَ اوْ غَداً اوْ اَمْسِ "

اسم فاعل کی تعریف

وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو۔ جس طرح نَاصِرٌ مدد کرنے والا۔
نوٹ: ثلاثی مجرد سے یہ فَاعِلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ اور اس کو مضارع معروف سے بنایا جاتا ہے۔ جس طرح یَنْصُرُ سے نَاصِرٌ

اسم فاعل کا عمل

اسم فاعل بھی اپنے فعل معروف والا عمل کرتا ہے یعنی فاعل کو رفع دیتا ہے۔ اور اگر فعل متعدی کا اسم فاعل ہے تو فاعل کو رفع دینے کے ساتھ ساتھ مفعول بہ کو نصب دیتا ہے۔ جس طرح اَدَاخِلٌ زَیْدٌ ؟ کیا زید اندر ہے؟ مَا ضَارِبٌ اَحَدٌ اَخَاكَ آپ کے بھائی کو کوئی نہیں مار رہا

لیکن اسم فاعل کے عمل کرنے کیلئے دو شرطیں ہیں۔ اس میں حال، یا استقبال کا معنی پایا جائے۔ اسم فاعل سے ماقبل چھ چیزوں میں سے کوئی ایک ضرور موجود ہو۔ وہ چھ چیزیں یہ ہیں۔

ضَرَبَ زَیْدٌ قَائِمًا غُلَامُهٗ، زید نے اس حال میں مارا کہ اس کا غلام کھڑا ہے۔

اس کے ماقبل حرف نفی ہو۔ جس طرح مَا ضَارِبٌ زَیْدٌ زید نہیں مار رہا ہے۔

اس کے ماقبل ہمزہ استفہام ہو، جس طرح اَنَاصِرٌ زَیْدٌ خَالِدًا؟

اس کے ماقبل مبتداء ہو اور اسم فاعل اس کی خبر بنے جس طرح۔ زَیْدٌ قَائِمٌ اَبُوْهُ زید کا باپ کھڑا ہے۔

اس سے پہلے موصوف ہو اور یہ اس کی صفت واقع ہو۔ جس طرح ضَرَبْتُ غُلَامًا قَائِمًا اَبُوْهُ۔ میں نے ایسے لڑکے کو مارا جس کا والد کھڑا ہے

اس کے ماقبل اسم موصول ہو اور یہ صلہ بنے۔ جس طرح جَاءَنِی الَّذِیْ ضَارِبٌ عَمْرًوا۔ میرے پاس وہ شخص آیا جس نے عمر کو مارا ہے

اس سے قبل ذوالحال ہو اور یہ حال واقع ہو رہا ہو۔ جس طرح کیا زید خالد کی مدد کر رہا ہے؟

نوٹ

مبالغہ کا جو صیغہ فاعل کیلئے ہو اس کا عمل اسم فاعل ہی کی طرح ہوگا۔ جس طرح زَیْدٌ ضَرَّابٌ اَبَاكَ ۔

فاعل اور اسم فاعل میں فرق

اسم فاعل عامل ہوتا ہے۔ جبکہ فاعل عامل نہیں ہوتا۔۔ فاعل سے پہلے فعل کا ہونا ضروری ہے مگر اسم فاعل سے پہلے ضروری نہیں۔۔ فاعل کا مرفوع ہونا ضروری ہے جبکہ اسم فاعل کا مرفوع ہونا ضروری نہیں۔ فاعل کا مشتق ہونا ضروری نہیں جبکہ اسم فاعل

کا مشتق ہونا ضروری ہے۔

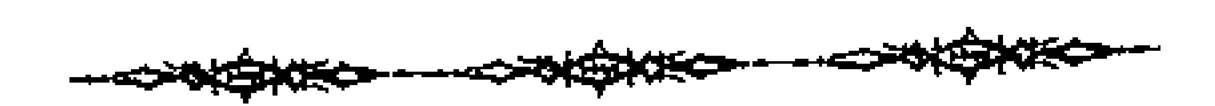
ترکیب

ضَرَبَ زَیْدٌ قَائِمًا غُلَامُهٗ، ضَرَبَ فعل، زَیْدٌ ذوالحال، قَائِمًا اسم فاعل، غُلَامُ مضاف، ہٗ ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر قَائِمًا کا فاعل، قَائِمًا اپنے فاعل سے ملکر حال، ذوالحال اپنے حال سے ملکر فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ بن جائے گا۔

اسم فاعل ہیئت کلامی کا بیان

ہیئت اسم فاعل تو صرف اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ مبداء ذات کے ذریعے قائم ہے لیکن اس قیام کی خصوصیات کہ آیا یہ قیام بطور ایجاد ہے جس طرح "ضارب،، ہے یا بطور حلول ہے جس طرح مریض ہے یہ خصوصیات ہیئت ضارب کے مفاد اور مدلول میں شامل نہیں موارد و مقامات کے اختلاف کے ساتھ یہ خصوصیات بھی مختلف ہوتی رہتی ہیں اور کسی ضابطہ وکلیہ کے تحت نہیں آتیں۔

مثال کے طور پر علم اور نوم کے ایجاد کرنے والے پر عالم اور نائم صادق نہیں آتا لیکن قبض وبسط اور نفع و ضر کے ایجاد کرنے والے پر قابض باسط اور نافع وضار صادق آتے ہیں بنا برایں موجد حرکت پر متحرک صادق نہ آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ موجد کلام پر متکلم بھی صادق نہ آئے۔



اِسْمُ المَفعُولِ

﴿یہ سبق اسم مفعول کے بیان میں ہے﴾

اِسْمٌ یُشْتَقُّ مِنَ الفِعْلِ المُضارِعِ المَجْهُولِ المُتَعَدِّی لِیَدُلَّ عَلی مَنْ وَقَعَ عَلَیهِ الفِعْلُ . وَصِیغَتُهُ مِنَ الثُّلاثِیِّ المُجَرَّدِ عَلی وَزْنِ مَفعول لَفظاً ، نَحْوُ مَضرُوب اوْ تَقْدِیراً ، نَحْوُ مَقُول ، وَمَرمِیّ وَمِنْ غَیرِهِ کَاسْمِ الفاعِلِ ، مِنَ المُضارِعِ بِفَتْحِ مَا قَبْلَ الآخِرِ ، نَحْوُ مُدْخَل ، ومُسْتَخْرَج .

وَعَمَلُ عَمَلَ فِعْلِهِ المَجْهُولِ بِالشَّرائِطِ المَذْکُورَةِ فِی اسْمِ الفاعِلِ نَحْوُ زید مَنْصُورٌ اَبُوهُ الآنَ اوْ غَداً .

ترجمہ

اسم مفعول وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوا ہو اور اس کا صیغہ ثلاثی مجرد سے مفعول کے وزن پر آتا ہے لفظاً جیسے مضروب یا تقدیراً جیسے مقول اور مرمی اور غیر ثلاثی سے اسم فاعل کی طرح بنتا ہے آخر میں ماقبل کو فتحہ دینے کے ساتھ جیسے " مُدْخَل ، ومُسْتَخْرَج "اور یہ اپنے فعل مجہول والا عمل کرتا ہے ان شرائط کے ساتھ جو اسم فاعل میں مذکور ہوئیں جیسے" زید مَنْصُورٌ اَبُوهُ الآنَ اوْ غَداً او امس،

اسم مفعول کی تعریف

وہ اسم ہے جو فعل متعدی سے مشتق ہو اور اس ذات پر دلالت کرے جس پر فعل واقع ہوتا ہے، اور ثلاثی مجرد سے مَفْعُوْلٌ کے وزن پر آتا ہے۔ جس طرح مَضْرُوْبٌ پٹا ہوا مَنْصُوْرٌ مدد کیا ہوا وغیرہ۔

اسم مفعول کا عمل

اسم مفعول بھی فعل مجہول کی طرح عمل کرتا ہے اس کے عمل کیلئے بھی وہی شرائط ہیں جو اسم فاعل کیلئے ہیں۔

اسم مفعول نائب الفاعل کو رفع دیتا ہے۔ جس طرح زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ اَبُوْهُ، زید کا باپ مارا گیا اگر یہ ایسے فعل سے بنا ہو جو متعدی بدو مفعول ہو تو پہلے مفعول کو رفع اور دوسرے کو نصب دیگا۔ جس طرح عَمْرٌو مُعْطِیٌّ غُلَامُهُ، دِرْهَمًا عمرو کے غلام کو درھم دیا جائے گا۔

اسی طرح اگر ایسے فعل سے بنا ہو جو متعدی بہ سہ مفعول ہو تو پہلے مفعول کو رفع دوسرے اور تیسرے کو نصب دے گا۔ خَالِدٌ

مُخْبَرٌ اِبْنُہٗ، عَمْرًوا فَاضِلًا خالد کے بیٹے کو عمرو کے فاضل ہونے کی خبر دی جائے گی۔

زَیْدٌ مَضْرُوْبٌ غُلَامُہٗ، زَیْدٌ

ترکیب: زَیْدٌ مبتدا مَضْرُوْبٌ اسم مفعول غُلَامُ مضاف ہ، ضمیر مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر اسم مفعول کا نائب الفاعل ہوا، اسم مفعول اپنے نائب الفاعل سے ملکر مبتدا کی خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ ہوا۔

الصِّفَةُ المُشَبَّهَةُ

﴿یہ سبق صفت مشبہ کے بیان میں ہے﴾

اسْمٌ مُشْتَقٌّ مِنْ فِعْلٍ لازِمٍ ، لِيَدُلَّ عَلى مَنْ قامَ بِهِ الفِعْلُ بِمَعْنَى الثُّبُوتِ . وصِيغَتُها - عَلى خِلافِ صِيغَةِ اسْمِ الفاعِلِ والمَفْعُولِ - تُعْرَفُ بِالسَّماعِ نَحْوُ حَسَن - وصَعْب - وشُجاع - وَشَرِيف ، وَذَلُول . وهِيَ تَعْمَلُ عَمَلَ فِعْلِها مُطْلَقاً بِشَرْطِ الاعْتِمادِ المَذْكُورِ فِي اسْمِ الفاعِلِ . ومَتى رَفَعْتَ بِها مَعْمُولَها فَلا ضَمِيرَ فِي الصِّفَةِ ، ومَتى نَصَبْتَ اوْ جَرَرْتَ فَفِيها ضَمِيرُ المَوْصُوفِ ، مِثْلُ عَلِيٌّ ، حَسَنٌ خُلُقُهُ ، عَلِيٌّ حَسَنٌ خُلُقاً ، عليٌّ حَسَنُ الخُلُقِ . اَفْعَلُ . فَعْلانُ . فَعْلٌ . فَعِيلٌ .

ترجمہ صفت مشبہ وہ اسم ہے جو فعل لازم سے مشتق ہوتا کہ اس ذات پر دلالت کرے جس کے ساتھ فعل قائم ہو ثبوت کے معنی میں اور اس کے صیغے اسم فاعل اسم مفعول کے صیغوں کے خلاف ہے جو سماع سے پہچانے جاتے ہیں جیسے حسن اور صعب اور ظریف اور وہ اپنے فعل جیسا عمل کرتی ہے مطلقا مذکورہ اعتماد کی شرائط کے ساتھ اور اس کے مسائل اٹھارہ ہیں اس لیے صفت مشبہ یا معرف باللام ہوگی یا معرف باللام سے خالی ہوگی اور ان دونوں میں سے ہر ایک کا معمول یا مضاف ہوگا یا معرف باللام ہوگا یا ان دونوں سے خالی ہوگا پس یہ چھ صورتیں ہو گئیں اور مذکورہ چھ امور میں سے ہر ایک کا معمول یا مرفوع ہوگا یا منصوب یا مجرور ہوگا پس یہ اٹھارہ صورتیں بن گئیں اور ان کی تفصیل یہ ہے '' '' میں تین صورتیں اسی طرح '' '' میں تین صورتیں اور '' '' میں تین صورتیں اور '' '' میں تین صورتیں اور '' '' میں تین صورتیں '' '' میں تین صورتیں اور یہ پانچ قسموں پر ہے اور مذکورہ اٹھارہ صورتوں میں سے بعض ممتنع ہیں الحسن الوجہ اور '' '' اور بعض صورتیں مختلف فیہ ہیں جیسے '' '' میں اور باقی صورتیں احسن ہیں اگر ان میں ایک ضمیر ہو اور احسن ہیں اگر ان میں دو ضمیریں ہوں اور قبیح ہے اگر اس میں کوئی ضمیر نہ ہو اور ضابطہ اس کا یہ ہے کہ بے شک جب تو نے صفت مشبہ کے ذریعہ اس کے معمول کو رفع دیا تو صفت میں کوئی ضمیر نہ ہوگی اور جب تو نے صفت مشبہ کے ذریعے اس کے معمول کو نصب یا جر دیا تو اس میں موصوف کی ضمیر ہوگی جیسے زید حسن وجہ

جَاءَ رَجُلٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ ، وہ آدمی آیا جس کا چہرہ خوبصورت ہے ذوالحال کے بعد جس طرح، جَاءَ نِي زَيْدٌ اَحْمَرَ وَجْهُهُ ، میرے پاس زید اس حال میں آیا کہ اس کا چہرہ سرخ تھا حرف نفی کے بعد جس طرح، مَا حَسَنٌ زَيْدٌ ،

نوٹ عبارت وامثلہ کو اصل کتاب سے ملاحظہ کریں کیونکہ یہاں پاکستانی متن اور بیروت کے متن میں بہت زیادہ فرق ہے۔

کیونکہ ہم نے سارا متن ہی بیروت کے چھاپے کے مطابق لاتے ہوئے شرح کی ہے۔شکریہ

صفت مشبہ کی تعریف

صفت مشبہ وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے، جو دائمی طور پر مصدری معنی سے موصوف ہو۔جس طرح کریم کرم کرنے والا۔ثلاثی مجرد سے اس کے چار اوزان مشہور اور کثیر الاستعمال ہیں۔

اسکے عمل کی شرائط:

اسکے عمل کے لئے ضروری ہے کہ یہ، مبتدا، موصوف، ذوالحال، حرف نفی یا استفہام میں سے کسی ایک کے بعد آئے۔مبتدا کے بعد جس طرح اَلْوَلَدُ حَسَنٌ لڑکا خوبصورت ہے موصوف کے بعد جس طرح زید خوبصورت نہیں ہے استفہام کے بعد جس طرح اَحَسَنٌ کِتَابُکَ؟ کیا تمہاری کتاب خوبصورت ہے؟

صفت مشبہ کے استعمال کی صورتوں کا بیان

صفت مشبہ کا صیغہ دو طریقوں سے استعمال ہوتا ہے۔۔معرف باللام جس طرح، زَیْدٌنِ الْحَسَنُ الْوَجْہِ۔ صفت مشبہ عمل میں اپنے فعل مشتق منہ کی طرح ہے۔۔غیر معرف باللام۔جس طرح، زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھُہٗ،

اسکے معمول کی صورتیں: اس کے معمول کی تین صورتیں ہیں۔معرف بلام جس طرح، زَیْدٌ نِ الْکَثِیْرُ الْمَالِ۔ مضاف جس طرح حَسَنٌ وَجْھُہٗ،۔۔نہ مضاف نہ معرف بلام جس طرح، اَلْوَلَدُ حَسَنٌ وَجْھًا۔

نیز اعراب کے اعتبار سے بھی اس کے معمول کی تین صورتیں ہیں:۔ فاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا جس طرح، زَیْدٌ حَسَنٌ وَجْھُہٗ،۔

مفعول بہ سے مشابہت کی وجہ سے منصوب ہوگا بشرطیکہ وہ معرفہ ہو جس طرح، اَلْمَسْجِدُ الْفَسِیْحُ السَّاحَۃَ۔ اور اگر معمول نکرہ ہو تو مفعول بہ کی مشابہت یا تمیز ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا جس طرح، اَلْحَیَاۃُ قَلِیْلٌ مَوْتًا۔ مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے مجرور ہوگا جس طرح، زَیْدٌ شَدِیْدُ الْمُطَالَعَۃِ۔نوٹ: صفت مشبہ کا معمول اس سے مقدم نہیں ہوسکتا۔

صفت مشبہ کے چند قواعد نحویہ کا بیان

صفت مشبہ اور اسم فاعل میں یہ فرق ہے کہ صفت مشبہ میں معنی مصدری دائمی طور پر پائے جاتے ہیں۔جبکہ اسم فاعل میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ اس میں معنی مصدری حدوثی طور پر پائے جاتے ہیں۔جس طرح عَلِیْمٌ ہمیشہ جاننے والا اور عَالِمٌ جاننے والا۔

صفت مشبہ کے صیغے مختلف اوزان پر آتے ہیں۔اور سب سماعی ہیں صرف چند قیاسی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔جو رنگ، عیب یا حلیے پر دلالت کریں ان سے صفت مشبہ واحد مذکر اَفْعَلُ اور واحد مونث فَعْلَاءُ کے وزن پر آتا ہے۔اور دونوں کی جمع فُعْلٌ کے وزن پر آتی ہے۔جس طرح، اَحْمَرُ، حَمْرَاءُ،

اور جمع مکسر۔۔ اہل حرفہ یعنی پیشہ ور لوگوں کیلئے زیادہ تر فَعَّالٌ کا وزن استعمال کیا جاتا ہے، جس طرح، خَيَّاطٌ، نَجَّارٌ، خَبَّازٌ، خَدَّامٌ، بَزَّازٌ

اور کبھی اسم جامد سے بھی یہ وزن بنا لیتے ہیں، مثلاً سماک سے سَمَّاكٌ، جَمَلٌ سے جَمَّالٌ۔ جب صفت مشبہ کا معمول مرفوع ہو تو اس میں ضمیر نہیں ہوتی کیونکہ اس وقت اس کا معمول اس کا فاعل ہوتا ہے۔ لہذا صفت کا صیغہ اس صورت میں ہمیشہ واحد آئے گا، خواہ معمول واحد ہو یا تثنیہ یا جمع اور اگر معمول منصوب یا مجرور ہو تو صفت میں ضمیر ہوگی جو موصوف کی طرف راجع اور اس کا فاعل ہوگی نیز یہ ضمیر تذکیر و تانیث اور تثنیہ و جمع میں موصوف کے مطابق ہوگی۔

ترکیب:

جَاءَ زَيْدٌ كَرِيمٌ أَبُوهُ، جاء فعل زَيْدٌ ذوالحال كَرِيمٌ صفت مشبہ أَبُ مضاف ہ، ضمیر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ سے ملکر کَرِيمٌ صفت مشبہ کا فاعل صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر حال، حال ذوالحال سے ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔

ترکیب:

زَيْدٌ حَسَنٌ وَجْهُهُ، زَيْدٌ مبتدا حَسَنٌ صفت مشبہ وَجْهُ مضاف ہ، ضمیر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ سے ملکر حسن کا فاعل، حَسَنٌ صفت مشبہ اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ ہو جائے گا۔

اسمُ التفضيل

﴿یہ سبق اسم تفضیل کے بیان میں ہے﴾

اِسْمٌ يُشْتَقُّ مِنْ فِعْلٍ لِيَدُلَّ على المَوْصُوفِ بِزِيَادَةٍ عَلى غَيْرِهِ .وصِفَتُهُ اَفْعَلُ غالِباً ، فَلا يُبْنى اِلاّ مِنْ ثُلثِيٍّ مُجَرَّدٍ لَيسَ بِلَوْنٍ ولا عَيبٍ ، نَحْوُ عَلِيٌّ اَفْضَلُ النّاسِ . فَاِنْ كَانَ زَائِداً عَلى الثَّلاثَةِ ، اوْ كَانَ لَوْناً اوْ عَيباً وَجَبَ انْ يُبْنى مِنَ الثّلاثِيِّ المُجَرّدِ ما يَدُلُّ عَلى المُبَالَغَةِ والشِّدَّةِ اَوِ الكَثْرَةِ اَوّلاً ، ثُمَّ يُذْكَرُ بَعْدَهُ مَصْدرُ ذلِكَ الفِعْلِ مَنصُوباً عَلى التَمْييزِ ، كَمَا تَقُولُ : هُوَ اَشَدُّ اسْتِخْراجاً ، واَقْوى حُمْرَةً وَاَقْبَحُ عَرَجاً ، واَكْثَرُ اضْطِراباً مِنْ زَيدٍ .وقِياسُهُ انْ يَكُونَ للفَاعِلِ كَمَا مَرَّ ، وقَدْ جَاءَ لِلمَفْعُولِ ، نَحْوُ : اَنْدَرُ اَشْغَلُ واَشْهَرُ .واسْتِعْمالُهُ عَلى ثَلاثَةِ اوْجهٍ :

1–اَنْ يَكُونَ مُضافاً نَحْوُ زَيدٌ اَفْضَلُ القَوْمِ ونَحْوُ : فاطِمَةُ اَفْضَلُ امْرَاةٍ .

2–اَنْ يَكُونَ مُعَرَّفاً باللامِ ، نَحْوُ زَيدٌ الافْضَلُ .

3–اَنْ تَاتِيَ بَعْدَهُ مِنْ نَحْوُ زَيدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو .

ويَجُوزُ فِي الاوَّلِ إنْ كَانَ المُضافُ إلَيهِ مُعَرَّفاً باللاّمِ ، الإفرادُ والتذكِيرُ ، كَمَا تَجُوزُ مُطابَقَةُ اسْمِ التَّفْضِيلِ لِلمَوصُوفِ نَحْوُ زَيدٌ اَفْضَلُ القَوْمِ ، والزَّيدانِ اَفْضَلا القَوْمِ ، واَفْضَلُ القَوْمِ ، والزَّيدُونَ اَفْضَلُو القَوْمِ وَ اَفْضَلُ القَوْمِ ، وهِنْدٌ فَضْلى القَوْمِ وَ افْضَلُ القَومِ ، والهِنْدانِ فُضْلَيا القَوْمِ وَاَفْضَلُ القَوْمِ ، وَالهِنْداتُ فَضْلَيَاتُ القَوْمِ واَفْضَلُ القَوْمِ . وإنْ كَانَ نَكِرةً فَيَجِبُ الإفرادُ والتَّذكِيرُ ، نَحْوُ هذانِ اَفْضَلُ رَجُلَيْنِ وهؤلاءِ اَفْضَلُ رِجالٍ .

وَفِي الثّانِي تَجِبُ المُطابَقَةُ ، نَحْوُ زَيدٌ الافْضَلُ ، والزَّيدانِ الافْضَلانِ ، وَالزَّيدُونَ الافْضَلونَ .

وَفِي الثّالِثِ يَجِبُ كَوْنُهُ مُفْرَداً مُذَكَّراً ابداً ، نَحْوُ زَيدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، والزَّيدَانِ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، والزَّيدونَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو . وهِنْدٌ ، والهِنْدانِ والهِنْداتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو .

وعَلي الاوْجهِ الثَّلاثَةِ يُضمَرُ فِيهِ الفَاعِلُ ، واسْمُ التَّفْضِيلِ يَعْمَلُ فِي ذلِكَ المُضْمَرِ ، ولا يَعْمَلُ فِي الاسْمِ الظّاهِرِ اَصْلاً إلاّ إذا صَلَحَ وُقُوعُ فِعْلٍ بِمَعْنَى اسْمِ التَّفضِيلِ مَوْقِعَهُ فِي مِثْلِ قَوْلِهِم مَا رَاَيْتُ

رَجُلاً اَحْسَنَ فِي عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِي عَيْنِ زَيْدٍ ، فَاِنَّ الْكُحْلَ فَاعِلٌ لِـ اَحْسَن اِذْ يَصِحُّ اَنْ يُقَالَ مَا رَأَيْتُ رَجُلاً يَحْسُنُ فِي عَيْنِهِ الْكُحْلُ كَمَا يَحْسُنُ فِي عَيْنِ زَيْدٍ .

ترجمہ

اسم تفضیل وہ اسم ہے جو فعل سے مشتق ہوتا کہ موصوف پر دلالت کرے اس زیادتی پر جو اپنے غیر کے مقابلہ میں ہے اور اس کا صیغہ افعل کے وزن پر آتا ہے پس نہیں بنایا جاتا اسم تفضیل مگر ثلاثی مجرد سے جو کہ لون اور عیب کے معنی میں نہ ہو جیسے '' عَلِيٌّ اَفْضَلُ النَّاسِ '' ۔

پس اگر صیغہ ثلاثی سے زائد ہو یا لون اور عیب کے معنی میں ہو تو واجب ہے کہ افعل کا وزن بنایا جائے ثلاثی مجرد سے تاکہ مبالغہ اور شدت اور کثرت دلالت کرے پھر اس کے بعد اس فعل کا مصدر ذکر کیا جائے جو منصوب ہو تمیز ہونے کی بناء پر جیسے تو کہے '' هُوَ اَشَدُّ اسْتِخْرَاجاً '' اور اقوی حمرۃ اور اقبح عرجا اور قیاس یہ ہے کہ فاعل کے لیے ہو جیسے مثالوں میں گزر چکا ہے اور کبھی مفعول کے لیے بھی آتا ہے قلت کے ساتھ جیسے '''' اور اس کا استعمال تین طریقوں پر ہے یا مضاف کے ساتھ جیسے '' زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ '' معرف باللام کے ساتھ جیسے '' زَيْدٌ الافْضَلُ '' یا من کے ساتھ جیسے '' زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو '' اور جائز ہے۔

اول میں مفرد لانا اور اسم تفضیل کو موصوف کے مطابق لانا جیسے '' زَيْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ ، والزَّيدانِ اَفْضَلا الْقَوْمِ ، واَفْضَلُ الْقَوْمِ ، والزَّيْدُونَ اَفْضَلُو الْقَوْمِ وَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وهِنْدٌ فُضْلى الْقَوْمِ وَ اَفْضَلُ الْقَوْمِ ، والهِنْدانِ فُضْلَيا الْقَوْمِ وَاَفْضَلُ الْقَوْمِ ، وَالهِنْداتُ فُضْلَيَاتُ الْقَوْمِ واَفْضَلُ الْقَوْمِ ''

دوسری صورت میں مطابقت واجب ہے جیسے زَيْدٌ الافْضَلُ ، والزَّيْدانِ الافْضَلانِ ، وَالزَّيْدُونَ الافْضَلُونَ ،

اور تیسری صورت میں واجب ہے کہ اسم تفضیل ہمیشہ مفرد مذکر ہو جیسے '' زَيْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، والزَّيْدانِ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو ، والزَّيْدونَ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو . وهِنْدٌ ، والهِنْدانِ والهِنْداتُ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو اور تینوں صورتوں میں اسم فاعل کی ضمیر لائی جائے گی اور وہ اس ضمیر میں عمل کرے گا اور اسم ظاہر میں بالکل عمل نہیں کرے گا مگر اس جیسے قول میں '' مَا رَأَيْتُ رَجُلاً اَحْسَنَ فِي عَيْنِهِ الْكُحْلُ مِنْهُ فِي عَيْنِ زَيْدٍ '' پس بے شک کحل یہ فاعل ہے احسن کا اور یہاں بحث ہے۔

اسم تفضیل کے مفہوم سے مفضل اور مفضل علیہ کا بیان

وہ اسم مشتق ہے جو اس ذات پر دلالت کرے جس میں دوسروں کے مقابلے میں معنی مصدری کی زیادتی ہو۔ جس طرح اَنْصَرُ دوسروں کی نسبت زیادہ مدد کرنے والا جس میں مصدری معنی کی زیادتی پائی جائے اسے مُفَضَّل اور جس کے مقابلے میں یہ زیادتی پائی جائے اسے مُفَضَّل علیہ کہتے ہیں۔ جس طرح اَلاُسْتَاذُ اَفْضَلُ مِنَ التِّلْمِيْذِ استاذ شاگرد سے افضل ہے اس میں اَلاُسْتَاذُ مفضل اور اَلتِّلْمِيْذ مفضل علیہ ہے۔ مذکر کیلئے اس کے واحد کا صیغہ اَفْعَل اور مونث کیلئے فُعْلٰى کے وزن

پر آتا ہے۔

اسم تفضیل کے عمل کا بیان

اسم تفضیل فعل کی طرح فاعل پر عمل کرتا ہے یعنی اسے رفع دیتا ہے۔اس کا فاعل اکثر وضمیر مستتر ہوتی ہے۔

اسم تفضیل کا استعمال

اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقے ہیں۔الف لام کے ساتھ:۔جس طرح جَاءَ زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ فضیلت والا زید آیا۔
مِنْ کے ساتھ:۔جس طرح، زَیْدٌ اَفْضَلُ مِنْ عَمْرٍو زید عمرو سے زیادہ افضل ہے۔
اضافت کے ساتھ:۔جس طرح، زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ زید قوم میں سب سے افضل ہے اسم تفضیل کا استعمال ان تین طریقوں میں سے کسی ایک کے ساتھ ضرور ہوگا۔

اسم تفضیل کی تذکیر وتانیث

جب اسم تفضیل کو حرف جر مِن کے ساتھ استعمال کیا جائے تو اسم تفضیل کا صیغہ ہمیشہ مفرد مذکر ہی استعمال ہوگا،اور اس کا موصوف کے مطابق ہونا شرط نہیں۔جس طرح، سَلْمٰی اَجْدَرُ مِنْ اُخْتِهَا۔

اگر اسم تفضیل نکرہ کی طرف مضاف ہو،تو اس صورت میں واحد مذکر لانا واجب ہے جس طرح، زَیْدٌ اَفْضَلُ رَجُلٍ ، زَیْنَبُ اَکْبَرُ اِمْرَاَةٍ ،هَاتَانِ اَفْضَلُ اِمْرَاَتَیْنِ ۔

اگر اسم تفضیل معرفہ کی طرف مضاف ہو تو اس وقت دو صورتیں جائز ہیں۔یا تو ماقبل سے مطابقت رکھی جائے یا پھر واحد مذکر لایا جائے۔جس طرح، اَلرِّجَالُ اَفْضَلُ النِّسَاءِ اور اَلرِّجَالُ اَفْضَلُوْ النِّسَاءِ ،دونوں جائز ہیں۔
اسی طرح، عَائِشَةُ اَعْلَمُ الزَّوْجَاتِ، عَائِشَةُ عُلْمَی الزَّوْجَاتِ دونوں طرح جائز ہے۔
اگر اسم تفضیل الف لام کے ساتھ ہو تو اس صورت میں اسے ماقبل کے مطابق لانا واجب ہے۔جس طرح، زَیْدُنِ الْاَفْضَلُ ، اَلزَّیْدَانِ الْاَفْضَلَانِ ،اَلزَّیْدُوْنَ الْاَفْضَلُوْنَ ۔ فَاطِمَةُ الْفُضْلٰی ،اَلْفَاطِمَتَانِ الْفُضْلَیَانِ ،اَلْفَاطِمَاتُ الْفُضْلَیَاتُ ۔

اسم تفضیل سے متعلق نحوی قواعد کا بیان

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ کثرت استعمال کی وجہ سے اسم تفضیل کے ہمزہ کو حذف کر دیا جاتا ہے۔جس طرح خَیْرٌ ،شَرٌّ اصل میں اَخْیَرُ اور اَشَرُّ تھے۔اسم تفضیل پر تنوین نہیں آتی کیونکہ یہ غیر منصرف ہوتا ہے۔
اسم تفضیل صرف ثلاثی مجرد سے آتا ہے۔اس کیلئے بھی یہ شرط ہے کہ اس میں رنگ وعیب کے معنی نہ پائے جائیں۔
اسم تفضیل کے استعمال کے تین طریقوں میں سے کوئی دو ایک ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔جس طرح، اَلرَّجُلُ الْاَفْضَلُ مِنْ زَیْدٍ

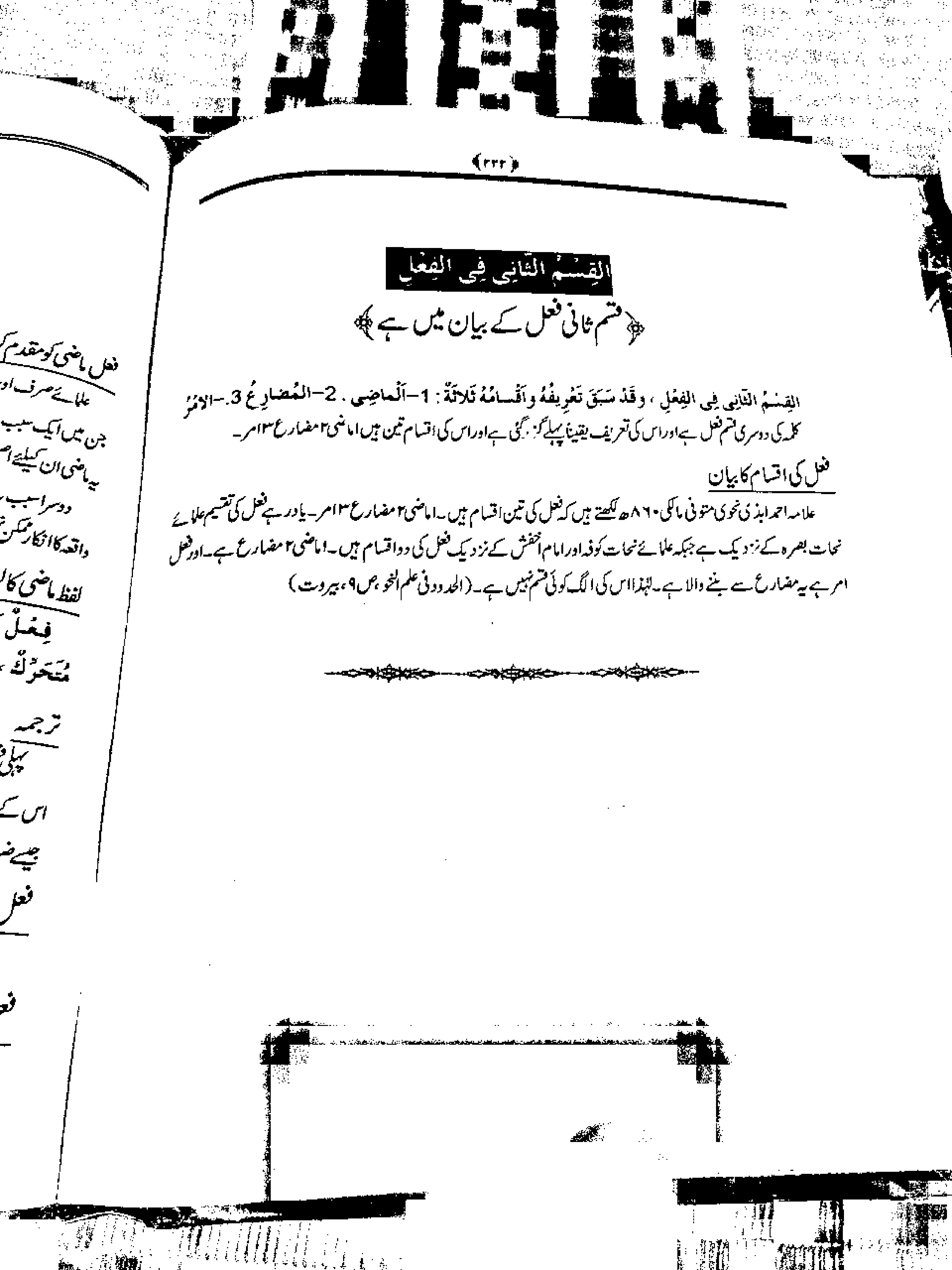
پڑھنا جائز نہیں۔ جب مفضل علیہ معلوم ہو تو اس کو حذف کر دینا جائز ہے۔ جس طرح اَللّٰہُ اَکْبَرُ دراصل، اللّٰہُ اَکْبَرُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ تھا۔

ترکیب

اَلْاُسْتَاذُ اَفْضَلُ مِنَ التِّلْمِیْذِ اَلْاُسْتَاذُ، مبتدا، اَفْضَلُ اسم تفضیل اس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل مِنْ جار اَلتِّلْمِیْذِ مجرور جار اپنے مجرور سے ملکر اَفْضَلُ کے متعلق ہوا، اَفْضَلُ اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ اسمیہ ہو کر مبتدا کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔

ترکیب:

زَیْدٌ اَفْضَلُ الْقَوْمِ ۔ زَیْدٌ مبتدا، اَفْضَلُ اسم تفضیل اس میں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل اسم تفضیل اپنے فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مضاف، اَلْقَوْمِ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا کی خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہوا۔



الْقِسْمُ الثَّانِي فِي الْفِعْلِ

﴿قسم ثانی فعل کے بیان میں ہے﴾

الْقِسْمُ الثَّانِي فِي الْفِعْلِ ، وَقَدْ سَبَقَ تَعْرِيفُهُ وَاَقْسَامُهُ ثَلَاثَةٌ : 1-اَلْمَاضِي . 2-الْمُضَارِعُ 3.-الْامْرُ

کلمہ کی دوسری قسم فعل ہے اور اس کی تعریف یقیناً پہلے گزر گئی ہے اور اس کی اقسام تین ہیں ۱ماضی ۲مضارع ۳امر۔

فعل کی اقسام کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی مالکی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ فعل کی تین اقسام ہیں۔ ۱ماضی ۲مضارع ۳امر۔ یاد رہے فعل کی تقسیم علمائے نحات بصرہ کے نزدیک ہے جبکہ علمائے نحات کوفہ اور امام اخفش کے نزدیک فعل کی دو اقسام ہیں۔ ۱ماضی ۲مضارع ہے۔ اور فعل امر ہے یہ مضارع سے بننے والا ہے۔ لہٰذا اس کی الگ کوئی قسم نہیں ہے۔ (الحدود فی علم النحو، ص۹، بیروت)



﴿یہ سبق فعل ماضی کے بیان میں ہے﴾

فعل ماضی کو مقدم کرنے کی بحث میں نحوی مطابقت کا بیان

علمائے صرف اور علمائے نحات کے اتفاق سے فعل ماضی کو تمام افعال سے مقدم ذکر کیا جاتا ہے۔اس کے کئی اسباب وعلل ہیں جن میں ایک سبب یہ ہے۔کہ ماضی لفظی اعتبار سے مقدم ہے کیونکہ دیگر افعال ماضی سے بہ واسطہ اور بلا واسطہ نکلنے والے ہیں اور یہ ماضی ان کیلئے اصل کا مقام رکھتی ہے۔لہٰذا ہر اصل اپنی فرع پر مقدم ہوا کرتی ہے۔

دوسرا سبب یہ ہے ماضی ایسا فعل ہے جس میں معنی کے اعتبار سے ثبوت یقینی ہوتا ہے۔کیونکہ گزر جانے والے کسی بھی معاملہ یا واقعہ کا انکار ممکن نہیں ہے۔اس کے ثبوت میں ایسی قوت ہے جو دیگر افعال میں نہیں ہے۔

لفظ ماضی کا لغوی معنی

فِعْلٌ یَدُلُّ عَلٰی زَمانٍ قَبْلَ زَمانِ الخبریة ، وهُوَ مَبْنِیٌّ عَلَی الفَتْحِ ، اِنْ لَمْ یَکُنْ مَعَهٗ ضَمِیرٌ مَرْفُوعٌ مُتَحَرِّكٌ ، وإلاّ فَهُو مَبْنِیٌّ عَلَی السُّکُوْنِ نَحْوُ ضَرَبْتُ اوْ عَلَی الضَّمِّ اِنْ کَانَ مَعَ الوَاوِ نَحْوُ ضَرَبُوا،

ترجمہ

پہلی قسم ماضی ہے اور وہ فعل ہے جو دلالت کرے ایسے زمانے پر جو تمہارے زمانے سے پہلے ہو اور وہ مبنی برفتحہ ہوتی ہے اگر نہ اس کے ساتھ ضمیر مرفوع متحرک اور نہ واؤ آخر میں ہو جیسے ضرب اور فعل ماضی کا صیغہ ضمیر مرفوع متحرک کے ساتھ مبنی برسکون ہے جیسے ضربت اور ضمہ پر مبنی ہے واؤ کے ساتھ جیسے ضربوا۔

فعل ماضی کی تعریف

وہ فعل جو گزشتہ زمانہ میں کسی کام کے ہونے پر دلالت کرے۔مثلاً ضَرَبَ مارا اس ایک مرد نے

فعل ماضی کی اقسام

فعل ماضی کی چھ قسمیں ہیں: ماضی مطلق ماضی قریب ماضی بعید ماضی احتمالی ماضی تمنائی ماضی استمراری۔

فعل ماضی مطلق کی تعریف

وہ فعل ماضی جس میں قُرب وبُعد یعنی دُوری اور نزدیکی کا اعتبار نہ ہو۔ جیسے نَصَرَ مدد کی اس ایک مرد نے بنانے کا طریقہ: ماضی
مجرد کے مصدر کے فاء اور لام کلمہ کو فتحہ دیں، اور عین کلمہ پر تینوں حرکات آتی ہیں یعنی کبھی فتحہ کبھی کسرہ اور کبھی ضمہ۔ جیسے نَصْر سے
نَصَرَ، ضَرْبٌ سے ضَرَبَ اور شَرَافَۃٌ سے شَرُفَ

فعل ماضی قریب کی تعریف

وہ فعل جو ماضی قریب میں کسی کام کے پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے قَدْ، بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق سے پہلے "قَدْ"
لگانے سے فعل ماضی قریب بن جاتا ہے جیسے ضَرَبَ سے قَدْ ضَرَبَ۔
یہ حرکات باب کے اعتبار سے ہوتی ہے۔

ماضی احتمالی کی تعریف

وہ فعل جو زمانہ ماضی میں کسی کام کے پائے جانے میں شک پر دلالت کرے۔ جیسے لَعَلَّہٗ ضَرَبَ شاید مارا ہوگا اس ایک مرد نے
اسے "ماضی شکی" بھی کہتے ہیں۔

بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق کے شروع میں "لَعَلَّ، لَعَلَّمَا، یا یَکُوْنُ" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی احتمالی بن جاتا ہے۔ جیسے
قَرَءَ سے لَعَلَّمَا قَرَءَ شاید پڑھا ہو اس ایک مرد نے،

نوٹ: اگر "لَعَلَّ" کا اضافہ کیا جائے تو اس کے بعد ایک اسم منصوب یا ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو صیغہ کے بدلنے کے ساتھ
ساتھ بدلتی رہے گی۔ جیسے فَعَلَ سے لَعَلَّ زَیْدًا فَعَلَ شاید کیا ہو زید نے، لَعَلَّہٗ فَعَلَ شاید کیا ہو اس ایک مرد نے
ضَرَبَا بھی مارا اس ایک مرد نے۔

فعل ماضی بعید کی تعریف

وہ فعل جو ماضی بعید میں کسی کام کے پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے کَانَ جَاءَ ضَرَبَ سے آیا تھا وہ ایک مرد نوٹ:
"کَانَ" کا صیغہ فعل ماضی کے صیغے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتا رہے گا۔ بنانے کا طریقہ: ماضی مطلق سے پہلے "کَانَ" کا
اضافہ کرنے سے فعل ماضی بعید بن جاتا ہے۔ جیسے کَانَ ضَرَبَ

فعل ماضی تمنائی کی تعریف

وہ فعل ماضی جو کسی کام کی خواہش یا آرزو پر دلالت کرے۔ جیسے لَیْتَ ضَرَبَ کاش مارتا وہ ایک مرد۔ بنانے کا طریقہ: ماضی
مطلق کے شروع میں "لَیْتَ" یا "لَیْتَمَا" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی تمنائی بن جاتا ہے۔ نَصَرَ سے لَیْتَمَا نَصَرَ کاش مدد کرتا وہ ایک

مرد نوٹ: اگر "لیت" کا اضافہ کیا جائے تو اصل کی طرح اس کے بعد بھی ایک اسم منصوب یا ضمیر کا ہونا ضروری ہے جو صیغہ کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتی رہے گی۔ جیسے فَعَلَ سے لیت زیداً فَعَلَ کاش کرتا زید یا لیتہ فَعَلَ۔ کاش کرتا وہ ایک مرد۔

فعل ماضی استمراری کی تعریف

وہ فعل ماضی جو کسی کام کے مسلسل پائے جانے پر دلالت کرے۔ جیسے کان یضرب مارتا تھا وہ ایک مرد۔ بنانے کا طریقہ: فعل مضارع کے شروع میں "کان" کا اضافہ کرنے سے فعل ماضی استمراری بن جاتا ہے۔ جیسے یضرب سے کان یضرب مارا کرتا تھا وہ ایک مرد۔

نوٹ: "کان" کا صیغہ فعل مضارع کے صیغے کے بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتا رہے گا۔

انتباہ:

ماضی بنانے کے مذکورہ بالا طریقوں سے یہ بات واضح ہے کہ ماضی مطلق اور ماضی استمراری کے علاوہ باقی تمام ماضی "فعل ماضی مطلق مثبت معروف" سے بنائی جاتی ہیں۔ جبکہ ماضی مطلق مصدر سے اور ماضی استمراری فعل مضارع سے بنتی ہیں۔

مذکورہ بالا طرق یعنی طریقوں کے مطابق ہر ایک قسم سے فعل ماضی مثبت معروف کا صیغہ واحد مذکر غائب بنے گا مثبت مجہول بنانے کے لیے سوائے ماضی استمراری کے ان میں سے ہر ایک فعل کے فاء کلمہ کو ضمہ اور عین کلمہ کو کسرہ دیتے ہیں۔ جیسے ضَرَبَ سے ضُرِبَ، جبکہ ماضی استمراری میں علامت مضارع کو ضمہ اور عین کلمہ کو فتحہ دیتے ہیں۔ جیسے کَانَ یَضْرِبُ سے کَانَ یُضْرَبُ۔

ان میں سے ہر ایک کو منفی بنانے کے لیے فعل ماضی کے صیغہ سے پہلے حرف نفی مَا یا لَا کا اضافہ کرتے ہیں۔ جیسے ضَرَبَ یا ضُرِبَ سے مَا ضَرَبَ یا مَا ضُرِبَ، کَانَ یَضْرِبُ یا کَانَ یُضْرَبُ سے مَا کَانَ یَضْرِبُ یا مَا کَانَ یُضْرَبُ وغیرہا۔

پھر ان تمام صیغوں میں واحد، تثنیہ وجمع، مذکر و مؤنث، غائب، حاضر و متکلم کی علامات وضمائر داخل کر کے چودہ صیغوں کی گردان مکمل کی جاتی ہے۔ اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ماضی کی ہر ایک قسم سے چار طرح کی گردانیں بنیں گی: ماضی مثبت معروف، ماضی مثبت مجہول، ماضی منفی معروف، ماضی منفی مجہول۔ نیز ہر فعل کے چودہ صیغے ہوتے ہیں: تین مذکر غائب کے، تین مؤنث غائب کے، تین مذکر حاضر کے، تین مؤنث حاضر کے اور دو صیغے متکلم کے ایک واحد مذکر و مؤنث کے لیے اور ایک تثنیہ وجمع مذکر و مؤنث کے لیے۔۔۔۔۔۔۔ یہ بھی یاد رہے کہ ثلاثی مجرد سے ماضی معروف تین اوزان پر آتا ہے: فَعَلَ فَعِلَ اور فَعُلَ۔

اور ماضی مجہول کا ایک ہی وزن ہے: فُعِلَ۔ اب ان میں سے ہر ایک کی گردان ترجمہ، صیغہ اور علامت وضمیر کے ساتھ پیش کی جاتی ہے۔

فعل ماضی مطلق مثبت معروف

گردان ترجمہ صیغہ علامت فَعَلَ کیا اس ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر غائب۔۔۔ فَعَلَا کیا ان دو مردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر

غائبۃ: اُفعلوا کیاان سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر غائبۃ ۃ فَعَلَتْ کیااس ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث غائب تْ فَعَلَتا کیاان دوعورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث غائب تا فَعَلْنَ کیاان سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث غائب نَ فَعَلْتَ کیا تجھ ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر حاضرت

فَعَلْتُمَا کیاتم دومردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر حاضر تُما فَعَلْتُم کیاتم سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر حاضر تُم فَعَلْتِ کیا تجھ ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث حاضرتِ فَعَلْتُمَا کیاتم دوعورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر تُما فَعَلْتُنَّ کیاتم سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث حاضر تُنَّ فَعَلْتُ کیامیں نے مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکرومؤنث تُ فَعَلْنَا کیاہم سب نے مرد یا عورت صیغہ جمع متکلممذکرومؤنث نا

فعل ماضی مطلق مثبت مجہول

گردان ترجمہ صیغہ فُعِلَ کیا گیا وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب فُعِلا کیے گیے وہ دومرد صیغہ تثنیہ مذکر غائب فُعِلُوا کیے گیے وہ سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب فُعِلَتْ کی گئی وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب فُعِلَتَا کی گئیں وہ دوعورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث غائب فُعِلْنَ کی گئیں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب فُعِلْتَ کیا گیا تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر فُعِلْتُمَا کیے گیے تم دومرد صیغہ تثنیہ مذکر حاضر فُعِلْتُم کیے گیے تم سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر

فُعِلْتِ کی گئی تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر فُعِلْتُمَا کی گئیں تم دوعورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر فُعِلْتُنَّ کی گئیں تم سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث حاضر فُعِلْتُ کیا گیامیں ایکمر دیا عورت صیغہ واحد متکلم مذکرومؤنث فُعِلْنَا کیے گیے ہم سبمر دیا عورتیں صیغہ جمع متکلم مذکرومؤنث،

فعل ماضی مطلق منفی معروف

گردان ترجمہ صیغہ مَا فَعَلَ نہیں کیااس ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر غائب مَا فَعَلا نہیں کیاان دومردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر غائب مَا فَعَلُوا نہیں کیا ان سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر غائب مَا فَعَلَتْ نہیں کیا اس ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث غائب مَا فَعَلَتَا نہیں کیا ان دوعورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث غائب مَا فَعَلْنَ نہیں کیا ان سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث غائب مَا فَعَلْتَ نہیں کیا تجھ ایک مرد نے صیغہ واحد مذکر حاضر مَا فَعَلْتُمَا نہیں کیاتم دومردوں نے صیغہ تثنیہ مذکر حاضر مَا فَعَلْتُم نہیں کیاتم سب مردوں نے صیغہ جمع مذکر حاضر مَا فَعَلْتِ نہیں کیا تجھ ایک عورت نے صیغہ واحد مؤنث حاضر مَا فَعَلْتُمَا نہیں کیاتم دوعورتوں نے صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر، مَا فَعَلْتُنَّ نہیں کیاتم سب عورتوں نے صیغہ جمع مؤنث حاضر مَا فَعَلْتُ نہیں کیا میں نے مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکرومؤنث مَا فَعَلْنَا نہیں کیا ہم سب مرد یا عورت نے صیغہ جمع متکلم

فعل ماضی مطلق منفی مجہول

گردان ترجمہ صیغہ مَا فُعِلَ نہیں کیا گیا وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب مَا فُعِلَا نہیں کئے گئے وہ دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر غائب مَا فُعِلُوْا نہیں کئے گئے وہ سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب مَا فُعِلَتْ نہیں کی گئی وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب مَا فُعِلَتَا نہیں کی گئیں وہ دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث غائب مَا فُعِلْنَ نہیں کی گئیں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب مَا فُعِلْتَ نہیں کیا گیا تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر مَا فُعِلْتُمَا نہیں کئے گئے تم دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر حاضر مَا فُعِلْتُمْ نہیں کئے گئے تم سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر مَا فُعِلْتِ نہیں کی گئی تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر مَا فُعِلْتُمَا نہیں کی گئیں تم دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر مَا فُعِلْتُنَّ نہیں کی گئیں تم سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث حاضر مَا فُعِلْتُ نہیں کیا گیا میں ایک مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر و مؤنث مَا فُعِلْنَا نہیں کیے گئے ہم سب مرد یا عورت صیغہ جمع متکلم مذکر و مؤنث،



الفعل المضارع

﴿ یہ سبق فعل مضارع کے بیان میں ہے ﴾

فعل مضارع کی نحوی مطابقت کا بیان

فعل نہی کے بعد فعل مضارع کو بیان جارہا ہے اس کا سبب یہ ہے کہ ماضی سے مضارع بنتا ہے۔ اور مضارع سے دیگر افعال واسمائے مشتقات بنتے ہیں۔ اور یہ فعل مضارع ہی ہے جو ماضی سے صیغوں کو حاصل کرکے دیگر افعال واسمائے مشتقات کی جانب انتقال میں کرنے میں ذریعہ وسبب بنتا ہے۔ پس اسی لئے اس کو ماضی سے مؤخر اور دیگر افعال واسمائے مشتقات سے مؤخر ذکر جاتا ہے۔ خاص طور پر صرف کی کتابوں میں ایسا ہے۔ اگرچہ یہاں اسمائے مشتقات کی ابحاث پہلے گزر چکی ہیں۔ تاہم افعال کی ابحاث ابھی تک باقی ہیں۔ لیکن اصل میں امر ونہی وغیرہ سے تقدم وتاخر کو ہم بیان کررہے ہیں۔

لفظ مضارع کا لغوی معنی کا بیان

تضرع ضرع کے مادہ سے پستان کے معنی میں ہے اس شخص کے کام کو بھی تضرع کہتے ہیں جو انگلیوں کی پوروں سے دودھ دو ہے۔ بعد ازاں یہ لفظ اظہار خضوع اور تواضع کے لئے استعمال ہونے لگا۔

فِعْلٌ يُشْبِهُ الاسْمَ بِاَحَدِ حُرُوفِ اَتَيْنَ فِي اَوَّلِهِ لَفْظاً فِي : 1–اِتِّفَاقُ حَرَكَاتِهِما وَسَكَنَاتِهِما نَحْوُ يَضْرِبُ ، وَيَسْتَخْرِجُ ، فَهُوَ نَحْوَ ضارِب ، ومُسْتَخرِج ،

2–دُخُولُ لامِ التَّاكِيدِ فِي اَوَّلِهِما ، تَقُولُ : إنَّ زَيْداً لَيَقْدُومُ كَما تَقُولُ : إنَّ زَيْداً لَقائِمٌ .

3–تَساوِيهِما فِي عَدَدِ الحُرُوفِ .

كَـما يُشْبِـهُ الاسْـمَ مَـعْـنىً فِي اَنَّهُ مُشْتَرِكٌ بَيْنَ الحَالِ والاسْتِقْبالِ ، كَاسْمِ الفاعِلِ وِلِذلِكَ سَمَّوْهُ مُضـارِعـاً اَيْ مُشابِهاً لاسْمِ الفاعِلِ . والسِّينُ ، وسَوْفَ يُخَصِّصانِ المُضارِعَ بِالاسْتِقْبالِ ، نَحْوُ سَيَضْرِبُ واللَّامُ المَفْتُوحَةُ تُخَصِّصُهُ بِالحالِ ، نَحْوُ لَيَضْرِبُ .

وحُرُوفُ المُضارَعَةِ مَضْمُومَةٌ فِي الرُّباعِيِّ ، اَيْ فِيما كَانَ ماضِيهِ عَلى اَرْبَعَةِ اَحْرُفٍ ، نَحْوُ يُدَحْرِجُ وَمَفْتُوحَةٌ فِيما عَداهُ ، نَحْوُ يَضْرِبُ ، ويَسْتَخْرِجُ .

وإعْرابُهُ – مَعَ اَنَّ الاصْلَ فِي الفِعْلِ البناءُ –لِمُشابَهَتِهِ الاسْمَ ، والاصْلُ فِي الاسْمِ الإعْرابُ ،

وذلك إذا لم تتصل بهٖ نونُ التأكيدِ ، ولا نونُ جمعِ المؤنّثِ ۔ وأنواعُ إعرابِ المضارعِ ثلاثةٌ : رفعٌ ، ونصبٌ ، وجزمٌ ، نحوُ يَنصُرُ و اَنْ ينصُرَ ، ولَمْ ينصُرْ .

ترجمہ

وہ فعل ہے جو اسم کے مشابہہ ہو حروف اتین میں سے کسی ایک کے ساتھ جو اس کے شروع میں ہو لفظا اور مضارع اسم فاعل کے ساتھ مشابہ حرکات وسکنات میں اتفاق کے ساتھ جیسے" ضارِب ، ومُستخرِج " اور مشابہ ہے اسم کے ساتھ لام تاکید کے ان دونوں کے شروع میں داخل ہونے میں جیسے تو کہے" اِنَّ زَیْداً لَیَقْدُمُ" جیسے تو کہتا ہے" اِنَّ زَیْداً لَقائِمٌ "اور دونوں مشابہ ہیں حروف کی تعداد کے مساوی ہونے میں اور معناً دونوں مساوی ہیں کہ حال اور استقبال میں مشترک ہونے میں اسم فاعل کی طرح اور اسی لیے اس کا نام رکھا گیا ہے مضارع بن جاتا ہے اور حرف سین اور سوف کا داخل ہونا اس کو استقبال کے ساتھ خاص کرتا ہے جیسے "سیضرب" اور لام مفتوحہ کا داخل ہونا حال کے ساتھ خاص کر دیتا ہے جیسے لیضرب البتہ وہ مارتا ہے اور علامت مضارع رباعی میں مضموم ہوتی ہے جیسے "یُدَحْرِجُ" کیونکہ اس اصل یاخرج تھی اور اس کے علاوہ میں علامت مضارع مفتوح ہوتی ہے جیسے" یَضْرِبُ ، وَیَسْتَخْرِجُ" بے شک صرفیوں نے مضارع کو اعراب دیا ہے باوجود یکہ فعل کی اصل بناء ہے بوجہ اس کے مشابہ ہونے کے اسم کے ساتھ جیسا کہ آپ پہچان چکے ہیں کہ اسم کی اصل اعراب ہے اور یہ اس وقت ہے کہ فعل مضارع کے ساتھ نون تاکید اور نون جمع متصل نہ ہو اور فعل مضارع کے اعراب تین قسم پر ہیں رفع ،نصب اور جزم جیسے یَنْصُرُ و اَنْ یَنْصُرَ ، ولَمْ یَنْصُرْ ہے ۔

فعل مضارع کی تعریف کا بیان

فعل مضارع وہ فعل ہے جس کے شروع میں حروف اتین میں سے کوئی حرف ہو اور وہ اسم سے مشابہت رکھتا ہو۔ مثلاً یَضْرِبُ

وضاحت : فعل مضارع کی اسم سے مشابہت دو طرح کی ہوتی ہے ، ایک : لفظی طور پر جیسے حرکات وسکنات ،شروع میں لاحق ہونے والے لام تاکید اور تعداد حروف میں اسم سے مشابہت رکھنا اور دوسری : معنوی طور پر اس طرح کہ اسم فاعل کی طرح مضارع میں حال واستقبال کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔

فعل مضارع بنانے کا طریقہ

فعل ماضی کے شروع میں حروف مضارع میں سے کوئی حرف لگا کر فاء کلمہ کو ساکن کرتے ہیں اور عین کلمہ پر باب کے مطابق حرکت کبھی فتحہ کبھی کسرہ اور کبھی ضمہ لاتے ہیں اور آخر میں رفع دیتے ہیں ۔ جیسے فَعَلَ سے یَفْعَلُ ۔

فعل مضارع کے شروع حروف اتین آنے کا بیان

حروف مضارع چار ہیں اَ، ت، ی، نان کا مجموعہ "اَتَیْن" ہے اور ان کو "علامات مضارع" اور "حروف اَتَیْن" بھی کہتے

ہیں۔ اختتام: علامات مضارع حروفِ اُتَیْن مختلف صیغوں میں مختلف ہوتی ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ہمزہ اُ، صیغہ واحد متکلم کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے اَضْرِبُ۔

نون ن، صیغہ جمع متکلم کے شروع میں ہوتا ہے۔ جیسے نَضْرِبُ۔

یاءی۔ چار صیغوں تین مذکر غائب اور ایک جمع مؤنث غائب کے شروع میں ہوتی ہے۔ جیسے یَضْرِبُ، یَضْرِبَانِ، یَضْرِبُوْنَ، یَضْرِبْنَ ۔

تاءت، آٹھ صیغوں دو واحد و تثنیہ مؤنث غائب اور چھ مذکر و مؤنث حاضر کے شروع میں ہوتی ہے۔ جیسے تَضْرِبُ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبُ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبْنَ ۔

مضارع کے پانچ صیغوں دو واحد مذکر غائب و حاضر، ایک واحد مؤنث غائب اور دو واحد و جمع متکلم کے آخر میں رفع آتا ہے۔ جیسے یَضْرِبُ، تَضْرِبُ، تَضْرِبُ، اَضْرِبُ، نَضْرِبُ۔

مضارع کے سات صیغوں دو جمع مذکر غائب و حاضر، ایک واحد مؤنث حاضر، اور چاروں تثنیہ کے آخر میں نون اعرابی آتا ہے، پہلے تینوں صیغوں میں مفتوح اور باقی چاروں میں مکسور ہوتا ہے۔

جیسے یَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبُوْنَ، تَضْرِبِیْنَ، یَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ، تَضْرِبَانِ ۔

مضارع کے دو صیغوں جمع مؤنث غائب و حاضر کے آخر میں نون آتا ہے۔ جسے "نونِ نسوہ" اور "نونِ ضمیری" بھی کہتے ہیں۔ جیسے یَضْرِبْنَ، تَضْرِبْنَ،

مذکورہ طریقہ کے مطابق جب فعل ماضی سے مضارع بنائیں گے تو مضارع مثبت معروف واحد مذکر غائب کا صیغہ بنے گا۔
اسے مجہول مثبت بنانے کے لیے علامت مضارع کو ضمہ اور عین کلمہ کو فتحہ دیتے ہیں۔ جیسے یَضْرِبُ سے یُضْرَبُ۔
اور ان دونوں کو منفی بنانے کے لیے ان سے پہلے حرف نفی مَا یا لَا بڑھا دیتے ہیں۔ جیسے یَضْرِبُ، یُضْرَبُ سے لَا یَضْرِبُ، مَا یُضْرَبُ ۔

خیال رہے کہ بعض کتب صرف میں مضارع کے گیارہ صیغے شمار کیے گئے ہیں؛ اس لیے کہ ایک صیغہ تَفْعَلُ واحد مؤنث غائب اور واحد مذکر حاضر دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک صیغہ تَفْعَلَانِ تثنیہ مؤنث غائب، تثنیہ مؤنث حاضر اور تثنیہ مذکر حاضر تینوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ لہٰذا مکررات کو ساقط کرنے کے بعد گیارہ ہی صیغے باقی بچتے ہیں۔

اصناف اعراب الفعل المضارع

﴿یہ سبق فعل مضارع کے اعراب کے بیان میں ہے﴾

إعرابُ الفِعْلِ المُضارِعِ علی اَرْبَعَةِ اَوجُهٍ : الاوّلُ : انْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِالضَّمَّةِ ، والنَّصْبُ بالفَتْحَةِ ، والجَزْمُ بِالسُّکُونِ ، ویَخْتَصُّ بِالمُفْرَدِ الصَّحِیحِ غَیرِ المُخاطَبَةِ ، نَحْوُ یَکْتُبُ وَانْ یَکْتُبَ ، ولَمْ یَکْتُبْ .

الثّانِی : اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِثُبُوتِ النّونِ ، والنَّصْبُ والجَزْمُ بِحَذْفِها ، ویَخْتَصُّ بِالتَّثْنِیَةِ ، والجَمْعِ المُذَکَّرِ ، والمُفْرَدَةِ المُخاطَبَةِ صَحِیحاً اَوْ غَیْرَهُ ، تَقُولُ : هُما یَفْعلانِ ، وهُمْ یَفْعَلُونَ ، وانْتِ تَفْعَلِینَ ، ولَنْ تَفْعَلا ، ولَنْ تَفْعَلُوا ، ولَنْ تَفْعَلِی ، ولَمْ تَفْعَلا ، ولَمْ تَفْعَلُوا ، ولَمْ تَفْعَلِی .

اَلثّالِثُ : اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیرِ الضَّمَّةِ ، والنَّصْبُ بِالفَتْحَةِ ، والجَزْمُ بِحَذْفِ لامِ الفِعلِ ، ویَخْتَصُّ بِالنّاقِصِ الیائِیِّ والواوِیِّ ، غَیرِ التَّثْنِیَةِ والجَمْعِ والمُخاطَبَةِ ، تَقُولُ : هُوَ یَرْمِی ویَغْزُو ، ولَنْ یَرْمِیَ ، ولَنْ یَغْزُوَ ، ولَمْ یَرْمِ ، ولَمْ یَغْزُ .

الرّابِعُ : اَنْ یَکُونَ الرَّفْعُ بِتَقْدِیرِ الضَّمَّةِ ، والنَّصْبُ بِتَقْدِیرِ الفَتْحَةِ ، والجَزْمُ بِحَذْفِ اللّامِ ، ویَخْتَصُّ بِالنّاقِصِ الالِفِیِّ غَیرِ التَّثْنِیَةِ والجَمْعِ والمُخاطَبَةِ ، نَحْوُ هُوَ یَسْعی ، ولَنْ یَسْعی ، ولَمْ یَسْعَ .

المُضارِعُ المَرْفُوعُ

العامِلُ فِی المُضارِعِ المَرْفُوعِ مَعْنَوِیٌّ ، وهُوَ تَجْرِیدُهُ عَنِ النّاصِبِ والجازِمِ ، نَحْوُ هُوَ یُسافِرُ ، وهُوَ یَغْزُو ، وهُوَ یَرْمِی ، وهُوَ یَسْعی .

المُضارِعُ المَنْصُوبُ والعامِلُ فِی المضارِعِ المَنْصُوبِ اَحَدُ الاحْرُفِ الخَمْسَةِ : اَنْ ولَنْ ، وکَیْ وإذَنْ ، نَحْوُ اُرِیدُ اَنْ یُحْسِنَ اَخِی إلَیَّ ، وَانا لَنْ اضْرِبَکَ ، واَسْلَمْتُ کَیْ اَدْخُلَ الجَنَّةَ ، وإذَنْ یَغْفِرَ اللّهُ لَکَ . وَبِتَقْدِیرِ اَنْ فِی سَبْعَةَ عَشَرَ مَوْضِعاً مُلَخَّصَةً فِی سَبْعَةِ اَقْسامٍ ،

1-بَعْدَ حَتّی مِثْلُ : اسْلَمْتُ حَتّی اَدْخُلَ الْجَنَّةَ . 2-بَعْدَ لامِ کَیْ نَحْوُ : قَامَ زَیْدٌ لِیُصَلِّیَ . 3-بَعْدَ لامِ الجُحُودِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تعالی : وَمَا کَانَ اللّهُ لِیُعَذِّبَهُمْ (الانفال / 33)

4-بَعْدَ الفَاءِ الوَاقِعَةِ فِي جَوابَ الامْرِ نَحْوُ اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ . والنَّهْيِ نَحْوُ لا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ والاسْتِفْهَامِ ، نَحْوُ هَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ ؟ والنَّفْي نَحْوُ مَا تَزُورُنَا فَنُكْرِمَكَ . والتَّمَنِّى نَحْوُ لَيْتَ لِي مَالاً فَأُنْفِقَهُ . والعَرْضِ نَحْوُ الا تَنْزِلُ فَتُصِيبَ خَيْراً .

5-بَعْدَ الوَاوِ ، الوَاقِعَةِ كَذلِكَ فِي جَوَابِ المَتَقَدِّمَةِ فِي القِسْمِ الرَّابِعِ ، نَحْوُ اَسْلِمْ وتَسْلَمَ ... الى آخِرِ الامْثِلَةِ .

6-بَعْدَ اوْ بِمَعْنَى إلى ، نَحْوُ جِئْتُكَ اوْ تُعْطِيَنِي حَقِّي .

7-بَعْدَ وَاوِ العَطْفِ إذا كَانَ المَعْطُوفُ اِسْماً صَرِيحاً ، نَحْوُ اَعْجَبَنِي قِيَامُكَ وتَخْرُجَ .
إظْهَارُ اَنْ مَعَ لامِ كَيْ ، نَحْوُ اَسْلَمْتُ لانْ اَدْخُلَ الجَنَّةَ ، ومَعَ وَاوِ العَطْفِ اَعْجَبَنِي قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ . ويَجُوزُ ويَجِبُ إظْهَارُها مَعَ لا النَّافِيَةِ ، و لامِ كَي إذا اجْتَمَعَتا ، نَحْوُ لِئَلاّ يَعْلَمَ .

واعْلَمْ اَنَّ اَنْ الوَاقِعَةَ بَعْدَ العِلْمِ لَيْسَتْ هِيَ النَّاصِبَةَ لِلْمُضَارِعِ ، بَلْ إنّما هِيَ المُخَفَّفَةُ مِنَ المُثَقَّلَةِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالَى : القُرْآنِ عَلِمَ اَنْ سَيَكُونُ مِنكُمْ مَرْضَى (المزمل)، واَمّا الوَاقِعَةُ بَعْدَ الظَّنِّ فَيَجُوزُ فِيها الوَجْهانِ ، اَنْ تَنْصِبَ بِها ، واَنْ تَجْعَلَها كَالوَاقِعَةِ بَعْدَ العِلْمِ نَحْوُ اَظُنُّ اَنْ سَيَنْصُرُهُ .

ترجمہ

فعل کے انواع کے اعراب کے بیان میں اور یہ چار قسم پر ہیں پہلے یہ ہے کہ رفع ضمہ کے اور نصب فتحہ کے ساتھ اور جزم سکون کے ساتھ اور یہ اعراب خاص کیا جاتا ہے مفرد صحیح کے ساتھ جب کہ مؤنث حاضر کا صیغہ ہو جیسے یَکْتُبُ واَنْ یَکْتُبَ ، ولَمْ یَکْتُبْ ،

اور دوسری قسم یہ ہے کہ حالت رفع نون کو باقی رکھنے کے ساتھ اور حالت نصب وجزم نون کو حذف کرنے کے ساتھ اور یہ اعراب خاص کیا جاتا ہے تثنیہ اور جمع مذکر کے ساتھ اور مفرد واحد مؤنث حاضر کے ساتھ خواہ وہ صیغہ صحیح ہو یا غیر صحیح جیسے تو کہے "ھُما یَفْعلانِ ، وھُمْ یَفْعَلُونَ ، واَنْتِ تَفْعَلِینَ ، ولَنْ تَفْعَلا ، ولَنْ تَفْعَلُوا ، ولَنْ تَفْعَلِي ، ولَمْ تَفْعَلا ، ولَمْ تَفْعَلُوا ، ولَمْ تَفْعَلِي ،

اور تیسری قسم رفع کی حالت ہے تقدیر ضمہ کے ساتھ اور نصب فتحہ لفظی کیساتھ اور جزم کی حالت لام کلمہ کو حذف کے ساتھ اور خاص کیا جاتا ہے یہ اعراب ناقص یائی اور واوی کے ساتھ جب کہ تثنیہ اور جمع اور واحد مؤنث حاضر نہ ہو جیسے تو کہے " ھُوَ یَرْمِی ویَغْزُو ، ولَنْ یَرْمِیَ ، ولَنْ یَغْزُوَ ، ولَمْ یَرْمِ ، ولَمْ یَغْزُ .

اور چوتھی قسم یہ ہے کہ حالت رفعی تقدیری ضمہ کے ساتھ اور نصب تقدیری فتحہ کے ساتھ اور جزم لام کلمہ کے حذف کے ساتھ اور

خاص کیا جاتا ہے اعراب ناقص الٰی کے ساتھ جو تثنیہ جمع اور واحد مؤنث حاضر نہ ہو جیسے "هُوَ يَسْعى ، وَلَنْ يَسْعى ، وَلَمْ يَسْعَ"

وہ فعل جس کو رفع دیا گیا ہو اور اس کا عامل معنوی ہو اور عامل معنوی فعل کا خالی ہونا ہے ناصب اور جازم سے جیسے یضرب

فعل مضارع منصوب کے عوامل پانچ حروف ہیں "اَنْ وَلَنْ ، وَكَيْ وَاِذَنْ ، وان مقدرہ" جیسے "اُرِيدُ اَنْ يُحْسِنَ اَخِي اِلَيَّ ، وَاَنَا لَنْ اَضْرِبَكَ ، وَاَسْلَمْتُ كَيْ اَدْخُلَ الجَنَّةَ ، وَاِذَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكَ" اور ان سات جگہوں میں مقدر ہوتا ہے حتی کے بعد جیسے " اَسْلَمْتُ حَتّٰى اَدْخُلَ الْجَنَّةَ " اور لام کی کے بعد جیسے "قَامَ زَيْدٌ لِيُصَلِّيَ" اور لام جحد کے بعد جیسے "وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ"

اور فاء کے بعد جو امر، نہی، استفہام، نفی، تمنی، اور عرض کے جواب میں واقع ہو "اَسْلِمْ فَتَسْلَمَ" اور" وَالنَّهْيِ نَحْوُ لَا تَعْصِ فَتُعَذَّبَ وَالاِسْتِفْهَامِ ، نَحْوُ هَلْ تَعْلَمُ فَتَنْجُوَ ؟ وَالنَّفْي نَحْوُ مَا تَزُوْرُنَا فَنُكْرِمَكَ . وَالتَّمَنِّيْ نَحْوُ لَيْتَ لِيْ مَالاً فَاُنْفِقَهُ . وَالعَرْضِ نَحْوُ الاَ تَنْزِلُ فَتُصِيْبَ خَيْراً .

اور واو کے بعد مقدر ہوتا ہے جو واو ان مذکورہ جگہوں کے جواب میں واقع ہو جیسے "اَسْلِمْ وَتَسْلَمَ" الی آخرہ اور او کے بعد ان مقدر ہوتا ہے جو الی ان یا الا ان کے معنی میں ہو جیسے " جِئْتُكَ اَوْ تُعْطِيَنِيْ حَقِّيْ " اور واو عطف کے بعد مقدر ہوتا ہے جب کہ معطوف علیہ اسم صریح ہو جیسے " اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَتَخْرُجَ " اور ان کا ظاہر کرنا واجب ہے لام کے ساتھ جیسے " اَسْلَمْتُ لِاَنْ اَدْخُلَ الْجَنَّةَ " اور واو عطف کے ساتھ ان کو ظاہر کرنا جائز ہے جیسے "اَعْجَبَنِيْ قِيَامُكَ وَاَنْ تَخْرُجَ " اور ان کو ظاہر کرنا واجب ہے لام کی میں جب وہ لائے نفی کے ساتھ متصل ہو جیسے " لِئَلَّا يَعْلَمَ " اور تو جان بے شک وہ ان جو علم کے بعد واقع ہو وہ فعل مضارع کو نصب نہیں دیتا اور وہ مخففہ من المثقلہ ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى " اور ان جو ظن کے بعد واقع ہو اس میں دو صورتیں جائز ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ان کی وجہ سے فعل مضارع کو نصب دینا اور دوسری اس کو ان کی طرح بنا دینا جو علم کے بعد واقع ہوتا ہے جیسے " اَظُنُّ اَنْ سَيَنْصُرُهُ "

افعال کو نصب دینے والے حروف

اسماء کو نصب دینے والے حروف۔ افعال کو نصب دینے والے حروف: یہ چار ہیں۔ اَنْ . لَنْ . كَيْ . اِذَنْ یہ فعل مضارع کو نصب دیتے ہیں۔ ان چاروں کے معنی مندرجہ ذیل ہے۔

اَنْ کا معنی ہے " کہ " یہ فعل مضارع کو زمانہ مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور اس کو مصدر کی تاویل میں کر دیتا ہے۔ جس طرح اُرِيْدُ اَنْ تَقْرَءَ بمعنى اُرِيْدُ قِرَاتَكَ .

لَنْ کا معنی ہے ہرگز نہیں۔ جس طرح لَنْ يَضْرِبَ ہرگز نہیں مارے گا وہ ایک مرد،

کی کا معنی ہے: کہ جس طرح اِجْلِسْ لِلْوُضُوْءِ عَلٰی مَوْضِعٍ مُرْتَفِعٍ کَیْ لَا یُصِیْبَكَ الرَّشَاشُ وضو کے لئے بلند جگہ پر بیٹھو تا کہ تم پر چھینٹے نہ پڑیں۔

اِذَنْ کا معنی ہے اُس وقت جس طرح لَمَّا جِئْتَنِیْ اِذَنْ اُکْرِمَكَ جب تو میرے پاس آئیگا میں اس وقت تیری تعظیم کروں گا۔

حرف ''کی'' کے ناصب ہونے میں علمائے نحات کے اختلاف کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی مالکی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ حروف ناصبہ میں سے ''کی'' یہ خود بہ خود نصب دینے والا ہے علمائے نحات کوفہ کا یہی مذہب ہے جبکہ امام سیبویہ اور اکثر علمائے نحات نے کہا ہے کہ یہ بھی جائز ہے کہ حرف ''کی'' خود نصب دیتا ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ کی کے بعد ان مقدر ہوتا ہو جس کے سبب سے یہ عامل ناصب مضارع بنا ہوا ہے۔ (الحدود فی النحو، ص ۳، بیروت)

جن حروف کے بعد ان مقدرہ ہوتا ہے

چند حروف ایسے ہیں کہ جن کے بعد اَنْ مقدر ہوتا ہے۔ ان میں سے کہیں اَنْ کا مقدر کرنا جائز اور کہیں واجب ہے۔ مندرجہ ذیل جگہوں پر اَنْ کو مقدر کرنا واجب ہے۔

حتی کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

حَتّٰی اگر "یہاں تک کہ" کے معنی میں ہو تو اس وقت اَنْ کا مقدر کرنا واجب ہے جس طرح اَلْزَمُ الدَّوَاءَ حَتّٰی یَتِمَّ شِفَائِیْ میں دوا کو لازم کرلوں گا یہاں تک کہ مجھے شفا مل جائے۔

لام جحود کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب کَانَ منفی یا اس کے مشتقات کے بعد لام جحود آئے تو اس وقت لام جحود کے بعد اَنْ کو مقدر کرنا واجب ہے۔ جس طرح مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ، لام جحود انکار کی تاکید کیلئے آتا ہے۔

او کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب اَوْ، 'اِلٰی' یا 'اِلَّا' کے معنی میں ہو تو اسوقت بھی اَنْ کا مقدر کرنا واجب ہے۔ جس طرح اِسْتَمِعْ کَلَامَ الْاُسْتَاذِ بِالتَّوَجُّهِ اَوْ یَتِمَّ کَلَامَهٗ، تو استاد کا کلام توجہ سے سن یہاں تک کہ ان کی بات مکمل ہو جائے اس مثال میں اَوْ، اِلٰی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ لَاَلْزِمَنَّكَ اَوْ تُؤَدِّیَ مَالِیْ میں تجھے لازم پکڑلوں گا مگر یہ کہ تو میرا مال دیدے۔ اس مثال میں اَوْ اِلَّا کے معنی میں ہے۔

فاء سببیہ کے بعد ان کے مقدر ہونے کا بیان

جب فاء سببیہ سے پہلے امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی، عرض، نفی اور تحضیض میں سے کوئی آجائے تو اس وقت بھی ان مقدر کرنا

واجب ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کا ماقبل مابعد کیلئے سبب بن رہا ہو۔ بالترتیب مثالیں مذکور ہیں۔

امر کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

اِئْتِنِیْ فَاُکْرِمَكَ مجھے دے تا کہ اس سبب سے میں تیری تعظیم کروں۔

نہی کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

لَا تَظْلِمُوْا عَلَی النَّاسِ فَتَدْخُلُوْا فِی النَّارِ، لوگوں پر ظلم نہ کرو کہ اس سبب سے تم دوزخ میں جاؤ۔

استفہام کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

اَیْنَ صَدِیْقُكَ فَاُصَافِحَ تمہارا دوست کہاں ہے میں مصافحہ کروں۔

تمنی کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ اَجْتَهِدُ فَاَفُوْزَ کاش میں محنت کرتا تا کہ کامیاب ہو جاتا۔

عرض کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

اَلَا تَنْزِلُ بِنَا فَتُصِیْبَ خَیْرًا آپ ہمارے پاس کیوں نہیں آتے کہ خیر کو پہنچ جاؤ۔ نفی: لَمْ یُحَصِّلْ عِلْمَ الدِّیْنِ فَیَصِیْرَ عَالِمًا اس نے علم دین حاصل نہ کیا کہ عالم بنتا۔

ترجی کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

لَعَلَّ زَیْدًا یَرْحَمُنِیْ فَاُحِبَّهٗ، امید ہے کہ زید مجھ پر رحم کرے تو میں اس سے محبت کرنے لگوں۔

واؤ معیت کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

وہ واؤ جو معیت کے معنی میں ہو اس کے بعد بھی اَنْ کا مقدر کرنا واجب ہے۔ واؤ معیت سے مراد وہ واؤ ہے جو مابعد اور ماقبل کو ایک ہی زمانہ میں جمع کرنے کیلئے آتی ہے۔ واؤ معیت کے بعد اَنْ مقدرہ اسی صورت میں ہوگا۔ جبکہ واؤ سے پہلے امر، نہی، استفہام، تمنی، ترجی وغیرہ ہوں۔ جس طرح: لَا تَـاْمُـرْ بِـالْاِحْسَـانِ وَتَظْلِمَ احسان کا حکم نہ کر اسطرح کہ ساتھ ساتھ ظلم بھی کرے۔

لام کَیْ کے بعد اَن کے مقدر ہونے کا بیان

مذکورہ بالا صورتوں میں اَنْ کا مقدر کرنا واجب ہے۔ اور اگر لامِ کَیْ آجائے تو اس کے بعد اَنْ مقدر کرنا جائز ہے واجب نہیں اس لام کو لام تعلیل بھی کہتے ہیں اور یہ ماقبل کا سبب بیان کرنے کے لیے آتا ہے جس طرح، ذَهَبْتُ اِلَی الْمَدْرَسَةِ لِاُحَصِّلَ

عِلْمَ الدِّيْنِ،

یہاں اگر اَنْ کو ظاہر کر دیا جائے تو یہ بھی جائز ہے جس ذَهَبْتُ اِلَى الْمَدْرَسَةِ لِاَنْ اُحَصِّلَ عِلْمَ الدِّيْنِ .

جو اَنْ ظنّ کے بعد واقع ہو اور اَنْ مشددہ سے مخفف ہو تو وہ مابعد فعل کو نصب نہیں دیتا جس طرح ظَنَنْتُ اَنْ سَيَقُوْمُ اور اگر یہ اَنْ مصدریہ ہو تو نصب دیتا ہے جس طرح، ظَنَنْتُ اَنْ تَفُوْزَ .

اور جو اَنْ عِلْمٌ یا اس کے مشتقات کے بعد آئے وہ اَن نصب نہیں دیتا جس طرح عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَرْضٰى، وغیرہ یہاں نصب اس لیے نہیں دیا کیونکہ یہ اَنْ مشددہ سے مخفف ہے۔

المضارع المجزوم

﴿یہ سبق فعل مضارع کی حالت جزمی کے بیان میں ہے﴾

والعَامِلُ فِی المُضَارِعِ المَجزُومِ اَحَدُ الحُرُوفِ التَّالِیَۃِ :لِمْ ، ولِمّا ، و لِـ لامُ الامْرِ ، و لا النَّاھِیَۃ ، وکَلِمُ المُجازاۃِ ، وَھِیَ : اِنْ ومَھْما ، وإذ ما ، واَیْنَ ، وحَیْثُما ، ومَنْ ، واَیُّ ، واَنّی ، واِنْ المُقَدّرَۃُ ، نَحوُ لَمْ یُسَافِرْ ، وَلـمّا یَعْصِ ، ولِیُنْفِقْ ، ولا تَضْرِبْ ، واِنْ تَحْتَرِمْ اَحتَرِمْ ... إلی آخِرِھا . وَاعْلَمْ ان لَمْ تَقْلِبُ المضارِعَ ماضِیاً و لَمّا کَذٰلِكَ إلاّ اَنَّ فِیھا تَوَقُّعاً بَعْدَہُ وَدَواماً قَبْلَہُ .

ویَجُوزُ حَذْفُ الفِعْلِ بَعدَ لَمّا ، تَقولُ : نَدِمَ زَیْدٌ ولَمّا ، اَیْ : لَـمّا یَنفَعْہُ النَّدَمُ ، ولا تَقُولُ : نَدِمَ زَیْدٌ ولَمْ .

ترجمہ

فعل مجزوم کے عامل لـم ، لـمـا ، لام امـر ، اور لائے نھـی اور کلمات شرط وجزاء ہیں اور کلمات مجازات یہ ہیں'' اِنْ ومَھْـمـا ، وإذ مـا ، واَیْـنَ ، وحَیْثُـمـا ، ومَنْ ، واَیُّ ، واَنّی ، واِنْ المُقَدّرَۃُ ، ''اورانی ہیں اوران مقدرہ جیسے ''لَمْ یُسَافِرْ ، وَلمّا یَعْصِ ، ولِیُنْفِقْ ، ولا تَضْرِبْ ، واِنْ تَحْتَرِمْ اَحتَرِمْ ''الی اخرہ اورتو جان بے شک لم فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے اور لما بھی اسی طرح ہے مگر لما میں اس کے بعد توقع ہوتی ہے اوراس کے ماقبل میں دوام ہوتا ہے جیسے'' ''اورنیز جائز ہے لما کے بعد فعل کو حذف کرنا خاص طور پر جیسے تو کہے'' نَدِمَ زَیْدٌ ولَمّا ''اورتو نہیں کہہ سکتا'' نَدِمَ زَیْدٌ ولَمْ ''

شرح

حروف جوازم: حروف جوازم پانچ ہیں ۔۔ان شرطیہ ۔لَم ۔لمّا ۔لام امر ۔لائے نہی ۔

۔ان شرطیہ :اس کے بارے میں پوری بحث کلمات شرط میں گزرچکی ہے ۔۔

لَم : یہ فعل مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے اور فعل مضارع کو جزم دیتا ہے نیز اگر فعل مضارع کے آخر میں حرف علت ہوتو اسے گرادیتا ہے ۔جس طرح لَم یَاْکُل اس نے نہیں کھایا اور لَم یَدْعُ اس نے نہیں بلایا ۔۔لَمّا: یہ بھی لَم کی طرح مضارع کو ماضی منفی کے معنی میں کردیتا ہے ۔جس طرح لَمّا تَضْرِبْ تو نے ابھی تک نہیں مارا ۔

لام امر: یہ مضارع کو امر کے معنی میں کردیتا ہے ۔یعنی مضارع میں طلب کے معنی پیدا کردیتا ہے ۔جس طرح لِیَضْرِبْ چاہیے

کہ وہ مارے۔

لائے نہی، یہ مضارع کو مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے اور اس میں نہی کے معنی پیدا کر دیتا۔

لم اور لمّا میں فرق

لم مطلق ماضی کی نفی کیلئے آتا ہے۔ جبکہ لمّا گفتگو تک تمام زمانہ ماضی کی نفی کر دیتا ہے۔ لم کے ذریعے جس چیز کی نفی کی جائے اس کے کرنے کی امید نہیں ہوتی اور لمّا میں امید ہوتی ہے۔ جس طرح لَمْ اَضْرِبْ میں نے نہیں مارا اور لَمَّا اَضْرِبْ میں نے ابھی تک نہیں مارا یعنی مارنے کی امید باقی ہے۔

جس طرح لَا تَشْرَبْ تو نہ پی۔۔ حروف نافیہ: حروف نافیہ چار ہیں۔۔ اِنْ ۔مَا ۔لَا ۔لَاتَ ان کی بحث ما و لا المشبھتان بلیس کے بیان میں گزر چکی ہے۔۔ حروف شرط: ان کی پوری بحث کلمات شرط کے سبق میں گزر چکی ہے۔

الفِعْلُ المُضارِعُ، وكِلِمَةُ المُجازاةِ

﴿یہ سبق فعل مضارع وجزاء کے کلمات کے بیان میں ہے﴾

كَلِمَةُ المُجازاةِ حَرْفاً كانَتْ او اسماً - تَدْخُلُ عَلى جُمْلَتَيْنِ لِتَدُلَّ عَلى اَنَّ الاولى سَبَبٌ للثانِيَةِ، وتُسمّى الاولى شَرْطاً، والثّانِيَةُ جَزاءً.

ثُمّ إنْ كانَ الشَّرْطُ والجَزاءُ مُضارِعَيْنِ يَجِبُ الجَزْمُ فِيهِما، نَحْوُ إنْ تُكْرِمْنِي أُكْرِمْكَ، وإنْ كانا ماضِيَيْنِ لَمْ يَعْمَلْ فِيهِما لَفْظاً، نَحْوُ إنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ، وإنْ كانَ الجَزاءُ وَحْدَهُ ماضِياً، يَجِبُ الجَزْمُ فِي الشَّرْطِ، نَحْوُ إنْ تَضْرِبْنِي ضَرَبْتُكَ، وإنْ كانَ الشَّرْطُ وَحْدَهُ ماضِياً، جازَ فِي الجَزاءِ الوَجهانِ، نَحْوُ إنْ جِئْتَنِي اكرِمْكَ، وإنْ اكرِمُكَ.

وَاعْلَمْ انَّهُ إذا كانَ الجَزاءُ ماضِياً بِغَيْرِ قَدْ لَمْ يَجُزِ الفاءُ فِيهِ نَحْوُ إنْ اَكْرَمْتَنِي اَكْرَمْتُكَ، وقَوْلِهِ تَعالى: وَمَنْ دَخَلَهُ كانَ آمِناً (آل عمران / 97)، وإنْ كانَ مُضارِعاً مُثبَتاً اَوْ مَنْفِيّاً بِـ لا جازَ فِيهِ الوَجْهانِ، نَحْوُ إنْ تَحْتَرِمْنِي اَحْتَرِمْكَ اوْ فَاَحْتَرِمُكَ، وإنْ تَشْتُمْنِي لا اَضْرِبْكَ اوْ فَلا اَضْرِبُكَ.

وإنْ لَمْ يَكُنِ الجَزاءُ اَحَدَ القِسْمَيْنِ المَذْكُورَيْنِ يَجِبُ فِيهِ الفاءُ، وذلِكَ فِي اَرْبَعَةِ مَواضِعَ: الاوّلُ: اَنْ يَكُونَ الجَزاءُ مَاضِياً مَعَ قَدْ كَقَوْلِهِ تَعالى: إنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَهُ (يوسف / 77)

الثّانِي: اَنْ يَكُونَ الجَزاءُ مُضارِعاً مَنْفِيّاً بِغَيْرِ لا نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالى: وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الإسْلامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران / 85).

الثّالِثُ: اَنْ يَكُونَ جُمْلَةً اسمِيَّةً كَقَوْلِهِ تَعالى: مَنْ جاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثالِها الانعام / 160

الرّابِعُ: اَنْ يَكُونَ جُمْلَةً إنْشائِيَّةً، إمّا اَمْراً كَقَوْلِهِ تَعالى: قُلْ إنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّهَ فَاتَّبِعُونِي آل عمران / 31، وإمّا نَهْياً، كَقَوْلِهِ تَعالى: فَإنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِناتٍ فَلا تَرْجِعُوهُنَّ إلَى الْكُفّارِ الممتحنة / 10، اَوِ اسْتِفهاماً كَقَوْلِكَ إنْ تَرَكْتَنا فَمَنْ يَرْحَمُنا اوْ دُعاءً، كَقَوْلِكَ إنْ اَكْرَمْتَنا فَيَرْحَمُكَ اللّهُ.

وَقَدْ تَقَعُ إذا مَعَ الجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ مَوضِعَ الفاءِ كَقَوْلِهِ تَعالى: وَإنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِما قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ إذا هُمْ يَقْنَطُونَ الروم / 36. وإنّما تقدَّرُ إنْ بَعْدَ الافعالِ التّالِيَةِ:

1-الامرُ، نَحْوُ تَعَلَّمْ تَنْجَحْ 2-النَّهيُ، نَحْوُ لا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْراً 3-الاستفهامُ، نَحْوُ هَلْ تَزُورُنا نُكْرِمْكَ 4-التَّمَنّي، نَحْو لَيْتَكَ عِنْدِي اَخْدِمْكَ 5-العَرْضُ، نَحْوُ الا تَنْزِلُ بِنا تُصِبْ خَيْراً كُلُّ ذٰلِكَ إذا قُصِدَ اَنَّ الاوَّلَ سَبَبٌ لِلثّاني كَما رَاَيْتَ فِي الامْثِلَةِ، فَإنَّ مَعْنى قَوْلِكَ تَعَلَّمْ تَنْجَحْ هُوَ: إنْ تَتَعَلَّمْ تَنْجَحْ، وكَذٰلِكَ البَواقِي، فَلِذٰلِكَ امْتَنَعَ قَوْلُكَ: لا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النّارَ: لامْتِناعِ السَّبَبِيَّةِ، إذ لا يَصِحُّ انْ يُقالَ: إنْ لا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النّارَ.

ترجمہ

اور کلمات مجازات حرف ہوں یا اسم یہ دو جملوں پر داخل ہوتے ہیں تاکہ اس بات پر دلالت کرے کہ جملہ اولیٰ ثانیہ کے لیے سبب ہے اور اول کا نام رکھا جاتا ہے شرط اور دوسرے کا نام جزاء پھر شرط اور جزاء اگر دونوں فعل مضارع ہوں تو ان دونوں میں لفظاً جزم واجب ہے جیسے "اِنْ تُكْرِمْنِي اُكْرِمْكَ" اور اگر دونوں فعل ماضی ہوں تو ان دونوں میں لفظاً کوئی عمل نہیں کرتا جیسے "اِنْ ضَرَبْتَ ضَرَبْتُ" اور اگر اکیلی جزاء فعل ماضی ہو تو شرط میں جزم واجب ہے جیسے "اِنْ تَضْرِبْنِي ضَرَبْتُكَ" اگر شرط اکیلی فعل ماضی ہو تو جزاء میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے "اِنْ جِئْتَنِي اُكْرِمْكَ، وَاِنْ اُكْرِمُكَ" اور تو جان لے کہ اگر فعل ماضی بغیر قد کے ہو تو جزاء میں فاء کو لانے کی ضرورت نہیں ہے جیسے "اِنْ اَكْرَمْتَنِي اَكْرَمْتُكَ" اور اللہ تعالیٰ کا قول "وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِناً" اور اگر جزاء فعل مضارع مثبت ہو یا منفی ہو تو اس میں دو وجہیں جائز ہیں جیسے "اِنْ تَحْتَرِمْنِي اَحْتَرِمْكَ اَوْ فَاَحْتَرِمُكَ، وَاِنْ تَشْتُمْنِي لا اَضْرِبْكَ اَوْ فَلا اَضْرِبُكَ۔

اور اگر جزاء مذکورہ دو قسموں میں سے کوئی قسم نہ ہو تو اس میں فا کا لانا واجب ہے اور یہ چار صورتوں میں واجب ہے پہلی صورت یہ ہے کہ جزاء ماضی ہو قد کے ساتھ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "اِنْ يَسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَهُ" اور دوسری صورت یہ ہے کہ جزاء مضارع منفی ہو بغیر لاء کے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الاِسْلامِ دِيناً فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ" اور تیسری صورت یہ ہے کہ جزاء جملہ اسمیہ واقع ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" اور چوتھی صورت یہ ہے کہ جزاء جملہ انشائیہ ہو یا امر ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي" اور یا نہی ہو جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "فَاِنْ عَلِمْتُمُوهُنَّ مُؤْمِنَاتٍ فَلا تَرْجِعُوهُنَّ اِلَى الْكُفَّارِ" اور کبھی اذا جملہ اسمیہ کے ساتھ واقع ہوتا ہے فا کی جگہ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول "وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُونَ" اور بے شک پانچ افعال کے بعد ان مقدر مانا جاتا ہے اور وہ امر ہے جیسے "تَعَلَّمْ تَنْجَحْ" اور نہی ہے جیسے "لا تَكْذِبْ يَكُنْ خَيْراً" اور استفہام ہے جیسے "هَلْ تَزُورُنَا نُكْرِمْكَ" اور تمنی ہے جیسے "لَيْتَكَ عِنْدِي اَخْدِمْكَ" اور عرض ہے جیسے "الا تَنْزِلُ بِنَا تُصِبْ خَيْراً" اور نفی کے بعد بعض مقامات میں جیسے " " اور یہ اس وقت کہ جب متکلم ارادہ کرے کہ پہلا سبب دوسرے کے لیے جیسا کہ تم نے مذکورہ مثالوں میں دیکھ لیا پس بے شک ہمارا قول " " کے معنی میں ہے اسی طرح باقی مثالوں کو قیاس کر لیجئے اس لیے تمہارا قول "لا تَكْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ" ممنوع ہے سببیت کے ممتنع ہونے کی وجہ سے اس

یہ صحیح نہیں کہ یوں کہا جائے ''اِنْ لَا تَکْفُرْ تَدْخُلِ النَّارَ'' کہ کفر مت کر تو جہنم میں داخل ہوگا۔

کلمات مجازات کی تعریف کا بیان

کچھ کلمات ایسے بھی ہیں جو دو فعلوں پر داخل ہوتے ہیں اور اگر وہ مضارع ہوں تو ان کو جزم دیتے ہیں۔ پہلے فعل کو شرط اور دوسرے کو جزاء کہتے ہیں۔ جس طرح اِنْ تَسُقِ الْجَوَّالَةَ سَامِعًا اِلْجَوَّالَ تَصْطَدِمْ اگر تم فون سنتے ہوئے موٹر سائیکل چلاؤ گے تو ایکسیڈنٹ ہو جائے گا۔ یہ کلمات درج ذیل ہیں۔

متی ،ای من، ما، انی، اینما ، مهما ، اذما ،حیثما ان کے معنی کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

من شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ ذوی العقول کیلئے آتا ہے جس طرح، مَنْ یَّجْتَهِدْ یَفُزْ جو کوشش کریگا وہ کامیاب ہوگا۔

انی ،اینما ، حیثما شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ تینوں مکان کیلئے آتے ہیں۔ جس طرح، اَنّٰی تَاْکُلِ الْمُشَبَّكَ اٰکُلْ هُنَاكَ جہاں تو جلیبی کھائے گا وہاں میں کھاؤں گا۔ اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ تم جدھر بھی منہ کرو، خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ ہے (حَیْثُمَا تَجِدِ الْمَنْطِقَ تَجِدِ الرُّوحَ وَالْعَقْلَ وَالاسْتِطَاعَةَ جہاں تم نطق پاؤ گے، وہیں روح، عقل اور استطاعت پاؤ گے۔

ما شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جس طرح، مَا تَفْعَلْ خَیْرًا تَفْرَحْ تو جو اچھائی کریگا خوش ہوگا۔

ای شرطیہ کے استعمال کا بیان

یہ ہمیشہ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح، اَیَّ کِتَابٍ تَقْرَاْ اَقْرَاْ تو جو کتاب پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا۔

متی ظرفیہ کے استعمال کا بیان

یہ زمان کیلئے آتا ہے جس طرح، مَتٰی تَجْلِسْ اَجْلِسْ جب تو بیٹھے گا میں بیٹھوں گا۔

مهما ظرفیہ کے استعمال کا بیان

اس کا استعمال غیر ذوی العقول کیلئے ہے اور یہ ظرف زمان ہے۔ جس طرح، مَهْمَا تَقْرَاْ اَقْرَاْ جب تو پڑھے گا میں بھی پڑھوں گا۔

اذما ظرفیہ کے استعمال کا بیان

یہ ظرف مکان ہے اور جب کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح اِذْمَا تَعْصِ اللّٰهَ یَسْوَدُّ قَلْبُكَ جب تو اللہ کی نافرمانی

کریگا، تو تیرا دل کالا ہو جائے گا۔

حروف غیر جازمہ کی تعریف کا بیان

وہ کلمات جو شرط کا معنی دیتے ہیں لیکن فعل مضارع کو جزم نہیں دیتے انہیں غیر جازمہ کہتے ہیں۔ یہ سات ہیں۔ لَوْ اگر۔ اَمَّا بہر حال۔ لَوْلَا اگر نہ۔ کُلَّمَا جب بھی۔ اِذَا جب۔ لَوْمَا اگر نہ۔ لَمَّا جب۔

لو

یہ اس بات کے اظہار کیلئے آتا ہے کہ شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے جزاء بھی نہیں پائی جا رہی ہے۔ جس طرح لَوْ كُنْتُ اَعْمَلُ لَفُزْتُ اگر میں عمل کرتا تو ضرور کامیاب ہو جاتا۔

اما

یہ اسم پر اس لئے داخل ہوتا ہے تاکہ شرط کے معنی کی تفصیل بیان کرے اس کے جواب پر فاء کا داخل کرنا لازم ہے۔ جس طرح لِزَيْدٍ صَدِيقَانِ اَمَّا اَحَدُهُمَا فَصَالِحٌ وَاَمَّا ثَانِيهِمَا فَشُجَاعٌ۔

لولا، لوما:

یہ دونوں کلمات اس بات کے اظہار کیلئے آتے ہیں کہ شرط کے پائے جانے کی وجہ سے جزاء نہیں پائی جا رہی ان کے بعد والا اسم ہمیشہ مبتداء ہونے کی وجہ سے مرفوع ہوگا۔ اور اس کی خبر وجوبا محذوف ہوگی، اس کا جواب اگر ماضی ہو تو اس پر لام کا داخل کرنا جائز ہے ورنہ نہیں۔ جس طرح لَوْلَا الْاُسْتَاذُ مَا فَهِمْتُ الدَّرْسَ اگر استاذ نہ ہوتا تو میں سبق نہ سمجھتا اس مثال میں الاستاذ کے بعد مَوْجُوْدٌ خبر محذوف ہے۔ لَوْمَا الْقِصَاصُ لَعَمَّتْ اِرَاقَةُ الدِّمَاءِ، اگر قصاص نہ ہوتا تو خون بہانا عام ہو جاتا اس مثال میں لَوْمَا کے بعد مَوْجُوْدٌ خبر محذوف ہے۔

کلما

یہ معنی کے تکرار کا فائدہ دیتا ہے اس کے بعد ہمیشہ فعل ماضی ہوتا ہے اور یہ ظرف زمان ہے۔ جس طرح كُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَاَهَا اللّٰهُ، اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ، جب ان لوگوں نے جنگ کی آگ بھڑکائی اللہ عزوجل نے اسے بجھا دیا اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو وہ مجھے شفاء دیتا ہے۔

لما

یہ ظرف زمان ماضی کیلئے آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہمیشہ فعل ماضی آتا ہے۔ جس طرح لَمَّا نَزَلَ الْقُرْآنُ ظَهَرَ الْحَقُّ جب قرآن نازل ہوا تو حق ظاہر ہو گیا۔

اذا

یہ بھی ظرف زمان ہے اور یہ مستقبل کیلئے آتا ہے اور اس کے بعد فعل کا آنا ضروری ہے۔ چاہے لفظا ہو یا تقدیراً۔

فعل الامر

﴿یہ سبق فعل امر کے بیان میں ہے﴾

فعل امر کی نحوی مطابقت کا بیان

فعل امر کو ماضی ومضارع سے مؤخر بیان کرنے کا سبب یہ ہے کہ ماضی مصدر سے مشتق ہوتی ہے پھر اس کے بعد ماضی سے مضارع بنتا ہے اور اس کے بعد مضارع سے امر بنتا ہے۔ پس ترتیب وضعی کے مطابق علمائے نحات وعلمائے صرف فعل امر کو ماضی ومضارع پر مؤخر کرتے ہیں۔ لہٰذا یہاں بھی اسی طرح مؤخر ذکر کیا گیا ہے۔

فعل امر کے مبنی ومعرب ہونے میں علمائے نحات کے اختلاف کا بیان

علامہ احمد ابذی نحوی متوفی ۸۶۰ھ لکھتے ہیں کہ علمائے بصرہ کے نزدیک امر مبنی ہے۔ جبکہ علمائے کوفہ نحات کے نزدیک یہ معرب ہے۔ علمائے کوفہ کی دلیل یہ ہے کہ امر لام مقدرہ کی وجہ سے مجزوم ہے۔ پس یہ معرب ہوگا۔ (الحدود فی النحو، ص۲۰، بیروت)

فِعْلُ الامْرِ : كَلِمَةٌ تَدُلُّ عَلَى طَلَبِ الفِعْلِ مِنَ الفاعِلِ المُخاطَبِ ، نَحْوُ اِضْرِبْ ، واغْزُ ، وارْمِ وصيغَتُهُ اَنْ يُحْذَفَ مِنَ المُضارِعِ حَرْفُ المُضارَعَةِ ثُمَّ يُنْظَرُ ، فَإن كَانَ مَا بَعْدَ حَرْفِ المُضارَعَةِ سَاكِناً ، زِيدَتْ هَمْزَةُ الوَصْلِ مَضْمُومَةً إن انْضَمَّ ثالِثُهُ نَحْوُ اُنْصُرْ ، مَكْسورَةً إن انْفَتَحَ اوِ انْكَسَرَ ثالِثُهُ ، نَحْوُ اِعْلَمْ ، اِضْرِبْ ، واسْتَخْرِجْ وإنْ كَانَ مُتَحَرِّكاً فَلا حاجَةَ إلى الهَمْزَةِ ، نَحْوُ عِدْ وحَاسِبْ ، ومِنْهُ بَابُ الإفْعالِ ،

وفِعْلُ الامْرِ مَبْنِيٌّ عَلَى عَلامَةِ الجَزْمِ كما فِي مُضارِعِهِ ، نَحْوُ اِضْرِبْ ، اُغْزُ ، اِسْعَ ، اِضْرِبا ، اِضْرِبُوا ، دَحْرِجْ .

ترجمہ

اور تیسرا امر ہے اور امر وہ صیغہ ہے جس کے ذریعے فاعل حاضر سے فعل طلب کیا جاتا ہے اس طرح کہ فعل مضارع سے علامت مضارع کو تو حذف کردے پھر دیکھ اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف ساکن ہے تو ہمزہ وصلی مضموم اس کے شروع میں

[faint] ... حرف مضموم ہو جیسے انصر اور ہمزہ وصلی مکسور زیادہ کردے اگر عین کلمہ مفتوح یا مکسور ہو جیسے اعلم، اضرب،
[faint] ... متحرک ہو تو ہمزہ وصلی لگانے کی کوئی ضرورت نہیں جیسے مد اور حاسب اور امر کا صیغہ باب افعال سے قم
[faint] ... ہے اور وہ علامت جزم پر مبنی ہوتا ہے جیسے" اِضْرِبْ ، اُغْزُ ، اِسْمَعْ ، اِضْرِبَا، اِضْرِبُوا ، دَحْرِجْ .

فعل امر کی تعریف

وہ فعل جس کے ذریعہ مخاطب سے کوئی کام طلب کیا جائے۔ جیسے اِفْعَلْ کر تو ایک مرد۔

اقسام

فعل امر کی دو قسمیں ہیں: ۱فعل امر معروف ۲فعل امر مجہول۔ ان دونوں کو بنانے کے الگ الگ طریقے ہیں۔ پھر امر حاضر معروف اور امر غائب و متکلم معروف بھی الگ الگ طریقے سے بناتے ہیں۔

فعل امر حاضر معروف بنانے کا طریقہ

مضارع حاضر معروف سے علامت مضارع "تاء" کو حذف کردیتے ہیں، آخر میں حرف علت یا نون اعرابی ہو تو اسے گرا دیتے ہیں، ورنہ اسے ساکن کردیتے ہیں۔ جیسے تَقِی سے قِ، تَقِیَانِ سے قِیَا، تَضَعُ سے ضَعْ .
اگر علامت مضارع کے بعد والا حرف لفظاً ساکن ہو تو شروع میں ہمزہ وصلی لائیں گے، پھر اگر مضارع کا عین کلمہ مضموم ہو تو ہمزہ وصلی کو ضمہ، ورنہ کسرہ دیتے ہیں۔ جیسے
تَنْصُرُ سے اُنْصُرْ، تَضْرِبُ سے اِضْرِبْ اور تَفْتَحُ سے اِفْتَحْ .

فعل امر غائب و متکلم معروف بنانے کا طریقہ

مضارع غائب و متکلم معروف کے صیغے سے پہلے لام امر لگادیں گے، آخر میں وہی تبدیلیاں ہوں گی جو امر حاضر معروف میں ہوئی تھیں۔ جیسے
یَدْعُوْ سے لِیَدْعُ، یَدْعُوَانِ سے لِیَدْعُوَا، یَضْرِبُ سے لِیَضْرِبْ .

فعل امر مجہول بنانے کا طریقہ

فعل مضارع مجہول سے پہلے لام امر لگادیں گے، اور آخر میں وہی تبدیلیاں ہوں گی جو بیان ہوچکیں۔ جیسے یُدْعٰی سے لِیُدْعَ، یُضْرَبَانِ سے لِیُضْرَبَا .

نوٹ: فعل امر معروف و مجہول کے آخر میں بھی نون ثقیلہ و خفیفہ لاحق ہوتے ہیں۔

گردان ترجمہ صیغہ لِیَفْعَلْ چاہیے کہ کرے وہ ایک مرد صیغہ واحد مذکر غائب لِیَفْعَلَا چاہیے کہ کریں وہ دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر غائب

لِيَفْعَلُوْا چاہے کہ کریں وہ سب مرد صیغہ جمع مذکر غائب لِتَفْعَلْ چاہے کہ کرے وہ ایک عورت صیغہ واحد مؤنث غائب لِتَفْعَلَا چاہے کہ کریں وہ دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث غائب لِيَفْعَلْنَ چاہے کہ کریں وہ سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث غائب لِأَفْعَلْ چاہے کہ کروں میں ایک مرد یا عورت صیغہ واحد متکلم مذکر و مؤنث لِنَفْعَلْ چاہے کہ کریں ہم سب مرد یا عورت صیغہ جمع متکلم مذکر و مؤنث (

فعل امر حاضر معروف

گردان ترجمہ صیغہ اِفْعَلْ کر تو ایک مرد صیغہ واحد مذکر حاضر اِفْعَلَا کرو تم دو مرد صیغہ تثنیہ مذکر حاضر اِفْعَلُوْا کرو تم سب مرد صیغہ جمع مذکر حاضر اِفْعَلِيْ کر تو ایک عورت صیغہ واحد مؤنث حاضر اِفْعَلَا کرو تم دو عورتیں صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر اِفْعَلْنَ کرو تم سب عورتیں صیغہ جمع مؤنث حاضر،

الفعل المجهول

﴿یہ سبق فعل مجہول کے بیان میں ہے﴾

فعل مجہول کی وجہ تسمیہ کا بیان

لفظ مجہول یہ جہل نہ جاننے سے نکلا ہے۔اور جب کسی فعل کے فاعل سے نہ جاننا مقصود ہو یا وہ معلوم نہ ہو تو اس سے فعل فاعل میں جہالت پیدا ہو جاتی ہے۔اس جہالت کو دور کرنے کیلئے مفعول کو اس فاعل کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔پس اب فاعل بالکل تحریر و تقدیر سے اوجھل ہو جاتا ہے۔جس کے سبب جہل پیدا ہوتا ہے۔پس اسی جہل کے سبب ایسے فاعل کے فعل کو فعل مجہول سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

الفِعْلُ المَجْهُولُ : فِعْلٌ لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ ، هُوَ فِعْلٌ حُذِفَ فاعِلُهُ وَاُقِيمَ المَفْعُولُ بِهِ مَقامَهُ ، وَيَخْتَصّ بِالمُتَعَدّي .وعَلامَتُهُ فِي الماضِي اَنْ يَكُونَ الحَرْفُ الاوَّلُ مَضْمُوماً فَقَطْ ، وما قَبْلَ آخِرِهِ مَكْسُوراً فِي الابْوابِ الَّتِي لَيْسَتْ فِي اَوائِلِها هَمْزَةُ وَصْلٍ ، ولا تاءٌ زَائِدَةٌ ، نَحْوُ ضُرِبَ ، ودُحْرِجَ .

وَاَنْ يَكُونَ اَوَّلُهُ مَضْمُوماً وما قَبْلَ آخِرِهِ مَكْسُوراً فِيما اَوَّلُهُ تاءٌ زائِدَةٌ نَحْوُ تُفُضِّلَ ، وتُقُوِّيَ،وَاَنْ يَكُونَ اَوَّلُ حَرْفٍ مُتَحَرِّكٍ مِنْهُ مَضْمُوماً وما قَبْلَ آخِرِه مَكْسُوراً فِيما اَوَّلُهُ هَمْزَةُ وَصْلٍ ، نَحْوُ اسْتُخْرِجَ ، اقْتُدِرَ . والهَمْزَةُ تَتْبَعُ المَضْمُومَ إنْ لَمْ تُدْرَجْ.وعَلامَةُ الفِعْلِ المَجْهُولِ فِي المُضارِعِ اَنْ يَكُونَ حَرْفُ المُضارَعَةِ مَضْمُوماً ، ومَا قَبْلَ آخِرِهِ مَفْتُوحاً نَحْوُ يُضْرَبُ ، وَيُسْتَخْرَجُ ، إلاّ فِي باب المُفاعَلَةِ وَالإفْعالِ ، والتَّفْعِيلِ ، والفَعْلَلَةِ ، ومُلْحَقاتِها فَإنَّ العَلامَةَ فِيها فَتْحُ ما قَبْلَ الآخِرِ فَقَطْ ، نَحْوُ يُحاسَبُ ، وَيُدَحْرَجُ .وعَلامَتُهُ فِي الاجْوَفِ انْ يَكُونَ فَاءُ الفِعْلِ مِنْ مَاضِيهِ مَكْسُوراً ، نَحْوُ قِيلَ وبِيعَ .وتُقْلَبُ العَيْنُ فِي المُضارِعِ الاجْوَفِ اَلِفاً نَحْوُ يُقالُ ، ويُباعُ كما وتُقْلَبُ الالفُ فِي الماضِي المَجْهُولِ واواً مِنْ بَابِ : المُفاعَلَةِ والتَفاعُل ، نَحْوُ قُوتِلَ وتُعُوهِدَ كما عَرَفْتَ فِي التَّصرِيفِ .

ترجمہ

فعل مالم یسم فاعلہ کے بیان میں وہ فعل ہے کہ جس کے فاعل کو حذف کر دیا گیا ہو اور مفعول کو اس کے قائم مقام بنا دیا گیا ہو اور خاص کیا جاتا ہے یہ فعل متعدی کے ساتھ اور اس کی علامت ماضی میں یہ ہے کہ اس کا اول حرف مضموم ہوتا ہے فقط اور آخر سے ماقبل

مکسور ہوتا ہے ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی اور تاء زائدہ ہو جیسے ضرب [illegible] اور [illegible] کہ اس کا اول اور ثانی مضموم ہو اور آخر سے ماقبل بھی اسی طرح ہو ان ابواب میں جن کے پہلے حرف میں تاء زائدہ ہو جیسے ''تُفُضِّلَ ، وتُغُوْی'' اور تضورب اور یہ کہ اس کا اول اور ثالث مضموم ہو اور آخر سے ماقبل بھی ایسا ہی ہو ان ابواب میں جن کے شروع میں ہمزہ وصلی ہو جیسے ''اُسْتُخْرِجَ ، '' اور '' اُقْتُدِرَ '' اور ہمزہ تابع ہوتا ہے حرف مضموم کے اگر مندرج نہ ہو ساقط نہ ہو اور فعل ما لم یسم فاعلہ کی علامت یہ ہے کہ علامت مضارع مضموم ہو اور آخر سے ماقبل والا حرف مفتوح ہو جیسے ''یُضْرَبُ ، ویُسْتَخْرَجُ'' مگر باب مفاعلہ اور افعال اور تفعیل اور فعللہ اور ان کے آٹھوں ملحق ابواب میں پس بے شک علامت ان میں آخر کے ماقبل کا مفتوح ہونا ہے جیسے ''یُحاسَبُ ، ویُدَحْرَجُ '' اور اجوف میں اس کی ماضی قیل اور بیع ہے اور اشمام کے ساتھ قیل اور بیع اور واؤ کے ساتھ قول اور بوع اور اسی طرح باب اختیر اور انقید ہے نہ کہ استخیر اور اقیم فعل کے مفقود ہونے کی وجہ سے ان دونوں ابواب میں اور اس کے مضارع کے صیغہ میں عین کلمہ الف سے بدل دیا جائے گا جیسے ' قُوتِلَ وتُعُوهِدَ ' جیسا کہ صرف کی کتابوں میں آپ تفصیل سے ان قواعد کو جان چکے ہیں۔

شرح

مجہول

- وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جیسے ضُرِبَ تِلْمِیْذٌ۔ شاگرد کو مارا گیا۔

- ضروری وضاحت:

فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجہول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو تو فعل کو مجہول ذکر کر کے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف جر باء داخل ہو۔ جیسے کُرِمَ بِزَیْدٍ ۔

فائدہ: جَاءَ اور دَخَلَ اگرچہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے: جَـاءَنِـیْ زَیْـدٌ ،دَخَـلَ زَیْـدٌن الْمَسْجِدَ ۔



﴿یہ سبق فعل لازم ومتعدی کے بیان میں ہے﴾

فعل لازم ومتعدی کی وجہ تسمیہ کا بیان

فعل متعدی جو متعدی اس لئے کہتے ہیں کہ یہ فاعل کے سوا کسی متعلق کو فہم فعل کیلئے مدد کیلئے لازم کرنے والا ہے۔اور یہی متعد ہے۔اور جہاں تک لازم کا تعلق ہے تو یہ بحث کہ متعدی وعدم متعدی یہ معروف اصول ہے کہ اشیاء اپنی اضداد کی وجہ سے زیادہ آسان سمجھ میں آجاتی ہیں۔پس اسی وجہ سے یہاں متعدی اور غیر متعدی دونوں کو بیان کر دیا گیا ہے۔

يَنقَسِمُ الفِعْلُ إلى قِسْمَينِ : 1-الفِعْلُ اللَّازِمُ ، وهُوَ ما يَدُلُّ عَلى مُجَرَّدِ وُقُوعِ الفِعْلِ مِنْ دُونِ التَّعَدِّي إلى المَفْعُولِ مِثْلُ ذَهَبَ سَعِيدٌ . 2-الفِعْلُ المُتَعَدِّي ، وهُوَ ما يَتَعدَّى إلى المَفْعُولِ لِيَدُلَّ عَلى وُقُوعِ الفِعْلِ عَلَيه .فَيَتَعدَّى إلى : 1-مَفْعُولٍ واحِدٍ ، نَحْوُ نَصَرَ زيد جَعْفَراً .

2-مَفْعولَينِ ، نَحْوُ اَعْطى زيد جَعْفَراً دِرْهَماً ، ويَجُوزُ فِيهِ الاقْتِصارُ على اَحَدِ مَفْعُولَيهِ نَحْوُ اَعطَيْتُ زَيداً واَعْطَيْتُ دِرْهماً بِخِلافِ بابِ عَلِمْتَ 3.- ثَلاثَةِ مَفاعِيل ، نَحْوَ اَعْلَمَ اللّٰهُ رَسُولَهُ عَلِيّاً ع إماماً ، ومِنهُ اَرَى ، واَخْبَرَ ، وخَبَّرَ ، وحَدَّثَ .

والمَفْعُولُ الاَوَّلُ والاخيرُ فِي هذهِ الافْعالِ السِّتَّةِ كَمَفْعُولَي اَعْطَيْتُ فِي جَوازِ الاقْتِصارِ عَلى اَحَدِهِما ، نَحْوُ اَعْلَمَ اللّٰهُ سَعِيداً ، والثَّانِي مَعَ الثَّالِثِ كَمَفْعُولَي عَلِمْتَ فِي عَدَمِ جَوازِ الاقْتِصارِ عَلى اَحَدِهِما فَلا يُقالُ اَعْلَمْتُ سَعِيداً خَيرَ النَّاسِ بَلْ يُقالُ اَعْلَمْتُ سَعِيداً عَلِيّاً خَيرَ النَّاسِ .

ترجمہ

فعل یا متعدی ہوگا اور متعدی وہ فعل ہے جس کے معنی کا سمجھنا موقوف ہو ایسے متعلق پر جو فاعل کے علاوہ ہو جیسے ضرب سعید اور یا لازم ہوگا اور لازم وہ فعل ہے جو اس کے برعکس ہو جیسے قعد اور قام اور فعل متعدی کبھی ایک مفعول کی طرف متعدی ہوتا ہے جیسے "نَصَرَ زيد جَعْفَراً " اور کبھی دو مفعولوں کی طرف جیسے "اَعْطى زيد جَعْفَراً دِرْهَماً " اور اس میں دو مفعولوں میں سے ایک پر اکتفاء کرنا بھی جائز ہے جیسے "اَعطَيْتُ زَيداً واَعْطَيْتُ دِرْهماً " بخلاف باب علمت کے اور تین مفعولوں کی طرف کبھی متعدی ہوتا ہے جیسے "اَعْلَمَ اللّٰهُ رَسُولَهُ عَلِيّاً ع إماماً " اور اسی قبیل سے ہے" اَرَى ، واَخْبَرَ ، وخَبَّرَ ، وحَدَّثَ "

اور حدث ان ساتوں کا مفعول اول آخر کے دونوں مفعولوں کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے اعطیت کے دونوں مفعول دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء کے جائز ہونے میں ہیں تو کہے'' اَعْلَمَ اللّٰهُ سَعِیداً '' اور مفعول ثانی مفعول ثالث کے ساتھ ایسا ہی ہے جیسے علمت کے دونوں مفعول دونوں میں سے کسی ایک کے اقتصار کے جائز نہ ہونے میں ہیں پس تو نہیں کہہ سکتا'' اَعْلَمْتُ سَعِیداً خَیرِ النَّاسِ '' بلکہ تو کہہ سکتا ہے'' اَعْلَمْتُ سَعِیداً عَلِیّاً خَیرَ النَّاسِ ''

شرح

فعل کی مختلف اعتبار سے تقسیم کی جاتی ہے۔ زمانے کے اعتبار سے۔ مفعول بہ کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے ،فاعل معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے۔ یہاں صرف آخری دو اعتبارات سے فعل کی اقسام بیان کی جائیں گی۔

مفعول بہ کی ضرورت ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے فعل کی اقسام، اس اعتبار سے فعل کی دو اقسام ہیں:۔ لازم۔ متعدی۔

فعل لازم کی تعریف

وہ فعل جو صرف فاعل سے ملکر مکمل معنی ظاہر کرے۔ اور اسے مفعول بہ کی ضرورت نہ ہو۔ جس طرح جَلَسَ زَیْدٌ زید بیٹھا۔

متعدی کی تعریف

وہ فعل جو صرف فاعل سے ملکر مکمل معنی ظاہر نہ کرے۔ بلکہ اسے مفعول بہ کی بھی اَعْطَیْتُ زَیْدًا دِرْهَمًا ۔

۔متعدی بسه مفعول : وه فعل هے جو تین مفعول چاهتاهے ۔جس طرح اَرَی اللّٰہُ الْمُؤمِنَ الْجَنَّةَ مَثْوَاہ،ضرورت ہو ۔ جس طرح ضَرَبَ زَیْدٌ طِفْلَه ۔

فعل متعدی کی تین اقسام ہیں:۔ متعدی بیک مفعول۔ ۔متعدی بدو مفعول۔ ۔متعدی بسہ مفعول۔ متعدی بیک مفعول: وہ فعل ہے جو صرف ایک مفعول چاہتا ہے۔ جس طرح اَکْرَمْتُ زَیْدًا ۔ ۔متعدی بدو مفعول: وہ فعل ہے جو دو مفعول چاہتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے مومن کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھایا۔

فاعل معلوم ہونے یا نہ ہونے کے اعتبار سے فعل کی اقسام فعل چاہے لازم ہو یا متعدی اس کی دو اقسام ہیں۔۔ معروف۔ مجہول

معروف: وہ فعل جس کا فاعل معلوم ہو۔ یعنی فعل کی نسبت فاعل کی طرف کی گئی ہو۔ جس طرح مَرَّنَ اُسْتَاذٌ استاد نے مشق کرائی۔

مجہول: وہ فعل جس کا فاعل معلوم نہ ہو یعنی فعل کی نسبت مفعول کی طرف کی گئی ہو۔ جس طرح ضُرِبَ تِلْمِیْذٌ شاگرد کو مارا گیا۔

انتباہ

فعل مجہول فعل لازم سے نہیں بنتا اس لئے کہ فعل مجہول میں فعل کی نسبت مفعول کی طرف ہوتی ہے اور فعل لازم کا مفعول آتا ہی نہیں۔ البتہ اگر فعل لازم سے فعل مجہول بنانا ہو تو فعل کو مجہول ذکر کرکے اس کے بعد ایسا اسم ذکر کر دیا جاتا ہے۔ جس پر حرف

جر باء داخل ہو۔ جس طرح کَرِمَ بِزَیْدٍ ۔ فائدہ: جَاءَ اور دَخَلَ اگرچہ لازم ہیں مگر متعدی کی طرح بھی استعمال ہوتے ہیں۔ جس طرح: جَاءَنِیْ زَیْدٌ ،دَخَلَ زَیْدُنِ الْمَسْجِدَ۔

فعل کے عمل کے بارے میں پیچھے اجمالاً گزر چکا اب ہم قدرے تفصیل بیان کرتے ہیں۔ کوئی بھی فعل غیر عامل نہیں ہوتا ،چاہے لازم ہو یا متعدی۔ فاعل کو رفع اور درج ذیل چھ اسماء کو نصب دیتا ہے۔

مفعول مطلق : ۔ جس طرح قَامَ زَیْدٌ قِیَامًا لازم (ضَرَبَ زَیْدٌ ضَرْبًامتعدی ۔ مفعول فیه : ۔جس طرح صُمْتُ یَوْمَ الْجُمُعَةِ،لازم (ضَرَبْتُ زَیْدًا فَوْقَ السَّقَفِ،متعدی ۔مفعول معه : ۔جس طرح جَاءَ الْبَرْدُ وَالْجُبَّاتِ، لازم (رَاَیْتُ الاَسَدَ وَ الْفِیْلِ،متعدی ۔ ۔مفعول له: ۔جس طرح قُمْتُ اِکْرَامًا،لازم (ضَرَبْتُهٗ تَادِیْبًا،متعدی ۔ ۔حال : ۔جس طرح جَاءَ زَیْدٌ رَاکِبًا،لازم(ضَرَبْتُ زَیْدًا مَشْدُوْدًا،متعدی ۔ ۔تمیز : ۔جس طرح طَابَ زَیْدٌ نَفْسًا،لازم،رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا، متعدی

نوٹ: فعل متعدی مفعول بہ کو بھی نصب دیتا ہے۔ جس طرح نَصَرَ زَیْدٌ عَمْرًوا ۔ فعل کا یہ عمل تو اس صورت میں تھا جب کہ وہ معروف ہو اور اگر مجہول ہو تو درج ذیل صورت ہوگی۔

فعل مجہول کا عمل

فعل مجہول فاعل کے بجائے مفعول بہ کو رفع دیتا ہے اور اس مفعول بہ کو نائب الفاعل کہتے ہیں۔ جس طرح اُکِلَ رُمَّانٌ انار کھایا گیا، اور بقیہ اسماء کو نصب دیتا ہے جس طرح، وُزِّعَ الْکُتُبَاتُ وَالْعِمَامَاتِ تَوْزِیْعاً یَوْمَ الْجُمُعَةِ اَمَامَ الْمَسْئُوْلِ تَاْلِیْفاً لِّلْقُلُوْبِ ۔

افعال القلوب

﴿یہ سبق افعال قلوب کے بیان میں ہے﴾

افعال قلوب کی وجہ تسمیہ کا بیان

قلوب قلب کی جمع ہے اور قلب کا معنی ہے "دل"۔ چونکہ ان افعال میں یقین وظن کا معنی پایا جاتا ہے اور ان معانی کا تعلق دل سے ہے نہ کہ دوسرے اعضاء سے اس لیے انہیں "افعال قلوب" کہا جاتا ہے۔ نیز انہیں "افعال شک ویقین" بھی کہتے ہیں؛ کیونکہ ان میں سے بعض افعال شک ظن اور بعض افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں۔

وهِيَ افْعالٌ تُفِيدُ اليَقِينَ اَوِ الرُّجحَانَ وهِيَ سَبْعَةٌ : 1-عَلِمْتُ ،2-ظَنَنْتُ ، 3-حَسِبْتُ ، 4-خِلْتُ ، 5-رَاَيْتُ ، 6-زَعَمْتُ ، 7-وَجَدْتُ .وهِيَ تَدْخُلُ على المُبْتَدَاِ والخَبَرِ فَتَنْصِبُهُما على المَفْعُولِيَّةِ نَحْوُ عَلِمْتُ زَيْداً فاضِلاً ، عَمْراً عالِماً .ولِهذِه الافْعالِ خَواصُّ ، نَذْكُرُ اَهَمَّها فِيما يَاتِي :

1-إنَّهُ لا يُقْتَصَرُ على احَدِ مَفْعُولَيها بِخِلافِ بَابِ اَعطَيْتُ ، فَلا تَقُولُ عَلِمْتُ زَيْداً .

2-يَجوزُ إلغاؤُها إذا تَوَسَّطَتْ نَحْوُ سَعيدٌ ظَنَنْتُ عالِمٌ او تَاَخَّرَتْ نَحْوُ زيد قَائِمٌ ظَنَنْتُ.(

3-إنَّها تُعَلَّقُ عَنِ العَمَلِ إذا وَقَعَتْ قَبْلَ الاسْتِفْهامِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ اَزيد عِنْدَكَ امْ جَعْفَرٌ ؟ اوْ قَبْلَ النَّفْيِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ ما زيد فِي الدَّارِ ، اوْ قَبْلَ لامِ الابْتِداءِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ لَزيد مُنْطَلِقٌ . ومَعْنى التَّعْلِيقِ اَنَّهُ لا تَعْمَلُ لَفْظاً بَلْ تَعْمَلُ مَعْنىً . 4-يَجُوزُ انْ يَكونَ فاعِلُها ومَفْعُولُها ضَمِيرَيْنِ مُتَّصِلَيْنِ مِنَ الشَّيءِ الواحِدِ نَحْوُ : عَلِمْتَنِي مُنْطَلِقاً وظَنَنْتُكَ فاضِلاً .

وقَدْ يَكُونُ ظَنَنْتُ بِمَعْنى اتَّهَمْتُ ، و عَلِمْتُ بِمَعْنى عَرَفْتُ ، و رَاَيْتُ بِمَعْنى اَبْصَرْتُ ، و وَجَدْتُ بِمَعنى اَصَبْتُ الضَّالَّةَ ، فَتَنْصِبُ مَفعولاً واحِداً فَقَطْ ، فَلا تَكُونُ حِينَئِذٍ مَنْ افْعالِ القُلُوبِ ، مِثْلُ وَجَدْتُ الكِتابَ،

ترجمہ

یہ سبق افعال قلوب کے بیان میں ہے۔ افعال قلوب وہ یہ ہیں" ۱ عَلِمْتُ ۲ رَاَيْتُ ۳ وَجَدْتُ ۴ ظَنَنْتُ ۵ حَسِبْتُ ۶ خِلْتُ ۷ زَعَمْتُ ۔" یہ افعال مبتداء اور خبر پر داخل ہوتے ہیں پس دونوں کو مفعول ہونے کی بنا نصب دیتے ہیں اور تو جان

لے بے شک ان افعال کے کچھ خواصے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء نہ کیا جائے بخلاف باب اعطیت کے پس تو نہیں کہہ سکتا علمت زید ۱ اوران میں سے ایک یہ ہے کہ ان کے عمل کا لغو ہو جائز ہے جبکہ درمیان میں آئیں "سعید ظننت عالم" یا مؤخر ہوں جیسے" زید قائم ظننت" اورانہیں سے ایک یہ ہے کہ سب کے سب معلق ہو جائیں عمل سے جب یہ استفہام سے پہلے واقع ہوں "علمت ازید عندك ام جعفر" اور حرف نفی سے پہلے ہو جیسے "علمت ما زید فی الدّار" اورلام ابتداء سے پہلے ہو جیسے "علمت لزید منطلق" ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کا فاعل اور مفعول دونوں ضمیریں ہوں ایک شے کی جیسے "علمتنی منطلقاً و ظننتك فاضلاً" اور تو جان لے ظننت کبھی اتھمت کے معنی میں ہوتا ہے اور علمت عرفت کے معنی میں ہیں اور رایت ابصرت کے معنی میں اور وجدت اصبت الضالۃ کے معنی میں آتا ہے اس وقت یہ صرف ایک مفعول نصب دیتا ہے اس وقت یہ افعال قلوب سے نہ ہونگے۔

افعال قلوب کی تعریف

وہ افعال جو شک ویقین پر دلالت کرتے ہیں۔ جس طرح: عَلِمْتُ زَیْداً فَاضِلاً میں نے زید کو فاضل یقین کیا افعال قلوب کی تعداد: یہ کل سات افعال ہیں۔

عَلِمْتُ رَاَیْتُ وَجَدْتُ ظَنَنْتُ حَسِبْتُ خِلْتُ زَعَمْتُ ۔

ان میں سے پہلے تین افعال یقین پر دلالت کرتے ہیں۔ جس طرح: عَلِمْتُ، رَاَیْتُ، وَجَدْتُ زَیْداً فَاضِلاً ۔

ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ میں نے زید کو فاضل یقین کیا۔ اوران کے بعد کے تین افعال ظن پر دلالت کرتے ہیں جس طرح: ظَنَنْتُ، حَسِبْتُ، خِلْتُ زَیْداً شَاعِراً ۔

ان سب کا مطلب ایک ہی ہے کہ میں نے زید کو شاعر گمان کیا۔ اور زَعَمْتُ مشترک ہے یعنی کبھی یقین کے لیے آتا ہے۔ جس طرح: زَعَمْتُ بَکْراً مُنَجِّماً میں نے بکر کو نجومی جانا اور کبھی ظن پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح: زَعَمْتُ عَمْرواً مُهَنْدِساً" میں نے عمرو کو انجینئر گمان کیا"۔

افعال قلوب کا عمل

یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہو کر اس کے دونوں اجزاء مبتدا و خبر کو مفعول ہونے کی وجہ سے نصب دیتے ہیں۔ جس طرح مذکورہ بالا مثالوں سے واضح ہے۔

افعال قلوب کے احکام

افعال قلوب کے دونوں مفعولوں میں سے کسی ایک کو حذف کرنا ناجائز ہے اگر حذف کرنے ہوں تو دونوں کیے جاتے ہیں ورنہ دونوں کو ذکر کیا جاتا ہے بعض صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً ومعنی دونوں طرح باطل ہو جاتا ہے اسے "الغاء" کہتے ہیں اور

بعض صورتوں میں صرف لفظاً عمل باطل ہوجاتا ہے اسے "تعلیق" کہتے ہیں۔ان کی تفصیل درج ذیل ہے: دو صورتوں میں افعال قلوب کا عمل لفظاً اور معنی باطل ہوجاتا ہے:۔ جب افعال قلوب مبتدا وخبر سے مؤخر آئیں۔جس طرح: زَيْدٌ عَالِمٌ عَلِمْتُ .

جب یہ افعال مبتدا وخبر کے درمیان آجائیں۔جس طرح: زَيْدٌ عَلِمْتُ عَالِمٌ .

تین صورتوں میں افعال قلوب کا عمل صرف لفظاً باطل ہوجاتا ہے:۔جب مبتداء وخبر سے پہلے حرف نفی آجائے۔جس طرح عَلِمْتُ مَا زَيْدٌ عَالِمٌ .

جب مبتداء وخبر سے پہلے حرف استفہام آجائے۔جس طرح: ظَنَنْتُ أَزَيْدٌ قَائِمٌ اَو بَكْرٌ .

جب مبتدا وخبر سے پہلے لام ابتدائیہ آجائے۔جس طرح: عَلِمْتُ لَزَيْدٌ عَالِمٌ .

فائدہ

خیال رہے کہ الغاء اور تعلیق میں دو طرح سے فرق ہے: الغاء کا مطلب ہے افعال قلوب کے عمل کو لفظاً اور معنی دونوں طرح باطل کردینا اور تعلیق کا مطلب ہے ان کے عمل کو صرف لفظاً باطل کردینا۔الغاء صرف جائز ہے واجب نہیں لہٰذا الغاء کی جو دو صورتیں اوپر ذکر کی گئی ہیں ان میں یہ بھی جائز ہے کہ افعال قلوب کو عمل دیا جائے۔جس طرح: زَيْداً عَالِماً عَلِمْتُ یا زَيْداً عَلِمْتُ عَالِماً ۔ جبکہ تعلیق واجب ہے لہٰذا تعلیق کی مذکورہ صورتوں میں یہ جائز نہیں کہ افعال قلوب کو عمل دیا جائے۔

فائدہ

لفظاً اور معنی عمل کا باطل ہونا تو ظاہر ہے۔صرف لفظاً عمل کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں مبتدا وخبر معنی منصوب ہوں گے لہٰذا نصب جزئین کے ساتھ ایک اور جملہ اسمیہ کا اس پر عطف کرنا جائز ہوگا۔جس طرح: عَلِمْتُ لَزَيْدٌ قَائِمٌ وَبَكْراً قَاعِداً .

انتباہ: خیال رہے کہ جب ظَنَنْتُ بمعنی اِتَّهَمْتُ، عَلِمْتُ بمعنی عَرَفْتُ، رَاَيْتُ بمعنی اَبْصَرْتُ اور وَجَدْتُ بمعنی اَصَبْتُ ہو تو یہ افعال، متعدی بیک مفعول ہوں گے نیز اس صورت میں یہ افعال قلوب نہیں کہلائیں گے۔جس طرح: ظَنَنْتُ زَيْداً میں زید پر وہم کیا .عَلِمْتُ زَيْداً میں نے زید کو پہچان لیا، رَاَيْتُ زَيْداً، میں نے زید کو دیکھ لیا، وَجَدْتُ الضَّالَّةَ، میں نے گم شدہ چیز کو پالیا۔



﴿یہ سبق افعال ناقصہ کے بیان میں ہے﴾

افعال ناقصہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

شیخ عبدالرحمٰن بن احمد جامی نحوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ افعال ناقصہ کو ناقصہ اس لئے کہتے ہیں کیونکہ یہ صرف فاعل کے ساتھ کلام تام نہیں ہوتے بلکہ خبر کے محتاج ہوتے ہیں۔اس لئے ان کو ناقص کہتے ہیں۔پس یہ نقصان سے خالی نہ ہوئے۔اور یہی نقصان ان کو ناقصہ بنانے والا ہے۔(شرح ماۃ عامل، شیخ عبدالرحمٰن جامی)

١-الافعالُ النّاقِصَةُ : اَفعالٌ وُضِعَتْ لِتقريرِ الفاعِلِ عَلى صِفَةٍ غَيرِ صِفَةِ مَصْدَرِها ، وهِيَ كَانَ وصارَ واَصبَحَ وامسى إلخ ، وتَدخُلُ عَلى المُبتَدإ والخَبرِ فتَرفَعُ الاوّلَ اسماً لَها وتَنصِبُ الثّاني خَبَراً لَها ، فتَقولُ : كَانَ سَعيدٌ قائِماً .و كَانَ عَلى ثلاثَةِ اقسامٍ 1:-ناقِصَةٌ ، وهِيَ تَدُلُّ عَلى ثُبوتِ خَبرِها لِفاعِلِها فِي الماضِي ، إمّا دائِماً، نَحوُ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيمًا حَكِيمًا النساء/.(17، اوْ مُنقَطِعاً ، نَحوُ كَانَ زَيدٌ شابّاً .

2-تامّةٌ ، وهِيَ بِمَعنى ثَبَتَ ، وحَصَلَ نَحوُ كَانَ القِتالُ ، اىْ حَصَلَ القِتالُ ، فَهِيَ هُنا تُفيدُ مَعناها اللُّغَوِيَّ 3.-زائِدَةٌ ، وهُوَ ما لا يَتَغَيَّرُ المَعنى بِحَذفِها ، كَقَولِ الشّاعِرِ

جِيادُ بَنِي اَبي بَكرٍ تَسامى عَلى كَانَ المُسَوَّمَةِ العِرابِ

و صَارَ للانتِقالِ ، نَحوُ صارَ زَيدٌ غَنِيّاً . و اَصبَحَ و اَمسى و اَضحى ، تَدُلُّ عَلى اقتِرانَ مَعنى الجُملَةِ بِتِلكَ الاوقاتِ ، نَحوُ اَصبَحَ زَيدٌ ذاكِراً ، اى كَانَ ذاكِراً فِي وَقتِ الصُّبحِ ، وبِمَعنى دَخَلَ فِي الصَّباحِ مِثلُ حِينَ تُمسُونَ وَحِينَ تُصبِحُونَ (الروم/.(17)

وكَذلِكَ ظَلَّ وباتَ يَدُلّانِ عَلى اقتِرانِ مَعنَى الجُملَةِ بِوَقتِهِما ،وقَد يَاتِي بِمَعنى صَارَ ، نَحوُ وَإذَا بُشِّرَ اَحَدُهُم بِالاُنثى ظَلَّ وَجهُهُ مُسوَدًّا(النحل/.(58)

و مازالَ ، وما بَرِحَ ، وما فَتِئَ ، وما انفَكَّ تَدُلُّ عَلى ثُبوتِ خَبَرِها لِفاعِلِها ، ويَلزَمُها حَرفُ النَّفي ، نَحوُ ما زالَ زَيدٌ اَميراً ،

و مَا دَامَ تَدُلُّ عَلَى تَوْقِيتِ اَمْرٍ بِمُدَّةِ ثُبُوتِ خَبَرِهَا لِفَاعِلِهَا ، نَحْوُ اَقُوْمُ مَادَامَ الاَمِيْرُ جَالِساً . و لَيْسَ تَدُلُّ عَلى نَفْيِ الجُمْلَةِ حالاً وقِيلَ مُطْلَقاً ، نَحْوُ لَيْسَ زَيْدٌ قَائِماً وقَدْ عَرَفْتَ بَقِيَّةَ اَحْكَامِهَا فِي القِسْمِ الاَوَّلِ فَلا نُعِيدُهَا .

ترجمہ

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو وضع کیے گئے ہیں فاعل کو ثابت کرنے کے لیے ایسی صفت پر جو ان کے مصدر کی صفت کے علاوہ ہو اور وہ یہ ہیں کان ، صار ، ظل ، بات الخ یہ افعال جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں ان کے معنی کا حکم یہ ہے اس کی نسبت کا فائدہ پہنچانے کے لیے ہوتے ہیں یعنی اپنے معنی کا حکم خبر کو دینے کے لیے آتے ہیں پس پہلے کو رفع اور دوسرے کو نصب دیتے ہیں پس تو کہے '' كَانَ سَعِيدٌ قَائِماً '' اور کان تین قسم پر ہے پہلا ناقصہ اور یہ دلالت کرتا ہے کہ اس کی خبر کے ثبوت پر اس کے فاعل کے لیے زمانہ ماضی میں یا دائمی طور جیسے '' وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيماً حَكِيمًا '' یا منقطع ہو جیسے '' كَانَ زَيْدٌ شَاباً '' اور کان تامہ ہوتا ہے جو بمعنی ثبت اور حصل کے ہوتا ہے جیسے '' كَانَ القِتَالُ '' اور کان زائدہ بھی ہوتا ہے اس کو ساقط کرنے کے ساتھ جملہ کا معنی بدلتا نہیں جیسے شاعر کا قول شعر تیز رفتار گھوڑے میرے بیٹے ابوبکر کے فوقیت رکھتے ہیں۔ ان عربی گھوڑوں پر جن پر تیز رفتاری کے نشان لگائے ہوئے ہیں اور صار ہے جو انتقال کے لیے آتا ہے جیسے '' صَارَ زَيْدٌ غَنِيّاً '' اور اصبح ، امسی ، اضحی دلالت کرتے ہیں مضمون جملہ کے ملانے پر ان اوقات میں جیسے '' اَصْبَحَ زَيْدٌ ذَاكِراً '' یعنی زید ذکر کرنے والا تھا صبح کے وقت میں اور صار کے معنی میں بھی آتا ہے جیسے '' وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهُ مُسْوَدًّا '' کہ زید غنی ہو گیا اور تامہ بھی ہوتا ہے یعنی زید صبح کے وقت اور چاشت کے وقت اور شام کے وقت داخل ہوا ظل اور بات یہ دونوں دلالت کرتے ہیں مضمون جملہ کے ملانے پر اپنے اوقات کے ساتھ جیسے '' اور صار کے معنی میں بھی آتے ہیں اور مازال ، مافتی ، مابرح ، اور ماانفک دلالت کرتے ہیں اپنی خبر کے ثبوت کے استمرار پر اپنے فاعل کے لیے جب اس نے اس کو قبول کیا ہے جیسے '' مَا زَالَ زَيْدٌ اَمِيراً '' کہ زید ہمیشہ سے امیر رہا اور ان کو حرف نفی لازم ہے اور مادام دلالت کرتا ہے کسی امر کی توقیت پر اس مدت کے ساتھ کہ اس کی خبر اس کے فاعل کے لیے ثابت ہے جیسے '' اَقُوْمُ مَادَامَ الاَمِيرُ جَالِساً '' اور لیس دلالت کرتا ہے معنی جملہ کی نفی پر حال میں اور کہا گیا ہے مطلقاً اور ان کے بقیہ احکام تم قسم اول میں پہچان چکے ہو اب ہم ان کا اعادہ نہیں کرتے۔

افعال ناقصہ کی تعریف کا بیان

افعال ناقصہ وہ افعال ہیں جو اپنے مصادر کی صفت کے علاوہ کسی دوسری صفت کو اپنے فاعل کے لئے ثابت کرنے کیلئے وضع کئے گئے ہیں۔ جیسے كَانَ زَيْدٌ قَائِمًا وضاحت: اس مثال میں کَانَ ، صفتِ قیام کو اپنے فاعل زید کے لئے ثابت کر رہا ہے جو اس کے مصدر کی صفت کے علاوہ ہے۔



﴿یہ سبق افعال مقاربہ کے بیان میں ہے﴾

افعال مقاربہ کی وجہ تسمیہ کا بیان

علمائے نحات کے نزدیک افعال مقاربہ کی وجہ تسمیہ ا؎ معروف ہے کہ یہ وہ افعال ہیں جن کی دلالت ایسے امر پر ہے جو حصول خبر کے قریب ہے۔ اور یہی خبر کے قریب ہونے کے سبب ان افعال کا نام افعال مقاربہ رکھا گیا ہے۔

شیخ عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ افعال مقاربہ کو مقاربہ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ قرب پر دلالت کرتے ہیں۔ اور ان کے نام کی وجہ تسمیہ کا سبب یہی قرب بننے والا ہے۔ (شرح ماۃ عامل، شیخ عبدالرحمٰن جامی)

اَفْعَالُ الْمُقَارَبَةِ : اَفْعَالٌ وُضِعَتْ لِلدَّلَالَةِ عَلَى دُنُوِّ الْخَبَرِ لِفَاعِلِهَا وَهِيَ عَلَى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ :الاَوَّلُ : مَا يَدُلُّ عَلَى الرَّجَاءِ ، وَهُوَ عَسَى وَلَا يُسْتَعْمَلُ مِنْهُ غَيْرُ الْمَاضِي لِكَوْنِهِ فِعْلاً جَامِداً وَهُوَ فِي الْعَمَلِ ، مِثْلُ كَانَ ، نَحْوُ عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَقُومَ ، اِلَّا اَنَّ خَبَرَهُ فِعْلُ الْمُضَارِعِ مَعَ اَنْ ، نَحْو عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ ، وَيَجُوزُ تَقْدِيمُهُ ، نَحْوُ عَسَى اَنْ يَخْرُجَ زَيْدٌ ، وَقَدْ تُحْذَفُ اَنْ نَحْوُ عَسَى زَيْدٌ يَقُومُ . الثَّانِي : مَا يَدُلُّ عَلَى الْحُصُولِ ، وَهُوَ كَادَ وَخَبَرُهُ مُضَارِعٌ دُونَ اَنْ ، نَحْوُ كَادَ زَيْدٌ يَقُومُ ، وَقَدْ تَدْخُلُ اَنْ عَلَى خَبَرِهِ ، نَحْوُ كَادَ زَيْدُ اَنْ يَخْرُجَ .

الثَّالِثُ : مَا يَدُلُّ عَلَى الاَخْذِ وَالشُّرُوعِ فِي الْفِعْلِ ، وَهُوَ طَفِقَ ، وَجَعَلَ ، وَكَرَبَ ، وَاَخَذَ وَاسْتِعْمَالُهَا مِثْلُ كَادَ ، نَحْوُ طَفِقَ زَيْدٌ يَكْتُبُ اِلخ وَ اَوْشَكَ ، وَاسْتِعْمَالُهُ مِثْلُ عَسَى ، وَكَادَ ،

ترجمہ

افعال مقاربہ یہ وہ افعال ہیں جو وضع کئے گئے ہیں دلالت کرنے کیلئے خبر کے قریب ہونے پر ان کے فاعل کیلئے اور یہ تین قسم پر ہیں پہلی قسم امید کیلئے ہے اور وہ عسی ہے اور وہ فعل جامد ہے جس سے ماضی کے علاوہ فعل استعمال نہیں کیا جاتا اور یہ عمل میں کاد کی طرح ہے۔

لیکن اس میں خبر فعل مضارع ''ان'' کے ساتھ آتی ہے جیسے'' عَسَى زَيْدٌ اَنْ يَخْرُجَ '' اور جائز ہے اس کے اسم پر خبر کو مقدم

کرتا ہے "عَسٰی اَنْ یَخْرُجَ زَیْدٌ" اور کبھی "ان" کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے "عَسٰی زَیْدٌ یَقُوْمُ" اور دوسری قسم حصول کیلئے آتی ہے اور وہ کاد ہے اور اس کی خبر فعل مضارع ہوتی ہے بغیر "ان" کے جیسے "کَادَ زَیْدٌ یَقُوْمُ" اور کبھی "ان" بھی داخل ہو جاتا ہے جیسے "کَادَ زَیْدٌ اَنْ یَخْرُجَ" اور تیسری قسم اخذ اور شروع کرنے کے معنی میں آتے ہیں اور وہ طفق، جعل، کرب، اور اخذ ہے اور ان کا استعمال کاد کی طرح ہے "طَفِقَ زَیْدٌ یَکْتُبُ" اس کا استعمال عسی اور کاد کی طرح ہے۔

افعال مقاربہ کی تعریف

وہ افعال جو خبر کو اسم کے قریب کر دیتے ہیں۔ افعال مقاربہ یہ ہیں۔ عَسٰی، کَادَ، کَرَبَ، اَوْشَكَ،

یہ بھی افعال ناقصہ کی طرح عمل کرتے ہیں یعنی اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ ان کی خبر ہمیشہ فعل مضارع کا صیغہ ہوتی ہے کبھی اَن کے ساتھ اور کبھی بغیر اَن کے جس طرح کَرَبَ الماءُ یَجْمُدُ۔ قریب ہے کہ پانی جم جائے۔

ترکیب:

کَرَبَ الْمَاءُ یَجْمُدُ کَرَبَ فعل مقارب، الماءُ اس کا اسم، یجمُدُ اس کی خبر، اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ۔

افعال مقاربہ کا استعمال تین طرح سے ہوتا ہے۔ جو فعل اس بات پر دلالت کرنے کے لیے آئے کہ خبر کا حصول قریب ہے ان کو افعال مقاربہ کہتے ہیں۔ جس طرح کَرَبَ الشِّتَاءُ یَنْقَضِی قریب ہے کہ سردی ختم ہو جائے۔

یہ تین ہیں کَرَبَ، کَادَا ور اَوْشَكَ، کَادَاور کَرَبَ کی خبر اکثر بغیر اَن کے آتی ہے اور اَوْشَكَ کی خبر کے ساتھ اکثر اَنْ آتا ہے۔

وہ فعل کہ جن کی خبر کے حاصل ہونے کی امید ہو ان کو افعال رجاء کہتے ہیں یہ بھی تین ہیں۔ عَسٰی، حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ جس طرح، عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یَّرْحَمَکُمْ امید ہے کہ تمہارا رب عزوجل تم پر رحم فرمائے۔

افعال رجاء کبھی تامہ بھی ہوتے ہیں یعنی صرف فاعل کے ساتھ ملکر جملہ بن جاتے ہیں اور خبر کی ضرورت نہیں ہوتی اس وقت انکا فاعل مصدر مؤول ہوگا جس طرح، عَسٰی اَنْ یَّقُوْمَ، اِخْلَوْلَقَ اَنْ یَّاْتِیَ۔ عَسٰی

فعل جامد ہے سوائے ماضی کے اس سے کوئی اور صیغہ نہیں آتا اور اس کی خبر کے ساتھ اکثر اَن آتا ہے۔ حَرٰی اور اِخْلَوْلَقَ کی خبر کے ساتھ اَن کالانا واجب ہے۔ جس طرح اِخْلَوْلَقَ الْمُذْنِبُ اَنْ یَّتُوْبَ امید ہے کہ گناہ گار توبہ کرے گا۔

حَرٰی الْغَائِبُ اَنْ یَّحْضُرَ امید ہے کہ غائب حاضر ہو جائے۔

وہ افعال جو خبر کی ابتداء اور شروع کرنے پر دلالت کرتے ہیں ان کو افعال شروع کہتے ہیں۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں۔ اَنْشَاَ، طَفِقَ، اَخَذَ، جَعَلَ، عَلَقَ، قَامَ، اَقْبَلَ۔

جس طرح، طَفِقَ الطِّفْلُ یَتَکَلَّمُ بچہ کلام کرنے لگا۔ ان کی خبر بغیر اَن کے استعمال ہوتی ہے۔



﴿یہ سبق فعل تعجب کے بیان میں ہے﴾

فعل تعجب کی وجہ تسمیہ کا بیان

فعل تعجب اس فعل کو کہتے ہیں کہ سامع جب ایسا کلام سنتا ہے جس میں فعل تعجب کا استعمال ہوتا ہے تو اس کی عقل حیران وتعجب میں پڑ جاتی ہے۔ کیونکہ کلام کرنے والا فعل تعجب کے ذریعے کوئی عجیب چیز بتا رہا ہوتا ہے۔ اسی تعجب کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ایسے فعل کو فعل تعجب کہا گیا ہے۔ اور افعال تعجب کا تعلق عقل کو عجب وحیرانگی کی جانب لے جاتا ہے۔ پس اسی سبب سے ایسے افعال کو افعال تعجب کہتے ہیں۔

۱۔فِعْلُ التَّعَجُّبِ مَا وُضِعَ لِاِنْشَاءِ التَّعَجُّبِ ، ولَهُ صِيغَتَانِ 1۔مَا اَفْعَلَهُ ، نَحْوُ مَا اَحْسَنَ سَعِيداً ، اَىْ : اَىُّ شَىْءٍ اَحْسَنَ سَعِيداً ، وفِى اَحْسَنَ ضَمِيرٌ مُسْتَتِرٌ ، وهُوَ فَاعِلُهُ . 2۔اَفْعِلْ بِهِ ، نَحْوُ اَحْسِنْ بِزَيْدٍ . ولا يُبْنَيَانِ إلاّ مِمّا يُبْنى مِنْهُ افْعَلُ التَّفْضِيلِ ،ويتوصل فى الممتنع بمثل ما اشد استخراجا فى الاول واشد باستخراجه فى الثانى كما عرفت فى اسم التفضيل،

(بِاَنْ يَكُونَ فِعْلاً ثُلاثِيّاً مُتَصَرِّفاً قابلاً لِلتَّفاضُلِ ، ويُتَوَصَّلُ فِى الفاقِدِ لِلشَّرائِطِ بِمِثْلِ ما اَشَدَّ كما عَرَفْتَ)

ولا يَجُوزُ التَّصْرِيفُ فِيهِ ، ولا التَّقْدِيمُ ، ولا التَّاخِيرُ ، ولا الفَصْلُ ، واَجازَ المازِنِى الفَصْلَ بِالظَّرْفِ ، نَحْوُ مَا اَحْسَنَ اليَوْمَ زَيْداً .

ترجمہ

تعجب کے دونوں فعل وہ ہیں جو تعجب پیدا کرنے کیلئے وضع کیے گئے ہیں اس کے دو صیغے ہیں پہلا ما افعلہ جیسے "مَا اَحْسَنَ سَعِيداً" یعنی زید کو کس چیز نے حسین بنا دیا اور احسن میں ایک ضمیر ہے جو اس کا فاعل ہے اور دوسرا وزن افعل بہ جیسے "اَحْسِنْ بِزَيْدٍ" کہ زید کس قدر حسین ہے اور یہ نہیں بنائے جاتے مگر اس سے جس سے افعل التفضیل بنایا جاتا ہے اور پہنچا جاتا ہے ممتنع میں "ما اشد استخراجا" پہلے میں اور "واشد باستخراجه" کی مثل کے ساتھ دوسرے میں جیسے کہ اسم تفضیل میں پہچان چکے ہیں اور ان دونوں میں تصریف کرنا جائز نہیں تقدیم کے ساتھ اور نہ تاخیر کے ساتھ اور عامل اور معمول کے درمیان کوئی

فصل نہیں اور علامہ مازنی نحوی نے فصل کا جائز رکھا ہے ظرف میں جیسے" مَا اَحْسَنَ الْیَوْمَ زَیْدًا "

افعال تعجب کی تعریف کا بیان

وہ افعال جنھیں تعجب کے اظہار کے لیے وضع کیا گیا ہوانہیں افعال تعجب کہتے ہیں۔جس چیز پر تعجب کیا جائے اس کو متعجب منہ کہتے ہیں۔جس طرح،مَا اَحْسَنَ زَیْدًا۔یہاں زَیْدًا متعجب منہ ہے۔

ثلاثی مجرد کے مصادر سے اس کے دو صیغے کثیر الاستعمال ہیں۔مَا اَفْعَلَه ۔ اَفْعِلْ بِه ۔ مَا اَفْعَلَه جس طرح،مَا اَحْسَنَ زَیْدًا زید کیا ہی حسین ہے۔مَا اَحْسَنَ زَیْدًا کی اصل اَیُّ شَیْئٍ اَحْسَنَ زَیْدًا ہے۔

ترکیب :مَا اَحْسَنَ زَیْدًا

اسکی ترکیب اس طرح ہوگی مَا بمعنی اَیُّ شَیْئٍ مبتدا اَحْسَنَ فعل هُوَ ضمیر فاعل اور زَیْدًا مفعول ہے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر خبر مبتدا خبر سے مل کر جملہ اسمیہ انشائیہ۔اَفْعِلْ بِہ جس طرح اَحْسِنْ بِزَیْدٍ زید کیا ہی حسین ہے۔

ترکیب:اَحْسِنْ بِزَیْدٍ اَحْسِنْ صیغہ امر بمعنی ماضی با زائدہ زَیْدٍ لفظاً مجرور محلاً مرفوع اس کا فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ ہو جائے گا۔

فعل تعجب سے متعلق قواعد نحویہ کا بیان

متعجب منہ ہمیشہ معرفہ یا نکرہ مخصوصہ ہوتا ہے جس طرح،مَا اَحْسَنَ زَیْدًا، مَا اَحْسَنَ رَجُلًا تَهَجَّدَ وہ کیا ہی اچھا آدمی ہے جس نے تہجد پڑھی۔پہلی مثال معرفہ اور دوسری مثال نکرہ مخصوصہ کی ہے۔

فعل تعجب اور متعجب منہ کے درمیان کسی اجنبی شے کا فاصلہ نہیں ہوتا۔

متعجب منہ فعل تعجب سے پہلے نہیں آ سکتا ہے۔

اگر قرینہ پایا جائے تو متعجب منہ کو حذف کرنا جائز ہے۔

قرآن پاک میں فَعَلَ کا وزن بھی تعجب کیلئے استعمال کیا گیا ہے۔

افعال المدح و الذم

﴿یہ سبق افعال مدح وذم کے بیان میں ہے﴾

افعال مدح وذم کی وجہ تسمیہ کا بیان

ان افعال کے ذریعے مخصوص بہ مدح یا مخصوص بہ ذم کی تعریف وتوہین کی جاتی ہے۔ پس یہ افعال اپنے مخصوص بہ کیلئے جب تعریف کا سبب بنیں تو افعال مدح ہوئے اور جب یہ افعال اپنے مخصوص بہ کیلئے مذمت کا باعث بنیں تو یہ افعال ذم ہوئے پس اسی سبب سے ان افعال کو افعال مدح وذم کہتے ہیں۔

فِعْلُ المَدْحِ والذَّمِّ : ما وُضِعَ لِانْشاءِ مَدْحٍ اَوْ ذَمٍّ . وَلِلْمَدْحِ فِعْلانِ : مُضافٌ اِلَى المَعْرِّفِ بِاللامِ ، نَحْوُ نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ حَمِيدٌ ، وقَدْ يَكُونُ فَاعِلُهُ مُضمَراً ، فَيَجِبُ تَمييزُهُ بِنكِرَةٍ مَنصُوبَةٍ ، نَحْوُ نِعْمَ رَجُلاً حَمِيدٌ ، اوبِ ما نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالى : فَنِعِمَّا هِيَ (البقرة / 271 اىْ : نِعْمَ ما هِيَ ، وَحَمِيد يُسَمَّى : المَخصوصَ بِالمَدْحِ .

2- حَبَّذا ، نَحْوُ حَبَّذا رَجُلاً زيد ، فَاِنَّ حَبَّ فِعْلُ المَدْحِ وفَاعِلُهُ ذَا و رَجُلاً تَمييزٌ و المَخصُوصُ زيد . ويَجُوزُ اَنْ يَقَعَ قَبْلَ مَخصُوصِ حَبَّذا اَوْ بَعْدَهُ تَمييزٌ ، نَحْوُ حَبَّذا رَجُلاً زيد ، وحَبَّذا زيد رَجلاً ، او حَالٌ ، نَحْوُ حَبَّذا رَاكِباً جَعْفَرٌ ، وحَبَّذا جَعْفَرٌ راكِباً .

ولِلذَّمِّ اَيضاً فِعْلانِ 1:- بِئْسَ ، نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ زَيْدٌ وبِئْسَ غُلامُ الرَّجُلِ زَيْدٌ ، وبِئْسَ رَجُلاً زَيْدٌ
2.- ساءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ خَالِدٌ ، وسَاءَ غُلامُ الرَّجُلِ خَالِدٌ وسَاءَ رَجُلاً خَالِدٌ ، وساءَ مثل بِئْسَ ،

ترجمہ

افعال مدح وذم وہ افعال ہیں جو مدح یا مذمت بیان کرنے کے لیے وضع کیے گئے ہیں بہرحال افعال مدح اس کے لیے دو فعل ہیں اول نعم ہے اور اس کا فاعل وہ اسم ہوتا ہے جو معرف باللام ہوتا ہے جیسے "نعم الرجل زید" یا اس کا فاعل وہ معرف باللام کی طرف مضاف ہوتا ہے جیسے " نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ حَمِيدٌ " اور کبھی فاعل مضمر ہوتا ہے اور واجب ہوتا ہے اس کی تمیز لانا ایسے نکرہ کے ساتھ جو منصوب ہو جیسے "نِعْمَ رَجُلاً حَمِيدٌ " اور کبھی اس کی تمیز نکرہ کی بجائے ما کے ساتھ ہوتی ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا قول " فَنِعِمَّا هِيَ " اور نعم الرجل زید ا میں زید کا نام مخصوص بالمدح رکھا جاتا ہے اور جائز ہے اور " حَبَّذا رَجُلاً زيد " میں حب فعل مدح

ہے اور ذا اس کیا فاعل ہے اور زید مخصوص بالمدح ہے اور جائز ہے کہ مخصوص بالمدح سے پہلے یا اس کے بعد کوئی تمیز ہو جیسے" حَبَّذَا رَجُلاً زَیْدٌ "یا نکرہ حال واقع ہو جیسے" حَبَّذَا رَاکِباً جَعْفَرٌ ، وحَبَّذَا جَعْفَرٌ رَاکِباً "بہر حال فعل ذم اس کے لیے بھی دو فعل جیسے" "اور" نَحْوُ بِئْسَ الرَّجُلُ زَیْدٌ وبِئْسَ غُلامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ ، وبِئْسَ رَجُلاً زَیْدٌ 2.- سَاءَ نَحْوُ سَاءَ الرَّجُلُ خَالِدٌ ، وسَاءَ غُلامُ الرَّجُلِ خَالِدٌ وسَاءَ رَجُلاً خَالِدٌ، اور ساء یہ تمام اقسام میں بئس کی طرح ہے۔

افعال مدح وذم کی تعریف کا بیان

وہ افعال جو کسی کی تعریف یا مذمت بیان کرنے کیلئے وضع کیے گئے ہوں یہ چار ہیں۔ نِعْمَ ۔حَبَّذَا ۔بِئْسَ ۔سَاءَ

افعال مدح وذم میں فاعل کے علاوہ ایک اور اسم معرفۃ آتا ہے جو مخصوص بالمدح یا مخصوص بالذم کہلاتا ہے۔جس طرح نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ ۔ زید کیا ہی اچھا آدمی ہے۔بِئْسَ الرَّجُلُ خَالِدٌ خالد کیا ہی برا آدمی ہے۔ان مثالوں میں اَلرَّجُلُ فاعل جبکہ زَیْدٌ مخصوص بالمدح اور خَالِدٌ مخصوص بالذم ہے۔

کذا کے علاوہ ان افعال کے فاعل کی تین صورتیں ہے۔ معرف باللام ہو۔جس طرح نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ۔۔یا معرف باللام کی طرف مضاف ہو جس طرح نِعْمَ غُلامُ الرَّجُلِ زَیْدٌ ۔یا اس کا فاعل ضمیر مستتر ہو جس کی تمیز نکرہ منصوب آ رہی ہو۔جس طرح نِعْمَ رَجُلاً زَیْدٌ یہاں نعم کا فاعل ضمیر مستتر ھُوَ ہے اور رَجُلا اس کی تمیز ہے۔یہ تمیز ابہام کو دور کر رہی ہے۔

انتباہ:

کبھی ضمیر مستتر سے ابہام دور کرنے کیلئے تمیز نکرہ منصوبہ کی بجائے کلمہ مَا بمعنی شی کے ساتھ لائی جاتی ہے جس طرح اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقَاتِ فَنِعِمَّا هِيَ، فَنِعْمَ شَيْءٌ هِيَ، اگر تم صدقات ظاہر کرتے تو یہ بہت ہی اچھا ہوتا۔

ان کی ترکیب: ان کی ترکیب دو طرح سے کی جاتی ہے۔نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ ۔ نِعْمَ فعل اَلرَّجُلُ فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر خبر مقدم، زَیْدٌ مبتدائے مؤخر، مبتدائے مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ۔

نِعْمَ فعل اَلرَّجُلُ فاعل، فعل اپنے فاعل سے ملکر الگ جملہ فعلیہ ۔زَیْدٌ مبتدائے محذوف ھُوَ کی خبر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ۔

انتباہ:

کبھی کبھی مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم کو بوقت قرینہ حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔جس طرح نِعْمَ الْمَاهِدُوْنَ، یہاں نحن محذوف ہے۔اسی طرح نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ میں ھُوَ محذوف ہے یعنی نِعْمَ الْمَوْلٰى هُوَ وَنِعْمَ النَّصِيْرُ هُوَ ۔

نِعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اور نِعْمَ الرَّجُلانِ الزَّیْدَانِ ۔نِعْمَ، نَعْمَ، نَعِم ،نِعِمَ، لیکن اول سب سے زیادہ فصیح اور مشہور ہے۔

افعال مدح وذم کے چند ضروری قواعد نحویہ کا بیان

مخصوص بالمدح اور مخصوص بالذم اکثر فاعل کے بعد آتے ہیں۔ اور یہ ہمیشہ مرفوع ہوتے ہیں۔ انکا واحد وتثنیہ وجمع اور تذکیر وتانیث میں فاعل کے موافق ہونا ضروری ہے۔ جس طرح ِنعْمَ الرَّجُلُ زَیْدٌ اور ِنعْمَ الرَّجُلَانِ الزَّیْدَانِ،

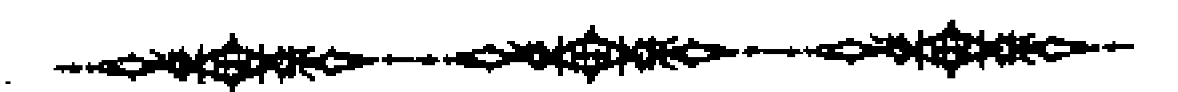
نِعم اور بئس بر وزنِ فَعِلَ دونوں فعلِ ماضی کے صیغے ہیں فاکلمہ کو عین کلمہ جو کہ حروفِ حلقی ہیں کی وجہ سے کسرہ دیا گیا اور تخفیفا عین کلمہ سے کسرہ حذف کر دیا گیا۔ نوٹ: نعم میں چار لغات ہیں: نِعْمَ اَوْ نِعْمَتْ فَتَاةُ العَمَلِ وَالنَّشَاطِ، بِئْسَ اَوْ بِئْسَتْ فَتَاةُ الْبَطَالَةِ وَ الخُمُوْلِ ۔اسی طرح ،نِعَمَ، یانَعِمَتِ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ۔رَجُلاً نِعْمَ زَیْدٌ،

نعم اور بئس کا فاعل جب اسم ظاہر مونث ہو اگرچہ مونث حقیقی ہو تو ان کے ساتھ کبھی تائے تانیث جوازاً لاحق ہوتی ہے اس تا کو کثرت استعمال کی وجہ سے حذف کرنا جائز ہے جس طرح: حَبَّذَا میں حَبَّ فعل مدح ہے اور ذا اسم اشارہ اس کا فاعل اس کے بعد جو اسم آئیگا وہ مخصوص بالمدح ہوگا، نیز حَبَّذَا میں مخصوص بالمدح کا فاعل کے موافق ہونا ضروری نہیں، چنانچہ حَبَّذَا الْمُجَاهِدُوْنَ کہنا درست ہے۔

اگر حَبَّذَا سے پہلے نفی آ جائے تو یہ ذم کے معنی دینے لگتا ہے جس طرح لاحَبَّذَا النَّمَّامُ چغل خور برا ہے۔

مخصوص بالمدح یا ذم کو فعل اور فاعل کے درمیان نہیں لا سکتے البتہ فعل پر مقدم کر سکتے ہیں جس طرح، زَیْدٌ نِعْمَ الرَّجُلُ ،نیز اس صورت میں ایک ہی ترکیب ہوگی۔ کہ مخصوص بالمدح زَیْدٌ مبتدا اور مابعد جملہ خبر بنے گا۔

حَبَّذَا کے علاوہ بقیہ افعال سے صرف ماضی کے مخصوص صیغے آتے ہیں، جبکہ حَبَّذَا سے کوئی صیغہ نہیں آتا۔ ان افعال کے فاعل کی تمیز ہمیشہ ان سے متاخر ہوتی ہے۔ لہٰذا نہیں کہہ سکتے۔



اَلْقِسْمُ الثَّالِثُ فِي الْحَرْفِ

﴿تیسری قسم حرف کے بیان میں ہے﴾

حروف کی دوقسمیں ہیں۔۔حروف مبانی۔حروف معانی۔حروف مبانی: وہ حروف جن سے کلمات بنتے ہیں اور یہ حروف کسی خاص معنی پر دلالت کیلئے وضع نہیں کیے جاتے۔جیسے ا،ب،ت،ث وغیرہ۔انہیں حروف تہجی اور حروف ہجا بھی کہتے ہیں۔۔حروف معانی: وہ حروف جنہیں کسی خاص معنی پر دلالت کیلئے وضع کیا گیا ہو۔جیسے اِلیٰ تک،عَلیٰ پر وغیرہ۔

فائدہ: تمام حروف مبنی ہیں چاہے مبانی ہوں یا معانی۔حروف معانی کی پھر دوقسمیں ہیں۔۔عاملہ۔غیر عاملہ۔حروف عاملہ: وہ حروف جو رفع،نصب،جر یا جزم دیں ان کو حروف عاملہ کہتے ہیں۔

1-حُرُوفُ الجَرِّ 2.-الحُرُوفُ المُشَبَّهَةُ بِالفِعْلِ . 3-حَرُوفُ العَطْفِ 4.-حُرُوفُ التَّنبِيه . 5-حُرُوفُ النِّداءِ 6.-حُرُوفُ الإيجابِ . 7-حُرُوفُ الزِّيادَةِ . 8-حَرْفا التَّفْسِيرِ . 9-حُرُوفُ المَصْدَرِ . 10-حُرُوفُ التَّحْضِيض 11.-حَرفُ التَّوَقُّعِ . 12-حُرُوفُ الاسْتِفْهام 13.-حُرُوفُ الشَّرْطِ . 14-حَرْفُ الرَّدْعِ . 15-تَاءُ التَّأنِيثِ 16.-نُونُ التَّنوِينِ 17.-نُونُ التَّاكِيدِ .

وَنَشْرَحُها بِالتَّرتِيبِ كَما يَاتِي :

حُرُوفُ الْجَرِّ

﴿یہ سبق حروف جارہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ الجَرِّ :حُرُوفٌ وُضِعَتْ لإيصالِ فِعْلٍ وشِبْهِهِ اَوْ مَعْناهُ إلى الاسْمِ الَّذى يَلِيهِ ، مِثْلُ مَرَرْتُ بِـزَيْدٍ وانا مارٌّ بزيدٍ ومِثْلُ هذا فِي الدّارِ اَبُوكَ ، اَىْ : الّـذِى اُشِيـرُ إلَيْهِ فِى الدّارِ ، فَفِيهِ مَعْنَى الفِعْلِ .

وهِىَ تِسْعَةَ عَشَرَ حَرْفاً كَما يَلِي :

ترجمہ

ایسے حروف جن کی وضع فعل یا شبہ فعل یا معنی فعل کیلئے ایسے اسم تک پہنچانے کیلئے جو انہی کیلئے بنایا گیا ہے۔جس طرح ''مَرَرْتُ بِزَيْدٍ وانا مارٌّ بزيد ''اوراسی طرح''فِي الدّارِ اَبُوكَ''اس میں دار کی جانب اشارہ کیا گیا ہے۔جس میں معنی فعل پایا گیا ہے۔

اور یہ انیس حروف ہیں۔

ایسے حروف جو اپنے مابعد اسم کو جر دیں انہیں حروف جارہ کہتے ہیں۔ یہ سترہ ہیں جن کو اس شعر میں بیان کیا گیا ہے۔

بَاوْ، تَاوْ، کَافْ وَلَامْ و وَاوْ مُنْذُ وَمُذْ خَلَا رُبَّ حَاشَا مِنْ عَدَا فِیْ عَنْ عَلٰی حَتّٰی اِلٰی

جس اسم پر یہ داخل ہوں اس کو مجرور کہا جاتا ہے۔

مِن سے: (یہ ابتداء کا معنی دیتا ہے۔ جیسے مِنَ الْبَصْرَۃِ بصرہ سے۔ حتی تک، الی طرف: (یہ دونوں انتہا کا معنی دیتے ہیں۔ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ طلوع فجر تک اِلَی الْمَسْجِدِ مسجد تک۔ علی پر: (عَلَی السَّطْحِ چھت پر۔ فی میں: (یہ ظرف زمان ومکان کیلئے آتا ہے۔ جیسے فِی الدَّارِ زَیْدٌ زید گھر میں ہے فِی اللَّیْلِ ظُلْمَۃٌ رات میں تاریکی ہے۔ عن سے: (یہ بعد و مجاوزت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ جیسے رَمَیْتُ السَّھْمَ عَنِ الْقَوْسِ میں نے کمان سے تیر پھینکا۔

باء ساتھ: (یہ اکثر استعانت کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جیسے کَتَبْتُ بِالْقَلَمِ میں نے قلم کی مدد سے لکھا یا میں نے قلم سے لکھا۔ کاف طرح: (یہ حرف تشبیہ کیلئے آتا ہے۔ جیسے زَیْدٌ کَالْقَمَرِ زید چاند کی طرح ہے۔ لام لئے: (یہ اکثر ملکیت کیلئے استعمال ہوتا ہے اور کبھی قسم کیلئے بھی آتا ہے۔ جیسے ھٰذَا الْمَالُ لِزَیْدٍ یہ مال زید کیلئے ہے یا یہ زید کا مال ہے۔ لِلّٰہِ اللہ کی قسم۔

خلا، عدا، حاشا علاوہ: (یہ مابعد کو ماقبل کے حکم سے خارج کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جیسے جَاءَنِیَ الْقَوْمُ خَلَا وَعَدَا وَحَاشَا زَیْدٍ میرے پاس زید کے علاوہ ساری قوم آئی۔ مذ ومنذ: یہ مدت بیان کرنے کیلئے آتے ہیں۔ جیسے مَارَأَیْتُہٗ، مُذْ وَمُنْذُ سَنَۃٍ میں نے اسے ایک سال سے نہیں دیکھا۔ رُبّ، بہت زیادہ: (یہ کمی یا زیادتی بیان کرنے کیلئے آتا ہے۔ کمی کے معنی کیلئے: جیسے رُبَّ لِصٍّ یُؤْخَذُ کم ہی چور پکڑے جاتے ہیں۔ زیادتی کے معنی کیلئے: جیسے رُبَّ مَرِیْضٍ یُشْفٰی کتنے ہی مریض شفایاب ہو جاتے ہیں۔ واو، تاء: یہ دونوں قسم کیلئے آتے ہیں۔ وَاللّٰہِ، تَاللّٰہِ اللہ عزوجل کی قسم۔

حروف جارہ کی تین اقسام کا بیان

حروف جارہ کی تین اقسام ہیں۔ ان میں سے پہلی قسم حروف جارہ اصلیہ کی ہے جن کو حذف کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ حروف ماقبل سے متعلق ہوتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔ الی۔ من۔ علی۔ عن۔ فی۔ حتی۔ خلا۔ عدا۔ حاشا۔ مذ۔ منذ۔ الباء۔ الکاف۔ اللام۔ واو القسم۔ تاء القسم۔

یہ حروف معنی کو مکمل کرنے کیلئے ماقبل سے متعلق ہوتے ہیں۔ خواہ ان کا متعلق فعل ہو یا شبہ فعل ہو۔

حروف جاری کی دوسری قسم حروف زائدہ ہے جو حل استفہامیہ، مانافیہ اور لا نافیہ کے بعد آتے ہیں ان کو حذف کرنا ممکن ہے۔ اس کی مثال یہ ہے۔ الیسَ اللّٰہُ باحکم الحاکمینَ؟ یہاں لیس کی خبر میں باء زائدہ ہے۔

حروف جاری کی تیسری قسم حروف جارہ مشابہ بہ زائد ہے۔ ان کو حذف کرنا ممکن ہے۔ جس طرح امرالقیس کے اس شعر میں

رب کو حذف کیا گیا ہے۔

ولیل کموج البحر ارخی سدولہ — علی بانواع الھموم لیبتلی قواعد اللغۃ العربیۃ المبسطۃ

بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان

1- مِنْ وتُسْتَعْمَلُ : ا-لابتداء الغَایَۃِ ، وعَلامَتُہُ اَنْ یَصِحَّ تقَابُلُہُ لِلانتِھاءِ ، نَحْوُ سِرْتُ مِنَ البَصْرَۃِ إلی الکُوفَۃِ ،

ب-لِلتَّبیینِ ، وعَلامَتُہُ اَنْ یَصِحَّ وَضْعُ الَّذِی ھُوَ مَکانَہٗ ، کَقَوْلِہٖ تعالی : فاجْتَنِبوا الرِّجْسَ مِنَ الاوْثانِ (الحج / 30 ای الرِّجسَ الَّذِی ھُوَ الاوْثانِ . ج-لِلتَّبعیضِ ، وعَلامَتُہُ اَنْ یَصِحَّ وَضْعُ بَعْضٍ مَکانَہٗ نَحْوُ اَخَذْتُ مِنَ الدَّراھِمِ اَیْ بَعْضَ الدَّراھِمِ .

د-زائِدَۃً ، وَعَلامَتُہُ اَنْ لا یَخْتَلَّ المَعْنی بِحَذْفِہٖ نَحْوُ مَا جاءَنِی مِنْ اَحَدٍ ، ولا تُزادُ فِی الکَلامِ المُوجَبِ خِلافاً لِلکوفِیّینَ . 2- إلی وَھِیَ لانتِھاءِ الغَایَۃِ کَمَا مَرَّ ، وبِمَعْنی مَعَ قَلِیلاً ، کَقَوْلِہٖ تعالی : فاغْسِلُوا وُجُوھَکُمْ وَاَیْدِیَکُمْ إلی المَرافِقِ (المائدۃ / 6 ، ایْ مَعَ المَرافِقِ .

3- حَتّی وھِیَ مِثْلُ إلی نَحْوُ نِمْتُ البارِحَۃَ حَتَّی الصَّباحِ وبِمَعْنی مَعَ کَثِیراً ، نَحْوُ قَدِمَ الحَاجُّ حَتَّی المُشَاۃِ ولا تَدْخُلُ عَلَی الضَّمِیرِ ، فَلا یُقالُ حَتّاہُ خِلافاً لِلمُبَرِّدِ . واَمّا قَوْلُ الشّاعِرِ :

فَلا وَاللّٰہِ لا یَبْقی اُناسٌ — فَتًی حَتّاکَ یا ابنَ اَبِی زِیَادٍ فشاذٌ .

4- فِی لِلظَّرْفِیَّۃِ ، نَحْوُ زیدٌ فِی الدّارِ ، والماءُ فِی الکُوزِ . وبِمَعْنی عَلی قَلِیلاً کَقَوْلِہٖ تعالی : وَلاُصَلِّبَنَّکُمْ فِی جُذُوعِ النَّخْلِ (طہ / 71 ،

5- البَاءُ وھِیَ : ا- لِلإلْصاقِ : حَقِیقَۃً ، نَحْوُ : بِہٖ دَاءٌ اَوْ مَجازاً ، نَحْوُ مَرَرْتُ بِسَعِیدٍ إذا قَرُبَ مُرُورُکَ مِنْ سَعِیدٍ . ب- لِلاسْتِعانَۃِ ، نَحْوُ کَتَبْتُ بِالقَلَمِ . ج- لِلتَّعْدِیَۃِ ، نَحْوُ ذَھَبْتُ بِزَیْدٍ . د- لِلظَّرْفِیَّۃِ ، نَحْوُ جَلَسْتُ بِالمَسْجِدِ . ھ- لِلمُصاحَبَۃِ ، نَحْوُ اِشْتَرَیْتُ الفَرَسَ بِسَرْجِہٖ . و- لِلمُقابَلَۃِ ، نَحْوُ بِعْتُ ھذا بِھذا . ز- زائِدَۃً قِیاساً فِی الخَبَرِ المَنْفِیِّ ، نَحْوُ مَا زَیْدٌ بِقَائِمٍ . وفِی الاسْتِفْھامِ ، نَحْوُ ھَلْ زَیْدٌ بِقائِمٍ ، وسَمَاعاً فِی المَرْفُوعِ ، نَحْوُ بِحَسْبِکَ دِرْھَمٌ ، وَکَفی بِاللّٰہِ شَھِیداً الفتح / 48 ، وفِی المَنْصُوبِ ، نَحْوُ اَلْقی بِیَدِہٖ .

ترجمہ

حروف جارہ میں سے ایک من ہے جو مسافت کی ابتداء کیلئے آتا ہے اور اس کی نشانی یہ ہے کہ اس کے مقابلے میں انتہاء کا لانا

صحیح ہے۔ جس طرح سرت من البصرہ الی الکوفہ ہے۔ اس میں من بیان کیلئے آیا ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ یہاں پر اس کے مقام پر الذی کا لانا درست ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے: "فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الاَوْثَانِ" اور یہ من تبعیض کیلئے ہے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کو ساقط کرنے سے معنی میں کوئی نقص نہ آئے۔ جس طرح ماجاءنی من احد" اور من یہ کلام موجب میں زائد نہیں ہوا کرتا جبکہ اس میں اہل کوفہ نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ قد کان من مطر" اور اس طرح کی مثالوں میں تاویل کی جائے گی۔

الی یہ مسافت کی انتہائی حد کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح مسافت کا بیان گزر گیا ہے۔ اور یہ مع کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن بہت قلیل ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ "فاغسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ اِلى المَرافِقِ"

حتیٰ یہ بھی الی کی طرح آتا ہے جس طرح نمت البارحہ حتی الصباح اور یہ بھی مع کے معنی میں آتا ہے لیکن یہ کثرت کے ساتھ آتا ہے۔ جس طرح قدم الحاج حتی المشاۃ اور یہ صرف اسم ظاہر پر داخل ہوتا ہے جبکہ امام مبرد نحوی نے اس میں اختلاف کیا ہے اور شاعر کا یہ قول ہے کہ اللہ کی قسم لوگ باقی ہوں نہ کوئی نوجوان حتیٰ کہ تو بھی اے ابوزیاد کے بچے، یہ شاذ ہے۔

فی یہ حرف ظرفیت کیلئے آتا ہے۔ جس طرح زید فی الدار اور الماء فی الکوز اور یہ علی کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن قلیل آتا ہے جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے "وَلاُصَلِّبَنَّكُمْ فِي جُذُوعِ النَّخْلِ"

باء یہ بھی حروف جارہ میں سے ہے یہ الصاق کیلئے آتی ہے جس طرح مررت بزید کہ میں گزر اس جگہ کے قریب سے ہوا ہے جہاں زید ہے۔ اور مدد کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح کتب بالقلم، اور یہ تعلیل کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ اور یہ مصاحبت کیلئے بھی آتی ہے۔ جس طرح خرج زید بعشیرتہ اور یہ مقابلہ کیلئے بھی آتی ہے جس طرح بعت ہذا بذالک اور یہ تعدیت کیلئے بھی آتی ہے۔ ذہبت بزید۔ اور یہ ظرفیت کیلئے بھی آتی ہے جس جلست بالمسجد، اور یہ زائدہ بھی ہوتی ہے جس طرح اس کو نفی کی خبر پر قیاس کرتے ہوئے کہ مازید بقائم اور استفہام میں جس طرح ھل زید بقائم اور سماعی زائد ہوتی ہے مرفوع میں جس طرح بحسبک زید ای حسبک زید اور وکفی باللہ شھید ا یعنی کفی اللہ اور یہ اسم منصوب میں بھی زائدہ ہوتی ہے جس طرح القی بیدہ یعنی القی یدہ۔

شرح

یہ حرف اسما کے ساتھ متعدد مفاہیم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ زمخشری نے اپنی کتاب "المفصل" میں لکھا ہے:

الصاق

والباء معناها الصاق كقولك : به داء اى التصق به وخامره ومررت به وارد على الاتساع والمعنى مروري بموضع يقرب منه.

"اور 'ب' الصاق، یعنی چپکا دینے کا مفہوم ادا کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ مثلاً جب تم کہتے ہو: 'بہ داء' تو مراد یہ ہوتی ہے کہ بیماری اس سے چپکی اور اس کے وجود میں داخل ہوگئی۔ رہا تمہارا قول: 'مررت بہ' تو یہ بھی، درحقیقت، اسی مفہوم کے وسیع دائرے میں داخل ہے۔ یعنی، تم اس جملے میں ایسے مقام سے اپنے گزرنے کا ذکر کر رہے ہو جو اس کے بالکل قریب واقع تھا۔"

استعانت

یدخلها معنى الاستعانة في نحو كتبت بالقلم ونجرت بالقدوم و بتوفيق الله حججت و بفلان اصبت الغرض.

"اسی طرح 'ب' ان اشیا کے ساتھ بھی آتی ہے جو کسی عمل کی انجام دہی یا غرض کو پانے کا ذریعہ بنی ہوں۔ مثلاً جب تم کہتے ہو: 'کتبت بالقلم'، "میں نے قلم کے ساتھ لکھا۔" 'نجرت بالقدوم'، "میں نے تیشے کے ساتھ چھیلا" 'بتوفیق اللہ حججت'، "میں نے اللہ کی توفیق سے حج کیا۔" اور 'بفلان اصبت الغرض'، "میں نے فلاں کے ذریعے سے مقصود کو پالیا" وغیرہ۔ تو یہ استعانت، یعنی مدد لینے یا ذریعہ بتانے کے مفہوم کی مثالیں ہیں۔"

مصاحبت

ومعنى المصاحبة في نحو خرج بعشيرته ودخل عليه بثياب السفر واشترى الفرس بسرجه ولجامه.

'خرج بعشیرتہ'، "وہ اپنے گھر والوں کے ساتھ نکلا"، 'دخل علیہ بثیاب السفر'، "وہ سفر کے لباس میں اس کے پاس آیا" اور 'اشتری الفرس بسرجہ ولجامہ'، "اس نے کاٹھی اور لگام سمیت گھوڑا خریدا" وغیرہ میں 'ب' مصاحبت یعنی کسی چیز کے کسی چیز کے ساتھ ہونے کا مفہوم ادا کرنے کے لیے استعمال ہوئی ہے۔"

زائدہ

وتكون مزيدة في المنصوب كقوله تعالىٰ: 'ولا تلقوا بايديكم الى التهلكة' وقوله: 'بايكم المفتون' وقوله: 'سود المهاجر لا يقرآن بالسور' و في المرفوع كقوله تعالىٰ: 'كفى بالله شهيداً' وبحسبك زيد وقول إمرا القيس: الاهل اتاها والحوادث جمه بان إمرا القيس بن تملك بيقرا. المفصل ۲۸۵

"اسی طرح 'ب' زائدہ یعنی بغیر کسی مفہوم کے بھی استعمال ہوتی ہے، خواہ اسم منصوب ہو یا مرفوع۔ منصوب میں 'ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ'، "اور اپنے ہاتھ ہلاکت میں نہ ڈالو" اور 'بایکم المفتون'، "تم میں سے کون فتنے میں ہے" قرآن مجید سے اس کی مثالیں ہیں۔ اور اسی کی مثال یہ مصرع بھی ہے: 'سود المھاجر لایقران بالسور'، "کالی آنکھوں والی ہیں

کرے جمع نہیں کرتیں۔" قرآن مجید کی آیت: "کفی باللہ شہیدا"، "اللہ ہی گواہی کے لیے کافی ہے" مرفوع میں زائدہ کی نظیر ہے۔اور "بحسبک زید"، "زید تیرے لیے کافی ہے" کا جملہ اور امراء القیس کا یہ شعر: "الا ھل"، "سنو، کیا وہ قبیلے میں نہیں آیا، جبکہ حوادث کا اژدہام ہے" بھی مرفوع ہی میں بائے زائدہ ہی کی مثالیں ہیں۔

بائے جارہ کے کئی معانی ہونے کا بیان

مشہور نحوی ابن ہشام نے اپنی کتاب "مغنی اللبیب" میں مفصل بحث کی ہے اور 'ب' کے مفاہیم بیان کیے ہیں۔زمخشری کے نزدیک حرف 'ب' الصاق، استعانت اور مصاحبت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، جبکہ ابن ہشام نے اس کے چودہ مفہوم بیان کیے ہیں۔اس کے نزدیک یہ ان تین کے علاوہ تعدیہ، سبب، ظرف، بدل، مقابلہ، مجاوزت، استعلا، تبعیض، قسم، توکید اور غایت کے مفاہیم بھی رکھتا ہے۔ مغنی لبیب، ج ا، ص ۱۰۶

زمخشری نے زائدہ کے ذیل میں جو مثالیں دی ہیں ابن ہشام ان کی توجیہ توکید کے مفہوم سے کرتا ہے۔

بعض حروف جارہ کے معانی کا بیان

6- اَللامُ ، وهِيَ : ا- لِلاختِصاصِ ، نَحْوُ الجُلُّ لِلفَرَسِ ، والمالُ لِزَيْدٍ . ب- لِلتَعْلِيلِ ، نَحْوُ ضَرَبْتُهُ لِلتَأدِيبِ . ج- زائِدَةٌ كَقَوْلِهِ تَعالى : رَدِفَ لَكُم النمل / 72 اى رَدِفَكُم . د- بِمَعْنى عَنْ إذا اسْتُعْمِلَ مَعَ القَوْلِ كَقَوْلِهِ تَعالى : وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا لَوْ كَانَ خَيْراً مَا سَبَقُونَا إِلَيْهِ الاحقاف / 6 وفِيهِ نَظَرٌ . هـ- بِمَعْنى الواوِ فِي القَسَمِ لِلتَعَجُّبِ ، نَحْوُ لِلّهِ لا يُؤَخَّرُ الاجَلُ .

7- رُبَّ وهِيَ لِلتَقْلِيلِ كَمَا أنَّ كَمْ الخَبَرِيَّةَ لِلتَكْثِيرِ ، وتَسْتَحِقُّ رُبَّ صَدْرَ الكَلامِ ، ولا تَدْخُلُ إلاّ عَلى النَكِرَةِ ، نَحْوُ رُبَّ رَجُلٍ لَقِيتُهُ أوْ مُضْمَرٍ مُبْهَمٍ مُفْرَدٍ مُذَكَّرٍ مُمَيَّزٍ بِنَكِرَةٍ مَنْصُوبَةٍ ، نَحْوُ رُبَّهُ رَجُلاً ، ورُبَّهُ رَجُلَيْنِ ، ورُبَّهُ إمرَأةً ، ورُبَّهُ امْرَأتَيْنِ ، وعِنْدَ الكُوفِيِّينَ تَجِبُ المُطابَقَةُ ، نَحْوُ رُبَّهُما رَجُلَيْنِ ، ورُبَّهُما امْرَأتَيْنِ .

وقَدْ تَلْحَقُها ما الكافَّةُ فَتَكُفُّها عَنِ العَمَلِ ، وتَدْخُلُ عَلى الجُمْلَةِ ، نَحْوُ رُبَّما قامَ زَيْدٌ ، ورُبَّما زَيْدٌ قائِمٌ .

ولابُدَّ لَها مِنْ فِعْلٍ ماضٍ ، لانَّ التَقْلِيلَ يَتَحَقَّقُ فِيهِ ، ويُحْذَفُ ذلِكَ الفِعْلُ غالِباً ، كَقَوْلِهِ رُبَّ رَجُلٍ أكْرَمَنِي فِي جَوابِ مَنْ قالَ هَلْ رَأيْتَ مَنْ أكْرَمَكَ ؟ ، اى رُبَّ رَجُلٍ أكْرَمَنِي لَقِيتُهُ ، فإنَّ أكْرَمَنِي صِفَةٌ لـ رَجُلٍ و لَقِيتُ فِعْلُها وهُوَ مَحذوفٌ .

8- واوُ رُبَّ وهِيَ الواوُ الّتِي يُبْتَدَأُ بِها فِي أوَّلِ الكَلامِ ، كَقَوْلِ الشاعِرِ :

وبَلْدَةٍ لَيْسَ بِها أَنِيسُ   إلاّ اليَعافِيرُ وإلاّ العِيسُ

9- واوُ القَسَمِ ، وهِيَ مُختَصَّةٌ بِالإسْمِ الظّاهِرِ ، ولا تَدْخُلُ على الضَّمِيرِ ، فَلا يُقالُ وَكَ ويُقالُ واللّهِ ، والشَّمْسِ .

10- تاءُ القَسَمِ ، وهِيَ مُختَصَّةٌ بِلَفظِ الجَلالَةِ اللّه وحْدَهُ ، فَلا يُقالُ تَالرَّحمنِ وقَوْلُهُمْ تَرَبِّ الكَعْبَةِ شاذٌّ .

11- باءُ القَسَمِ ، وهِيَ تَدْخُلُ عَلى الظّاهِرِ والمُضْمَرِ ، نَحْوُ بِاللّهِ وبِالرَّحمنِ ، وبِكَ .

وَلابُدَّ لِلقَسَمِ مِنْ جَوابٍ أوْ جَزاءٍ ، وهِيَ الجُمْلَةُ الّتِي يُقْسَمُ عَلَيْها ، فَإنْ كانَتْ مُوجَبَةً يَجِبُ دُخُولُ اللاّمِ فِي الاسْمِيَّةِ والفِعْلِيَّةِ ، نَحْوُ وَاللّهِ لَزَيْدٌ عادِلٌ ، و واللّهِ لافعَلَنَّ كذا كَما يَاتِي إنَّ فِي الجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ المُجابِ بِها القَسَمُ نَحْوُ واللّهِ إنَّ زَيْداً لَعادِلٌ .

وَإنْ كانَتْ مَنفِيَّةً يَجِبُ دُخُولُ ما أوْ لا عَلَيْها ، نَحْوُ وَاللّهِ ما زَيْدٌ عادِلٌ ، وَاللّهِ لا يَقُومُ زَيْدٌ . وَقَدْ يُحْذَفُ حَرْفُ النَّفْيِ لِوُجُودِ القَرِينَةِ ، كَقَوْلِهِ تعالى : تَاللّهِ تَفْتَؤُ تَذْكُرُ يُوسُفَ يوسف / 1 أىْ لا تَفْتَؤُ .

وقَدْ يُحْذَفُ جَوابُ القَسَمِ إنْ تَقَدَّمَ إنْ تَقَدَّمَ ما يَدُلُّ عَلَيْهِ ، نَحْوُ زَيْدٌ عادِلٌ وَاللّهِ ، اوْ تَوَسَّطَ القَسَمُ بَيْنَ جُزْ أىْ الجَوابِ ، نَحْوُ زَيْدٌ واللّهِ عادِلٌ .

12- عَنْ وهِيَ لِلمُجاوَزَةِ ، نَحْوُ رَمَيْتُ السَّهْمَ عَنِ القَوسِ .

13- عَلى وهِيَ لِلإسْتِعْلاءِ ، نَحْوُ زَيْدٌ عَلى السَّطْحِ .

وقَدْ يَكُونُ عَنْ وعَلى اسْمَيْنِ ، وذلِكَ إذا دَخَلَ عَلَيْهِما مِنْ ، فَيَكُونُ عَنْ بِمَعْنى الجانِبِ ، مِثْلُ جَلَسْتُ مِنْ عَنْ يَمِينِهِ . ويَكُونُ عَلى بِمَعْنى فَوْق ، مِثْلُ نَزَلْتُ مِنْ عَلى الفَرَسِ .

14- الكافُ وهِيَ لِلتَّشْبِيهِ ، نَحْوُ زَيْدٌ كَعَمْرٍو ، وزائِدَةٌ ، كَقَوْلِهِ تعالى : لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ الشورى / 11 .

وقَدْ يَكُونُ اسماً كَقَوْلِ الشّاعِرِ :

يُضْحِكْنَ عَنْ كَالبَرَدِ المُنْهَمِّ   تَحْتَ عَواصِفِ الأُنُوفِ الشُّمِّ105

15- 16- مُذ ومُنْذُ وهُما لِابْتِداءِ الزَّمانِ فِي الماضِي ، كَما تَقُولُ فِي شَعْبانَ ما رَأيْتُهُ مُذْ رَجَبٍ . ولِلظَّرْفِيَّةِ فِي الحاضِرِ ، نَحْوُ ما رَأيْتُهُ مُذْ شَهْرِنا ، ومُنْذُ يَوْمِنا ، أىْ فِي شَهْرِنا وفِي يَوْمِنا .

17- 18- 19- حَاشَا وعَدا وخَلا وهِیَ لِلاسْتِثْنَاءِ ، نَحْوُ جَاءَنِی القومُ خَلا زَیْدٍ ، وعَدا عَمْرٍو ، وحَاشا شاکرٍ .

ترجمہ

لام یہ تخصیص کیلئے آتا ہے جیسے الجل للفرس اور المال لزید اور کبھی یہ علت کو بیان کرنے کیلئے آتا ہے جس طرح ضربت للتادیب اور بعض اوقات یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جس طرح ردف لکم یعنی ردف کم اور کبھی یہ عن کے معنی میں آتا ہے جب اسے قول کے ساتھ استعمال کیا گیا ہو۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے "وَقَالَ الَّذِینَ کَفَرُوا لِلَّذِینَ آمَنُوا لَوْ کَانَ خَیْراً مَا سَبَقُونَا إِلَیْهِ "اور یہاں استدلال میں نظر بھی ہے۔ اور کبھی یہ واؤ کے معنی میں بھی آتا ہے۔ اور یہ قسم میں تعجب کیلئے آتا ہے جس طرح ہزلی کے قول اس شعر میں ہے۔

اللہ کی قسم سینگ والا پہاڑی بکرا باقی نہ رہے گا ایسے اونچے پہاڑوں میں جہاں ظبیان اور آس رہتے ہیں۔

رب یہ بھی حروف جارہ میں سے ہے یہ تقلیل کیلئے آتا ہے جیسے کم خبریہ جو کہ کثرت کیلئے آتا ہے اور صدارت کلام کا حقدار ہوتا ہے اور یہ صرف نکرہ موصوفہ پر داخل ہوتا ہے۔ جس طرح رب رجل کریم لقیتہ یا پھر ضمیر مبہم مفرد مذکر پر دائمی طور پر یہ داخل ہوتا ہے۔ جس کی تمیز نکرہ منصوبہ ہوتی ہے۔ جیسے رب رجلا ربہ رجلین، اور ربہ رجالا اور ایسے ربہ امراۃ۔

اہل کوفہ کے نزدیک ان دونوں میں مطابقت لازم ہے۔ جس طرح ربھما رجلین ہے جس طرح ربما قام زید اور بھا امراۃ۔ اور کبھی ما کافہ اس کے ساتھ لاحق ہو جاتا ہے۔ تو اس وقت رب یہ دو جملوں پر داخل ہوتا ہے۔ جیسے ربما قام زید اور ربما زید قائم، اور اس کیلئے لازم ہے کہ فعل ماضی ہو۔ کیونکہ رب کی حقیقت میں تقلیل کیلئے آتا ہے۔ اور قلت صرف اسے ثابت ہوتی ہے۔ اور اکثر طور پر اس کے فعل کو حذف بھی کر دیا جاتا ہے۔ جس طرح تو کہے رب رجل اکرمنی یہ قول اس شخص کے جواب میں جس نے کہا ھل لقیت من اکرمک یعنی رب رجل اکرمنی لقیتہ، پس اس مثال میں اکرمنی یہ رجل کی صفت ہے اور اس کا فعل لقیتہ ہے۔ اور وہ حذف کیا گیا ہے۔

واؤ رب یہ بھی حروف جارہ میں سے ایک ہے۔ اس کے ذریعے ابتداء کی جاتی ہے۔ اور یہ کلام کے شروع میں آتی ہے جس طرح شاعر کا قول ہے کتنے شہر ایسے بھی ہیں جس میں اونٹنیوں اور ہرنوں کے سوا کوئی مدد کرنے والا نہیں ہے۔

واؤ قسم یہ بھی حروف جارہ میں سے ایک ہے۔ اور یہ اسم ظاہر کے ساتھ خاص ہے۔ جس طرح واللہ، الرحمٰن لاضربن، البذا وک نہیں کہا جائے گا۔ اور تائے قسم ترب الکعبہ یہ قول شاذ ہے۔

واؤ قسم یہ بھی ہے جو اسم ظاہر اور ضمیر دونوں پر داخل ہوتی ہے جیسے باللہ، بالرحمٰن، اور بک ہے۔ اور قسم کیلئے لازم ہے کہ اس کا جواب قسم ہو۔ اور جواب قسم ہو جملہ ہوتا ہے جس کا نام مقسم علیہ رکھا جاتا ہے۔ پس اگر وہ موجبہ ہے تو دخول لام لازم ہے۔ اور جب

وہ جملہ اسمیہ ،فعلیہ ہو جس طرح واللہ لزید قائم اور واللہ لافعلن کذا ،اوران مسکورہ جملہ اسمیہ اور فعلیہ پر داخل ہوتا ہے واللہ ان زیدا لقائم اور جب جواب قسم نفی ہو تو اس پر ما اور لا کا داخل کرنا لازم ہے۔جس طرح واللہ ما زید بقائم اور واللہ لا یقوم زید۔

نوٹ

یاد رہے بعض اوقات جواب قسم سے حرف نفی کو حذف کر دیا جاتا ہے۔تا کہ التباس ختم ہو جائے۔جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے "تَاللّٰہِ تَفۡتَؤُا تَذۡکُرُ یُوۡسُفَ یوسف ر ۹ ای لا تفتوء" اور کبھی کبھی جواب قسم بھی حذف کر دیا جاتا ہے۔جب اس سے پہلے کوئی ایسی چیز ذکر کی گئی ہو جو جواب قسم پر دلالت کرنے والی ہو جس طرح زید قائم واللہ ہے۔یا قسم کلام کے درمیان میں واقع ہوئی ہو جس طرح زید واللہ قائم ہے

عن یہ مجاوزات کیلئے آتا ہے۔جس طرح "رَمَیۡتُ السَّہۡمَ عَنِ الۡقَوۡسِ ۔"

علی یہ استعلاء یعنی بلندی کیلئے آتا ہے جس طرح زید علی سطح ،اور کبھی یہ عن اور علی دونوں اسم بن جاتے ہیں اور جب ان دونوں پر من داخل ہو جائے جیسے جلست عن یمینه اور نزلت من علی الفرس ،

کاف یہ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔جس طرح زید کعمر و اور یہ زائدہ بھی ہوتا ہے جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے۔لیس کمثله شئی ،اور یہ کبھی اسم ہوتا ہے۔جس طرح شاعر کا قول ہے۔یضحکن عن البرد المنهم ،کہ وہ ہنسی میں اپنے دانتوں کے ساتھ جو اولے کی طرح صاف تھے۔

منذ و مذ یہ دونوں زمانے کیلئے آتے ہیں۔کبھی تو یہ فعل ماضی میں فعل کی ابتداء کیلئے آتے ہیں جیسے تو شعبان میں تو کہہ دے کہ ما رایته مذ رجب ،یا ظرفیت کیلئے آتے ہیں اور یہ زمانہ حاضر میں ہو جس طرح تو کہہ دے کہ ما رائیت مذ شهر نا ، و منذ یومنا یعنی فی شهرنا اور فی یومنا ،

خلا ،حاشا ،عدا یہ استثناء کیلئے آتے ہیں۔جیسے جاءنی القوم خلا زید و حاشا عمر و و عدا بکر ،

قسم و جواب قسم کی نحوی بحث میں حروف جارہ کا بیان

بعض اوقات کلام میں تاکید پیدا کرنے کے لئے قسم اٹھائی جاتی ہے۔قسم کیلئے اکثر اوقات حروف قسم (با ء ،واؤ ،تاء ،لام) استعمال ہوتے ہیں ،لیکن کبھی کبھی افعالِ قسم (حَلَفَ اور أَقۡسَمَ) بھی لائے جاتے ہیں۔جیسے (أَقۡسَمَ بِاللّٰہِ عُمَرُ) ۔

قسم کیلئے جواب قسم کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔جواب قسم یا تو جملہ اسمیہ ہوگا یا فعلیہ۔جملہ اسمیہ ہو تو: مثبتہ ہوگا یا منفیہ :

اگر مثبتہ ہو تو اس سے پہلے اِنَّ یا لامِ ابتدائیہ لایا جاتا ہے۔جیسے وَاللّٰہِ اِنَّ زَیۡدًا قَائِمٌ ،اور وَاللّٰہِ لَزَیۡدٌ قَائِمٌ۔

اگر منفیہ ہو تو اس کے ماقبل مَا مشابہ بلیس ہوگا۔یا لائے نفی جنس یا اِنۡ نافیہ جیسے وَاللّٰہِ مَا زَیۡدٌ کَاتِبًا ، وَاللّٰہِ اِنۡ عَلِیٌّ کَاتِبًا ۔

جملہ فعلیہ ہو تو: مثبتہ ہوگا یا منفیہ :

اگر مثبت ہو تو شروع میں لقد یا صرف لام ابتدائیہ آئیگا۔ جیسے وَاللّٰہِ لَقَدْ فَازَ الْمُؤْمِنُ اور وَاللّٰہِ لَأَدْخُلَنَّ فِی الْمَسْجِدِ
اور اگر منفیہ ہو تو فعل ماضی ہوگا۔ یا مضارع۔ اگر ماضی ہو تو ما نافیہ سے شروع ہوگا، جیسے وَاللّٰہِ مَا قَعَدَ عَمْرٌو، اور مضارع ہو تو لا یا
لن سے شروع ہوگا۔ جیسے وَاللّٰہِ لَا اُکَلِّمُہٗ، اَبَدًا، وَاللّٰہِ لَنْ یَّخْلِبَ زَیْدٌ۔

جواب قسم کا حذف کا بیان

جب قرینہ پایا جائے تو جواب قسم کو وجوبی طور پر حذف کر دیا جاتا ہے۔ اس کی درج ذیل صورتیں ہیں۔
جب قسم سے پہلے ایسا جملہ آ جائے جو جواب قسم بن سکتا ہو جیسے اَللّٰہُ وَاحِدٌ وَاللّٰہِ۔
جب قسم ایسے جملے کے درمیان میں آ جائے جو جواب قسم بن سکتا ہو جیسے اَللّٰہُ وَاللّٰہِ وَاحِدٌ۔
ترکیب:

وَاللّٰہِ اِنَّ زَیْدًا قَائِمٌ، واو حرف جر برائے قسم اَللّٰہِ اسم جلالت مجرور جار مجرور سے ملکر اُقْسِمُ فعل مقدر کا ظرف مستقر اُقْسِمُ فعل اس میں اَنَا ضمیر فاعل اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے ملکر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل زَیْدًا اس کا اسم قَائِمٌ اس کی خبر اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ ہو کر جواب قسم۔
ترکیب:

وَاللّٰہِ لَأَدْخُلَنَّ الْمَسْجِدَ، واو حرف جار برائے قسم اَللّٰہِ اسم جلالت مجرور جار اپنے مجرور سے مل کر اُقْسِمُ فعل مقدر کا ظرف مستقر اُقْسِمُ فعل، اس میں اَنَا ضمیر فاعل اُقْسِمُ فعل اپنے فاعل اور ظرف مستقر سے مل کر جملہ قسمیہ انشائیہ ہوا۔ لَأَدْخُلَنَّ، میں لام برائے تاکید مثبت اس میں اَنَا ضمیر اس کا فاعل اور اَلْمَسْجِدَ اس کا مفعول فعل اپنے فاعل اور مفعول سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر جواب قسم ہوا۔

الحُرُوفُ المُشَبَّهَةُ بِالفِعْلِ

﴿یہ سبق حروف مشبہ بہ فعل کے بیان میں ہے﴾

الحُرُوفُ المُشَبَّهَةُ بِالفِعْلِ : حُـرُوفٌ تَدْخُلُ عَلى الجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ ، فَتَنْصِبُ الاسْمَ وتَرْفَعُ الخَبَرَ كَمَا عَرَفْتَ ، وهِيَ سِتَّةٌ : إنَّ ، وأنَّ ، وكَأنَّ ، ولَيْتَ ، ولكنَّ ، ولَعَلَّ .

وقَدْ تَلْحَقُها ما الكافَّةُ ، فَتَكُفُّها عَنِ العَمَلِ ، وحِينَئِذٍ تَدْخُلُ عَلى الافْعَال ، تَقُولُ إنّما قَامَ زَيْدٌ .

وَاعْلَمْ اَنَّ إنَّ المَكسورَةَ لا تُغَيِّرُ مَعْنى الجُمْلَةِ بَلْ تُوَكِّدُها .

و اَنَّ المَفْتُوحَةَ مَعَ الاسْمِ والخَبَرِ ، فِي حُكْمِ المُفْرَدِ ، ولِذلِكَ يَجِبُ كَسْرُ إنَّ فِيما يَاتِي :
1-إذا كَانَتْ فِي ابْتِداءِ الكَلامِ ، نَحْوُ إنَّ زَيداً قَائِمٌ . 2-بَعْدَ القَولِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالى : يَقُولُ إنَّها بَقَرَةٌ (البقرة) 3-بَعْدَ المَوْصُولِ نَحْوُ جَاءَ الّذى إنَّهُ مُجتَهِدٌ . 4-إذا كَانَتْ فِي خَبَرِها الّلامُ ، نَحْوُ إنَّ زَيداً لَقَائِمٌ . ويَجِبُ فَتْحُ هَمْزَةِ إنَّ فِيما يَاتِي : 1-إذا وَقَعَتْ فَاعِلاً ، نَحْوُ بَلَغَنِي اَنَّ زَيْداً عَالِمٌ . 2-إذا وَقَعَتْ مَفعُولاً ، نَحْوُ كَرِهْتُ اَنَّكَ قائِمٌ . 3-إذا وَقَعَتْ مُضافاً إلَيهِ ، نَحْوُ اَعْجَبَنِي اشْتِهارُ اَنَّكَ فَاضِلٌ . 4-إذا وَقَعَتْ مُبْتَداً نَحْوُ عِنْدِى اَنَّكَ قَائِمٌ . 5-إذا وَقَعَتْ مَجْرُورَةً ، نَحْوُ عَجِبْتُ مِنْ اَنَّ زَيْداً قائِمٌ . 6-بَعْدَ لَوْ ، نَحْوُ لَوْ اَنَّكَ عِنْدَنا لَاَخْدِمُكَ . 7-بَعْدَ لَوْلا ، نَحْوُ لَوْلا اَنَّهُ حاضِرٌ لَاَعْلَمْتُكَ .

ويَجُوزُ العَطْفُ عَلى اسْمِ إنَّ المَكْسُورَةِ بِالرَّفْعِ والنَّصْبِ ، بِاعتِبارِ المَحَلِّ واللَّفْظِ ، نَحْوُ إنَّ سَعِيداً صَائِمٌ ، وجَعْفَرٌ ، وجَعْفَراً .

ترجمہ

حروف مشبہ بہ فعل یہ چھ ہیں۔ان ،ان،کان، لیت ،لعل ،لکن ، یہ حروف جملہ اسمیہ پر داخل ہوتے ہیں یہ اسم کو نصب اور خبر کو رفع دیتے ہیں۔جس طرح پہلے ان کے بیان میں آپ سمجھ چکے ہیں۔ان زیدا قائم ،اور کبھی ان پر ما کافہ بھی داخل ہوجاتا ہے جو ان کو عمل کرنے سے روک دینے والا ہے۔اوراس وقت یہ افعال پر داخل ہوجاتے ہیں۔جس طرح تو کہہ دے کہ انما قام زید۔

یاد رہے ان جب کسرہ کے ساتھ آئے تو یہ جملے کو نہیں بدلتا بلکہ معنی میں تاکید لاتا ہے۔اوران مفتوحہ اپنے مابعد آنے والے

اسم اور خبر کے ساتھ یہ مفرد کے حکم میں ہوتا ہے۔ پس ان کو کسرہ کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ جب یہ ابتدائے کلام میں واقع ہو، جس طرح ان زیدا قائم، اور جب یہ قول کے بعد ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ یقول انھا بقرہ'' اور جب یہ موصول کے بعد ہو جیسے ما رایت الذی ان فی المساجد، اور جب اس کی خبر میں لام داخل ہو جیسے ان زیدا لقائم اور ان کو مفتوحہ واجب ہے۔ جس مقام پر وہ فاعل واقع ہو۔ جیسے بلغنی ان زیدا قائم اور جب مفعول کے مقام پر واقع ہو۔ جیسے کرہت ان زیدا قائم، اور جب وہ مبتداء کی جگہ پر واقع ہو جیسے عندی انک قائم، اور جس مقام پر وہ مضاف الیہ کی جگہ آئے جیسے عجبت من طول ان بکرا قائم، اور جس مقام پر مجرور واقع ہو جیسے عجبت من ان بکرا قائم، اور جب لو کے بعد واقع ہو جیسے لو انک عندنا لاکرمتک اور جب لولا کے بعد واقع ہو جیسے لولا انہ حاضر لغاب زید۔

ان مکسورہ کے اسم پر عطف ڈالنا جائز ہے۔ رفعی ونصبی حالت میں محل کا اعتبار کرتے ہوئے جیسے ان زیدا قائم وعمرو وعمروا،

قَدْ تُخَفَّفُ إنَّ الْمَكْسُورَةُ، ويَلْزَمُ اللامُ حِينَئِذٍ فِي خَبَرِها فَرْقاً بَيْنَها وبَيْنَ إنْ النَّافِيَةِ، كَقَوْلِهِ تَعالى: وَإِنَّ كُلًّا لَمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ أَعْمَالَهُمْ إِنَّهُ بِمَا يَعْمَلُونَ خَبِيرٌ هود / 111، وحِينَئِذٍ يَجُوزُ إلغاؤُها، كَقَوْلِهِ تَعالى: وَإِنْ كُلٌّ لَمَّا جَمِيعٌ لَدَيْنَا مُحْضَرُونَ 107 يس / 32.

وتَدْخُلُ عَلى الافعالِ النَّاسِخَةِ غالِباً، كَقَوْلِهِ تَعالى: وَإِنْ كُنتَ مِنْ قَبْلِهِ لَمِنَ الْغَافِلِينَ يوسف / 3 و وَإِنْ نَظُنُّكَ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ الشعراء / 186.

وكَذا المَفْتُوحَةُ قَدْ تُخَفَّفُ ويَجِبُ إعْمالُها فِي ضَمِيرِ شانٍ مُقَدَّرٍ، فَتَدْخُلُ عَلى الجُمْلَةِ، اسْمِيَّةً كانَتْ، نَحْوُ بَلَغَنِي اَنْ زَيْدٌ عالِمٌ، اَىْ اَنَّهُ، اوْ فِعلِيَّةً، ويَجِبُ دُخولُ السِّينِ اوْ سَوفَ اوْ قَدْ اوْ حَرْفِ النَّفي عَلى الفِعْلِ، كَقَوْلِهِ تَعالى: عَلِمَ أَنْ سَيَكُونُ مِنكُمْ مَرْضَىالمزمل / 20، فَالضَّمِيرُ المُسْتَتِرُ اسمُ اَنْ والجُمْلَةُ خَبَرُها.

و كَاَنَّ لِلتَّشْبِيهِ، نَحْوُ كَاَنَّ زَيْداً اَسَدٌ قِيلَ: وهِيَ مُرَكَّبَةٌ مِنْ كافِ التَّشْبِيهِ و إنَّ المَكْسورَةِ ن وإنَّما فُتِحَتْ لِتَقْدِيمِ الكافِ عَلَيْها، وتَقْدِيرُهَا إنَّ زَيْداً كالاسَدِ. وقَدْ تُخَفَّفُ، فَتُلْغَى عَنِ العَمَلِ، مِثْلُ كَاَنْ زَيْدٌ اَسَدٌ.

و لكِنَّ لِلاسْتِدْراكِ، وتَتَوَسَّطُ بَيْنَ كَلامَيْنِ مُتَغايِرَيْنِ فِي اللَّفْظِ و المَعْنى، نَحْوُ ما جاءَنِي زيد لكِنَّ خالداً جاءَ، وغَابَ حَمِيدٌ، ولكِنَّ مَحْمُوداً حاضِرٌ. ويَجُوزُ مَعَها الواوُ، نَحْوُ قامَ احْمَدُ ولكِنَّ حَمِيداً قاعِدٌ وتُخَفَّفُ فَتُلْغَى، نَحْوُ ذَهَبَ اَحْمَدُ ولكِنْ حَمِيدٌ عِنْدَنا.

و لَيْتَ لِلتَّمَنّي، نَحْوُ لَيْتَ خالِداً يُؤْمِنُ بِاللهِ بِمَعْنى اَتَمَنّي. و لَعَلَّ للتَرَجّي نَحْوُ قَوْلِ الشّاعِرِ:

أُحِبُّ الصَّالِحِينَ وَلَسْتُ مِنْهُم لَعَلَّ اللهَ يَرْزُقُنِي صَلَاحاً

وَشَذَّ الْجَرُّ بِهَا نَحْوُ لَعَلَّ زَيْدٍ قَائِمٌ.

وَفِي لَعَلَّ لُغَاتٌ : عَلَّ وَعَنَّ وَاَنَّ وَلَانَّ وَلَعَنَّ وَعِنْدَ الْمُبَرِّدِ اَصْلُهَا عَلَّ زِيدَتْ فِيهَا اللَّامُ وَالْبَوَاقِي فُرُوعٌ.

ترجمہ

یادرہے کہ ان مکسورہ کی خبر پر لام کو داخل کرنا جائز ہے۔اور کبھی ان مکسورہ کو مخففہ بنادیا جاتا ہے۔پس اس وقت اس کو لام دینا لازم ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے۔وان کلا لما لیوفیہم اوراس وقت اس کو عمل سے بیکار کردینا جائز ہے۔جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہےوان کل لما جمیع لدینا محضرون ،اوراس کودخول ایسے افعال پر درست ہے جو مبتدا اور خبر پر داخل ہوتے ہیں،جیسے اللہ تعالی کا فرمان،وان کنت من قبلہ لمن الغافلین وان نظنک لمن الکذبین،اوراسی طرح ان مفتوحہ کو بھی مخففہ کردیا جاتا ہے۔اوراس وقت واجب ہوگا کہ اس کا عمل دیا جائے ایک ضمیر شان میں جو مقدر ہوگی،پس اس وقت وہ جملہ پر داخل ہوگی اگر چہ جملہ اسمیہ ہو جیسے بلغنی ان زید قائم ،اگر چہ وہ جملہ فعلیہ ہو جیسے بلغنی ان قد قام زیداور جب اس جملے میں پہلے فعل ہو تو سین یا سوف یا قد یا حرف نفی کا فعل پر داخل کرنا لازم ہے۔جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے۔علم ان سیکون منکم مرضی ،اور وہ ضمیر جو پوشیدہ ہو وہ ان کا اسم ہےاور جملہ اس کی خبر ہوگا۔

کان یہ تشبیہ کیلئے آتا ہے۔جیسے کان زیدا الاسد،اور یہ کاف تشبیہ اور ان مکسورہ کے ساتھ مرکب ہے۔یقیناً اس کو فتح دیا گیا ہے۔کیونکہ کاف کو اس پر مقدم کیا گیا ہے۔اس کی تقدیر یہ ہے کہ ان زیدا کالاسد،

لکن یہ استدراک کیلئے آتا ہے۔اور ایسے دو کلاموں میں آتا ہے جو معنی کے اعتبار ایک دوسرے کے مغایر ہوں۔جیسے ما جاء فی القوم لکن عمرا جاء اور ایسے ہی غاب زید لکن بکرا حاضر اوران کے ساتھ واؤ کا لانا بھی جائز ہے۔جیسے قام زید ولکن عمروا قاعد،اور کبھی اس کی بھی تخفیف کردی جاتی ہے۔تو اس کا عمل بیکار ہو جائے گا جیسے مشی زید لکن عمرو اعندنا،

لیت یہ تمنی کیلئے آتا ہے۔جیسے لیت زیدا عندنا اور امام فراء نحوی نے جائز قرار دیا ہے۔لیت زیدا قائما،کہ تمنی کے معنی کیلئے آتا ہے۔

لعل یہ ترجی کیلئے آتا ہے۔جیسے شاعر کا قول ہے۔میں نیک بندوں سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی انہی میں سے ہوں۔شاید کہ اللہ تعالی مجھے بھی نیک بننے کی توفیق عطا فرمادے۔اوراس کو جر دینا یہ شاذ ہے۔جیسے لعل زید قائم،اور لعل میں کئی لغات ہیں۔جیسے عل،عن،ان،لان اور لعن جبکہ امام مبرد کے نزدیک اس کی اصل عل ہے۔اوراس پر لام کو زیادہ کیا گیا ہےاور باقی تمام لغات اسی کی فرع ہیں۔



﴿یہ سبق حروف عاطفہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ العَطْفِ عَشَرَةٌ: الواوُ، والفاءُ، وثُمّ، وحَتّى، و اوْ، وإمّا، وامْ، ولا، وبَلْ، ولكِنْ.

فـ الواوُ لِلجَمعِ مُطلَقاً نَحوُ جاءَ زيد وحَميدٌ، سَواءٌ كانَ سَعيدٌ مُقَدَّماً فِي المَجيءِ، امْ حَميدٌ. و الفَاءُ لِلتَّرتِيبِ بِمُهْلَةٍ، نَحْوُ قَامَ زيد فَحَمِيدٌ إذا كَانَ زيد مُقَدَّماً بِلا مُهْلَةٍ. و ثُمّ لِلتَّرتِيبِ بِلا مُهْلَةٍ، نَحْوُ دَخَلَ زَيْدٌ ثُمّ خالِدٌ، إذا كَانَ زَيْدٌ مُقَدَّماً بِالدُّخُولِ وَبَيْنَهما مُهْلَةٌ.

وَ حَتّى مِثْلُ ثُمّ فِي التَّرْتِيبِ والمُهْلَةِ إلاّ انّ مُهْلَتَها اَقَلُّ مِنْ مُهْلَةِ ثُمّ. ويُشْتَرطُ انْ يَكُونَ مَعْطُوفُها داخِلاً فِي المَعْطُوفِ عَلَيْهِ. وهِيَ تُفِيدُ قُوّةَ المَعْطُوفِ، نَحْوُ مَاتَ النّاسُ حَتّى الانْبِياءُ، اوْ ضَعْفَهُ، نَحْوُ قَدِمَ الحاجُّ حَتّى المُشاةُ.

و اوْ وإمّا وامْ لِثُبُوتِ الحُكْمِ لاحَدِ الامْرَيْنِ لا بِعَيْنِهِ، مَرَرْتُ بِرَجُلٍ اوْ امْرَاَةٍ. و إمّا إنّما تكونُ حَرْفَ عَطْفٍ إذا تَقَدَّمَ عَلَيْها إمّا اُخرى، نَحْوُ العَدَدُ إمّا زَوْجٌ، وإمّا فَرْدٌ، ويَجوزُ انْ يَتَقَدَّمَ إمّا عَلى اوْ نَحْوُ زَيْدٌ إمّا كَاتِبٌ اوْ لَيْسَ بِكاتِبٍ. امْ عَلى قِسْمَيْنِ:

1- مُتّصِلَةٌ: وهِيَ مَا يُسْاَلُ بِهَا عَنْ تَعيِينِ اَحَدِ الامْرَيْنِ، والسَّائِلُ عَالِمٌ بِثُبُوتِ احَدِهِمَا مُبْهَماً، بِخِلافِ اوْ، وإمّا فَإنّ السّائِلَ بِهِما لا يَعْلَمُ بِثُبوتِ احَدِهما اَصْلاً. ويُشْتَرطُ فِي اسْتِعْمَالِها ثَلاثَةُ اُمُورٍ: الاوّلُ: انْ تَقَعَ قَبْلَها هَمْزَةٌ، نَحْوُ ازيد عِنْدَكَ امْ حَمِيدٌ؟.

الثّانِي: انْ يَكُونَ مَا بَعْدَها مُمَاثِلاً لِمَا بَعْدَ الهَمْزَةِ، اَعْنِي إنْ كَانَ بَعْدَ الهَمْزَةِ اسْمٌ فَكَذلِك بَعْدَ امْ كَمَا مَرّ، وإنْ كَانَ فِعْلٌ فَكَذلِك، نَحْوُ اَقَامَ خَالِدٌ اَمْ قَعَدَ عَادِلٌ؟ فَلا يُقالُ: اَرَاَيْتَ سَعِيداً اَمْ مَجِيداً؟

الثّالِثُ: انْ يَكونَ ثُبُوتُ اَحَدِ الامْرَيْنِ مُحَقَّقاً لَدى السّائِلِ، وإنّما يَكُونُ الاسْتِفْهامُ عَنِ التّعْيِينِ، ولِذلِك وَجَبَ انْ يَكُونَ جَوابُ امْ بِالتّعْيِينِ، دُونَ نَعَمْ اوْ لا، فَإذا قِيلَ اَجَعْفَرٌ عِنْدَكَ امْ خَالِدٌ؟ فَجَوابُهُ بِتَعْيِينِ احَدِهِمَا، امّا إذا سُئِلَ بِـ اوْ، وإمّا فَجَوابُهُ نَعَمْ اوْ لا.

2- مُنْقَطِعَةٌ، وهِيَ مَا يَكُونُ بِمَعْنى بَلْ مَعَ الهَمْزَةِ، نَحْوُ إنّها لَإبِلٌ امْ هِيَ شِياةٌ؟، وذلِك كَمَا

لَوْ رَأَيْتَ شَبَحاً مِنْ بَعِيدٍ، وقُلْتَ: إِنَّها لَإِبِلٌ عَلَى سَبِيلِ القَطْعِ، ثُمَّ حَصَلَ الشَّكُّ فِي أَنَّها شَاةٌ، فَقُلْتَ: أَمْ هِيَ شَاةٌ وتَقْصِدُ الإِعْرَاضَ عَنِ الإِخْبَارِ الأَوَّلِ، وَاسْتِئْنَافَ سُؤَالٍ آخَرَ مَعْنَاهُ بَلْ أَهِيَ شَاةٌ؟ . ولا تُسْتَعْمَلُ أَمْ المُنْقَطِعَةُ إِلَّا فِي الخَبَرِ كَمَا مَرَّ. وفِي الاسْتِفْهَامِ، نَحْوُ أَعِنْدَكَ أَحْمَدُ أَمْ عِنْدَكَ مَحْمُودٌ . وتُسْتَعْمَلُ لا، وبَلْ، ولٰكِنْ لِثُبُوتِ الحُكْمِ لِأَحَدِ الأَمْرَيْنِ مُعَيَّناً .

فَإِنَّ لا تَنْفِي مَا وَجَبَ لِلأَوَّلِ عَنِ الثَّانِي، نَحْوُ جَاءَنِي زَيْدٌ لا مَجِيدٌ و بَلْ تُفِيدُ الإِضْرَابَ عَنِ الأَوَّلِ، نَحْوُ جَاءَنِي أَحْمَدُ بَلْ مَحْمُودٌ ومَعْنَاهُ بَلْ جَاءَ مَحْمُودٌ، و لٰكِنْ لِلاسْتِدْرَاكِ. نَحْوُ قَامَ زَيْدٌ ولٰكِنْ خَالِدٌ لَمْ يَقُمْ .

ترجمہ

حروف عاطفہ دس ہیں۔ان میں سے پہلے چار حروف جمع کیلئے آتے ہیں جبکہ واؤ علی الاطلاق جمع کیلئے آتی ہے۔جس طرح جاء نی زید وعمرو ممکن آنے میں زید عمرو کے برابر ہو۔یا عمرو کا آنا زید کے برابر ہو۔

فاء یہ ترتیب کیلئے آتی ہے۔جس میں کوئی مہلت نہیں ہوتی۔جیسے جاء زید فعمرو جبکہ زید آنے میں مقدم ہو اور عمرو مؤخر ہو بغیر کسی قسم کی مہلت کے تو یہ ترتیب ہوگی۔

ثم یہ مہلت کے ساتھ ترتیب کیلئے آتا ہے۔جیسے دخل زید ثم عمرو، جبکہ زید آنے میں مقدم ہو اور ان دونوں کے درمیان آنے میں مہلت ہے۔

حتی یہ بھی ثم کی طرح ہے۔کیونکہ یہ بھی مہلت اور ترتیب کا معنی دیتا ہے۔مگر حتی کی مہلت ثم کے مقابلے میں قلیل ہے۔اور یہ بھی شرط ہے کہ اس کا معطوف ،معطوف علیہ میں داخل ہو۔اور حتی قوت کا فائدہ دیتا ہے۔معطوف جیسے ،مات الناس حتی الاولیاء، یا پھر یہ کمزور فائدہ دیتا ہے۔جیسے قدم الحاج حتی الشاۃ،

او،اما اور ام یہ تینوں حروف دونوں معاملات میں سے کسی ایک کو ثابت کرنے کیلئے آتے ہیں اس حالت میں جب وہ مبہم ہوں اور متعین بھی نہ ہوں مررت برجل او امرأۃ،اور اما یہ یقیناً عطف کیلئے ہے مگر جب اس سے پہلے دوسرا اما مقدم مذکور ہو جیسے العدد اما زوج و اما فرد،اور اما کا تقدم او، پر جائز ہے۔جیسے زید اما کاتب او امی،

حرف ام اس کی دو اقسام ہیں۔(ا) ام متصلہ، یہ وہ حرف جب اس میں دو معاملات میں سے کسی ایک کے تعین کا سوال کیا جائے ،اور سوال کرنے ان دونوں مبہم معاملات میں سے کسی ایک کو جاننے والا ہو۔جبکہ اما اور او، میں ایسا نہیں ہے کیونکہ ان میں سوال کرنے والا دو مبہم معاملات میں سے کسی کو بھی جاننے والا نہیں ہوتا۔

ام متصلہ کے استعمال کی تین شرائط ہیں۔پہلی شرط یہ ہے کہ اس سے پہلے ہمزہ واقع ہو جیسے ازید عندک ام عمرو،دوسری شرط یہ

ہے کہ وہ اس سے ملا ہوا ہو، جو ہمزہ سے ملا ہوا ہے، یعنی جب ہمزہ کے بعد اسم واقع ہو تو ام کے بعد بھی اسی طرح اسم واقع ہوگا جس طرح اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔ جب ہمزہ کے بعد فعل آئے تو اسی طرح ام کے بعد بھی فعل آئے گا۔ جیسے قام زید ام قعد، اور ایسے نہیں کہا جائے گا کہ رائیت زید ام عمروا،

تیسری شرط یہ ہے کہ دونوں معاملات میں سے ایک حقیقت میں برابر ہو۔ اور استفہام صرف تعین کے بارے میں ہو، پس واجب یہ ہے ام کا جواب تعین کے ساتھ دیا جائے، البتہ سوال کیا جائے ازید عندک ام عمرو، تو اس کا جواب دونوں میں سے کسی ایک معین شخص کے ساتھ دیا جائے گا اور جب سوال کیا جائے تو او، اور ام، کے ذریعے تو اس کا جواب نعم یا لا کے ساتھ ہوگا۔

ام دوسرا منقطعہ ہے۔ یہ وہ ام ہے جو بل کے معنی میں ہمزہ کے ساتھ ہے۔ جس طرح جب آپ نے دور سے کوئی صورت دیکھی ہے۔ تو آپ نے کہہ دیا کہ انھا لابل، یقیناً وہ اونٹ ہے۔ آپ نے یقینی طور پر یہ کہہ دیا ہے اس کے بعد آپ کو شک لاحق ہو گیا کہ وہ بکری ہے تو آپ نے ام شاۃ کہہ دیا۔ جب آپ نے یہ کہہ دیا ہے تو آپ نے پہلی خبر سے اعراض کیا ہے۔ اور دوسرے سوال کی ابتداء کر دی ہے تو اس کا مطلب یہ ہوگا بل ھو شاۃ یعنی بلکہ وہ بکری ہے۔

یاد رہے کہ ام منقطعہ یہ صرف خبر میں استعمال کیا جاتا ہے۔ جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔ اور استفہام میں جیسے اعندک زید ام عمرو تو نے پہلے زید کے حصول کا سوال کیا اس کے بعد تو نے پہلے سوال سے اعراض کر لیا ہے۔ اور پھر تو نے دوسرا سوال کیا ہے کہ جو عمرو کے موجود ہونے کے بارے میں ہے۔

لا اور حرف بل اور لکن یہ دو معاملات میں سے کسی ایک متعین معاملہ کے ثبوت کیلئے ہیں۔ جبکہ حرف لا دوسرے کی نفی کیلئے آتا ہے۔ جو پہلے حکم سے ثابت ہوا ہے۔ جیسے جاءنی زید لا عمرو میرے پاس نہ کوئی زید آیا اور نہ ہی عمرو آیا،

بل پہلے کلام سے اعراض جبکہ دوسرے کے اثبات کیلئے آتا ہے۔ جیسے جاءنی زید بل عمرو، اس کا معنی یہ ہے بل جاءنی عمرو اور ماجاء بکر بل خالد کا معنی ہے بل ماجا خالد،

لکن یہ استدراک کیلئے آتا ہے اور اس کے ماقبل کو نفی لازم ہے جیسے ماجاءنی زید لکن عمرو جاء یا اس کے بعد نفی ہو جیسے قام بکر لکن خالد لم یقم ،

حروف عطف کی تعریف

وہ حروف جو اپنے مابعد کو ماقبل کے حکم میں جمع کرنے کیلئے آتے ہیں۔ ان کو حروف عطف کہتے ہیں، انکے ماقبل کو معطوف علیہ اور مابعد کو معطوف کہتے ہیں۔ حروف عطف نو ہیں۔ وَاوْ ۔ فَا ۔اَوْ ۔ اَمْ ۔ لاَ ۔بَلْ ۔حَتّٰی لٰکِنْ ۔ ثُمَّ

واؤ عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ مطلق جمع کیلئے آتا ہے اور معطوف و معطوف علیہ میں ترتیب ضروری نہیں۔ جس طرح جَـاءَ زَیْـدٌ وَعُمَرُ اس کا مطلب ہے

زیدؔ اور عُمرؔ دونوں آئے اب یہاں یہ ترتیب ضروری نہیں کہ زیدؔ پہلے آیا ہو یا عُمرؔ۔

فا عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ ترتیب کیلئے آتا ہے اور اس میں یہ بات ضروری ہوتی ہے کہ ماقبل کیلئے جو حکم ثابت ہوا ہے وہ فوراً ہی مابعد کیلئے ثابت ہو اور اس میں تاخیر نہ ہو۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ فَبَكْرٌ اس کا مطلب یہ ہے کہ پہلے زید آیا اور اس کے فوراً بعد بکر۔

او، ام عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ دونوں اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ انکے مابعد یا ماقبل میں کسی ایک کیلئے حکم ثابت ہے لیکن کس کیلئے ثابت ہے اس میں شک ہے۔ جس طرح جَاءَ زَيْدٌ اَوْ عَمْرٌو، جَاءَ زَيْدٌ اَمْ عَمْرٌو ، اس کا مطلب یہ ہے کہ زید یا عمرو میں سے کوئی ایک آیا ہے لیکن یہ معلوم نہیں کون آیا ہے۔

لا عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کے مابعد سے حکم کی نفی کی گئی ہے۔ جس طرح رَكِبَ السَّيِّدُ لَا خَادِمُهُ، اس کا مطلب یہ ہے کہ سردار سوار ہوا، اس کا خادم نہیں۔

بَلْ عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ معطوف علیہ سے حکم کی نفی کر کے معطوف کیلئے حکم کو ثابت کرنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح جَاءَنِي زَيْدٌ بَلْ بَكْرٌ میرے پاس زید نہیں بلکہ بکر آیا۔

حتی عاطفہ کے استعمال کا بیان

حتی انتہائے غایت کیلئے آتا ہے۔ جس طرح قَرَءَ الطُّلَّابُ حَتَّى الْاُسْتَاذُ مَا نَامَ زَيْدٌ لٰكِنْ عَمْرٌو طالب علموں نے پڑھا حتی کہ استاد نے بھی پڑھا۔

لٰكِنَّ عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ اس وہم کو دور کرنے کیلئے آتا ہے جو ماقبل کلام سے پیدا ہوا ہو، یہ جس جملہ میں آئے اس سے پہلے یا اس کے بعد نفی کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح مانَامَ زید لکن عمرو، زید نہیں سویا لیکن عمرو سو گیا۔

ثُمَّ عاطفہ کے استعمال کا بیان

یہ بھی ترتیب کیلئے آتا ہے لیکن اس میں یہ بات ضروری ہے کہ ماقبل کیلئے جو حکم ثابت ہے وہ مابعد کیلئے کچھ دیر کے بعد ثابت

ہو۔ جس طرح مَسْقَطَ زَيْدٌ ثُمَّ بَكْرٌ زید جاگا پھر اس کے کچھ دیر بعد بکر جاگا۔

ام متصلہ کی تعریف کا بیان

ام متصلہ وہ ام ہے جس کے ساتھ دو چیزوں میں سے ایک کی تعیین کے بارے میں سوال کیا جائے اور سائل کو ان میں سے ایک کا ثبوت مبہم طور پر معلوم ہو۔ جیسے أَزَيْدٌ عِنْدَكَ أَمْ عَمْرٌو وضاحت: اس مثال میں سائل زید یا عمرو میں سے کسی ایک کی مخاطب کے پاس موجودگی کا تعین کرنا چاہ رہا ہے اور اسے مبہم طور پر معلوم ہے کہ دونوں میں سے کوئی ایک زید کے پاس موجود ہے

ام منقطعہ کی تعریف کا بیان

ام منقطعہ وہ ام ہے جو ہمزہ کے ساتھ استعمال ہونے والے بل کے معنی میں ہوتا ہے۔ یعنی پہلے کلام سے اعراض ہوتا ہے اور دوسرے کلام میں شک ہوتا ہے۔ جیسے دور سے کوئی چیز دیکھ کر اِنَّهَا لَاِبِلٌ کہنا پھر شک کی کیفیت طاری ہونے پر یوں کہنا أَمْ شَاةٌ



حُرُوفُ التَّنْبِيهِ

﴿یہ سبق حروف تنبیہ کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ التَّنْبِيهِ : حُرُوفٌ وُضِعَتْ لِتَنْبِيهِ الْمُخَاطَبِ ، لِئَلاَّ يَفُوتَهُ شَيْءٌ مِنَ الْحُكْمِ ، وَهِيَ ثَلاثَةٌ : اَمَا ، اَلا ، ها . ولا تَدْخُلُ الا ، واَمَا إلاّ عَلى الجُمْلَةِ

اسْمِيَّةً كَانَتْ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعَالى : اَلاَ إِنَّ حِزْبَ اللّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ المجادلة ر 22 . اَوْ فِعْلِيَّةً ، نَحْوُ الاَ لاَ تَفْعَلْ ، واَمَا لا تَضْرِبْ . و هَا تَدخُلُ عَلى : الجُمْلَةِ ، نَحْوُ هَا زَيْدٌ قَائِمٌ . والمُفْرَدِ نَحْوُ هذا وهؤلاءِ .

ترجمہ

حروف تنبیہ یہ تین ہیں۔اور یہ تینوں مخاطب کوخبردار کرنے کیلئے آتے ہیں۔تا کہ اس کے کلام کا کوئی حصہ فوت نہ ہوجائے ،الا اورام یہ دونوں صرف جملے پر داخل ہوتے ہیں خواہ وہ جملہ اسمیہ ہو یا فعلیہ ہو،جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے الا انهم مفسدون،

اور شاعر کا قول کہ قسم اس ذات کی ہے جس نے رلایا اور ہنسایا ہے،اور جس نے مارا اور زندہ کیا ہے اور اس ذات کی قسم جس کا حکم حقیقی طور پر حکم ہے۔یا پھر وہ جملہ فعلیہ ہو جیسے اما لا تفعل اور الا لاتضرب ،

ھا، یہ بھی حرف تنبیہ ہے یہ جملہ اسمیہ پر داخل ہوتا ہے جیسے ھازید قائم اور مفرد پر بھی داخل ہوتا ہے جیسے هذا اور هؤلاء ،

حروف انتباہ

یہ تین ھیں جس طرح: ۔اَلاَ :اَلاِاِنَّ اَوْلِيَاءَ اللّٰهِ لاَخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَهُمْ يَحْزَنُوْنَ

"سن لو بیشک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم"۔

۔اَمَا: اَمَا لاَ تَفْعَلْ خبردار تو یہ نہ کر۔۔هَا : هَا زَيْدٌ قَائِمٌ خبردار زید کھڑا ہے۔

حروف النداء

﴿یہ سبق حروف نداء کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ النِّدَاءِ خَمْسَةٌ 1و2- الهَمْزَةُ المَفْتُوحَةُ و اىْ وهُمَا لِلقَرِيبِ . 3و4- ايَا وهَيَا وهُمَا لِلبَعِيدِ . 5- يَا وهِيَ لِلقَرِيبِ والبَعِيدِ والمُتَوَسِّطِ وقَدْ مَرَّتْ اَحْكَامُها .

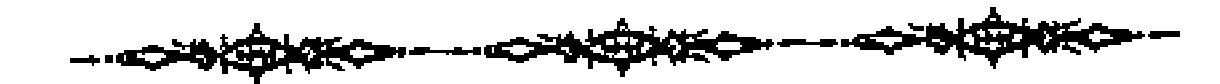
ترجمہ

حروف نداء: یہ پانچ ہیں۔ یا، ایا، ھیا، ای، اور ہمزہ مفتوحہ۔ اِن کا استعمال: یا: قریب وبعید اور متوسط سب کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ ایَا وَھَیَا: یہ صرف بعید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اَیْ، ھمزہ مفتوحہ: یہ قریب کیلئے ہیں۔

حروف ندا کی تعریف کا بیان

کسی کی توجہ اپنی طرف کرنے کیلئے نداء کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس کیلئے مخصوص حروف استعمال کیے جاتے ہیں۔ جنھیں حروف نداء کہتے ہیں اور جس کی توجہ مطلوب ہو اسے منادیٰ کہتے ہیں۔

منادیٰ: منادی ایسا اسم ہے جو حروف ندا کے بعد آتا ہے۔ اور اس سے منادی کی توجہ مطلوب ہوتی ہے۔ جس طرح یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منادیٰ کی اقسام واعراب منادیٰ کی پانچ اقسام ہیں۔۔ مفرد معرفہ: یعنی جب منادیٰ معرفہ ہو، مضاف اور مشابہ مضاف نہ ہو۔





حُرُوفُ الإيجابِ سِتّةٌ : نَعَمْ ، وبَلٰی ، وإی ، وأجَلْ ، وجَیْرِ ، وإنَّ . امّا نَعَمْ فَلِتَقْرِیرِ کَلامٍ سَابِقٍ ، مُثْبَتاً کَانَ اوْ مَنْفِیّاً . و بَلٰی تَختَصُّ بِإیجَابِ النَّفْیِ ، سَواءٌ کَانَ مَعَ الاسْتِفْهامِ کَقَوْلِهِ تَعالٰی : اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی الاعراف / 172 ، اوْ مُجَرَّداً عَنْهُ کَمَا یُقَالُ : لَمْ یَقُمْ زَیْدٌ ، قُلْتُ بَلٰی ایْ قَدْ قَامَ .

و إی حَرْفُ جَوابٍ بِمَعْنٰی نَعَمْ ولا یُسْتَعْمَلُ إلاّ مَعَ القَسَمِ ، کَمَا إذا قِیلَ لَکَ هَلْ کَانَ کَذا ؟ تَقُولُ : إی وَاللّٰهِ . و اَجَلْ ، وجَیْرِ ، وإنَّ ، ایْ اُصَدِّقُکَ فِی هٰذا الخَبَرِ .

ترجمہ

حروف ایجاب چھ ہیں،ن نَعَمْ ، وبَلٰی ، وإی ، وأجَلْ ، وجَیْرِ ، وإنَّ .

نعم، یہ سابقہ کلام کی تقدیر کیلئے آتا ہے اگر چہ وہ مثبت ہو یا منفی ہو جیسے اجاز یدتو اس کے جواب میں کہا نعم،،اور اسی طرح اما جاء زید تو جواب میں کہا نعم،

بلی یہ ایجاب نفی کے ساتھ خاص ہے۔قالو بلی، جب بہ صورت خبر نفی کیلئے ہو جیسے کہا جاتا ہے لم قم زید تو کہے بلی یعنی قد قام

ای، یہ اثبات کیلئے آتا ہے جب استفہام کے بعد ہو تو اس کو قسم لازم ہے جیسے جب کہا جائے کہ ھل کان کذا، تو جواب میں کہا جائے ای واللہ،

اجل، جیر، اوران یہ خبر کی تصدیق کیلئے آتے ہیں جیسے جب کہا جائے کہ جاء زید تو اس کے جواب میں کہا جائے کہ اجل جیران یعنی میں تیری اس خبر میں تصدیق کرتا ہوں۔

نعم کے استعمال کا بیان

یہ کلام سابق کو تسلیم کرنے کا فائدہ دیتا ہے جس طرح کوئی کہے اَجاءَ زَیْدٌ ؟ کیا زید آ گیا تو جواب میں کہا جائے نَعَم ہاں

بلی کے استعمال کا بیان

اگر نفی کے جواب میں آئے تو اثبات کا فائدہ دیتا ہے جس طرح اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ ؟ کیا میں تمہارا رب نہیں ؟۔تو اس کے

جواب میں کہا بَلٰی کیوں نہیں

اِیْ کے استعمال کا بیان

یہ قسم کے لیے آتا ہے جس طرح قُلْ اِیْ وَرَبِّیْ اِنَّہٗ لَحَقٌّ ۔ آپ فرما دیجئے کہ میرے رب کی قسم بے شک وہ ضرور حق ہے۔

جَیْرِ ۔ اَجَلْ ۔ اِنَّ کے استعمال کا بیان

یہ تینوں خبر دینے والے کی تصدیق کے لیے آتے ہیں خواہ وہ خبر مثبت ہو یا منفی، جس طرح اگر کوئی کہے اَجَاءَ کَ زَیْدٌ ؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے جَیْرِ ، اَجَلْ ، اِن تو اس کا مطلب ہوگا جی ہاں آپ نے ٹھیک کہا۔ منفی خبر کے جواب میں جس طرح اَلَمْ یَاْتِکَ زَیْدٌ ؟ کے جواب میں جَیْرِ ، اَجَلْ ، اِنَّ کہا جائے۔ یہ تینوں بہت قلیل الاستعمال ہیں۔

الحُرُوفُ الزَّائِدَةُ

﴿یہ سبق حروف زائدہ کے بیان میں ہے﴾

قَدْ تَقَعُ بَعْضُ الحُرُوفِ زَائِدَةً فِي الكَلَامِ بِحَيْثُ لا يَتَغَيَّرُ المَعْنى بِحَذْفِها . وحُرُوفُ الزِّيادَةِ سَبْعَةٌ : إنْ ، وأنْ ، ومَا ، ولا ، ومِنْ ، والبَاءُ ، واللَّامُ . وتُزَادُ إنْ : 1-مَعَ مَا النَّافِيَةِ ، نَحْوُ مَا إنْ زَيْدٌ قَائِمٌ .
2-مَعَ مَا المَصْدَرِيَّةِ ، نَحْوُ صَلِّ مَا إنْ دَخَلَ الوَقْتُ . 3-مَعَ لَمَّا ، نَحْوُ لَما إنْ جَلَسْتَ جَلَسْتُ . وتُزادُ أنْ : 1-مَعَ لَمَّا ، نَحْوُ قَولِهِ تَعالى : فَلَمَّا أَنْ جَاءَ الْبَشِيرُ يوسف / 96 .
2-بَيْنَ واوِ القَسَمِ و لَوْ نَحْوُ وَاللّهِ أنْ لَوْ قُمْتَ قُمْتُ .
وتُزادُ مَا : 1-مَعَ إذْ ، ومَتى ، وأيّ ، وأيْنَ ، وإنِ الشَّرْطِيَّةِ كَمَا تَقُولُ : إذ مَا صُمْتَ صُمْتُ . وكَذا البَواقِي . 2-بَعْدَ بَعْضِ حُرُوفِ الجَرِّ ، نَحْوُ قَولِهِ تَعالى : فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللّهِ (آل عمران
.وتُزادُ لا قَلِيلاً : 1-مَعَ الواوِ بَعْدَ النَّفْيِ ، نَحْوُ مَا جَاءَ حَمِيدٌ ولا مَحْمُودٌ .
2-بَعْدَ أنْ المَصْدَرِيَّةِ ، نَحْوُ قَوْلِهِ تَعالى : قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ الاعراف / 12 .
3-قَبْلَ القَسَمِ ، كَقَوْلِهِ تَعالى : لا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ وَلا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ القيامة / 1 ، بِمَعْنى أُقْسِمُ . وأمّا مِنْ ، والبَاءُ ، واللَّامُ فَقَدْ تَقَدَّمَ ذِكْرُهَا فِي حُرُوفِ الجَرِّ فَلا نُعِيدُهَا ،

ترجمہ

حروف زیادت یہ سات ہیں، إنْ ، وأنْ ، ومَا ، ولا ، ومِنْ ، والبَاءُ ، واللَّامُ . ان کا ما نافیہ کے ساتھ زیادہ کیا جاتا ہے جیسے ما ان زید قائم اور ما مصدریہ کے ساتھ جیسے انتظر ما ان تجلس الامیر اور لما کے ساتھ جیسے لما ان جلست ،جلست ،اوران زیادہ کیا جاتا ہے لما کے ساتھ جیسے واللہ ان لوقمت قمت ،

حرف ما کو زیادہ کیا جاتا ہے ،اذا، متی ،ای ،انی ،این ،اوران شرطیہ کے ساتھ جیسے تو کہہ دے کہ اذا ما صمت صمت، بقیہ کا حکم بھی اسی طرح ہے۔ اور ما زائدہ بھی ہوتا ہے۔ یہ بعض حروف جارہ کے بعد بھی ہوتا ہے جیسے فبما رحمة من اللہ ،اور عما قلیل لیصبحن نادمین،اور زید صدیقی کما ان عمرا اخی ،

واؤ نفی کے بعد لا زائدہ ہوتا ہے۔ جیسے ما جاء نی زید ولا عمرو ،اوران مصدریہ کے بعد بھی زائدہ ہوتا ہے جیسے ما

منعك ان لا تسجد، اور قسم سے پہلے بھی زائدہ ہوتا ہے۔جیسے لا اقسم بھذا البلد ،کا معنی اقسم اور من، باء اور لام ان کو بیان حروف جارہ میں بیان ہو چکا ہے لہٰذا ہم ان کو دوبارہ بیان نہیں کریں گے۔

حروف زیادت کی تعریف کا بیان

وہ حروف ہیں جن کے نہ ہونے سے اصل معنی میں خلل واقع نہیں ہوتا۔

حروف زیادت کا بیان

یہ ایسے حروف ہیں جو فعل واسم دونوں کے شروع میں آتے ہیں اور ان کے کوئی معنی نہیں ہوتے، ان سے مقصود کلام کی زینت ہوتی ہے۔ یہ آٹھ ہیں۔۔

اِنْ ۔ اَنْ ۔ مَا ۔ لاَ ۔ مِنْ ۔ کَاف ۔ بَا ۔ لاَمْ

جس طرح مَا اِنْ زَیْدٌ قَائِمٌ زید نہیں کھڑا ۔فَلَمَّا اَنْ جَاءَ الْبَشِیْرُ جب خوش خبری دینے والا آیا۔

اِذَا مَاصُمْتَ صُمْتُ جب تو روزہ رکھے گا میں بھی روزہ رکھوں گا۔

مَا ھَرَبَ زَیْدٌ وَلاَ عَمْرٌو نہ زید بھاگا اور نہ ہی عمرو

مِنْ کَاف بَالاَم ۔ان چاروں کا ذکر حروف جر کی بحث میں گزر چکا ہے۔نیز یہ حروف عاملہ میں بھی ہیں۔ الف لام: اس کی مکمل تفصیل الف لام کے سبق میں دیکھیں۔

الحُرُوفُ المَصْدَرِيَّة

﴿یہ سبق حروف مصدریہ کے بیان میں ہے﴾

الحُرُوفُ المَصْدَرِيَّةُ ثَلاثَةٌ : ما ، وانْ ، وانَّ . فَالاوَّلانِ لِلجُمْلَةِ الفِعْلِيَّةِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ التوبة/25 ، اىْ بِرَحْبِها ، وكَقَوْلِ الشَّاعِرِ :

يَسُرُّ المَرْءَ مَا ذَهَبَ اللَّيَالِى . وكَانَ ذَهَابُهُنَّ لَهُ ذَهَابَا

و اَنْ كَقَوْلِهِ تَعَالٰى : فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا (النمل 56 ، العنکبوت / 24 . و اَنَّ لِلجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ ، نَحْوُ عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ ، اىْ عَلِمْتُ قِيامَكَ .

ترجمہ

حروف مصدریہ تین ہیں۔(۱) ما،(۲) ان (۳) ان مشدد۔ پہلے دونوں حروف جو ہیں وہ جملہ فعلیہ کیلئے آتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے ''وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُمْ مُدْبِرِيْنَ '' اور جس طرح شاعر کا قول ہے کہ آدمی کو راتوں کا گزرنا خوش کرتا ہے۔ حالانکہ راتوں کا گزرنا اس کیلئے گزرنا ہے۔ اور ان کی مثال جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے'' فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ اِلَّا اَنْ قَالُوا '' پس ان کی قوم کا جواب نہیں تھا جب انہوں نے کہا اور ان مشددہ یہ جملہ اسمیہ کیلئے آتا ہے جیسے عملت انك قائم اى قيامك،

حروف مصدریہ کی تعریف کا بیان

وہ حروف جو جملہ کو مصدر کے معنی میں کردیں ان حروف کو حروف مصدریہ کہتے ہیں۔۔مَا ۔ اَن ۔ اَنَّ مَا، اَنْ

حروف مصدریہ کے استعمال کا بیان

ما اور ان دونوں جملہ فعلیہ پر داخل ہوتے ہیں۔ جس طرح ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ زمین ان پر تنگ ہوگئی کشادہ ہونے کے باوجود اس مثال میں رَحُبَتْ بِرُحْبِهَا مصدر کے معنی میں ہے۔ اور يَفْرَحُكَ اَنْ تَفُوْزَ تیرا کامیاب ہونا تجھے خوش کرتا ہے اس مثال میں اَنْ تَفُوْزَ ، فَوْزُكَ کے معنی میں ہے۔ اَنَّ: عَلِمْتُ اَنَّكَ قَائِمٌ میں نے تیرے کھڑے ہونے کو جانا اس مثال میں اَنَّكَ قَائِمٌ ، قِيَامُكَ کے معنی میں ہے۔

حَرْفَا التَّفْسِيرِ

یہ سبق حرفان تفسیر کے بیان میں ہے

وھما : اَیْ و اَنْ . فَـاَیْ کَقَوْلِہٖ تعالٰی : وَاسْاَلِ الْقَرْیَۃَ الَّتِی ... یوسف / 82 ای اَھْلَ الْقَرْیَۃِ، کَاَنَّکَ قُلْتَ : تَفْسِیْرُہٗ اَھْلُ الْقَرْیَۃِ . و اَنْ اِنَّـما یُفَسَّرُ بِہٖ بِمَعْنَی الْقَوْلِ کَقَوْلِہٖ تعالٰی : وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاھِیْمُ الصافات / 104 ، فَلا یُقَالُ قُلْنَاہُ اَنْ اِذْ ھُوَ لَفْظُ الْقَوْلِ ، لا مَعْنَاہُ .

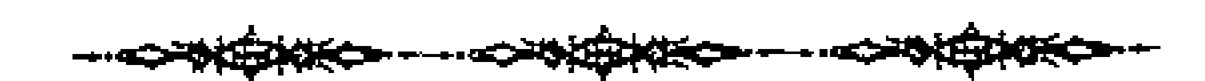
ترجمہ

ای اوران یہ دونوں حروف تفسیر ہیں۔جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے واسئل القریۃ ،بستی سے سوال کرو یعنی بستی والوں سے پوچھو، پس اس کی تفسیر اہل قریہ سے کی جائے گی۔اوران کے ساتھ فعل کی تفسیر کی جاتی ہے جو قول کے معنی میں ہو جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے" وَنَادَیْنَاہُ اَنْ یَا اِبْرَاھِیْمُ "لہذا یہ نہ کہا جائے گا قلت لہ ان اکتب، کیونکہ صراحت کے ساتھ قول ہے جبکہ قول کے معنی میں نہیں ہے۔

حروف تفسیر کی تعریف کا بیان

وہ حروف جو اپنے ماقبل کی وضاحت کیلئے آتے ہیں انہیں حروف تفسیر کہا جاتا ہے۔انکے ماقبل کو مُفَسَّر اور مابعد کو مفسِّر کہتے ہیں۔یہ دو حرف ہیں۔۔ای۔ان۔

ای: یہ مفرد اور جملہ دونوں کی تفسیر بیان کرتا ہے جبکہ ان صرف جملہ کی مفرد کی مثال۔جس طرح رَاَیْتُ لَیْثًا اَیْ اَسَدًا میں نے لیث یعنی شیر کو دیکھا اور جملہ کی مثال (اِنْقَطَعَ رِزْقُہٗ، اَیْ مَاتَ اس کا رزق منقطع ہو گیا یعنی وہ مر گیا۔۔ان: جس طرح وَنَادَیْنٰہُ اَنْ یّٰاِبْرَاھِیْمُ ، ہم نے اسے نداء دی کہ اے ابراہیم"۔



حروف التحضیض

﴿یہ سبق حروف تحضیض کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ التَّحْضِيضِ أَرْبَعَةٌ وهِيَ : هَلَّا ، وأَلَا ، ولَوْلَا ، ولَوْمَا ، ولَها صَدْرُ الكَلامِ ، ومَعْنَاهَا حَثٌّ عَلَى الفِعْلِ إذا دَخَلَتْ عَلَى المُضارِعِ نَحْوُ هَلَّا تَأْكُلُ ، ولَوْمٌ وتَعييرٌ إنْ دَخَلَتْ عَلَى المَاضِي ، نَحْوُ هَلَّا أكْرَمْتَ زَيْداً ، وحِينَئِذٍ لا يَكُونُ تَحْضِيضاً إلّا بِاعْتِبارِ مَا فَاتَ . ولا تَدْخُلُ إلّا عَلَى الفِعْلِ كَمَا مَرَّ . وإنْ وَقَعَ بَعْدَهَا اسْمٌ ، فَبِإضْمارِ فِعْلٍ ، كَما تَقُولُ لِمَنْ نَصَرَ قَوْماً هَلَّا سَعِيداً ، أيْ هَلَّا نَصَرْتَ سَعِيداً . وجَمِيعُها مُرَكَّبَةٌ ، جُزْؤُها الثّانِي حَرْفُ النَّفْيِ ، والجُزْءُ الاَوَّلُ حَرْفُ الشَّرْطِ وحَرْفُ المَصْدَرِ وحَرْفُ الاِسْتِفْهَامِ .

و لَوْلَا ، لَوْمَا لَهُما مَعْنًى آخَرُ ، وهُوَ امتِناعُ الجُمْلَةِ الثّانِيَةِ لِوُجُودِ الجُمْلَةِ الاوْلى ، نَحْوُ لَوْلا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ وحِينَئِذٍ يُحْتاجُ إلى جُمْلَتَينِ أُولاهُما اسْمِيَّةٌ ابَداً .

شرح

حروف تحضیض یہ چار ہیں۔هَلَّا ، وأَلَا ، ولَوْلَا ، ولَوْمَا

یہ صدارت کلام میں واقع ہوتے ہیں اوران کا معنی کسی فعل پر ابھارنا ہے۔جب یہ فعل مضارع پر داخل ہوں جیسے هلا تاکل تم کیوں نہیں کھاتے ،اوران کا معنی فوت ہوجانے والے پر ملامت کرنا ہے۔جب یہ ماضی پر داخل ہوں جیسے هلا ضربت زیدا،تو نے زید کو کیوں نہیں مارا،صرف فوت ہوجانے والی چیز پر ابھارنا ہوگا۔اور یہ صرف فعل پر داخل ہوتے ہی جیسا کہ ان کا بیان گزر چکا ہے۔اوراجب اس کے بعد اسم واقع ہوتو فعل کو مقدر ماننے کی وجہ سے اس کا معنی تحضیض بن جائے گا۔جیسے تو اس شخص سے کہہ دے جس نے قوم کو مارا ہے ھلا زیدیعنی ھلا ضربت زیدا اور حروف تحضیض یہ سارے کے سارے مرکب ہوتے ہیں۔جن کا دوسرا جز حرف نفی ہے اور جز اول شرط یا استفہام، یا حرف مصدر اور لولا کے دوسرے معانی بھی آتے ہیں۔اور وہ دوسرے جملے کا ممتنع ہونا پہلے جملے کے پائے جانے کی وجہ سے ہے۔جیسے"لَوْلا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ "اوراس وقت وہ دو جملوں کا محتاج ہوتا ہے ان میں سے پہلا جملہ ہمیشہ جملہ اسمیہ ہوتا ہے۔

حروف تحضیض کی تعریف کا بیان

جس میں مطلوب کو ابھار کر اور ترغیب دے کر طلب کیا جائے ،جیسے أَلَا تُقَاتِلُونَ قَوْمًا نَكَثُوا أَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوا بِإِخْرَاجِ

الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُ وْكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ (التوبة31:)

تم ایسی قوم سے کیوں نہیں لڑتے جنہوں نے اپنے وعدوں کو توڑ دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نکالنے کا ارادہ کیا، حالانکہ شرانگیزی کی ابتداء کرنے والے بھی وہی ہیں۔

حروف تحضیض کے استعمال کا بیان

حروف تحضیض سے مراد وہ حروف ہیں جنکے ذریعے کسی کام پر ابھارا جائے اور وہ چار ہیں۔

- **هَلَّا: جس طرح هَلَّا ضَرَبْتَ زَيْدًا تونے زید کو کیوں نہیں مارا؟۔**
- **اَلَا: اَلَا تَحْفَظُوْنَ دُرُوْسَكُمْ تم اپنا سبق یاد کیوں نہیں کرلیتے؟ ۔**
- **لَوْلَا: لَوْلَا تَتْلُوْا الْقُرْآنَ تو قرآن کی تلاوت کیوں نہیں کرتا؟ ۔**
- **لَوْمَا: لَوْمَا تُصَلِّيَ الصَّلٰوةَ تو نماز کیوں نہیں پڑھتا؟**

"و'لولا' و'لوما' يلزمان الابتداء" اس کی شرح میں ابن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔ فلا يدخلان إلا على المبتداء ويكو ن الخبر بعدهما محذوفا

"لولا اور لوما ہمیشہ مبتدا پر داخل ہوتے ہیں اور اس کے بعد ان کی خبر وجوباً حذف ہوتی ہے۔

اور 'کاف ضمیر' ہمیشہ منصوب یا مجرور متصل استعمال ہوتی ہے اور نحو کا یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ ضمیر متصل کبھی مبتدا نہیں بن سکتی۔ ابن عقیل لکھتے ہیں۔ فالمتصل: هو الذى لا يبتدا به كالكاف ۔

ضمیر متصل وہ ہوتی ہے جو مبتدا نہ بن سکے، مثلاً کاف۔

حروف تحضیض، هَلَّا ، اَلَّا ،لَوْلَا

جس طرح: هَلَّا ضَعِيْفًا نَصَرْتَه، تو نے کمزور کی مدد کیوں نہیں کی ۔

نوٹ: اگر ہمزہ کے علاوہ حروف استفہام آ جائے تو پھر بھی نصب واجب ہے۔ جس طرح

ہیں تو ایسی صورت میں رفع واجب ہے جس طرح، دَخَلْتُ الْبُسْتَانَ فَاِذَا الاَعْدَاءُ اَشَاهِدُهُمْ میں باغ میں داخل ہوا تو اچانک میں نے دشمنوں کو دیکھا۔

اس مثال میں اِذَا فجائیہ ،اَلاَعْدَاء مشغول عنہ سے پہلے آ گیا یہ حرف اسموں پر ہی داخل ہوتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں رفع واجب ہے۔ یہ رفع مشغول عنہ کے مبتداء بننے کی وجہ سے واجب ہے۔ اسی طرح، لَيْتَمَا الْعِلْمُ حَصَّلْتُه، ،اس میں بھی اَلْعِلْم پر رفع واجب ہے۔

نصب واجب

جب مشغول عنہ سے پہلے ایسے حروف آجائیں جو صرف افعال ہی پر داخل ہوتے ہیں تو اس صورت میں نصب واجب ہے۔
مثلاً کلمات شرط، اینَ الکتابَ وضعتَہ۔

رفع ونصب دونوں جائز

جہاں مذکورہ بالا دونوں صورتیں نہ پائی جائیں وہاں رفع پڑھنا بھی جائز ہے جس طرح محمودٌ دعوتُہ اس صورت میں اسے مبتداء مان لیں گے اور نصب بھی پڑھ سکتے ہیں۔ جس طرح محموداً دعوتُہ اس صورت میں مشغول عنہ سے پہلے فعل محذوف مان لیں۔



﴿یہ سبق حرف توقع کے بیان میں ہے﴾

حَرْفُ التَّوَقُّعِ قَدْ : وهُوَ حَرْفٌ يَدْخُلُ عَلى الفِعْلِ المَاضِي ، لِتَقْرِيبِهِ إلى الحَالِ ، نَحْوُ قَدْ رَكِبَ الامِيرُ ، اَىْ قَبْلَ هذا ، ولاجْلِ ذلِك سُمِّيَتْ حَرْفَ التَّقْرِيبِ اَيضاً . وَلِهذا تَلْزَمُ الماضِي لِيَصْلُحَ اَنْ يَقَعَ حالاً . وقَدْ يَجِيءُ لِلتَّاكِيدِ إذا كَانَ جَواباً لِلسَّائِلِ فَتَقُولُ فِي جَوابِ مَنْ قَالَ : هَلْ قَامَ زَيْدٌ ؟ : قَدْ قَامَ زَيْدٌ . وتَدْخُلُ قَدْ عَلى المُضَارِعِ فَتُفِيدُ التَّقْلِيلَ ، نَحْوُ إنَّ الكَذُوبَ قَدْ يَصْدُقُ ، وإنَّ الجَوادَ قَدْ يَقْتُرُ . وقَدْ يَجِيءُ لِلتَّحْقِيقِ ، كَقَوْلِهِ تَعَالى : قَدْ يَعْلَمُ اللّٰهُ المُعَوِّقِينَ الاحزاب / 18 ، ويَجُوزُ الفَصْلُ بَيْنَها وَبَيْنَ الفِعْلِ بِالقَسَمِ ، نَحْوُ قَدْ وَاللّٰهِ اَحْسَنْتَ .

ويُحْذَفُ الفِعْلُ بَعْدَها عِنْدَ وُجُودِ القَرِينَةِ ، نَحْوُ قَوْلِ الشَّاعِرِ :

اَفِدَ التَّرَحُّلُ غَيْرَ اَنَّ رِكَابَنا لَمَّا تَزُلْ بِرِحَالِنا وكَاَنْ قَدِ

اَىْ : وكَاَنْ قَدْ زَالَتْ .

ترجمہ

حرف توقع قد ہے جو ماضی پر داخل ہوتا ہے۔اور یہ ماضی کو حال کے قریب کرنے کیلئے آتا ہے۔جیسے قد رکب الامیر یعنی قبیل ھذا،یعنی ابھی کچھ دیر ہی پہلے امیر سوار ہوا ہے۔اسی وجہ سے اس کا نام حرف تقریب بھی رکھا گیا ہے۔کیونکہ یہ فعل ماضی کو لازم کر دیتا ہے۔تا کہ وہ حال بننے والا طاقت رکھے۔اور کبھی یہ تاکید کیلئے بھی آتا ہے۔جبکہ وہ جواب واقع ہو ایسے بندے کیلئے جس نے یہ سوال کیا کہ ھل قام زید تو تم جواب میں کہہ دو قد قام زید،

قد فعل مضارع میں تقلیل کیلئے آتا ہے جیسے ان الکذوب قد یصدق،کہ یقیناً جھوٹا آدمی بعض اوقات سچ بھی بول دیتا ہے۔اوران الجواد قد یبخل،یعنی سخاوت کرنے والا بعض اوقات کنجوس بن جاتا ہے۔

قد کبھی تحقیق کیلئے آتا ہے۔جیسے اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین ،

قد اور فعل کے درمیان فصل کرنا جائز ہے جس طرح قسم کے ذریعے فصل ہو جیسے قد واللہ احسنت،اور کبھی فعل کو حذف کر کے جبکہ قد کے بعد کوئی قرینہ پایا جائے،جس طرح شاعر کا قول ہے۔

چلنے کا وقت آچکا ہے لیکن ہمارے اونٹ ہمیشہ کجاووں کے ساتھ رہے ہیں ممکن ہے وہ عنقریب ختم ہو جائیں گے۔ یعنی کان قد زالت،

حرف توقع کی تعریف کا بیان

وہ حرف ہے جو دلالت کرتا ہے کہ جو خبر دی جارہی ہے مخاطب کو اس کا ہی انتظار تھا۔ یہ قَدْ ہے جو تحقیق کا فائدہ دیتا ہے۔ ماضی مطلق پر آئے تو اسے بعض اوقات ماضی قریب بنا دیتا ہے۔ جیسے: (تو سبق زبانی یاد کیوں نہیں کرتا)

یہ اس وقت ہے جب یہ حروف فعل مضارع پر داخل ہوں۔ اور اگر فعل ماضی پر داخل ہوں تو ان سے مقصود مخاطب کو شرمندہ کرنا ہوتا ہے اور یہ "حروف تندیم" کہلاتے ہیں۔

حرف توقع اُس حرف کو کہتے ہیں جو ماضی قریب کے لیے وضع کیا گیا ہو اور یہ تحقیق اور تقلیل کے لیے بھی آتا ہے۔ وہ حرف جو ماضی پر داخل ہو کر اس کو حال کے قریب کر دے۔ یہ صرف قَدْ ہے۔ اس میں تحقیق کے معنی بھی پائے جاتے ہیں اور اگر یہ مضارع پر داخل ہو تو اکثر تقلیل کا معنی دیتا ہے۔ قَدْ رَكِبَ وہ ابھی ابھی سوار ہوا ہے، قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ تحقیق مومنین فلاح پا گئے۔
اِنَّ الْكَذُوْبَ قَدْ يَصْدُقُ جھوٹا کبھی کبھی سچ بولتا ہے۔



حرفا الاستفهام

﴿یہ سبق حرفان استفہام کے بیان میں ہے﴾

الهَمْزَةُ وهَلْ ، ولَهُما صَدْرُ الكلامِ ، وتَدْخُلانِ عَلى الجُمْلَةِ الاسْمِيَّةِ والفِعْلِيَّةِ ، نَحْوُ أزَيْدٌ قائِمٌ ؟ وهَلْ قامَ زَيْدٌ ؟ ودُخُولُهُما عَلى الفِعْلِيَّةِ أكْثَرُ ، لِكَثْرَةِ الاسْتِفْهامِ عَنِ الفِعْلِ .

وقَدْ تُسْتَعْمَلُ الهَمْزَةُ فِي مَواضِعَ لا يَجُوزُ اسْتِعْمالُ هَلْ فِيها ، نَحْوُ أزَيْداً رَأيْتَ ؟ وأتَضْرِبُ زَيْداً وهُوَ أخُوكَ ؟ وأجَعْفَرٌ عِنْدَكَ أمْ حَمِيدٌ ؟ أوَ مَنْ كانَ ، وأفَمَنْ كانَ ولا تُسْتَعْمَلُ هَلْ فِي هٰذِهِ المَواضِعِ .

ترجمہ

ہمزہ اور ھل یہ دونوں صدارت کلام میں ہوتے ہیں۔ اور یہ دونوں جملہ اسمیہ وفعلیہ پر داخل ہوتے ہیں جیسے ازید قائم، ھل قام زید، ان دونوں کا اکثر دخول جملہ فعلیہ پر ہوتا ہے کیونکہ کثرت کے ساتھ استفہام فعل سے صادر ہوتا ہے۔

اور ہمزہ کبھی ان مقامات پر استعمال کیا جاتا ہے جہاں ھل کا استعمال ناجائز ہوتا ہے جیسے أزَيْداً رَأيْتَ ؟ وأتَضْرِبُ زَيْداً وهُوَ أخُوكَ ؟ وأجَعْفَرٌ عِنْدَكَ أمْ حَمِيدٌ ؟ أوَ مَنْ كانَ ، وأفَمَنْ كانَ ، کیونکہ ان مقامات پر ھل کو استعمال نہیں کیا جاتا۔

شرح

ھل دوسرا حرف استفہام ھل ہے اس کی مثال هَلْ عِنْدَكَ كِتابٌ؟ وہ ہمزہ جو استفہام انکاری کیلئے آتا ہے۔ اگر اس ہمزہ کے بعد فعل مثبت ہو تو یہ ہمزہ نفی کا معنی دیتا ہے۔ جس طرح مذکورہ بالا مثال ہے۔

کلمات استفہام کی تعریف

استفہام کے لغوی معنی سوال کرنا، پوچھنا ہے، جبکہ اصطلاح میں کلمات استفہام سے مراد وہ کلمات ہیں جن کے ذریعے کسی چیز کے بارے میں سوال کیا جائے۔

کلمات استفہام دو قسموں پر ہیں۔ حروف استفہام۔ اسمائے استفہام۔

حروف استفہام: حروف استفہام دو ہیں۔ "ا"۔ "ھل"۔: ہمزہ ا ہمزہ کبھی استفہام کیلئے آتا ہے اور کبھی استفہام انکاری کیلئے۔ استفہام کی مثال اَاَنْتَ یُوْسُفُ؟ استفہام انکاری کی مثال۔ اَیُحِبُّ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّاْکُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا ۔

مَنْ ۔ مَا ۔ اَیُّ ۔ اَیَّةُ ۔ مَاذَا ۔ کَمْ ۔ کَیْفَ ۔ مَتٰی ۔ اَیْنَ ۔ اَنّٰی ۔ اَیَّانَ ۔ مَنْ:

ذوی العقول کے لیے آتا ہے۔ جس طرح مَنْ ضَرَبْتَ؟ تو نے کس کو مارا؟ (مَنْ اَکَلَ هٰذَا الطَّعَامَ کھانا کس نے کھایا؟) اَیُّ الْبِلَادِ اَحْسَنُ؟ کونسا شہر زیادہ اچھا ہے؟

ترکیب: اَیُّ الْبِلَادِ اَحْسَنُ؟

ھل حرف استفہام عِنْدَ مضاف، ک ضمیر مضاف الیہ، مضاف مضاف الیہ سے ملکر خبر مقدم کِتَابٌ مبتدا موخر، مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

اسمائے استفہام کی اقسام کا بیان

مَا کے استفہامیہ ہونے کا بیان

غیر ذوی العقول کے لیے آتا ہے جس طرح مَا فِیْ یَدِكَ؟ تیرے ہاتھ میں کیا چیز ہے؟۔ ترکیب: مَا فِیْ یَدِكَ؟ اس کی ترکیب اس طرح ہوگی مَا بمعنی اَیُّ شَیْءٍ مبتدا، فی حرف جار ید مضاف ک ضمیر مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور، جار مجرور ثَابِتٌ متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتدا، خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ۔

ای، اَیَّة کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول دونوں کیلئے استعمال ہوتے ہیں جس طرح مَاذَا تَفْعَلُ فِیْ هٰذِهِ الْاَیَّامِ؟ کَمْ کِتَابٌ عِنْدَكَ؟ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ وَلَدٌ؟ میرے ہاں بچہ کیسے ہوگا؟

کیف کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ کسی کی حالت کے متعلق سوال کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے۔ جس طرح کَیْفَ اَنْتَ؟

اَیُّ مضاف اَلْبِلَادِ مضاف الیہ، مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مبتداء اَحْسَنُ صیغہ اسم تفضیل ھُوَ ضمیر فاعل اسم تفضیل سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ انشائیہ ہوا۔

نوٹ: اَیُّ، اَیَّةُ معرب ہیں باقی تمام اسمائے استفہام مبنی ہیں۔۔ ماذا: یہ اَیُّ شَیْءٍ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

کم کے استفہامیہ ہونے کا بیان

اس سے عدد مبہم کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے اس کی تمیز مفرد اور منصوب ہوگی جس طرح کَمْ اَخًا لَكَ؟ تیرے کتنے

بھائی ہیں؟ کم خبر یہ بھی ہوتا ہے۔ اور اس کی تمیز مجرور ہوتی ہے۔ جس طرح، تیرے پاس بہت کتابیں ہیں؟

این وانّی کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ دونوں ظرف مکان کیلئے آتے ہیں۔ ان کے ذریعے کسی جگہ یا مکان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ اور ان کے بعد کسی اسم یا فعل کا ہونا ضروری ہے۔ جس طرح اَیْنَ زَیْدٌ زید کس جگہ ہے۔ اَنّٰی تَجْلِسُ ؟ تو کہاں بیٹھے گا۔ کبھی کبھی اَنّٰی کَیْفَ کے معنوں میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ آپ کی طبیعت کیسی ہے؟

متی، ایان کے استفہامیہ ہونے کا بیان

یہ دونوں وقت کی تعیین کیلئے سوال کرتے وقت استعمال ہوتے ہیں جس طرح مَتٰی تَذْهَبُ ؟ تو کب جائے گا؟ مَتٰی کے ذریعے امور عظیمہ اور صغیرہ دونوں کے متعلق سوال کیا جاسکتا ہے۔ اور اَیَّانَ سے زمانہ مستقبل میں امور عظیمہ کے متعلق ہی سوال کیا جاتا ہے۔ جس طرح اَیَّانَ یَوْمُ الدِّیْنِ، یوم جزا کب ہوگا۔

اسماء استفہام ترکیب کلام میں فاعل، مبتداء، مفعول فیہ، مفعول بہ واقع ہوتے ہیں۔ مگر حروف استفہام کا اعراب میں کوئی محل نہیں۔

حروف الشرط

﴿یہ سبق حروف شرط کے بیان میں ہے﴾

حُرُوفُ الشَّرْطِ ثَلاثَةٌ : إنْ ولَوْ وأمّا ولَهَا صَدْرُ الكَلامِ ، ويَدْخُلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهَا عَلى جُمْلَتَيْنِ ، اسْمِيَّتَيْنِ كَانَتَا اوْ فِعْلِيَّتَيْنِ اوْ مُخْتَلِفَتَيْنِ .

فـ إنْ لِلاسْتِقْبَالِ ، وإنْ دَخَلَتْ عَلى الفِعْلِ المَاضِي ، نَحْوُ إنْ زُرْتَنِي فَأُكْرِمُكَ ، و لَوْ لِلمَاضِي ، وإنْ دَخَلَتْ على المُضارِعِ ، نَحْوُ لَوْ تَزُورُنِي اكْرَمْتُكَ . وحُرُوفُ الشَّرْطِ يَلْزَمُهَا الفِعْلُ لَفْظاً كَمَا مَرَّ ، اوْ تَقْدِيراً ، نَحْوُ إنْ انْتَ زَائِرِي فَاكْرَمْتُكَ .

ولا تُسْتَعْمَلُ إنْ إلاّ فِي الامُورِ المَشْكُوكِ فِيها مِثْلُ إنْ قُمْتَ قُمْتُ فَلا يُقالُ آتِيكَ إنْ طَلَعَتِ الشَّمْسُ ، وإنَّما يُقَالُ آتِيكَ إذا طَلَعَتِ الشَّمْسُ .

و لَوْ تَدُلُّ عَلى نَفْيِ الجُمْلَةِ الثَّانِيَةِ بِسَبَبِ نَفْيِ الجُمْلَةِ الاوْلى كَقَوْلِهِ تَعالى، لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا (الانبياء / 22.)

وإذا وَقَعَ القَسَمُ فِي اوَّلِ الكَلامِ وتَقَدَّمَ عَلى الشَّرْطِ يَجِبُ اَنْ يَكُونَ الفِعْلُ الَّذِي يَدْخُلُ عَلَيْهِ حَرْفُ الشَّرْطِ ماضِياً لَفْظاً نَحْوُ وَاللّٰهِ إنْ اَتَيْتَنِي لَاُكْرِمَنَّكَ ، اوْ مَعْنىً ، نَحْوُ وَاللّٰهِ إنْ لَمْ تَأْتِنِي لَاَهْجُرَنَّكَ ، وحينَئِذٍ تكونُ الجُمْلَةُ الثَّانِيَةُ فِي اللَّفْظِ جَواباً لِلقَسَمِ ، لا جَزاءً لِلشَّرْطِ . فَلِذلِك وَجَبَ فِيها مَا يَجِبُ فِي جَوابِ القَسَمِ مِنْ الَّلامِ ونَحوِها كَمَا رَأيْتَ فِي المِثالَيْنِ .

وإذا وَقَعَ القَسَمِ فِي وَسَطِ الكَلامِ جَازَ اَنْ يُعْتَبَرَ القَسَمُ ، بِاَنْ يَكُونَ الجَوابُ بِالَّلامِ لَهُ نَحْوُ إنْ تَأْتِنِي وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّكَ ، وجَازَ اَنْ يُلْغى ، نَحْوُ إنْ تَأْتِنِي وَاللّٰهِ آتِكَ .

و اَمّا لِتَفْصِيلِ مَا ذُكِرَ مُجْمَلاً ، نَحْوُ النَّاسُ شَقِيٌّ وزيد اَمّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَفِي الجَنَّةِ واَمّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ . وتَجِبُ فِي جَوابِهِ :

1—الفاءُ . 2—اَنْ يَكُونَ الاوَّلُ سَبَباً لِلثَّانِي . 3—اَنْ يُحْذَفَ فِعْلُها – مَعَ اَنَّ الشَّرْطَ لا بُدَّ لَهُ مِنْ فِعْلٍ – لِيَكُونَ تَنْبِيهاً عَلى اَنَّ المَقْصُودَ بِها حُكْمُ الاسْمِ الواقِعِ بَعْدَها ، نَحْوُ اَمّا زَيْدٌ فَمُنْطَلِقٌ فَاَنَّ

تَقْدِيرُهُ مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَحُذِفَ الفِعْلُ والجارُّ والمَجْرُورُ حَتّى بَقِيَ أَمَّا فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ ، ولَمّا لَمْ يُنَاسِبْ دُخُولُ الشَّرْطِ عَلى فَاءِ الجَزاءِ نُقِلَتْ الفاءُ إِلى الجُزْءِ الثَّانِي وَوُضِعَ الجُزْءُ الأَوَّلُ بَيْنَ أَمَّا و الفاءِ عِوَضاً مِنَ الفِعْلِ المَحْذُوفِ .

ثُمَّ ذلِكَ الجُزْءُ إِنْ كَانَ صَالِحاً لِلاِبْتِداءِ فَهُوَ مُبْتَدأٌ كَمَا مَرَّ ، وإِلاَّ فَعامِلُهُ ما بَعْدَ الفاءِ نَحْوُ أَمَّا يَوْمَ الجُمُعَةِ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ فَـ مُنْطَلِقٌ عامِلٌ فِي يَوْمَ الجُمُعَةِ عَلى الظَّرْفِيَّةِ .

ترجمہ

حروف شرط یہ تین ہیں، ان، لو، اما، یہ صدر کلام میں آتے ہیں۔ ان میں ہر ایک جملہ پر داخل ہوتا ہے اگرچہ وہ دونوں جملے اسمیہ ہوں یا فعلیہ ہوں یا مختلف ہوں۔

ان یہ استقبال کے معنی کیلئے آتا ہے۔ چاہے یہ ماضی پر داخل ہوجائے۔ جس طرح ان زرتنی اکرمتک۔

لو ماضی کیلئے آتا ہے اگرچہ یہ مضارع پر داخل ہوجائے۔ جیسے لوتزورنی اکرمتک ، اوران دونوں کیلئے لازم ہے فعل ہو اگرچہ وہ لفظی طور پر جس طرح اس کا بیان گزرا ہے۔ یا تقدیری طور پر ہو جیسے ان انت زائری فانا اکرمک،

یادر ہے ان کا استعمال امور مشکوکہ میں ہوتا ہے پس یہ نہ کہا جائے گا کہ اتیک ان طلعت الشمس، بلکہ یوں کہا جائے گا اتیک اذا طلعت الشمس،

لو دوسرے جملے کی نفی پر دلالت کرتا ہے جس کا سبب جملہ اولیٰ ہے۔ جیسے قرآن میں ہے۔ ''لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا''

اور جب کلام کے شروع میں قسم واقع ہو اور وہ قسم شرط پر مقدم ہو تو واجب ہے وہ فعل جس پر حرف شرط داخل ہوا ہے۔ اگرچہ وہ ماضی ہو لفظی طور پر جیسے واللہ ان اتینک لاکرمتک ، یا معنوی طور پر جیسے ماضی میں واللہ ان لم تاتنی لاھجرتک، اس وقت جملہ ثانیہ لفظاً میں قسم کا جواب ہوگا۔ اور شرط کی جزاء نہ ہوگا۔ اسی سبب سے اس میں وہ چیز واجب ہوئی ہے جو جواب قسم کے لام کی وجہ سے ہے۔ اور اسی طرح کی امثلہ میں تم نے دیکھ لیا ہے۔

اور جب قسم کلام کے درمیان میں واقع ہو تو جائز ہے کہ قسم کا اعتبار کیا جائے اور وہ اس طرح دوسرا جملہ اس کا جواب واقع ہو جیسے اتینی و اللہ لاتینك اور قسم کو لغو قرار دیا جائے گا۔ جیسے ان تاتنی واللہ اتیک، اور اس کی تفصیل کیلئے لفظ اما آتا ہے۔ جب اس کو اجمال کے طور پر ذکر کیا جائے۔ جیسے ''النَّاسُ شَقِيٌّ وزيد أَمَّا الَّذِينَ سَعِدُوا فَفِي الْجَنَّةِ وأَمَّا الَّذِينَ شَقُوا فَفِي النَّارِ

اس اما کے جواب میں فاء کا لانا واجب ہے۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ پہلا جملہ دوسرے کیلئے سبب بنے اور جو ان شرط کیلئے ہو اس کے فعل کو حذف کر دیا جاتا ہے تو اس کیلئے فعل کا ہونا لازم ہے اور یہ وجوب حذف فعل کے سبب سے ہے تاکہ اس بات پر انتباہ

ہو جائے کہ اس اما سے مقصود اس کے ساتھ اسم کا حکم ہے۔ جو اس کے بعد واقع ہوا ہے جیسے اما زید منطلق، اور اس کی اصل یہ ہے "مَهْمَا يَكُنْ مِنْ شَيْءٍ فَزَيْدٌ مُنْطَلِقٌ"

پس یہاں فعل اور جار مجرور کو حذف کر دیا گیا ہے اور اما کو مھما کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ حتی کہ اما فزید منطلق باقی رہ گیا ہے اور جب حرف شرط کا دخول مناسب نہ ہو جزاء کی فاء پر تو علمائے نحات نے فاء کو دوسرے جز کی جانب منتقل کر دیا اور پہلے جز یعنی زید کو اما اور فاء کے درمیان میں لائے کہ فعل محذوف کے بدلے میں یہی جزاول یعنی وہ اسم جو اما کے بعد واقع ہوا ہے۔ اگر ۔۔ یہ ابتداء میں آنے کی قوت رکھتا ہو مبتداء ہوگا جس طرح اس کا بیان گزر چکا ہے۔ ورنہ اس کا عامل وہی ہوگا جو فاء کے بعد ذکر کیا جائے جس طرح اما یوم الجمعہ فزید منطلق، پس منطلق، یوم جمعہ میں ظرفیت کے سبب عامل ہے۔

شرح

ایسے کلمات جو شرط کے معنی دیں اور دو جملوں پر داخل ہوں ان کلمات کو کلمات شرط کہا جاتا ہے۔ پہلے جملے کو شرط اور دوسرے جملے کو جزاء کہتے ہیں۔ فعل کو جزم دینے یا نہ دینے کے اعتبار سے کلمات شرط کی دو اقسام۔

شرط و جزاء کے اندر دو جملے ہوتے ہیں جن میں سے پہلا ہمیشہ فعلیہ ہوتا ہے اور دوسرا کبھی فعلیہ اور کبھی اسمیہ۔ شرط و جزاء کے باب میں دو امور کا جاننا بہت ضروری ہے۔

شرط و جزاء کے اعراب

جزاء پر فاء کے لانے یا نہ لانے کی صورتیں۔۔ شرط و جزاء کے اعراب:۔ جب شرط و جزاء دونوں فعل مضارع ہوں تو دونوں پر جزم واجب ہے۔ جس طرح اِنْ تُكْرِمْنِي اُكْرِمْكَ

اگر تو میری تعظیم کریگا تو میں بھی تیری تعظیم کروں گا۔۔ اور اگر صرف شرط مضارع ہو تو شرط پر جزم واجب ہے جس طرح اِنْ تَعْمَلْ عَمِلْتُ اگر تو کریگا تو میں کروں گا۔۔ اور اگر شرط فعل ماضی اور جزاء فعل مضارع ہو تو فعل مضارع پر جزم اور رفع دونوں جائز ہیں۔ جس طرح اِنْ عَمِلْتَ اَعْمَلْ یا اَعْمَلُ اگر تو کرے گا تو میں کروں گا۔

جزاء پر فاء کے لانے یا نہ لانے کی صورتیں جزاء پر بعض صورتوں میں فاء کا لانا واجب، بعض صورتوں میں جائز اور بعض صورتوں میں ناجائز ہے۔ پہلے ہم وجوب کی صورتیں ذکر کرتے ہیں۔

وجوب کی صورتیں:۔ جب جزاء جملہ اسمیہ ہو جس طرح: وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ

حروف استقبال کی تعریف و استعمال کا بیان

یہ وہ حروف ہیں جو فعل مضارع پر داخل ہو کر اس کو مستقبل کے معنی میں کر دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں۔۔ سین۔ سوف جس طرح سَيَقُوْمُ عنقریب وہ کھڑا ہوگا اور سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ عنقریب تم جان لوگے۔

حرف الردع وتاء التانيث الساكنة

﴿یہ سبق حروف ردع وتائے ساکنہ کے بیان میں ہے﴾

حَرْفُ الرَّدْعِ كَلَّا ، وُضِعَ لِزَجْرِ المُتَكَلِّمِ ورَدْعِهِ عَمَّا تَكَلَّمَ بِهِ ، كَقَوْلِهِ تعالى رَبِّى اَهَانَنِ * كَلَّا الفجر / 16– 17 ، اَىْ : لا تَتَكَلَّمْ بِهذا فَاِنَّهُ لَيْسَ كَذٰلِك ، وهذا فِى الخَبَرِ .

وقَدْ يَجِىءُ بَعْدَ الاَمْرِ اَيضاً ، كَمَا إذا قِيلَ لَكَ اضْرِبْ زَيداً فَتَقُولُ كَلا اَىْ : لا اَفْعَلُ هذا قَطُّ وقَدْ جَاءَتْ بِمَعْنَى حَقّاً ، كَقَوْلِهِ تَعَالى : كَلَّا سَوْفَ تَعْلَمُونَ ،التكاثر / 4 ، وحِينَئِذٍ تَكُونُ اسْماً مَبْنِيّاً لِكَوْنِها مُشابِهَةً لِـ كَلا الَّتِى هِىَ حَرْفُ الرَّدْعِ . وقِيلَ تَكُونُ حَرْفاً اَيْضاً بِمَعْنَى اِنَّ لِكَوْنِها لِتَحْقِيقِ مَعنى الجُمْلَةِ .

تَاءُ التَّانِيثِ السَّاكِنَةُ

• حَرْفٌ يَلْحَقُ الماضِىَ لِيَدُلَّ عَلى تَانِيثِ ما اُسْنِدَ إِلَيْهِ الفِعْلُ ، نَحْوُ اَكَلَتْ هِنْدٌ وعَرَفْتَ مَوَاضِعَ وُجُوبِ إلْحاقِها . وإذا لَقِيَهَا ساكِنٌ بَعْدَها وَجَبَ تَحْرِيكُها بِالكَسْرِ ، لِاَنَّ السَّاكِنَ إذا حُرِّكَ ؛ حُرِّكَ بِالكَسْرِ ، نَحْوُ قَدْ قَامَتِ الصَّلاةُ .

وحَرَكَتُها لا تُوجِبُ رَدَّ مَا حُذِفَ لِاَجْلِ سُكُونِها ، فَلا يُقالُ فِى : رَمَتْ ، رَمَاتِ المَرْاَةُ ، لِاَنَّ حَرَكَتَهَا عَارِضَةٌ لِدَفْعِ اِلتِقَاءِ السَّاكِنَيْنِ ، وقَوْلُهُمْ المَرْاَتَانِ رَمَاتَا ، ضَعِيفٌ .

واَمَّا إلْحاقُ عَلامَةِ التَّثْنِيَةِ وجَمْعِ المُذَكَّرِ وجَمْعِ المُؤَنَّثِ،فَضَعِيفٌ ، فَلا يُقَالُ : قَامَا الزَّيْدَانِ وقَامُوا الزَّيْدُونَ وقُمْنَ النِّسَاءُ . وبِتَقْدِيرِ الإلْحَاقِ لا تَكُونُ ضَمَائِرَ لِئَلَّا يَلْزَمَ الإضْمَارُ قَبْلَ الذِّكْرِ، بَلْ هِىَ عَلامَاتٌ دَالَّةٌ عَلى اَحْوَالِ الفَاعِلِ كَتاءِ التَّانِيثِ ،

ترجمہ

کلا یہ حرف ردع ہے جو متکلم کو زجر کرنے کیلئے آتا ہے اور جو وہ کلام کر رہا ہے اس سے روکنے کیلئے آتا ہے۔ جس طرح اللہ تعالی کا فرمان ہے۔ "رَبِّى اَهَانَنِ * كَلَّا " جب اللہ تعالی نے انسان کو آزمایا اور اس پر رزق کو تنگ کر دیا تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔ یعنی متکلم کو کلام کرنے سے منع کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

کلا خبر کے بعد واقع ہوتا ہے۔اور کبھی یہ امر کے بعد آتا ہے۔جس طرح تم سے کہہ دیا جائے کہ اضرب زیدا، تو جواب میں کہہ دے کلا یعنی میں کام بالکل نہ کروں گا۔اور کلا کبھی حقا کے معنی میں بھی آتا ہے۔جس طرح کلا سوف تعلمون ،اور اس وقت یہ اسم ہوگا۔اور مبنی ہوگا۔کیونکہ کلا یہ حرف کے مشابہ ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ حرف ہوگا اور یہ ان کے معنی میں ہوگا۔اور تحقیق جملہ کیلئے بھی آتا ہے۔جس طرح "کلا ان الانسان لیطغی" ان کے معنی میں ہے۔

تائے تانیث ساکنہ یہ ماضی کے ساتھ ملا دی گئی ہے۔تا کہ یہ اس مؤنث پر دلالت کرے جس کی جانب اس فعل کی نسبت کی جارہی ہے۔جس طرح نصرت ھند، پس اس لاحق ہونے کے مقام لازم کو تم نے سمجھ لیا ہے۔

جب تائے تانیث ساکنہ کے بعد حرف ساکن لاحق ہو جائے تو تائے تانیث ساکنہ کو کسرہ کے ساتھ حرکت دینا واجب ہے۔ کیونکہ ساکن کو جب بھی حرکت دی جاتی ہے تو وہ کسرہ دی جاتی ہے۔(قاعدہ نحویہ) جس طرح قد قامت الصلوٰۃ ،اور اس کی یہ حرکت حرف کی واپس لانے کو لازم کرنے والی نہیں ہے۔جس کو سکون کے سبب حذف کیا گیا ہے۔پس یہ نہ کہا جائے گا "رَمَتْ ، رَمَاتِ الْمَرْاَةُ" کیونکہ اس کی حرکت عارضی ہے۔جو اجتماع ساکنین کو دور کرنے کیلئے بنائی گئی ہے اور اہل عرب کا یہ قول" الْمَرْاَتَانِ رَمَاتَا "ضعیف ہے۔البتہ تثنیہ اور جمع مذکر اور جمع مؤنث کی علامت کا لاحق کرنا ضعیف ہے۔جبکہ فاعل ظاہر ہو۔لہٰذا یہ نہ کہا جائے گا۔قاما الزیدان ،اور قاموا الزیدون ،اور قمن النساء ،ان علامات کے الحاق کے سبب ضمیر نہ آئے گی۔تا کہ اضمار قبل الذکر لازم نہ آئے۔کیونکہ فاعل تثنیہ ہے یا جمع ہے۔جیسا کہ تائے تانیث ساکنہ مسند الیہ کے مؤنث ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

حرف ردع کی تعریف کا بیان

یہ وہ حرف ہے جو ڈانٹنے اور جھڑکنے اور متکلم کو اس کے عمل سے روکنے کے لئے آتا ہے یہ صرف ایک حرف ہے۔کَلَّا:۔

حرف ردع کے استعمال کا بیان

کبھی حقا کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔اور جملہ کی تحقیق کیلئے آتا ہے۔جس طرح کَلَّا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰی 'ہاں ہاں بیشک آدمی سرکشی کرتا ہے"۔

کبھی یہ ماقبل کی تردید کے لیے آتا ہے بشرطیکہ اس پر وقف کیا جائے۔جس طرح کوئی کہے فُلَانٌ یَبْغَضُکَ فلاں شخص تجھ سے بغض رکھتا ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے: کَلَّا یعنی ہرگز نہیں۔حرف ردع یعنی کَلَّا معنی ہرگز نہیں۔یہ انکار کے معنی میں آتا ہے اور کبھی بے شک کے معنی میں بھی آتا ہے۔

التمرين الرابع والسبعون

﴿یہ سبق تنوین واقسام تنوین کے بیان میں ہے﴾

التَّنوِينُ ، نُونٌ سَاكِنَةٌ تَتبَعُ حَرَكَةَ آخِرِ الكَلِمَةِ ، ولا تَلْحَقُ الفِعْلَ ، وهِيَ اَرْبَعَةُ اَقْسامٍ :

الاوَّلُ : تَنوِينُ التَّمَكُّنِ ، وهُوَ مَا يَدُلُّ علَى اَنَّ الاسْمَ مُتَمَكِّنٌ فِي الإعْرابِ ، بِمَعْنَى اَنَّهُ مُنصَرِفٌ ، قَابِلٌ لِلحَرَكاتِ الإعرابِيَّةِ ، نَحْوُ زَيْدٍ .

الثَّانِي : التَّنكِيرُ ، وهُوَ مَا يَدُلُّ علَى اَنَّ الاسْمَ نَكِرَةٌ ، نَحْوُ صَهٍ اَیْ : اُسْكُتْ سُكُوتاً ما .

الثَّالِثُ : العِوَضُ ، وهُوَ مَا يَكُونُ عِوَضاً عَنِ المُضافِ إلَيْهِ ، نَحْوُ حِينَئِذٍ ، ويَوْمَئِذٍ اَیْ : حِينَ إذْ كَانَ كذا ، ويَوْمَ إذْ كَانَ كذا ، و ساعَتَئِذٍ اَیْ ساعَةَ إذْ كانَ كذا .

الرَّابِعُ : المُقابَلَةُ ، وهُوَ التَّنوِينُ الّذِی يَلْحَقُ جَمْعَ المُؤنَّثِ السَّالِمَ ، نَحْوُ مُسلِماتٍ لِيُقابِلَ نُونَ جَمْعِ المُذَكَّرِ السَّالِمِ فِي مُسْلِمِينَ وهذِهِ الاَرْبَعَةُ تَخْتَصُّ بِـ الاسْمِ .

وهُنَاكَ قِسْمٌ خامِسٌ لا يَخْتَصُّ بِـ الاسْمِ وهُوَ تَنوِينُ التَّرَنُّمِ ، وهُوَ الّذِی يَلْحَقُ بِآخِرِ الابْياتِ وانْصَافِ المَصارِيعِ كَقَوْلِ الشَّاعِرِ :

اَقِلِّیَ اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالعِتَاباً ‎ ‎ ‎ ‎ وقُولِی إنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَاباً

و كَقَوْلِهِ

تَقُولُ بِنْتِی قَدْ اَنَی اَنَاكاً ‎ ‎ ‎ ‎ يَا اَبَتَا عَلَّكَ اوْ عَسَاكاً

وقَدْ يُحْذَفُ التَّنوِينُ مِنَ العَلَمِ إذا كَانَ مَوصُوفاً بِـ ابْنٍ مُضَافاً إلى عَلَمٍ ، نَحْوُ جَاءَنِی زَيْدُ بْنُ عَمْرٍو .

ترجمہ

تنوین ساکن نون کو کہتے ہیں۔ جوکلمہ کے آخر میں حرکت کے تابع ہوتا ہے۔ جوفعل کی تاکید کیلئے نہیں ہوتی اور اس کی تنوین کی پانچ اقسام ہیں۔

(۱) تنوین تمکن ہے۔ تنوین تمکن وہ ہے جس اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہونے پر دلالت کرے۔ یعنی وہ منصرف ہے۔ جیسے زید اور رجل ہے۔

(۲) تنوین تنکیر، وہ ہے جو کسی اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرے جیسے صہ، یعنی اسکت سکوتا ما فی وقت ما یعنی تو کسی نہ کسی وقت تو چپ کر جا۔ البتہ صہ بغیر کسی تنوین کے ساتھ سکون کے ساتھ ہے۔ اور اس کا معنی ہے کہ تو اس وقت تو خاموش ہو جا۔

(۳) تنوین عوض، وہ تنوین ہے۔ جو مضاف الیہ کے بدلے میں لائی جاتی ہے۔ جس طرح حینئذ اور ساعتئذ، اور یومئذ یعنی حین کان کذا، یعنی جس وقت ایسا ہو۔

(۴) تنوین مقابلہ، وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے۔ جس طرح مسلمات ہے۔ یہ چاروں قسم کی تنوینیں اسم کے ساتھ خاص ہیں۔

(۵) تنوین ترنم، یہ وہ تنوین ہے جو اشعار اور ابیات کے آخر میں آتی ہے۔ جیسے شاعر کا قول ہے کہ اے ملامت کرنے والے تو ملامت کو تھوڑا کر دے۔ اور سزا کم کر دے۔ اور تو یہ کہہ میں درست کام کروں۔ یقیناً اس نے درست کام کر لیا ہے۔ اور رؤبہ شاعر کا یہ قول ہے اے میرے باپ! شاید تو رزق پائے یا قریب ہے کہ تو رزق پائے، اور بعض اوقات علم سے تنوین کو حذف کر دیا جاتا ہے جبکہ وہ موصوف ہو، اور جب ابن اور ابنہ دوسرے عالم کی جانب مضاف ہوں۔ جیسے جاء نی زید ابن عمرو اور هند ابنة بکر ،

تنوین کے نحوی مفہوم کا بیان

تنوین دراصل ایک نونِ ساکن ہے جو بعض عربی کلمات (اسم) کے تلفظ میں آخر میں موجود ہوتا ہے لیکن لکھا نہیں جاتا۔ تنوین کی علامت اس کلمے کے آخری حرف پر موجود حرکت (زیر/زبر/پیش) کی تکرار ہے۔ مثال: فَرَسٌ

اعراب کے اعتبار سے تنوین کی اقسام کا بیان

اقسام تنوین: اقسام حرکت (اعراب: زیر، زبر، پیش) کے اعتبار سے تنوین کی بھی تین اقسام ہیں۔

1۔ تنوین رفع: جب کسی اسم کا تلفظ دو پیش / ضمہ (ضمّہ) پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوینِ رَفَع کہلاتی ہے۔ مثال: رَجُلٌ ، رَجُلُ + نْ (اس کا تلفظ رَجُلُنْ ھے .

2۔ تنوین نصب: جب کسی اسم کا تلفظ دو زبر / فتحہ پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوینِ نَصَب کہلاتی ہے۔ مثال: بناءً ، بِناءَ + نْ (اس کا تلفظ بِناءَنْ ھے .

3۔ تنوین جر: جب کسی اسم کا تلفظ دو زیر / کسرہ پر ختم ہو تو یہ تنوین تنوینِ جَر کہلاتی ہے۔ مثال: فَرَسٍ ، فَرَسِ + نْ (اس کا تلفظ فَرَسِنْ ھے .

تنوین تمکن کی تعریف کا بیان

تنوین تمکن وہ تنوین ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ یہ اسم اسمیت کے تقاضے میں راسخ ہے یعنی منصرف ہے۔ جیسے رجل،

تنوین ساکن کی تعریف کا بیان

تنوین وہ نون ساکن ہے جو کلمہ میں آخری حرکت کے بعد آتا ہے اور یہ فعل کی تاکید کے لئے نہیں لایا جاتا۔ جیسے زَیْدٌ
وضاحت: زَیْدٌ کا تلفظ یوں ہے زَیْدُن اور اس کے آخر میں آنے والا نون تنوین کہلاتا ہے۔

تنوین تنکیر کی تعریف کا بیان

تنوین تنکیر وہ تنوین ہے جو کسی اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے صَہٍ یعنی تم کسی وقت خاموش رہا کرو۔

تنوین عوض کی تعریف کا بیان

تنوین عوض وہ تنوین ہے جو مضاف الیہ کے بدلے میں آتی ہے جیسے حِیْنَئِذٍ اصل میں حِیْنَ اِذْ کَانَ کَذَا تھا۔

تنوین مقابلہ کی تعریف کا بیان

تنوین مقابلہ وہ تنوین ہے جو جمع مؤنث سالم میں ہوتی ہے۔ جیسے مُسْلِمَاتٌ

تنوین ترنم کی تعریف کا بیان

تنوین ترنم وہ ہے جو اشعار اور مصرعوں کے آخر میں (ترنم کے لئے) آتی ہے۔ جیسے اَقِلِّی اللَّوْمَ عَاذِلُ وَالْعِتَابَنْ ۔۔
وَقُوْلِیْ اِنْ اَصَبْتُ لَقَدْ اَصَابَنْ

اے ملامت کرنے والے، تو ملامت کو تھوڑا کردے۔ اور سزا کم کردے۔ اور تو یہ کہہ میں درست کام کروں۔ یقیناً اس نے درست کام کرلیا ہے۔

ترکیب: اقلی: صیغہ واحد مؤنث حاضر فعل امر حاضر معروف ثلاثی مزید فیہ مضاعف ثلاثی از باب افعال، یاء: ضمیر مرفوع متصل، مرفوع محلا فاعل، اللوم: معطوف علیہ، واؤ: حرف عطف، العتابن اسم مفرد باتنوین ترنم معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ جواب ندا مقدم، عاذل: دراصل یاعاذلۃ تھا، یا: حرف ندا قائم مقام ادعوا، ادعو: فعل مضارع معتل واوی مفرد مجرد از ضمائر بارزہ مرفوع بضمہ تقدیرا، انا: ضمیر مرفوع متصل مستتر واجب الاستتار فاعل، عاذل: منادی مفرد معرفہ مرخم مبنی بضمہ تقدیری مفعول بہ، فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جملہ ندا، واؤ: حرف عطف، قولی: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب نصر، فعل امر، یاء: ضمیر واحد مؤنث مرفوع محلا فاعل، لام: حرف تاکید، قد: حرف تحقیق، اصابن: (صیغہ؟) اجوف واوی از باب افعال، فعل باتنوین ترنم، ہو ضمیر اس میں پوشیدہ فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ منصوب محلا مقولہ، فعل اپنے فاعل اور مقولہ سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوف ہوا، ان حرف شرط اصبت (صیغہ؟) فعل، تاء: ضمیر متکلم فاعل، فعل اپنے فاعل سے مل کر جملہ فعلیہ ہو کر شرط اس کی جزا محذوف ہے، شرط اپنی جزا کے ساتھ مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔ جزائے محذوف پر قرینہ جملہ قولی لقد اصابن ہے جس کے درمیان شرط واقع ہے۔



﴿یہ سبق نون تاکید کے بیان میں ہے﴾

نُونُ التاكِيدِ : نُونٌ وُضِعَتْ لِتَاكِيدِ الامْرِ والمُضارِعِ إذا كَانَ فِيهِ طَلَبٌ بِإزَاءِ قَدْ لِتَاكِيدِ المَاضِي . نُونُ التَّاكِيدِ عَلى ضَرْبَيْنِ 1-خَفِيفَةٌ : وهِيَ سَاكِنَةٌ . 2-ثَقِيلَةٌ : وهِيَ مُشَدَّدَةٌ .

والثَّقِيلَةُ مَفْتُوحَةٌ لَمْ يَكُنْ قَبْلَهَا اَلِفٌ ، نَحْوُ اُكْتُبَنَّ ، اُكْتُبُنَّ ، اُكْتُبِنَّ ، وإلّا فَمَكْسُورَةٌ ، نَحْوُ اُكْتُبانِّ ، اُكْتُبْنانِّ ويَجُوزُ اَنْ تَدْخُلا عَلى الامْرِ ، والنَّهْيِ ، والاسْتِفْهامِ ، والتَّمَنِّي ، والعَرْضِ ، لِوُجُودِ مَعْنَى الطَّلَبِ فِي كُلٍّ مِنْها ، نَحْوُ اُكْتُبَنَّ ، ولا تَكْتُبَنَّ ، وهَلْ تَكْتُبَنَّ ، ولَيْتَ تَكْتُبَنَّ ، والا تَكْتُبَنَّ .

وقَدْ تَدْخُلُ النُّونُ عَلى القَسَمِ وجُوباً لِتَدُلَّ عَلى تَاكِيدِ كَوْنِ الفِعْلِ مَطْلُوباً لِلمُتَكَلِّمِ ، فَلا يَخْلُو آخِرُ القَسَمِ عَنْ مَعْنَى التَّاكِيدِ ، كَمَا لا يَخْلُو اَوَّلُهُ مِنْهُ ، نَحْوُ واللّٰهِ لَافْعَلَنَّ كذا .

ويَجِبُ اَنْ تَكُونَ حَرَكَةُ ما قَبْلَها عَلى ما يَاتِي : 1-ضَمُّ ما قَبْلَها فِي الجَمْعِ المُذَكَّرِ ، نَحْوُ اُكْتُبُنَّ لِتَدُلَّ عَلى واوِ الجَمْعِ المَحْذُوفِ . 2-كَسْرُ ما قَبْلَها فِي الواحِدِ المُؤَنَّثِ المُخاطَبَةِ نَحْوُ اُكْتُبِنَّ لِتَدُلَّ عَلى الياءِ المَحْذُوفَةِ .

3-الفَتْحُ فِيما عَداهُما . اَمّا الفَتْحُ فِي المُفْرَدِ ، فَلِاَنَّهُ لَوْ انْضَمَّ ، لَالْتَبَسَ بِالجَمْعِ المُذَكَّرِ ، ولَوْ كُسِرَ ، لَالْتَبَسَ بِالمُخاطِبَةِ . واَمّا فِي المُثَنّى والجَمْعِ المُؤَنَّثِ فَلِاَنَّ ما قَبْلَها اَلِفٌ ، نَحْوُ اُكْتُبانِّ واُكْتُبْنانِّ وَزِيدَتِ الالِفُ فِي الجَمْعِ المُؤَنَّثِ قَبْلَ نُونِ التَّاكِيدِ ، لِكَراهَةِ اجْتِماعِ ثَلاثِ نُوناتٍ ، نُونِ المُضْمَرِ ، ونُونِ التَّاكِيدِ الثَّقِيلَةِ .

وَنُونُ التَّاكِيدِ الخَفِيفَةُ لا تَدْخُلُ عَلى التَّثْنِيَةِ ولا عَلى الجَمْعِ المُؤَنَّثِ اَصْلاً لِاَنَّهُ لَوْ حُرِّكَ النُّونُ لَمْ يَبْقَ عَلى الاصْلِ فَلَمْ تَكُنْ خَفِيفَةً سَاكِنَةً ، وإنْ اَبْقَوها ساكِنَةً فَيَلْزَمُ التِقاءُ السَّاكِنَيْنِ عَلى غَيْرِ حَدِّهِ وهُوَ غَيْرُ حَسَنٍ .

ترجمہ

وہ نون جس کو فعل مضارع اور امر میں تاکید پیدا کرنے کیلئے بنایا گیا ہے۔ جبکہ ان میں طلب مقصود ہو جس طرح قد ماضی میں

تاکید کیلئے آتا ہے۔نون تاکید دو ہیں۔(۱) خفیفہ یہ ساکن ہوتا ہے (۲) ثقیلہ یہ مشدد ہوتا ہے۔یہ ہمیشہ مفتوح ہوتا ہے۔جب اس سے قبل الف نہ ہو جیسے اضربن اور نون ثقیلہ مکسورہ ہوتا ہے۔جب اس سے پہلے الف ہو جیسے اضربان ، اضربنان،

نون ثقیلہ امر، نہی ،استفہام ،تمنی ،ترجی اور عرض میں بہ طور جواز داخل ہوتا ہے۔کیونکہ ان میں سے ہر ایک میں طلب پائی جارہی ہے۔جیسے "اُكتُبَنَّ ، ولا تكتُبَنَّ ، وهَلْ تكتُبَنَّ ، وليَتَ تكتُبُنَّ ، والا تكتُبُنَّ"

بعض اوقات جواب قسم میں نون تاکید بہ طور وجوب داخل ہوتا ہے۔کیونکہ اس قسم کے وقوع کے سبب جو چیز غالب طور پر حکم کو چاہیے۔تو علمائے نحات نے یہ قصد کیا کہ قسم کا آخر تاکید سے خالی نہ رہے۔جس طرح اس کا اول اس سے خالی نہیں ہے۔جس طرح "واللهِ لَافعَلَنَّ كذا"

نوٹ:

یادر ہے کہ جمع مذکر میں نون تاکید کے ماقبل کو ضمہ دینا واجب ہے۔جس طرح اضربن ،اس کی دلیل یہ ہے وہ واؤ حذف ہونے والی دلالت کرنے والا ہو۔اور واحد مؤنث حاضر میں اس کے ماقبل کو کسرہ دینا واجب ہے جس طرح اضربن تاکہ یہ کسرہ حذف شدہ یاء پر دلالت کرنے والی ہو۔اور ان دونوں صیغوں کے سوا میں ماقبل کو فتح دینا لازم ہے۔البتہ مفرد میں اس لئے کہ ضمہ دینے کی صورت میں جمع مذکر سے التباس لازم آئے گا۔اور جب کسرہ دیں تو واحد مؤنث حاضر سے التباس لازم آئے گا۔پس تثنیہ اور جمع مؤنث میں نون تاکید سے قبل کو فتح دیا جائے گا کیونکہ نون تاکید سے مقابل الف واقع ہوا ہے جیسے اضربان اور اضربنان ،اور جمع مؤنث میں نون تاکید سے قبل الف کو زیادہ کیا گیا ہے تاکہ تین نونوں سے کے اکٹھے ہو جانے کی کراہت بچالیا جائے۔

اور نون ضمیر اور تاکید کے دو نون ہیں۔نون خفیفہ تثنیہ میں بالکل داخل نہیں ہوتا۔اور جمع مؤنث میں بھی داخل نہیں ہوتا۔کیونکہ جب اس کو حرکت دے دیں تو اس میں خفت باقی نہ رہے گی۔لہٰذا یہ اپنی اصل پر باقی نہ رہے گا۔اور جب اس کو ساکن باقی رکھے گا تو اجتماع ساکنین علی غیر حدہ لازم آجائے گا۔جو حسن نہیں ہے۔

نون تاکید کی تعریف

وہ نون جو فعل مضارع کے آخر میں آتا ہے اور اس کے معنی میں تاکید پیدا کر دیتا ہے۔جیسے لَيَضْــرِبَنَّ ضرور ضرور مارے گا وہ ایک مرد،

نوٹ: نونِ تاکید دو طرح کا ہوتا ہے۔امشدّ داور ۲ ساکن۔مشدد کو "نون ثقیلہ" اور ساکن کو "نون خفیفہ" کہتے ہیں۔

نون ثقیلہ کے احکام

نون ثقیلہ پر چھ صیغوں چاروں تثنیہ، اور دو جمع مؤنث غائب و حاضر میں "کسرہ" آتا ہے۔جیسے لَيَضْرِبَانِّ، لَيَضْرِبْنَانِّ .

اور باقی تمام صیغوں میں "فتحہ" آتا ہے۔ جیسے لَیَضْرِبَنَّ، لَتَضْرِبَنَّ ۔
نون ثقیلہ کا ماقبل حرف پانچ مرفوع صیغوں واحد مذکر غائب و حاضر، واحد مؤنث غائب اور واحد و جمع متکلم میں "مفتوح" ہوتا ہے۔ جیسے لَیَضْرِبَنَّ۔ ایک صیغہ واحد مؤنث حاضر میں "مکسور" ہوتا ہے۔ جیسے لَتَضْرِبِنَّ۔ دو صیغوں جمع مذکر غائب وحاضر میں "مضموم" ہوتا ہے جیسے لَیَضْرِبُنَّ اور چھ صیغوں چاروں تثنیہ اور دو جمع مؤنث غائب وحاضر میں نون ثقیلہ کا ماقبل الف ہوتا ہے جو ہمیشہ "ساکن" ہوتا ہے۔ جیسے لَیَضْرِبَانِّ۔
دو صیغوں جمع مونث غائب وحاضر کے آخر میں موجود نون ضمیری سے پہلے الف کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے یَفْعَلْنَ سے لَیَفْعَلْنَانِّ اور تَفْعَلْنَ سے لَتَفْعَلْنَانِّ ۔ نون تاکید فعل مضارع کے معنی میں تاکید پیدا کرتا اور اسے مستقبل کے ساتھ خاص کر دیتا ہے۔ جیسے لَیَفْعَلَنَّ ضرور ضرور کریگا وہ ایک مرد

نون خفیفہ سے متعلق بعض نحوی قوانین کا بیان

نون خفیفہ ہمیشہ ساکن ہوتا ہے یہ نون فعل مضارع کے چھ صیغوں چار تثنیہ اور دو جمع مؤنث کے علاوہ باقی آٹھوں صیغوں کے آخر میں آتا ہے۔ مضارع کے جن صیغوں میں نون خفیفہ آتا ہے ان میں اس کی وجہ سے وہی نون ثقیلہ کے فعل مضارع پر داخل ہونے کے سبب اس میں درج ذیل تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں: الف دو صیغوں جمع مذکر غائب وحاضر کے آخر سے واو جمع گر جاتا ہے۔ جیسے یَفْعَلُوْنَ سے لَیَفْعَلُنْ اور تَفْعَلُوْنَ سے لَتَفْعَلُنْ ۔
ایک صیغہ واحد مؤنث حاضر کے آخر سے "ی" گر جاتی ہے۔ جیسے تَفْعَلِیْنَ سے لَتَفْعَلِنْ ۔ سات صیغوں چاروں تثنیہ، جمع مؤنث غائب وحاضر اور واحد مؤنث حاضر کے آخر سے نون اعرابی گر جاتا ہے۔ جیسے یَفْعَلَانِ سے لَیَفْعَلَانْ ۔
پانچ مرفوع صیغوں کے آخر میں حرف علت واؤ یا یاء ہو تو وہ برقرار رہتا ہے اور اگر الف ہو تو وہ یاء سے تبدیل ہو جاتا ہے۔ جیسے یَدْعُوْ سے لَیَدْعُوَنْ اور یَرْمِیْ سے لَیَرْمِیَنْ اور یَخْشٰی سے لَیَخْشَیَنْ ۔ تبدیلیاں واقع ہوتی ہیں جو نون ثقیلہ کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ نون خفیفہ کے ماقبل حرف کی حرکت وہی ہوتی ہے جو نون ثقیلہ کے ماقبل کی ہوتی ہے۔ جیسے لَیَضْرِبَنْ، لَتَضْرِبُنْ، لَتَضْرِبِنْ ۔
فائدہ: فعل مضارع کے آخر میں نون تاکید ہو تو اس کے شروع میں لام تاکید مفتوح یا لفظ "اِمَّا" آتا ہے۔ جیسے یَضْرِبُ سے لَیَضْرِبَنَّ یا اِمَّا یَضْرِبَنَّ ۔

حروف تاکید کی تعریف کا بیان

وہ حروف ہیں جو جملہ پر داخل ہوتے ہیں اور اس میں تاکید کے معنی پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ دو ہیں۔۔ نون تاکید۔ لام ابتدائیہ
نون تاکید: نون تاکید فعل پر داخل ہوتا ہے۔ جس طرح لَیَضْرِبَنَّ ضرور ضرور مارے گا وہ ایک مرد۔

لام ابتدائیہ: یہ اسم اور فعل دونوں پر داخل ہوتا ہے جس طرح: وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ، اور بیشک مسلمان غلام مشرک سے اچھا ہے"۔ اور لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

نوٹ: إِنَّ اور أَنَّ بھی تاکید کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح کبھی قَدْ بھی تاکید کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

تمت شرح الهدايه في النحو من حقيقر العبد محمد لياقت على الرضوى البريلوى القادرى عفى عنه

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں اور اس کی ذات کا شکر ہے اور اسی کے احسان کی بدولت آج بروز پیر ۵ صفر المظفر ۱۴۳۵ھ بمطابق ۹ دسمبر ۲۰۱۳ء کو علم نحو کی معروف کتاب هداية النحو کی اردو شرح مکمل ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ علم نحو حاصل کرنے والے طلباء و طالبات کو دین متین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور ان علوم کے فہم سے ہمارے لئے قرآن وسنت کے فہم کو آسان بنا دے۔ آمین،

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق،

ماخذ ومراجع شرح الہدایۃ فی النحو

☆الکتاب، امام الائمۃ فی النحو، امام سیبویہ مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱) مفصل، علامہ جاراللہ زمخشری نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۲) الاصول فی النحو، علامہ ابوبکر محمد بن سراج نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۳) شرح مفصل، علامہ یعیش نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۴) علل تثنیہ، علامہ عثمان بن جنی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۵) کافیہ، علامہ ابن حاجب، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۶) جمل فی النحو، علامہ عبدالرحمٰن جرجانی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۷) متمہ اجرومیہ، علامہ محمد بن عبدالرحمٰن رعینی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۸) کتاب لمع، علامہ عثمان بن جنی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۹) تعریفات، علامہ عبدالرحمٰن جرجانی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۰) شرح ابن عقیل، علامہ ابن مالک احمد نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۱) بلغۃ فی الفرق بین مذکر ومؤنث، علامہ ابن انباری نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۲) اللباب علل البناء والاعراب، علامہ عبداللہ بن حسن عکبری، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۳) فوائد ضیائیہ، شیخ علامہ عبدالرحمٰن جامی نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۴) الموجز فی قواعد لغۃ عربیہ، شیخ سعید افغانی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۵) مغنی لبیب، علامہ ابن ہشام نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۶) قواعد لغۃ عربیہ مبسطہ، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۱۷) نصاب نحو، مکتبہ مدینہ کراچی پاکستان،

(۱۸) تحریر سنبٹ، مکتبہ رحمانیہ لاہور پاکستان،

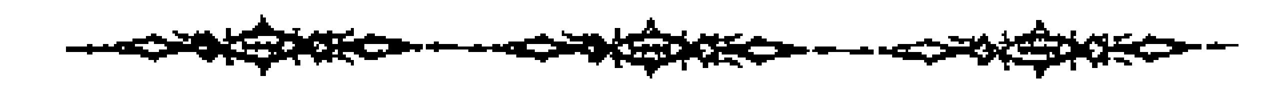
(۱۹) بغیہ وعات فی علمائے نحات، امام جلال الدین سیوطی شافعی علیہ الرحمہ مطبوعہ بیروت،

(۲۰) لمع ادلہ لابی برکات، علامہ کمال الدین بن محمد انباری، مطبوعہ بیروت، لبنان،

(۲۱) المغنی، علامہ ابن فلاح نحوی، مطبوعہ بیروت لبنان،

(۲۲) حاشیہ عصام علی شرح ملا جامی، مطبوعہ مجتبائے دہلی،

(۲۳) مختصر المعانی، علامہ سعد الدین تفتازانی، سرکی روڈ کوئٹہ پاکستان،
(۲۴) جامع البیان، امام ابن جریر طبری، مطبوعہ بیروت لبنان،
(۲۵) مسایرہ مع مسامرہ، مطبوعہ ایران،
(۲۶) حلیۃ الاولیاء، امام ابو نعیم احمد بن عبداللہ اصفہانی، مطبوعہ بیروت،
(۲۷) شرح المقاصد، علامہ سعد الدین تفتازانی، مطبوعہ بیروت،
(۲۸) الاصابہ، علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی، مطبوعہ بیروت،
(۲۹) الحدود فی علم نحو، علامہ احمد ابذی نحوی، مطبوعہ بیروت،
(۳۰) صراح فی علم نحو، مطبوعہ بیروت لبنان،



خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے

تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat